حصہ دو

مقابلہ تو زمانے کا خوب کرتا ہوں
اگرچہ میں نہ سپاہی ہوں نے امیرِ جنود!
(علامہ اقبالؒ)

وثائق یہودیت کے علمی اور عملی پہلو

بمقابلہ

یہود

نصاریٰ

ہنود

کیمونسٹ

از

النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ) فون : 0454-720401

THE LAST CRUSADE - THEORY & PRACTICE

PROTOCOLS IN
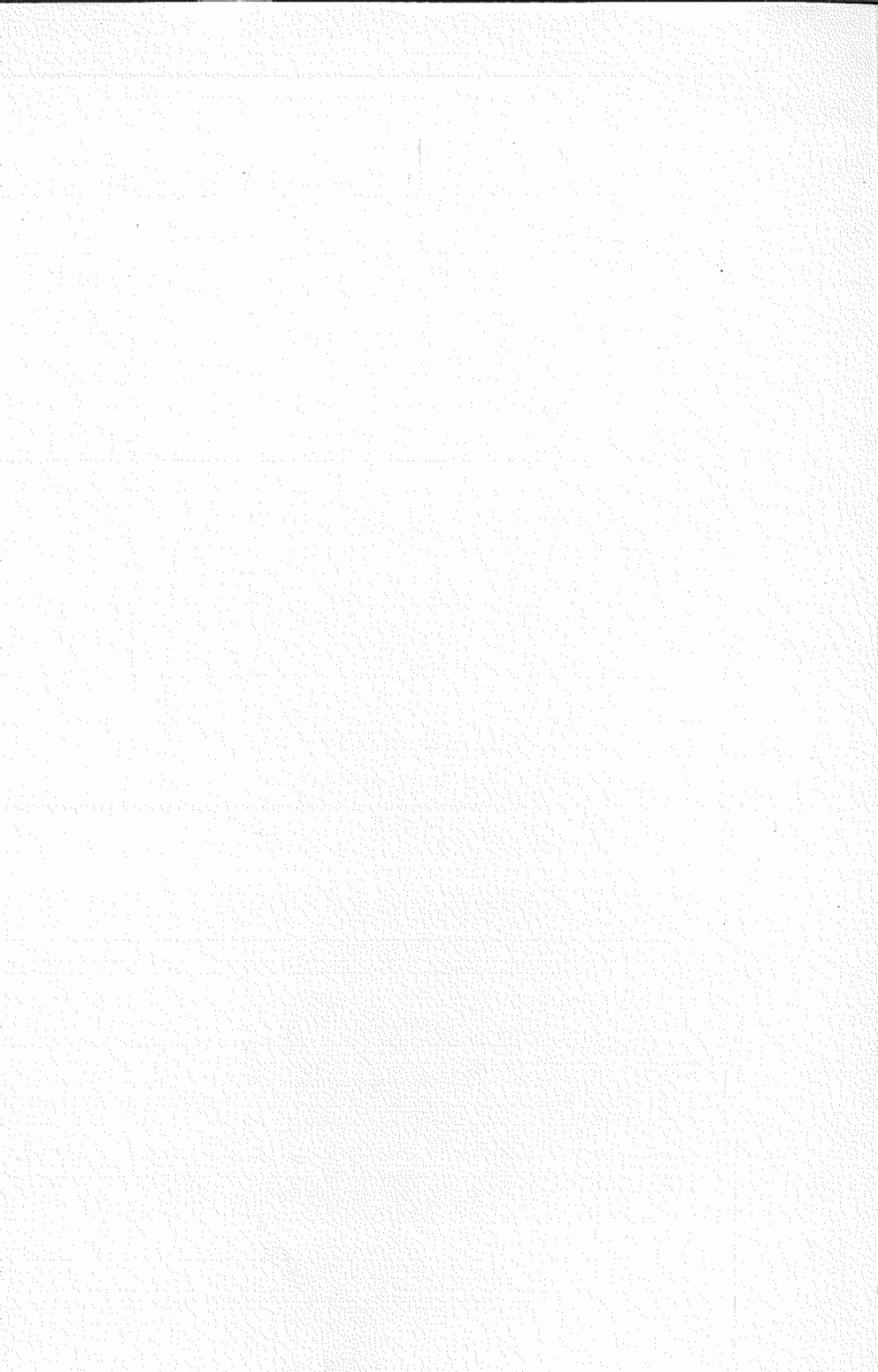
اٹھو وگرنہ حشر نہ ہوگا پھر کبھی ☆ دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا
(علامہ اقبالؒ)

آخری صلیبی جنگ

(حصہ دوم)

از
عبدالرشید ارشد
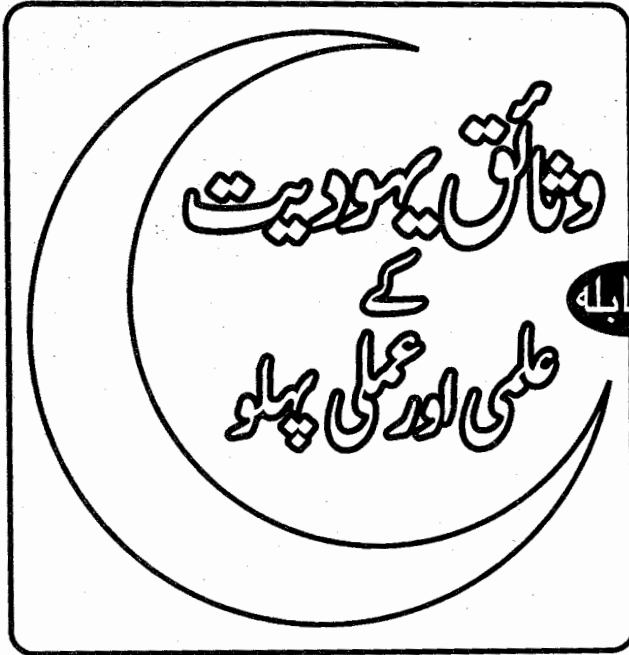
النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
فون : 0454-720401
جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد

بسم الله الرحمن الرحيم
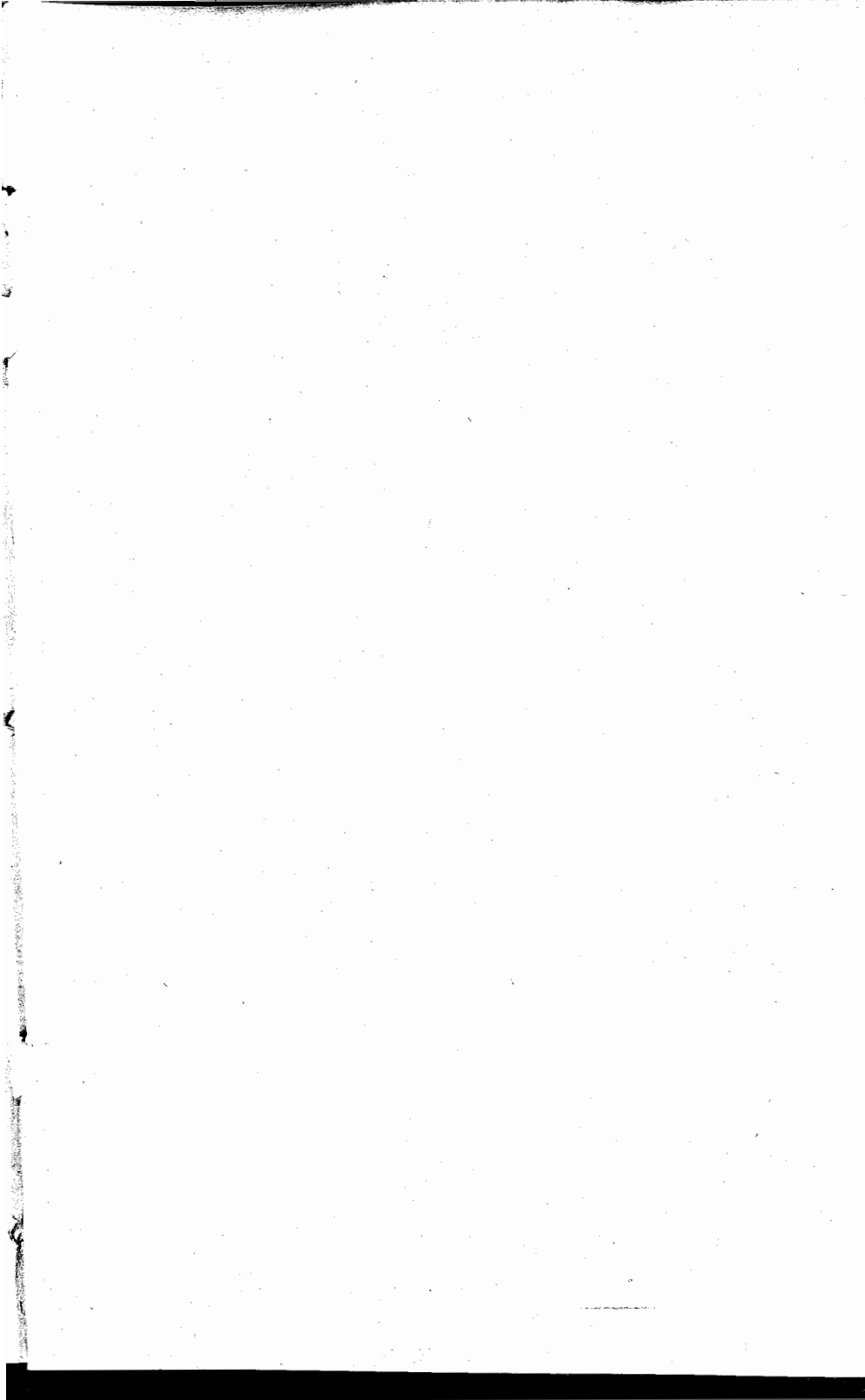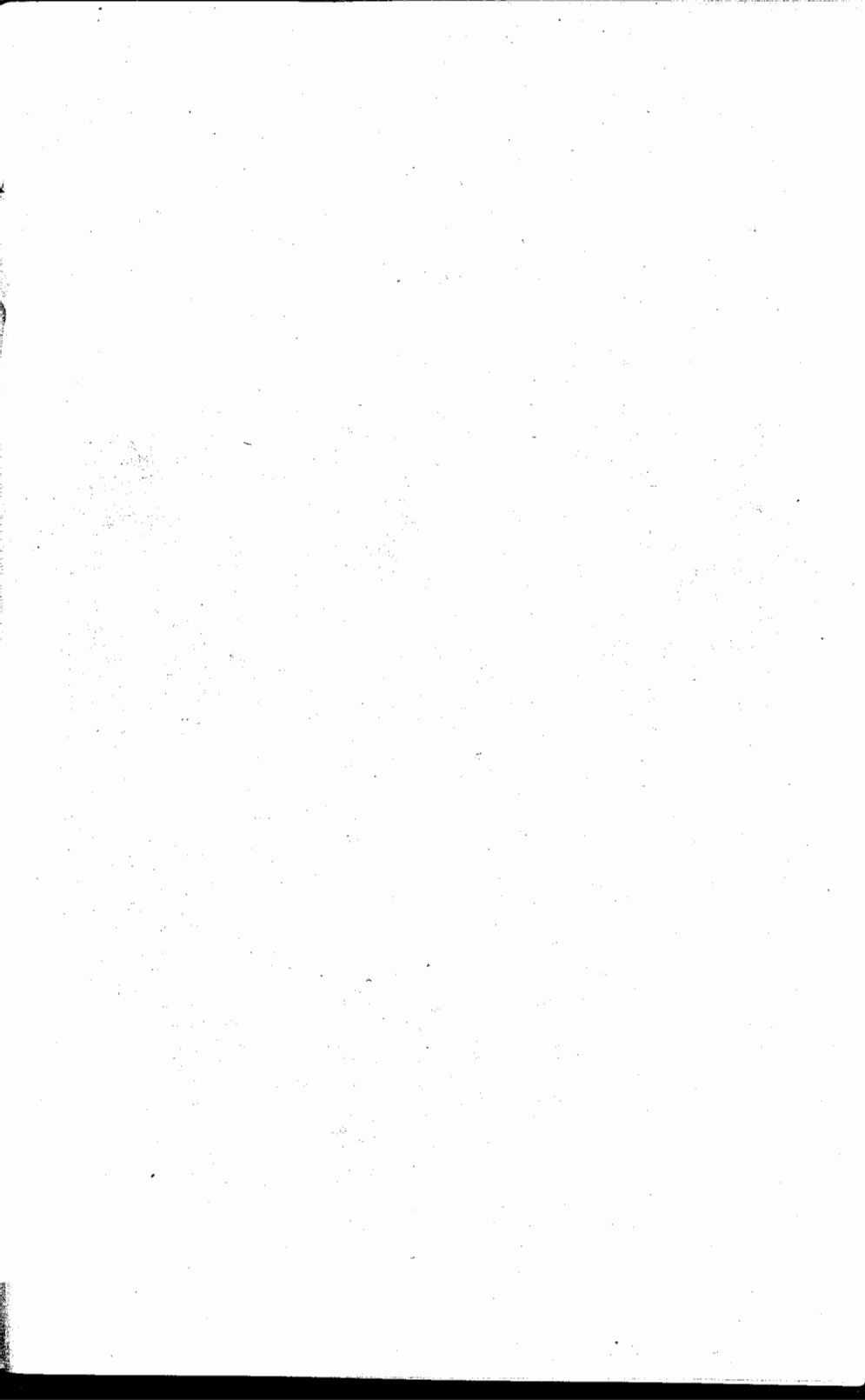
نام کتاب: "آخری صلیبی جنگ" (حصہ دوم)

نام مصنف: عبدالرشید ارشد

کمپوزنگ و ٹائیٹل: قاسم حمید حامد (BRAVO) جوہر آباد

طابع: میاں عبداللطیف' جوہر پریس جوہر آباد 41200

فون نمبر: 0454-722130

ناشر: دی سوسائٹی النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ) جوہر آباد (RP/65-91)

فون نمبر: 0454-720401

قیمت: 125 روپے

تعداد: 1000

☆......☆......☆

انتساب

صدیقۂ حیات کے نام
جس نے 38 سال کے دوران حقِ رفاقت
ادا کرتے، میرے بہت سے
کام اپنے ذمہ لے کر
مجھے لکھنے کی فرصت مہیا کی۔

اللہ تعالیٰ اسے صحت و تندرستی
اور دین کی خدمت کی توفیق
نصیب رکھے۔ آمین یا رب العالمین

عبدالرشید ارشد
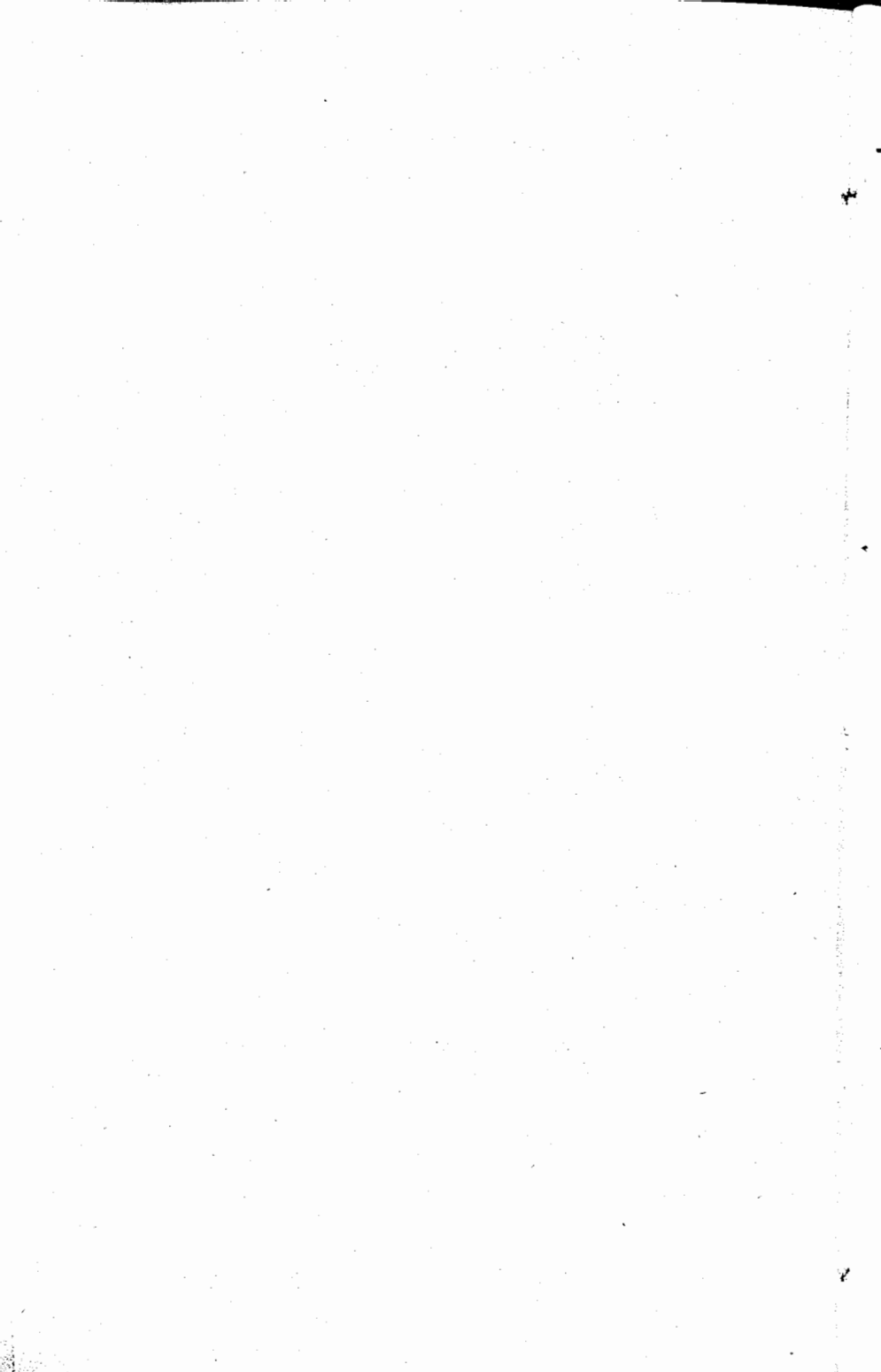
اے روحِ محمدؐ!

شیرازہ ہوا ملتِ مرحوم کا ابتر!
اب تو ہی بتا' تیرا مسلمان کدھر جائے!
وہ لذتِ آشوب نہیں بحرِ عرب میں
پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے!
ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد
اس کوہ بیاباں سے حُدی خوان کدھر جائے!
اس راز کو اب فاش کر اے روحِ محمدؐ!
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے!

☆ ☆ ☆

آئینہ

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1.	ابتدائیہ	13
2.	تقریظ	15
3.	تبصرے و تاثرات	17
4.	ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف خشکی کے آکٹوپس	29
5.	افغانستان پر پابندیاں اور ملت مسلمہ	47
6.	صرف جھوٹ کی اشاعت ہوگی	55
7.	ٹیلی ویژن اور قومی کردار کی تباہی	67
8.	قوم کے کردار و اخلاق کے محافظو ...... ایک نظر ادھر بھی!	71
9.	عصر حاضر میں میڈیا کا محاذ ...... علماء کے لئے لمحہ فکریہ!	74
10.	کرپشن کے متلاشیو ..... ایک نظر ادھر بھی	80
11.	زراعت' قدم قدم بحران	94
12.	اسلامی جمہوریہ پاکستان کے استحکام کا ضامن ...... نظام عدل	107
13.	اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حقیقی ضرورت ...... علم یا تعلیم!	115

.14	عیسائیت کے کچھار...... تعلیمی ادارے اور ہسپتال	126
.15	تیل کا ہتھیار...... فیصل شہید سے یہود تک	142
.16	ہیں بہت تلخ بندہ مزدور کے اوقات	153
.17	بھیڑ کا احتجاج بھیڑیئے کی فطرت نہیں بدل سکتا	161
.18	ضمیمہ "فری میسنری" پر تبصرہ	167
.19	خالق نے مخلوق کے لئے سود حرام کیوں کیا؟	172
.20	خاندانی منصوبہ بندی اور تحریف قرآن	188
.21	خاندانی منصوبہ بندی اور قدرت اللہ شہاب' جعفر شاہ پھلواروی	202
.22	خاندانی منصوبہ بندی' بڑھتی آبادی' گھٹتے وسائل' سچ کیا ہے؟	225
.23	خاندانی منصوبہ بندی کے فتوں کی حقیقت	244
.24	خاندانی منصوبہ بندی پر ڈاکٹر عبدالقدیر کے نام خط	270
.25	لمحہ فکریہ...... مسیحی NGOs کی اسلام بیزار سرگرمیوں کا جائزہ	272

آزادی و حقوق نسواں
سماجی اداروں کے روپ میں اسلام دشمنی
1. عورت کی نصف گواہی خبرنامہ میں
2. عورت کی نصف گواہی قرآن و حدیث میں
3. عورت کی آدھی گواہی اور طب
عورت کا حقیقی مقام
جبر قرآن کی روح کے خلاف
پردہ کیلئے عورت پر جبر
پردہ اور معاشرتی زندگی
گمراہ کن سرخیاں
سرخیوں کا مختصر جائزہ
قائداعظم کا پاکستان

آئین پاکستان (تعارف' بنیادی حقوق' پالیسی کے اصول)
قرار داد مقاصد' شریعت بل کا متن' شریعت ایکٹ
مسیحی' مسلمان عورت کے غمزار کیوں؟
مسلمان خواتین کے حقوق کی علمبردار تنظیمیں
حقوق نسواں کے لئے پاکستان میں تنظیموں کا مشترکہ ایکشن
قانونی اصلاحات کے لئے ایکشن کاروائی
مذہب کا تمسخر

26. محاکمہ ...... بائبل کورسز کے جال اور عیسائیت کا پھیلاؤ 321

تورات شریف و انجیل شریف کی صحت و حقانیت
توراہ و انجیل انسائیکلوپیڈیا میں
بائبل تدوین توراۃ
مصنف کے دلائل کا تجزیہ' اللہ تعالی کی وصیت
تورات کے اندرونی تضادات اور عہد عتیق کے تین ادوار
حضرت نوح بھی سچائی اور راستبازی سے بھرپور تھے
اللہ کی باتوں کو کبھی زوال نہیں ہے
اتصال و تواتر - بائبل کی گمشدگی اور بازیابی
بائبل کی دوسری سے ساتویں گمشدگی اور بازیابی
قدیم نسخے اور بحر مردار کے مخطوطات
تورات و انجیل میں تحریف کب ہوئی
تورات و انجیل کی قرآن سے تصدیق کی حقیقت

☆ ...... ☆ ...... ☆

اغیار کے افکار و تخیل کی گدائی!
کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی؟

ابتدائیہ

بارگاہ رب العزت میں شکر و سپاس کا جو ہدیہ بھی پیش کروں کم ہے کہ میری علمی کم مائیگی اور تہی دستی کے باوجود اس نے اپنے خصوصی فضل و احسان سے نواز کر مجھ سے ایسا علمی و تحقیقی کام کروایا جسے اہل علم نے میری ہر توقع سے بڑھ کر سراہا۔ میرا یہ کام ''آخری صلیبی جنگ'' (حصہ اول) اور وثائق یہودیت کا اردو ترجمہ ہے۔ یقیناً اس میں میرا کوئی کمال نہیں یہ صرف میرے رب کی رحمت کا کمال ہے۔

مجھے اس پہلو سے بھی خوشی ملی اور جذبات تشکر میں اضافہ ہوا کہ میرے اس کام کی بنیاد پر پوسٹ گریجوایشن کی تکمیل کے لئے تھیس مکمل ہوئے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

''آخری صلیبی جنگ'' کے جو محاذ حصہ اول میں رہ گئے تھے ان کو حصہ دوم کی صورت میں آپ سے متعارف کرایا جا رہا ہے اور اب بھی فیصلہ آپ ہی نے کرنا ہے کہ میری اس محنت کی حیثیت کیا ہے۔ پسند آئے تو دعا فرمایئے۔ غلطی کی نشاندہی کرینگے تو میری اصلاح ہوگی۔ آپ میرے محسن ہونگے۔

اس حصے کی تیاری میں میرے ''ان دیکھے'' محسن حسین صحرائی صاحب کا بہت حصہ ہے جنہوں نے لحہ لحہ میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

محترم حسین صحرائی صاحب نے ''آخری صلیبی جنگ'' کے پہلے حصہ کے سندھی زبان میں ترجمہ کا کام اپنے ذمہ لے رکھا ہے جب کہ پشتو اور فارسی زبان میں ترجمہ افغانستان کے صوبہ پکتیا کے ڈائریکٹر اطلاعات ونشریات اور سپریم کمانڈر مولوی محمد امیر احمدی صاحب نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ میں دونوں حضرات کے فی سبیل اللہ تعاون کے لئے ممنون احسان ہوں۔

جوہرآباد   عبدالرشید ارشد

15 اپریل 2001ء

☆......☆......☆

تقریظ

(از لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل)

عبدالرشید ارشد صاحب کی سابقہ دو کتابیں ''وثائق یہودیت'' اور ''آخری صلیبی جنگ'' میری نظر سے گزری ہیں۔ ان کی موجودہ کاوش اسی سلسلے کی کڑی ہے۔

وہ عالم اسلام بالخصوص پاکستان کے خلاف صیہونی سازشوں کے بارے میں قوم کو بیدار کر کے ایک بڑی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ مکار دشمن کے عزائم سے باخبر کرنا بھی جہاد کا حصہ ہے جس کے لئے میں مصنف کی کاوشوں کو قابل تحسین اور صد ستائش سمجھتا ہوں۔ اگرچہ یہودیوں کی سازشوں سے ہمیں چودہ سو برس پہلے مطلع کر دیا گیا تھا۔ خود قرآن نے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی۔ تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ہم ان تمام تاریخی حقائق اور بنیادی تعصّبات کو فراموش کر چکے ہیں' جو یہود کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پلتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ملت اسلامیہ اس مقام پر ہے کہ مٹھی بھر یہودی سازشی عالم اسلام کی ڈیڑھ ارب آبادی اور ستاون مسلم ممالک کو انگلیوں پر نچا رہے ہیں۔ یہود ہمیشہ اپنے دور کی سب سے بڑی طاقت کے ساتھ الحاق کر کے مسلمانوں کو زک پہنچاتے رہے ہیں۔ خود رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں اسلامی ریاست مدینہ کے خلاف انہوں نے مشرکین مکہ کے ساتھ مل کر پے در پے سازشیں کیں۔ اس کے بعد صلیبی جنگوں کے ذریعے مسلمانوں کی قوت کو نقصان پہنچایا۔ اندلس میں مسلمان حکمرانوں کے ساتھ مل کر اپنے لئے جگہ بنا لی۔ لیکن جب وہاں سے نکالے گئے تو عثمانی سلطنت میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہ کر ان کی خلافت کو ختم کر کے ترک قوم پرستی کی بنیاد رکھی۔

گذشتہ صدی میں یہود نے انگریزوں کے ساتھ مل کر اعلان بالفور کے ذریعے ایک صیہونی ریاست کی جدوجہد کا آغاز کیا اور دوسری جنگ عظیم کے بعد ایک صیہونی

ریاست اسرائیل کی بنیاد رکھنے میں کامیاب ہو گئے۔ فلسطین کی سرزمین غصب کر لی' پھر روسی ریاست کے ذریعے افغانستان پر حملہ کر کے مسلمانوں کی قوت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ روس کی افغانستان سے پسپائی کے بعد خلیج کی جنگ کا آغاز کیا۔ جس کے نتیجے میں مغرب کی افواج مسلمانوں کے قلب اور مقدس ترین مقامات پر اپنے اڈے قائم کرنے میں کامیاب ہوئیں۔

اب جب ان کو یہ خدشہ پیدا ہوا ہے کہ کہیں امریکی عوام ان کی تاریخی ریشہ دوانیوں سے باخبر نہ ہو جائیں اور ان کی حمایت میں کمی نہ ہو جائے تو انہوں نے برہمن کی سوچ کو پڑھتے ہوئے امریکی حمایت کے ذریعے ہندوستان سے تعلقات کو استوار کر لیا ہے تاکہ اگر کہیں مغرب سے ان کی حمایت میں کمی ہو تو اسے پورا کیا جا سکے۔

دنیا کے تمام بین الاقوامی ادارے امریکہ کی مدد سے یہود کے کنٹرول میں آ گئے اور انہوں نے این جی اوز کا جال بچھا لیا ہے۔ ریاستی نظام اور خاندانی نظام کو' عقیدے کی بنیاد پر جڑ سے اکھاڑنے کی سازشیں ہو رہی ہیں' کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ غربت اور افلاس کے باوجود لوگ قرآن اور عشق رسول سے ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہیں بلکہ اس کے لئے اپنی جانیں تک قربان کرنے کو تیار ہیں۔

مصنف نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے حقائق کو پیش کیا۔ سوال یہ نہیں کہ یہود کیا کر رہے ہیں' بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ کیا ہمارے حکمران ان سازشوں سے بے خبر ہیں یا خود ان کے آلہ کار بن کر رہ گئے ہیں۔ اس کے لئے کسی سیاسی تحریک کی نہیں (سیاسی تحریک تقسیم کرتی ہے) بلکہ ایک سماجی تحریک کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد میں ایک ایسے پریشر گروپ کا حامی رہا ہوں جو اخلاص کے ساتھ اقتدار سے ماورا لوگوں کو یکجا کر کے اتحاد اور ایمان کی قوت کے ساتھ ان تمام سازشوں کو نہ صرف بے نقاب کرے بلکہ ریاست مدینہ کے طرز پر تخلیق پاکستان کے مقاصد کو پورے کرے۔

دیباچہ

(از ڈاکٹر محمد امین، پی۔ایچ ڈی)

صیہونیت کے بڑھتے چڑھتے سائے آج کے گلوبل ویلج کی گلوبل فیملی پر جس طرح چھائے ہیں اور لحہ بہ لحہ ان کی گھمبیرتا میں جو اضافہ ہوتا جا رہا ہے وہ کسی بھی باشعور انسان کی نظروں سے اوجھل نہیں ہے۔ امریکہ و روس ہو یا دیگر یورپی ممالک یہ صیہونیت کے مفتوح علاقے ہیں، مثلاً برطانیہ کا شاہی خاندان صیہونیت کا سرپرست اعلیٰ ہے اور اسی کی محنت سے ارضِ فلسطین میں اسرائیلی پودہ کاشت ہوا، انہی دونوں کی محنت سے ترکی خلافت کا خاتمہ ہوا اور کمال اتاترک جیسے مہرے کے ذریعے اسلامی اقدار کے بخیے ادھیڑے گئے جس کے بدترین اثرات آج تک ترک افواج کی شکل میں ترکی پر مسلط ہیں۔ امریکہ کے آج تک کے صدور میں سے 17 صدر باضابطہ صیہونی فری میسن تحریک کے رکن رہے اور آج بھی صدارتی کامیابی کے لئے صیہونی سرپرستی امریکی امیدوار صدارت کے لئے ضروری ہے۔

صیہونیت کا اصل مدمقابل اسلام ہے اور مسیحیت کو بھی یہی یقین دلا دیا گیا ہے کہ تمہارا حقیقی دشمن اسلام ہے۔ جس کا برملا اظہار افغانستان میں روس کی شکست کے بعد ایک امریکی صدر کر چکے ہیں۔ جب ہم اسلام کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو اسلام کے نام پر حاصل کی گئی خالصتاً نظریاتی اسلامی جمہوریہ پاکستان اسلام دشمن قوتوں کو ہر لحہ کھٹکتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بدنصیب پاکستانی قوم نصف صدی میں اسلام کی حقیقی روح سے فیضیاب ہونے میں ناکام رہی۔

عالمی صیہونیت اگرچہ بلاتفریق پنجے گاڑ چکی ہے مگر اسلامی بلاک خصوصاً اسلامی

جمہوریہ پاکستان اس کی زد میں ہے اور خالص سائنٹیفک انداز میں' آخری صلیبی جنگ جیتنے کے لئے' مختلف محاذوں پر دباؤ بڑھایا جا رہا ہے۔ بتدریج یہ دباؤ بڑھ رہا ہے بلکہ نت نئے محاذوں کا اضافہ بھی ہو رہا ہے۔

آخری صلیبی جنگ کے حصہ اول کی اشاعت پر جو محنت مصنف نے کی اس کی ملک کے گوشے گوشے میں توقع سے بڑھ کر پذیرائی ہوئی۔ مصنف نے دلائل و دستاویزی شواہد سے قوم کے سامنے یہود و نصاریٰ کا کچا چٹھا رکھ دیا اور یہ فیصلہ قوم کے ذمہ ٹھہرا کہ وہ خوابِ غفلت سے جاگنے کے لئے تیار ہے یا نہیں۔

زیر نظر کتاب آخری صلیبی جنگ کا دوسرا حصہ ہے اور پہلے سے کم و بیش دگنی ضخامت کا ہے۔ فاضل مصنف نے اس حصے میں اپنی بات کا آغاز صیہونیت کے سب سے موثر ہتھیار مالیاتی اداروں کی قلعی کھولنے سے کیا ہے' ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف' خشکی کے آکٹوپس' ایک چشم کشا مضمون ہے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دکھوں کی وجوہ کو جو کوئی بھی سمجھنا چاہے اس میں اس کے لئے ہر تفصیل دلائل کے ساتھ موجود ہے۔

اسلامی ممالک کے خلاف عملی جارحیت کی خاطر' جس طرح ماضی میں ایران و عراق و لیبیا اور سوڈان ٹارگٹ تھے بلکہ اب بھی ہیں' اسی طرح افغانستان پر پابندیوں کے بہانے اب افغانستان اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کو سبق سکھانے کے لئے امریکہ اور اس کے حواری پرتول رہے ہیں' سامنے بظاہر اسامہ بن لادن ہے مگر اصل نشانہ دونوں اسلامی ممالک ہیں۔ ماضی کے میزائل اس بات پر گواہ ہیں کہ فائر افغانستان پر کیئے گئے مگر "کچھ راستہ بھول کر" پاکستان کی سرزمین پر آ گرے تھے۔

فاضل مصنف نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ہر ذی شعور کے سامنے آخری صلیبی جنگ کے ایک ایک محاذ کر تجزیہ رکھ دیا ہے۔ بالیقین یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ مستقبل کا مورخ یہ تسلیم نہ کریگا کہ اس قوم کو کسی خبردار کرنیوالے نے خبردار نہ کیا تھا۔ اسکو خوابِ غفلت سے جگانے کی بھرپور کوشش نہ کی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے۔

آخری صلیبی جنگ (حصہ اول) پر تبصرے

اسلام دشمن قوتوں پر گہری نظر رکھنے والے عبدالرشید ارشد نے ''آخری صلیبی جنگ'' لکھ کر امت مسلمہ کو جھنجھوڑا ہے اور اسے خواب غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہیں اس بات کا احساس ہے کہ یہ امت اتنی گہری نیند سو چکی ہے کہ کوئی دھماکہ ہی اسے اٹھائے تو اٹھائے۔ انہوں نے بیسیوں کتابیں اور سینکڑوں مضامین لکھے لیکن سوائے چند لوگوں کے کسی پر اثر نہ ہوا۔ وہ اس کتاب کے انتساب میں لکھتے ہیں:

''کٹھن راستے کے سبب اپنا پرایا کوئی بھی میرے کارواں میں شامل ہونے پر آمادہ نہ ہوا۔''

ایک اور مضمون میں اپنی اولاد سے بھی شکوہ کرتے ہیں کہ مولانا مودودیؒ کی اولاد کی طرح میری اولاد نے اس معاملہ میں میرا ساتھ نہ دیا ...... لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ انسان کو صرف کوشش کرنے کا مکلف بنایا گیا ہے۔ بات کانوں میں ڈالی جا سکتی ہے' الفاظ آنکھوں سے پڑھوائے جا سکتے ہیں مگر کسی کا دل چیر کر اس میں اپنی بات بھرنا تو پیغمبروں کے بس کی بھی بات نہیں تھی۔ کتنے ہی نبی ایسے بھی آئے کہ ان کی مسلسل تبلیغ ایک شخص کو بھی تبدیل نہ کر سکی۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ نبی ناکام ہوئے بلکہ وہ امت ناکام ہوئی جس نے نبیوں کی بات نہ مانی۔ عبدالرشید ارشد اس لحاظ سے کامیاب ہیں کہ انہوں نے اپنی جوانی' اپنی ادھیڑ عمری اور بالآخر بڑھاپا بھی اس مشن کی تکمیل میں لگا دیا۔ ان کا یہ احساس کہ ''کوئی میری بات نہیں سنتا'' اگر صحیح بھی ہو تو ان کے قارئین کی تعداد لاکھوں میں ہے جو عملی طور پر ان کے ساتھ نہیں لیکن علمی طور پر اس سے بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ میں

ایسے بے شمار لوگوں کو جانتا ہوں جنہوں نے عبدالرشید ارشد کی کتب سے تیاری کر کے اپنے تھیسس مکمل کئے جنہوں نے اپنے مضامین کے لئے ان سے مواد حاصل کیا' اپنی تقریروں کے لئے ان کے اقتباسات سنائے اور اپنی مجلسوں میں اس صورت حال پر پشیمانی کا اظہار کیا۔

''آخری صلیبی جنگ'' کے آغاز میں ایک نواب کا قصہ درج ہے جو ایک انگریز فوجی افسر سے دوستی کے باعث برطانیہ گئے' وہاں دیکھا کہ عربی لباس میں ملبوس نوجوان قرآن' حدیث اور فقہ وغیرہ پڑھ رہے ہیں۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ سب یہودی اور عیسائی ہیں اور مسلمانوں کے علوم اس لئے سیکھ رہے ہیں تاکہ مسلمانوں میں اختلاف پیدا کر سکیں اور یہود و نصاریٰ کا کام سہل ہو جائے تو وہ پریشان ہو کر واپس لوٹے۔ پاکستان کی بے شمار دینی اور سیاسی جماعتوں کے بارے میں بھی ان کا خیال یہی ہے کہ ان کے پیچھے نادیدہ قوت پاکستان کو کمزور کرنے کا باعث بن رہی ہے۔

کتاب میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ''برطانیہ کا حکمران خاندان یہود کی فری میسن تحریک کا سرپرست ہے۔ اسرائیلی پودا فلسطین میں برطانیہ نے لگوایا۔ دنیا میں ڈالر ہی واحد کرنسی ہے جس پر یہود کا ٹریڈ مارک اور نگران آنکھ کا بدنام زمانہ نشان ثبت ہے''۔

آگے جا کر لکھتے ہیں ''مسلمانوں کے خلاف آخری صلیبی جنگ کے لئے صف آرا بظاہر نصرانی ہے مگر اس مہرے کی پشت پناہی اور اس کی منصوبہ بندی کرنے والے یہود ہیں۔ میمنہ اور میسرہ میں کسی جگہ روس ہے تو کسی جگہ ہندو بنیا''۔

پاکستان میں سازشوں اور سازشیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہے کہ یہاں حریت کی چنگاری زندہ ہے۔ اس کو ختم کرنے کے لئے 1967ء میں NGOs کو منظم کیا' صحافیوں' ادیبوں' دانشوروں اور ٹی وی آرٹسٹوں سے ضمیر کے سودے کئے' افسر شاہی کے موثر نیٹ ورک میں اپنے زرخرید پالیسی ساز بنائے اور سیاسی اور مذہبی جماعتوں میں اپنے من پسند لوگوں کو سیاست دانوں اور علماء کے بہروپ میں داخل کیا۔

ٹیلی ویژن پروگرام' ڈرامے' موسیقی وغیرہ کو سپانسر کرنے والے یہودی سرمایہ کار ہیں جن میں PEPSI کا نام سرفہرست ہے۔ پیپسی درحقیقت مخفف ہے Pay Each Penny Save Israil (اسرائیل کو بچانے کے لئے آخری پینی بھی ادا کر دو) اور ہم ہیں کہ ایک طرف اسرائیل کی مخالفت کرتے ہیں اور دوسری طرف اسرائیل کو بچانے کے لئے پیپسی کی بوتلیں استعمال کرتے ہیں۔

اس کتاب میں اسلام دشمنوں کے بے شمار پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے کہ وہ کس طرح ہر جگہ مسلمانوں کو آکٹوپس کی طرح جکڑے ہوئے ہیں۔ تعلیمی اقدار کا خاتمہ' معاشی' تجارتی و صنعتی اقدار کا خاتمہ' سیاسی اقدار کی تباہی' مذہبی رواداری کی تباہی' صحافت اور میڈیا کی تباہی کی بے شمار مثالیں اس کتاب میں درج ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بے دین این جی اوز کا کردار' بحالی معیشت کے لئے امپورٹڈ سفید ہاتھی' نچلی سطح تک اقتدار کی منتقلی' ناکام تجربے کو دہرانا بھی کتاب کے اہم مضامین ہیں۔

کتاب اس قابل ہے کہ اس کا ایک ایک حرف توجہ سے پڑھا جائے' اس کا تجزیہ کیا جائے اور اسلامی حکومتیں ان سازشوں سے بچنے کا تدارک کریں۔ ؒ

(تبصرہ: عبدالوحید سلیمانی)

بشکریہ بیدار ڈائجسٹ' مارچ 2001ء

اس وقت ہمارے سامنے "آخری صلیبی جنگ" نامی کتاب ہے۔ اس کے مصنف مشہور صاحب قلم عبدالرشید ارشد ہیں۔ انہیں یہودیوں کی فتنہ طرازی اور دیگر ممالک میں اس کو پھیلانے اور اس کے اثرات کا جائزہ لینے سے خصوصی دلچسپی ہے۔ 194 صفحات کی اس کتاب میں پندرہ مضامین' دو خطوط اور پانچ اہم لیکن مختلف حضرات کے تحریر

کردہ مضامین کتاب کی زینت ہیں۔

کتاب کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ فاضل مصنف کے خیال میں وطن عزیز کی موجودہ صورت حال میں یہودی ذہن' سرمائے اور ان کے کارندوں کا بہت بڑا کردار ہے۔ فاضل حضرات نے کوئی بات بلاوجہ اور بغیر تحقیق یا حوالے کے بغیر نہیں لکھی بلکہ پورے وثوق اور حوالے کے ساتھ قلم بند کی ہے۔

انتساب میں وہ لکھتے ہیں ''کٹھن راستے کے سبب اپنا پرایا کوئی بھی میرے کارواں میں شامل ہونے پر آمادہ نہ ہوا۔ پھر بے حسی اور بے حمیتی کی گھمبیرتا کو چیرتا ہوا کرب آگے بڑھا اور اس نے پورے اعتماد کے ساتھ یقین دلایا کہ وہ لحد تک میرا ساتھ دے گا''۔

میاں عبداللطیف دریچہ کے عنوان سے کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں ''آخری صلیبی جنگ'' لکھنے والے نے جنگ کے جارح کی منصوبہ بندی سے اہل وطن کو آگاہ کیا ہے۔ ایک ایک محاذ پر حملوں کے انداز کا اور جارح کے حمایتیوں کا تعارف آپ کے سامنے رکھا ہے۔ اس دعا کے ساتھ کہ قوم کروٹ بدل لے' حکمران اپنا پرایا پہچان لیں اور تائید باری اس قوم کا مقدر بن جائے۔ (ص ۹)

ڈاکٹر محمد امین Phd تقدیم میں رقم طراز ہیں ''مولف نے ''آخری صلیبی جنگ'' کے جارح منصوبہ سازوں کے خلاف اپنا مقدمہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے باشعور عوام کی عدالت میں سنجیدہ انداز اور بھرپور وزنی دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے۔ میرٹ پر مقدمہ ہارنے کا کوئی امکان بھی نہیں ہے۔ بہرحال یہ فیصلہ آپ ہی کو کرنا ہے کہ مولف کی بات میں کس قدر وزن ہے۔ کیوں کہ عوام سے بہتر کوئی جج نہیں ہے۔'' (ص ۱۲)

تاثرات میں حسین صحرائی لکھتے ہیں ''زیر نظر تصنیف ''آخری صلیبی جنگ'' میں فاضل مصنف نے یہودی منصوبہ بہ موسوم ''پروٹوکولز'' سے حوالے دے کر ثابت کیا ہے کہ یہودی پوری دنیا پر اپنا تسلط و اقتدار قائم کرنے کے منصوبے پر عمل پیرا ہیں۔ اس کی مختلف

شکلیں کیا ہیں؟ وطن عزیز میں نام نہاد NGOs یہودیت کے آلہ کار کے طور پر خدمت کی آڑ میں کیا کارنامے سرانجام دے رہی ہیں۔ وہ کسی ملک کے نظریاتی تشخص اور اسلامی تعلیمات کا تمسخر اڑا رہی ہیں۔ یہ قوتیں جو اقلیت میں ہیں' وطن عزیز میں مادر پدر آزاد اور مغربی تہذیب کا احیاء چاہتی ہیں۔" (ص ۱۴ تا ۱۶)

ملک احمد سرور مدیر بیدار ڈائجسٹ دعاگو ہیں "کاش مسلم دنیا کے حکمران' سیاستدان اور دانشور بھی اس آواز کو سن اور سمجھ سکیں۔" (ص ۱۰)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس آواز کو سمجھنے کے لئے کتاب کا تفصیلی جائزہ لیا جائے۔ پہلا مضمون جس کا عنوان ہے "آخری صلیبی جنگ" (ص ۲۰ تا ۳۸) اس میں مصنف نے تفصیل کے ساتھ یہودی طریقہ واردات حوالے کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ وہ کس طرح ہماری ملی' سماجی' تعلیمی' معاشی' مذہبی اقدار اور رواداری کو صحافت' میڈیا' اخبارات کے ذریعے تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ UNO کو مسلم امہ پر ناروا پابندیوں اور نقصان پہنچانے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

دوسرا باب بعنوان "اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بے دین این جی اوز کا کردار" (ص ۳۹ تا ۵۲) میں پاکستان میں کام کرنے والی نام نہاد NGOs تنظیموں کے کردار کے اہداف خصوصاً قصاص' دیت اور قانون شہادت' ان کے زیر اہتمام شائع ہونے والے رسائل کا جائزہ کہ وہ کس کس انداز سے ایک نظریاتی ملک میں اس کے بنیادی نظریہ' دینی اقدار' قرآن و سنت کے قوانین کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ اور ہر قسم کے احتساب سے محفوظ بھی رہتے ہیں۔

تیسرے باب کا عنوان ہے "بحالی معیشت کے لئے امپورٹڈ سفید ہاتھی" (ص ۵۳ تا ۵۶) اس میں ملک کے معاشی بحران پیدا کرنے والے افراد اور اداروں کی نشان دہی کی گئی ہے۔

چوتھے باب کا موضوع ہے "نچلی سطح تک اقتدار کی منتقلی' ناکام تجربے کو دہرانا"

(ص ۵۷ تا ۶۳) اس باب میں اقتدار کی نچلی سطح تک منتقلی کے مضمرات کا جائزہ لیا ہے۔ ساتھ ہی خواتین کی نمائندگی سے جو خرابیاں جنم لیں گی اور NGOs کو جو فیصلہ کن حیثیت حاصل ہوگی عوامی نمائندوں اور انتظامیہ کے درمیان کشمکش کا احاطہ کیا گیا ہے۔ پانچویں باب کا عنوان ''قوانین وضوابط جی ایس ٹی ہو یا زرعی ٹیکس'' (ص ۶۴ تا ۷۱) اس میں ٹیکس کے نفاذ سے غریب عوام اور مہنگائی پر کیسے اثرات بد پڑتے ہیں' ان کا احاطہ کیا گیا ہے۔

''پاکستان فروخت نہ کریں' ٹھیکہ پر دے دیں'' (ص ۷۲ تا ۷۴) یہ عنوان ہے چھٹے باب کا۔ نجکاری کے نتیجے میں حکومت کے کنٹرول سے جس طرح حق ملکیت اس کے ہاتھ سے نکل کر ملٹی نیشنل کمپنیوں کی طرف منتقل ہوتا ہے اس سے بڑے ہی دردمندانہ انداز میں قوم کو متنبہ کیا گیا ہے۔

ساتویں باب میں ''میڈیا (پرنٹ و الیکٹرانک) اور یہود'' (ص ۷۵ تا ۸۵) اخبارات' ملکی و غیر ملکی ٹی وی' کیبل چینلو اور ان کے ذریعے پھیلائی جانے والی فحاشی' عریانیت اور اس کے خطرناک نتائج کا جائزہ لیا گیا ہے۔

آٹھویں باب ''افواج پاکستان اور نادیدہ ہاتھوں کے کرشمے'' (ص ۸۴ تا ۹۱) افواج پاکستان سے مسلمانان پاک ہمیشہ والہانہ محبت کرتے ہیں۔ ایمان' تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ ہماری افواج کا ماٹو رہا ہے۔ لیکن کچھ قوتیں اسے تبدیل کر کے عام افواج میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ قوت کون سی ہے یہ مضمون اسے بے نقاب کرتا ہے۔

نواں باب ''معاشی بحران اور یہودی منصوبہ ساز'' (ص ۹۲ تا ۱۰۱) پاکستان کے معاشی بحران' اسباب و کردار کی نقاب کشائی کرتا ہے۔

دسواں باب ''پاکستان کے ذمہ غیر مسلم ممالک کے قرضے'' (ص ۱۰۲ تا ۱۰۵) کی تفصیلات لئے ہوئے ہے۔

گیارہواں باب ''اسامہ ...... یہود و نصاریٰ کے حلق کی پھانس'' (ص ۱۰۶ تا ۱۰۹) جہاد کے حوالے سے بیسویں صدی میں اسامہ بن لادن نے لازوال شہرت حاصل

کی۔ یہودی میڈیا ہر جرم کے پیچھے اسامہ کا ہاتھ تلاش کر لیتا ہے۔ اس باب میں امریکہ' اسرائیل کے جھوٹ کی قلعی کھولی گئی ہے۔

بارہواں باب ''قضیہ عراق' پس منظر و پیش منظر'' (ص ۱۱۰ تا ۱۱۸) عراق و ایران کی فوجی قوت جو اسرائیل کے لئے کسی بھی وقت خطرہ بن سکتی تھی' اس سے نمٹنے کے لئے عراق و ایران جنگ' عراق کویت تنازعہ اور اس کے نتیجے میں عراق اور اس کے عوام کے خلاف مختلف قسم کی پابندیاں' عربوں کی دولت سمیٹنے اور شاہ فیصل کے بصیرت افروز کردار پر ناقدانہ گفتگو ہے۔

تیرہواں باب ''ہم وطنوں کے نام'' (ص ۱۱۹ تا ۱۳۶) اس میں پاکستان کی آزادی و سلامتی کے درپے ہنود و یہود کے طریقہ کار کا جائزہ لیتے ہوئے اہل وطن کو خبردار کیا گیا ہے۔

کتاب میں ''خطوط انگریزی زبان میں' چھ دیگر مضامین بیجنگ پلس فائیو کانفرنس' گلوبلائزیشن اور لوکلائزیشن کے پسِ پردہ عزائم' ضلعی حکومتوں کا عالمی استعماری منصوبہ' ضلعی حکومتیں' پاکستانی ریاست کے خلاف خطرناک سازش' اقوام متحدہ کے مقاصد اور چارٹر پر ایک نظر اور سامراجی خطرات شامل ہیں۔ یہ تمام مضامین حالانکہ مختلف حضرات نے تحریر کیے لیکن چونکہ موضوع سے مناسبت رکھتے تھے اس لئے شکریہ کے ساتھ کتاب کی زینت بنائے گئے ہیں۔

آخری صلیبی جنگ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ فاضل مصنف نے کہیں بھی اعتدال سے تجاوز نہیں کیا۔ کتاب میں جگہ جگہ پروٹوکولز سے اقتباس دیکر ثابت کیا ہے کہ یہود کے اصل مقاصد کیا ہیں؟ حوالہ جات نے کتاب کی افادیت بڑھا دی ہے۔ اس سے پہلے عبدالرشید ارشد وثائق یہودیت کے نام سے یہودی دستاویز کا ترجمہ بھی کر چکے ہیں۔''

(تبصرہ: حسین صحرائی)

بشکریہ ''تکبیر ٹائمز'' فیصل آباد' مارچ 2001ء

☆......☆......☆

تاثرات

""آپ کی نئی تخلیق ""آخری صلیبی جنگ"" موصول ہوئی۔ پا کر بہت خوشی ہوئی چونکہ کتاب معنوی اور صوری ہر لحاظ سے خوب ہے۔ آپ نے وثائق یہودیت کی روشنی میں جو معلومات فراہم کی ہیں وہ بہت اہم اور قابل قدر ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوشش کو امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بیداری اور منظم جدوجہد کا مفید ذریعہ بنائے' آمین۔ ایسی اعلیٰ قیمتی دستاویز شائع کرنے پر آپ کو دلی مبارکباد قبول ہو۔""

پروفیسر محمد اکرام قریشی
ایم اے' سیالکوٹ

☆

""آپ کی کتاب ""آخری صلیبی جنگ"" مجھے منصور الزماں صدیقی صاحب نے دی۔ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے اہم موضوعات پر سیر حاصل تحقیق کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے' آمین۔""

عبداللہ شمسی
صدیقی ٹرسٹ' کراچی

☆

""میرے ساتھ ہمارے فیکٹری منیجر جو کراچی سے آئے تھے اور صاحب ادب و ذوق ہونے کے سلسلے میں تمغہ حسن کارکردگی بھی اغلباً حاصل کر چکے ہیں' حالت سفر میں ان کو آپ کی

کتاب ''آخری صلیبی جنگ'' دی۔ چالیس پچاس صفحات پڑھنے کے بعد کہنے لگے کہ کسی ''دل جلے'' نے اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے لکھا ہے۔''

میاں عزیز احمد
123-P گلبرگ III لاہور

☆

''آخری صلیبی جنگ'' کو پہلی فرصت میں ختم کر ڈالا۔ ماشاء اللہ بہترین کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو موثر فرمائیں۔ اور اللہ تعالیٰ قوت بیان میں اور اضافہ فرمائیں۔

اس میں این جی اوز کے متعلق احقر کو اپنی خاصی دلچسپی کا سامان ملا۔''

حمید اللہ شاہ
مدرسہ مظہر العلوم' بنوں

☆

''آپ کی تازہ کتاب ''آخری صلیبی جنگ'' موصول ہوئی۔ اس گرانقدر تحفے کے لئے تہہ دل سے آپ کا ممنون و مشکور ہوں۔ واقعی آپ نے بڑے ہی اہم موضوع پر تحقیق کی ہے۔ کاش پاکستان کے اربابِ اختیار اس کا مطالعہ کریں اور اس کتاب میں جن پیش آمدہ خطرات کی نشاندہی کی گئی ہے' قوم کو اس سے بچانے کی کوشش کریں۔''

ڈاکٹر میاں عبدالغنی فاروق
ایم اے۔ پی ایچ ڈی/ڈی ایچ ایم ایس
ایسوسی ایٹ پروفیسر وصدرِ شعبہ اردو
گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ' لاہور

☆

''آپ کی کتاب ''آخری صلیبی جنگ'' آئی پی ایس لائبریری میں نظر آئی ہے

ابھی تفصیل سے مطالعہ کا موقع تو نہیں ملا ہے البتہ مضامین کی فہرست اور عنوانات سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس حساس موضوع پر قلم اٹھانے اور معلومات فراہم کرنے پر آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔"

راشد بخاری
انسٹیٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز' اسلام آباد

☆

"آپ جو یہودیت اور یہودی سازشوں کو آشکارا کر رہے ہیں' ایک قابلِ رشک کام ہے۔ یہودی وثائق کا اردو ترجمہ کر کے آپ نے مسلمانوں پر احسان کیا ہے۔ مجھے یہ سب کتابیں بہت مفید معلوم ہوتی ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ہمارے نوجوان ان باتوں کو سمجھیں تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں ان کے دھوکے سے بچ جائیں۔ میرا یہ کہنا اس لئے ہے کہ ہمارے بڑے اور موجودہ نام نہاد دانشور اور حکومتی عہدیداروں میں بے شمار یہود کے دانستہ یا نادانستہ آلہ کار بن چکے ہیں اور افسوس کہ وہاں اصلاح کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس لئے میری پکار نوجوانوں کو ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور مومن کی فراست کے ساتھ پنجہ یہود اور ان کے آلہ کاروں کے ناپاک ہاتھوں سے اپنا مستقبل بچالیں۔ آپ کا اس قدر عمدہ کام کرنے کی مبارک ہو۔"

سلطان بشیر الدین محمود
نامور ایٹمی سائنسدان

☆

راز اس آتش نوائی کا میرے سینے میں دیکھ
جلوۂ تقدیر میرے دل کے آئینے میں دیکھ

☆

❝ آج ملت اسلامیہ جن ہولناک مسائل میں گرفتار ہے' ان پر ہر حساس دل کا مضطرب ہونا اور حل تلاش کرنا فطری ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اپنے دشمنوں کو جانا پہچانا جائے۔ فاضل مؤلف نے اپنی کتاب میں یہ پہلو پیش کیا ہے کہ ہندوؤں اور عیسائیوں سے زیادہ یہودی مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ انہوں نے ثابت کیا ہے کہ یہودی سازشوں کے ذریعے مسلمانوں سے عیسائیوں اور ہندوؤں کو لڑوا رہے ہیں۔

فاضل مصنف نے مسکت دلائل دیئے ہیں اور انہیں پڑھ کر قائل ہونا پڑتا ہے کہ ہمارا اصل دشمن یہودی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ساڑھے چودہ سو سال سے اسلام اور یہودیت ایک دوسرے کے مقابل ہیں' اگرچہ ہر دور میں طریقِ جنگ مختلف رہا ہے۔ امت مسلمہ کے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر یہود و ہنود کی چالوں کو سمجھے۔ ❞

(بشکریہ: اردو ڈائجسٹ' مارچ 2001ء)

غریبِ شہر ہوں میں' سن تو لے میری فریاد
کہ تیرے سینے میں بھی ہوں قیامتیں آباد

گلہ ہے مجھ کو زمانے کی کور ذوقی سے
سمجھتا ہے میری محنت کو محنت فرہاد

☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹر شیر محمد زمان
ایم اے (پنجاب) پی ایچ ڈی (ہارورڈ)
چیئرمین

۱/پی ایس سی/۲۰۰۱- سی آئی آئی/ ۹۹۴۶
اسلامی نظریاتی کونسل
حکومت پاکستان

اسلام آباد ۲۳ فروری ۲۰۰۱ء

فاضل محترم جناب ارشد صاحب زید لطفہ

السلام علیکم و رحمة اللہ وبرکاتہ

عزیزی سردار احمد پیرزادہ کی وساطت سے آپ کا بیش قیمت تحفہ موصول ہو چکا ہے ۔ آپ کی محبت اور آپ کے اخلاص کے لئے ممنون و متشکر ہوں ۔ کتابیں (چار) اور کتابچہ جات (۱۶) لائبریری میں ریکارڈ اور محققین و فضلاء کے استفادہ کے لئے بھجوا دیئے گئے ہیں ۔ کونسل کی طرف سے بھی ہدیہ تشکر قبول فرمائیے ۔ آپ جوہر آباد جیسی جگہ میں تصنیف و تالیف و تحقیق کی محدود سہولتوں کے باوجود جو وقیع کام کر رہے ہیں ، اس کے لئے بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے ۔ رب کریم آپ کو ماجور فرمائے اور زیادہ سے زیادہ علم و ادب کی خدمت کی ہمت و توفیق ارزانی فرمائے ۔

آپ کے ارسال کردہ تحائف کے بارے میں نسبتاً تفصیل سے پھر لکھوں گا۔ آپ سے ملاقات کا اشتیاق و انتظار رہے گا۔ رب کریم جلد ہی موقع پیدا فرمائے ۔

والسلام

دعا گو و طالب دعا

(ایس ایم زمان)

محترم جناب عبد الرشید ارشد صاحب
جوہر پریس ، جوہر آباد ۔

جی-۵/۲، اسلام آباد - فون: (دفتر) ۹۲۰۲۷۳۶ - فیکس ۹۲۱۷۳۸۱ - (رہائش) ۸۲۲۵۴۸

ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف...... خشکی کے آکٹوپس

عالمی سطح پر اقوام وملل کے محسن مالیاتی اداروں کو آکٹوپس سے تشبیہ دینا بہت بڑی جسارت قرار پائے گا مگر ان کی تخلیق کے پہلے روز سے آج تک کا عملی کردار ہمیں مجبور کر رہا ہے کہ ان اداروں کو ہم آپ سے اسی نام سے متعارف کرائیں۔ نہ ہم طنز پر یقین رکھتے ہیں اور نہ ہی الزام و بہتان تراشی پر ہم کوئی بنیاد استوار کرنے کے حق میں ہیں۔

آکٹوپس پانی کی مخلوق ہے اور پانی ہی سے اپنا شکار قابو کرتی ہے اور سمندری حیات ہو یا دریائی، جہاں کہیں اس کا گھر ہے، سبھی لرزاں و ترساں رہتے ہیں کہ جو ایک بار اس کی لپیٹ میں آیا زندگی ہار گیا۔ تعریف ملاحظہ فرمائیے:

> ''آکٹوپس (Octopus) سیپ کی قسم کا ایک سمندری جانور، جس کے منہ میں سونڈ جیسے آٹھ ہاتھ پاؤں ہوتے ہیں وہ ان سے کیکڑے اور جھینگے پکڑ کر کھاتا ہے اور انہی کی مدد سے تیرتا ہے۔ آکٹوپس بڑے بڑے پتھروں میں مل جل کر مورچے بنا لیتے ہیں۔ خطرے کے وقت چٹانوں کے نیچے کونوں کھدروں میں چھپ جاتے ہیں یا اپنی تھیلی میں سے کالی سیاہی پانی میں چھوڑ کر اسے دھواں دار (Smoke Screen) بنا دیتے ہیں۔ ماحول اور طبیعت کے مطابق اپنا رنگ بدل سکتے ہیں۔ بحیرہ روم اور بحیرہ اوقیانوس میں دس دس فٹ لمبے آکٹوپس ملتے ہیں۔ بحرالکاہل کے آکٹوپس کی موٹائی تیس فٹ سے زائد ہوتی ہے۔ دنیا کے اکثر ملکوں میں آکٹوپس

بطور غذا استعمال ہوتا ہے۔"(اردو انسائیکلو پیڈیا' صفحہ 23' فیروز سنز
لاہور)

"Oc-to-pus: a marine cephalopod mallusk of fam.

Octopus has eight arms equipped with Suckers, and a large head including highly developed eyes and a strong beak. .....". (Larousse Illustrated International Encyclopedia and Dictionery)

آ کٹوپس پر علمی آرا کو توجہ سے پڑھیئے اور اپنے ذہن میں محفوظ رکھنے کی کوشش کیجئے کہ ابھی آپ کو مماثلت کے مرحلہ سے گذرنا ہے۔ مثلاً اس کے آٹھ ہاتھ پاؤں ہوتے ہیں' یہ مل جل کر بڑے پتھروں کے نیچے مورچے بنا لیتے ہیں' یہ خطرے کے وقت سیاہی مائل مواد منہ سے نکال کر اپنے گرد Smoke Screen بنا لیتے ہیں' ضرورت کے مطابق رنگ بدل لیتے ہیں' آ کٹوپس کے بازو Sucker (یعنی چوسنے) کا کام دیتے ہیں' وغیرہ وغیرہ۔ بلاشبہ آ کٹوپس کے قابو آیا شکار بچتے آج تک ں نے دیکھا نہ ہوگا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے فوجی چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف صاحب کے ایک اخباری بیان کو پڑھ کر ہمیں تعجب ہوا' ان کی سادگی پر ترس بھی آیا کہ وہ ایک ملک کے ذمہ دار سربراہ ہیں اور حقائق سے کس قدر بے خبر ہیں کہ فرماتے ہیں:

"آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک سے جلد نجات مل جائے گی' (مشرف)" (بحوالہ اوصاف' 24 فروری 2001ء)

حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ وہ خود اور ان کے ملک کا مقدر ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے 'ہشت پا' آکٹوپس کے بازوؤں میں جکڑا ہوا ہے۔ یہ بازو جو **Sucker** بھی ہیں' ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف بھی ہیں اور این جی او مافیا بھی ہے۔ جس کا انہیں مکمل ادراک بھی ہے اور جان چھڑانے کی ''بے بسی'' بھی انہی کا مقدر ہے۔ خون چوس بازوؤں میں دبی' بے بسی کی یہ حالت لحہ لحہ بڑھ رہی ہے جس پر خود قوم گواہ ہے۔

مندرجہ ذیل سطور میں ہم آپ کے سامنے ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے چہرہ کو' ان کے حقیقی کردار کو' بے نقاب کرنا چاہتے ہیں کہ آپ اپنے ''دیرینہ محسنوں'' کو شناخت کر لیں۔ جو صرف آپ ہی کے ''محسن'' نہیں ہیں' اقوام عالم کو ان ''محسنوں'' کے ''احسان'' پر ''فخر'' ہے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ آج ان کے اپنے پرائے ''احسان کا جوا'' کندھوں سے اتار پھینکنے کے لئے سڑکوں پر نکلنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ لندن اور نیویارک کی سڑکیں بھی اس پر گواہ ہیں اور یہ محسن آکٹوپس کی سیاہی مائل **Smoke Screen** کی طرح یو این او کے دیگر ذیلی اداروں کی سموک سکرین اور انگلینڈ' امریکہ اور فرانس کی حکومتوں کے بھاری پتھروں کے نیچے محفوظ و مامون اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ان عالمی مالیاتی اداروں کی تشکیل کے مراحل کا آغاز تو اسی روز ہوگیا تھا جب بنی اسرائیل کے روئے زمین پر بکھری معضوب قوم کے چند بڑے مل بیٹھے تھے اور مستقبل کی نسل کو ایک ملک دینے کی سوچ کے ساتھ عالمی اقتدار پر قبضہ کے لئے طویل المدت منصوبہ بندی کی گئی تھی جسے ''ہر دور کے بڑے'' کمال مہارت کے ساتھ زمانے کے بدلتے تقاضوں سے ہم آہنگ رکھنے کے لئے تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لاتے رہے۔ جس منصوبہ بندی کا آغاز 829 قبل مسیح میں ہوا اور آج جو پروٹوکولز (Protocols) کی شکل میں بطور ملخص موجود ہے اور جس کی تعبیر و تشریح آج بھی صرف یہود کے چند (33 ڈگری کے) بڑوں تک محدود ہے۔

جرمنی میں آباد ایک یہودی سنار امشل موزر بیئر کے پانچ بیٹوں میں سے ناتھن

نے دولت کی بنیاد پر اقتدار پر قابض ہونے کی سوچ کو' فرینکفورٹ میں مدعو چند یہودی بڑوں کے سامنے پیش کیا تو سب سے اس کی تجویز کو سراہا۔ یہ 1773ء کا واقعہ ہے۔ چنانچہ اسی سوچ کے نتیجے میں انہوں نے 1694ء میں قائم بنک آف انگلینڈ پر اپنے پنجے گاڑے اور بتدریج اسے اپنے ڈھب پر منظم کیا۔ اس کا دوسرا بھائی روتھ شیلڈز تھا جس کی سوچ کا مرکزی نقطہ یہ تھا کہ قرض حکومتوں کو دیا جائے تو اصل زر محفوظ اور قرض کی واپسی بھی یقینی ہوگی' قرض کی مقدار بہت بڑی ہوگی۔ مذکورہ دونوں بھائیوں نے یہ بھی طے کیا کہ یورپ کے بڑے ملکوں کے دارالخلافوں میں اس کام کی بنیاد رکھی جائے۔ یوں پانچوں بھائیوں نے پانچ ملکوں میں کام شروع کیا اور باہم ربط کو کبھی نہ ٹوٹنے دیا کہ اس طرح ایک کی کمزوری کو دوسرا سہارا دیتا رہا۔

سونے کے یہ مالک دن بدن مضبوط و مستحکم ہوتے گئے اور بتدریج ان کا نیٹ ورک پھیلتا گیا اور مختلف شعبوں میں اجارہ داریاں قائم کرنے کی خاطر انہوں نے مختلف صنعتکاروں کو سرمایہ فراہم کیا مگر صرف انہیں جو سرمایہ واپس کرنے کی سکت رکھتے ہوں مثلاً سٹی بنک سے راک فیلر کو تیل میں اجارہ داری کے لئے رقم دی گئی۔ جیمز روتھ شیلڈ نے پیرس میں صرف 2 لاکھ ڈالر کے اساسی سرمایہ سے 40 کروڑ ڈالر بنائے۔

روتھ شیلڈ کے عروج کو دیکھتے ہوئے ایک شاعر نے یہ تک کہہ دیا کہ ''روپیہ اس زمانے کا خدا ہے اور روتھ شیلڈ اس کا نبی ہے''۔ اسی طرح ایک مبصر نے کہا کہ ''یورپ میں صرف ایک طاقت ہے اور وہ روتھ شیلڈ ہے''۔ 1933ء میں امریکی صدر روز ویلٹ نے اپنے دوست کو خط لکھا جس میں یہ اقرار کیا گیا کہ ''سچ یہ ہے کہ جیکسن کے زمانے سے حکومت ایک بڑے مرکز کے مالیاتی ادارے کے پاس ہے''۔

سونے کے یہ مالک جوں جوں مستحکم ہوتے گئے اپنے 33 ڈگری کے فاضل یہودیوں کی منصوبہ بندی کو آگے بڑھاتے رہے' مثلاً عالمی اقتدار پر قابض ہونے کے لئے ارضِ فلسطین میں ایک آزاد ریاست اور اس ریاست کی بقا و توسیع و استحکام کے لئے محافظین کا ادارہ اور ''دشمن دنیا'' کو زیرنگیں رکھنے کے لئے عالمی سطح پر مستحکم مالیاتی ادارہ

بنانا۔ مذکورہ مقاصد کے حصول کی خاطر 1905ء میں یہود کے انہی بڑوں نے منصوبہ بنایا کہ:

☆ عالمی جنگ چھیڑی جائے'

☆ برطانیہ اور ترکی خلافت دونوں لازماً حریف بن کر اس میں ملوث ہوں اور ترکی کو شکست ہو'

☆ لیگ آف نیشنز قائم کی جائے'

☆ عالمی مالیاتی ادارے کے لئے چارٹر حاصل کیا جائے'

☆ ارضِ فلسطین میں برطانیہ کے توسط سے آزاد اسرائیلی حکومت قائم ہو۔

یہود نے نصاریٰ کی مدد سے' جس کی بنیاد پر سونے کی قوت تھی' کہ یورپ و امریکہ مالیات کے لئے ان کا غلام بن چکے تھے' مذکورہ مقاصد حاصل کر لئے لیگ آف نیشنز' موجودہ یو این او' بن گئی' عالمی مالیاتی ادارے کا چارٹر مل گیا اور اسرائیل کی آزاد ریاست بھی معرضِ وجود میں آ گئی۔ یوں یہود نے زر کے زور پر اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے یو این او تشکیل دلوائی اور پھر یو این او کی چھتری تلے عالمی اقتدار کی منزل کو قریب تر لانے کے لئے ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف جیسے خشکی کے آکٹوپس بنائے۔

سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں کر ممکن ہوا؟ سونے کے مالکان نے جنگ عظیم اول اور دوم کے تباہ حالوں کو تعمیر نو کی خاطر قرض دے کر اپنا غلام بنا لیا اور پھر غلام سے جو مطالبہ کیا جائے وہ عمل پر مجبور ہوتا ہے۔ 1800ء میں نپولین نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ:

> ''دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے اوپر ہوتا ہے۔ روپے کا کوئی ملک نہیں ہوتا۔ روپے والوں میں حب الوطنی نہیں ہوتی۔''

لنکن نے' جو مالیات کو بہتر سمجھتا تھا یہ کہا کہ:

> ''حکومت ہی کو کرنسی پیدا کرنی چاہئے اور چلانی چاہئے اور حکومت کو ہی عام آدمی کی ضرورت پوری کرنی چاہئے اس طرح لوگوں کو سود

کے لئے ٹیکس بھی نہیں دینا پڑے گا۔ روپیہ آقا نہیں رہے گا بلکہ خادم بن جائے گا۔" (بحوالہ سونے کے مالک' صفحہ 21)

ورلڈ بنک (World Bank) کے نام اور کام کی حقیقت نہ جاننے والے بالعموم یہ سمجھتے ہیں کہ عالمی سطح پر غریب ممالک کی معیشت کو سہارا دینے والا محسن ادارہ ہے۔ لیجئے "محسن" کا چہرہ ملاحظہ فرمائیے:

"عالمی بنک (World Bank) کے نام سے ایسا لگتا ہے اور خاص طور سے اس لئے کہ اس کی تشکیل اقوامِ متحدہ کے ذریعے ہوئی' کہ اس کے قیام کا مقصد دنیا کی اور خاص طور پر غریب ترین ممالک کی امداد کرنا ہے لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ ...... درحقیقت عالمی بنک دنیا کا سب سے بڑا غیر فرمانروا قرض لینے والا ہے جو تجارتی شرح سے سود ادا کرتا ہے اور پھر حاصل کردہ رقم مختلف ممالک کو زیادہ شرح سود پر قرض دے دیتا ہے اور اس طرح سالانہ اربوں ڈالر کماتا ہے اور اس میں کوئی تعجب نہیں ہونا چاہئے کہ آج تیسری دنیا ایک ہزار ارب ڈالر کی مقروض ہے۔" (''ہم'' غریب کیوں ہیں؟ صفحہ 13' نجمہ صادق)

"عالمی بنک دنیا بھر میں اس نظریئے کو پھیلانے کا ذمہ دار ہے جسے ''ٹرکل ڈاؤن ڈویلپمنٹ اینڈ ٹاپ ڈاؤن اپروچز'' کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مفاد عامہ کے بڑے بڑے منصوبوں اور بڑی صنعتوں میں سرمایہ کاری کے ذریعہ اس کے اثرات خود بخود عام آدمی تک پہنچ جاتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ ایسا شاید ہی کبھی ہوا ہو۔" (''ہم'' غریب کیوں ہیں؟ عالمی معیشت از نجمہ صادق' صفحہ 14)

"عالمی بنک ترقی پذیر ممالک کے پالیسی سازوں کو مشورہ دینے والا
اور انہیں دباؤ میں رکھنے والا دنیا کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ یہ عام
طور پر حکومتوں کی اس سلسلے میں حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ قرض لی گئی
رقم کو وہ اصل ترقیاتی پراجیکٹس پر خرچ کرنے کی بجائے جیسے چاہیں
خرچ کریں اور اس کے بدلے میں وہ (حکومت) فیصلہ سازی میں
اسے (ورلڈ بنک کو) بھی کردار ادا کرنے دے۔ اس طرح حکومتیں
قرضوں کی رقم تعیشات پر لٹاتی ہیں اور ذاتی عیاشیوں پر قوم کی کمائی
خرچ کرتی ہیں۔ اسی لئے دنیا بھر میں ایک عام شکایت یہ سنی جاتی
ہے کہ تیسری دنیا کے حکمرانوں نے قومی خودمختاری اور اقتدار اعلیٰ کو
گروی رکھ دیا ہے۔" ("وہ" دنیا کو کیسے چلا رہے ہیں' عالمی معیشت
از نجمہ صادق' صفحہ 16)

واشنگٹن میں سڑک کے ایک جانب ورلڈ بنک کا مرکزی دفتر ہے تو دوسری جانب
آئی ایم ایف کا مرکزی دفتر ہے۔ ورلڈ بنک کی حقیقت آپ دستاویزی شواہد کے ساتھ دیکھ
چکے ہیں۔ اب آئی۔ ایم۔ ایف (IMF) یعنی عالمی مالیاتی ادارے کا چہرہ بھی دیکھ لیجئے:

"دوران جنگ پریشانیوں کی وجہ سے 1944ء میں آئی ایم ایف
اور ورلڈ بنک کو تسلیم کر لیا گیا اور 1945ء میں لیگ آف نیشنز نئے
نام یونائیٹڈ نیشنز UNO کے نام سے وجود میں آئی۔ لندن کے
بنک آف انگلینڈ کی طرح آئی ایم ایف (IMF) کے لئے تسلیم کیا
گیا کہ اسے عدالتی کاروائیوں میں نہیں ڈالا جائے گا' اس کی جائیداد
کی تلاشی یا ضبطی وغیرہ نہیں کی جائے گی' اس کے سٹاف کے خلاف
مقدمہ بازی نہیں ہوگی۔ اس پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا جائے گا۔"
(سونے کے مالک' صفحہ 33)

"پھر آئی ایم ایف (IMF) کو اپنے نوٹ SDR دنیا بھر میں

چلانے کی اجازت بھی دے دی گئی۔ اب تک وہ 30 بلین ڈالر کے SDR جاری کر چکی ہے اور سب قوموں کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ انہیں اپنی کرنسی میں تبدیل کر لیں۔'' (بحوالہ سونے کے مالک' صفحہ 33)

''(یہ سونے کے مالکوں) ساروں کا پرانا دھوکہ ہے' جو وہ سنٹرل بنک کے ذریعے ایک ملک میں کرتے ہیں اب ورلڈ بنک کے ذریعے تمام دنیا میں کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا اقتصادی کنٹرول ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے چند بینکروں کے ہاتھ میں آ جائے گا۔ اگر اس گروپ میں ایک آدمی غالب ہوا تو صرف ایک آدمی دنیا کی معیشت کو کنٹرول کرے گا اور یہ نہایت خطرناک صورتِ حال ہوگی۔'' (بحوالہ سونے کے مالک' صفحہ 34)

''آئی ایم ایف اور عالمی بنک کسی بھی دوسرے تجارتی بنک کی طرح کام کرتے ہیں' لیکن انہیں حکومتوں پر حکم چلانے کے اضافی اختیارات حاصل ہیں۔'' (عالمی معیشت از نجمہ صادق' صفحہ 13)

''یہ دونوں ادارے (ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف) عام خیال کے مطابق کسی خاص ملک یا ممالک کی ملکیت نہیں ہیں۔ یہ اقوامِ متحدہ کی خصوصی ایجنسیوں (Specialised Agencies) کی حیثیت سے رجسٹرڈ ہیں تاہم یہ اقوام متحدہ (UNO) کو بھی جوابدہ نہیں ہیں۔ اقوامِ متحدہ سے ان کا تعلق برائے نام ہے اور ان کے بجٹ بھی اقوامِ متحدہ کی دوسری ایجنسیوں کے بجٹوں میں شامل نہیں ہوتے۔ یہ صرف خود مختار ادارے ہیں بلکہ یہ انتہائی آمرانہ اور معاملات کو مخفی (Confidential)، رکھنے والے ہیں......''

''عالمی بنک طویل المیعاد قرضے فراہم کرتا ہے تو آئی ایم ایف گذشتہ قرضوں پر سود اتارنے سمیت مختصر المیعاد مالیاتی 'مشکلات' رفع کرتا ہے۔ یہ ادارے انتہائی بلند شرح سود پر قرضے دیتے ہیں' جنہیں ادا کرنے کے لئے بڑھتے چڑھتے ٹیکس لگائے جاتے ہیں۔''

''سوال یہ ہے کہ جب آئی ایم ایف (IMF) اور عالمی بنک (World Bank) کی شرائط اتنی سخت اور تباہ کن ہیں تو پھر بھی ترقی پذیر ممالک ان سے قرضے کیوں لیتے ہیں اور ان کے محتاج کیوں بنے رہتے ہیں' اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ عالمی بنک سے قرضے کی سہولت کے لئے ضروری ہے کہ آئی ایم ایف کی رکنیت حاصل کی جائے اور اس سے قرض لیا جائے۔ یہ بلیک میلنگ کا صاف ستھرا انداز ہے۔ عالمی بنک کے دیگر ذرائع (آکٹوپس کے ہاتھ پاؤں' مثلاً لندن کلب' پیرس کلب طرز کے ادارے۔ (ارشد)) سے چار سے سات گنا تک قرض لیا جا سکتا ہے جو آئی ایم ایف کا قرض اتارنے کے کام آتا ہے اور اگر آئی ایم ایف سے کچھ نہ لیا جائے تو دیگر ذرائع سے بھی کچھ نہ ملے گا۔ یہ صورت حال نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن کے مترادف ہے اور اتنا ہی نہیں قرضے کی منظوری سے قبل ''اسٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ پالیسی ریفارمز'' سے اتفاق کرنا پڑے گا جسے مختصراً SAP یا سوشل ایکشن پروگرام (انتہائی میٹھی گولی) کہتے ہیں۔'' (بحوالہ 'وہ' دنیا کو کیسے چلاتے ہیں؟ عالمی معیشت' از نجمہ صادق' شرکت گاہ لاہور' صفحہ 14)

ہم نے اپنی بات کا آغاز اس بات سے کیا تھا کہ ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف خشکی کے آکٹوپس ہیں اور انسائیکلو پیڈیا سے آکٹوپس کی تعریف یوں نقل کی تھی کہ یہ اپنے

پنجوں یا بازوؤں سے خوراک چوستا ہے یعنی اس کے دست و بازو Suckers ہیں۔ اوپر کے اقتباسات سے یہ واضح ہوگیا کہ ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف' عالمی سطح پر بلیک میلنگ کے ایک ہی سکّے کے دو رخ ہیں اور خشکی کے اس آکٹوپس کے آٹھ بازوؤں میں سے لندن کلب اور پیرس کلب جیسے ادارے ہیں اور خون چوسنے والا Sucker ان کا ''اسٹرکچرل ایڈجسمنٹ پروگرام'' (SAP) ہے' جسے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی خاطر شوگر کوٹڈ ''سوشل ایکشن پروگرام'' کا نام دیا گیا ہے۔

ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کی' ہر ملک کے عوام کی خون چوس پالیسی اور طریقہ کار پر' مندرجہ ذیل اقتباس روشنی ڈالتا ہے۔ جس کو سمجھنے کے لئے عقل و دانش کی کوئی بڑی مقدار مطلوب نہیں ہے کہ اس کا ہر پہلو کھلی کتاب کی طرح ہمارے گرد و پیش بکھرا پڑا ہے:

''عالمی بنک اور عالمی مالیاتی فنڈ (World Bank and IMF) بھی دوسری بنکوں کی طرح اپنا قرض' دی ہوئی رقم پر سود سمیت وصول کرنا چاہتے ہیں۔ تاہم دوسرے بنکوں کے برعکس یہ اپنی بے شمار شرائط بھی منواتے ہیں۔ جن کا مقصد حکومتوں کو دی گئی رقوم عوام کی جیبوں سے نکلوانا ہوتا ہے۔ اسے اسٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ پروگرام (Structural Adjustment Programme) کہا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں غریب' غریب تر اور امیر' امیر تر ہوتا جاتا ہے۔ ان شرائط میں درج ذیل بعض یا تمام شرائط شامل ہیں:

1☆ پٹرول' بجلی' پانی اور گیس سمیت تمام اشیاء پر بھاری ٹیکس لگا دیئے جائیں اور تنخواہوں میں اضافہ نہ کیا جائے۔ ان اقدامات سے ہر چیز کی پیداواری لاگت بڑھ جاتی ہے اور قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگتی ہیں' جس سے مقرر آمدنی والے طبقات کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔

2☆ غذائی اور زرعی اجناس پر زرِ تلافی (Sub-Sidy) کو کم یا بالکل ختم کر دیا جائے مقامی تیار کنندگان کے لئے ترغیبات کے خاتمے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مقامی اشیاء کی قیمتیں بھی آسمان سے باتیں کرنے لگ جاتی ہیں اور لوگوں کی پہنچ سے باہر ہو جاتی ہیں۔ ان اشیاء کی تیاری میں دلچسپی ختم ہو جاتی ہے جس کا نقصان عام لوگوں کو ہوتا ہے۔ (عملاً ہو رہا ہے)

3☆ سرکاری شعبے میں خدمات کو بھی نجی شعبے کے حوالے کر دیا جائے (مثلاً ملک کی موجودہ نجکاری سکیم) حکومت صرف بعض لازمی اشیاء یا خدمات اس قیمت پر فراہم کر سکتی ہے جو غریبوں کے لئے قابلِ قبول ہوں (مگر) نجکاری کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ غریبوں کی مشکلات میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ (یہ سب کچھ روزِ روشن کی طرح قوم کے سامنے ہے)۔

4☆ بڑے بڑے کاروباروں پر ٹیکس عائد نہ کیے جائیں اور انہیں مزید رعایتیں دی جائیں اور یہ حرکت صنعتی سرمایہ کے نام پر کی جاتی ہے۔ بعض اوقات امیروں اور نجی شعبے پر ٹیکسوں کے نفاذ میں حقیقتاً کمی کی جاتی ہے۔ (ملک کا سرمایہ دار آج اسی بنیاد پر عیش کرتا ہے)

5☆ مقامی کرنسی کی قدر میں کمی کی جائے (Devaluation) اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ غیر ملکی خریداروں کو اپنی رقم کے عوض زیادہ مال اور مقامی لوگوں کو باہر سے کم مال ملتا ہے۔ (ہر کسی کے سامنے ہو رہا ہے)

(چند نکات بحوالہ ''وہ'' دنیا کو کیسے چلاتے ہیں؟ عالمی معیشت از نجمہ

صادق، شرکت گاہ، صفحہ 15)

مذکورہ اقتباس اور اس کے تحت شرائط پر نظر ڈالنے سے ہر پڑھنے والے کو شرح صدر نصیب ہو گیا کہ ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کا آکٹوپس عوام کا خون کیسے چوستا ہے۔ یہ سب کچھ جو اوپر بیان ہوا ہے، ہر پاکستانی چہار سو کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس کے باوجود حکمران قرض کیوں لیتے ہیں؟ یہ دلچسپ حقیقت بھی انہی آقاؤں کی زبانی سن لیجئے کہ ہم اپنی طرف سے الزام نہیں لگاتے۔

> "جب سے ہم نے اپنے زرخرید ایجنٹوں کے ذریعے (حکومتوں کو) غیر ملکی قرضوں کی چاٹ لگائی ہے، غیر یہود کے تمام تر سرمائے نے ہماری تجوریوں (IMF and World Bank) کی راہ دیکھ لی ہے۔ یوں کہیے کہ یہ غیر یہود کا خراج ہے جو وہ ہمیں باقاعدگی سے ادا کرنے پر مجبور ہیں۔" (Protocols, 20:32)

یہود کے زرخرید ایجنٹوں کی اصلیت سے بھی آپ واقفیت حاصل کرنا چاہیں گے اسے بھی اسی آئینہ میں ملاحظہ فرمائیے:

> "(جہاں ہم اثر و رسوخ بنالیں گے) عوام میں سے جو بھی انتظامیہ ہم منتخب کریں گے، اپنی وفاداریوں کی تکمیل کی صلاحیت کے حوالے سے کریں گے کہ وہ ان حکومتوں کے اپنے تیار کردہ افراد کی طرح تربیت یافتہ نہ ہوں گے بلکہ بچپن سے کرہ ارض پر حکمرانی کے لئے زیر تربیت رکھے گئے وہ لوگ ہوں گے جو مہروں کی طرح ہمارے "ماہرین" "مشیروں" اور "دانشوروں" کے اشارہ ابرو کو سمجھیں گے اور عمل کریں گے۔" (Protocols, 2:2)

یہود کے، ان کی اپنی منصوبہ بندی کے مطابق بچپن سے زیر تربیت رکھے گئے زرخرید ایجنٹ، جو ان کی کرہ ارض پر حکمرانی کی راہ صاف کرتے ہیں، اسلامی جمہوریہ

پاکستان کے ایوانوں میں اور ملک کے کونوں کھدروں میں ''لال بیگ'' کی طرح اپنی چال اور اپنے رنگ ڈھنگ سے پہچانے جاتے ہیں۔ یہ ہر حکومت کی پالیسیوں کو کنٹرول کرتے اور حکمرانوں کو اپنے ڈھب پر لاتے رہے ہیں اور آج قوم جس NGO مافیا کے پیچھے پڑی ہے' ان میں بھی وہی چہرے ہیں ہم کسی کا نام لے کر الزام دھرنے کے مجرم بننا نہیں چاہتے۔ ان کی ایک اور پہچان یہ بھی ہے کہ یہ وقتاً فوقتاً ورلڈ بنک' آئی ایم ایف یا آکٹوپس کے دوسرے بازوؤں مثلاً WTO ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن وغیرہ کی پالیسی کے خلاف' عوام میں اعتماد بحال رکھنے کے حوالے سے' بیان بھی دیتے رہتے ہیں۔

اپنی مذکورہ بات' پنجابی ضرب المثل' ''چور دی کہندے چور او چور'' (چور بھی چور چور پکارتے ہیں)' کی تائید میں روزنامہ ''خبریں'' لاہور 27 فروری کی ایک شہ سرخی آپ کے سامنے رکھتے ہیں' جو ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے آکٹوپس کے ایک بازو WTO ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے مطالبہ پر ردعمل کے حوالے سے ہے۔ اور جو مسلمان قوم کا خون قرضوں کے سہارے چوستے رہنے سے ایک قدم اور آگے بڑھا کر ایمان چوسنے کی سمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

> ''شراب اور سور کا گوشت باہر سے نہیں منگوائیں گے! پاکستان کا آئی ایم ایف اور عالمی تجارتی تنظیم (WTO) کو صاف جواب!!
>
> اسلامی تعلیمات سے متصادم آڈیو ویڈیو اشاعتی میٹریل اور حرام جانور درآمد نہیں کر سکتے۔ ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے ایجنڈے پر عمل نہیں کر سکتے۔ (پاکستان)
>
> آئی ایم ایف اور ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کی سخت شرائط سے پاکستانی صنعت کو مزید مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا اور مقامی اشیاء کی خریداری کا رجحان بھی کم ہوگا' پاکستان نے ٹریڈ (تجارت) کو لبرل لائز کرنے کی یقین دہانی کرا دی ہے۔ وزارت کامرس (تجارت)۔''

مذکورہ پانچ کالمی شہ سرخی میں جہاں ایک طرف عوامی ردِعمل کے خوف سے یا عامۃ الناس میں اپنا اعتماد بحال کرنے کے نقطہ نظر سے شراب اور سؤر کے گوشت کے درآمد نہ کرنے کا عندیہ ظاہر کیا گیا ہے۔ وہیں IMF اور WTO کو ان کی مرضی و منشا کے مطابق تجارت کو ہر پابندی سے آزادی (Liberalise) کی نوید سنائی گئی ہے۔ ہر عقلمند جانتا ہے کہ آزاد تجارت کے معنی کیا ہیں اگر پابندی کے باجود باہر سے فحش لٹریچر، ویڈیو فلمیں، شراب اور مخرب اخلاق ہرنوع کا سامان آج ملک میں دستیاب ہے تو آزاد تجارت کی یقین دہانی کے بعد بات کہاں پہنچے گی۔ اہل وطن کے لئے بالعموم اور صاحبان فہم و فراست کے لئے بالخصوص لمحہ فکریہ ہے۔

آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کا آکٹوپس جو پہلے بڑے لیول پر اپنا شکار ہڑپ کرتا تھا اب نچلی سطح پر ''جھینگے'' کھانے پر ہر لمحہ مستعد نظر آ رہا ہے۔ اب سمندر سے نکل کر دریاؤں کا رخ کر رہا ہے تو کل دریاؤں سے نہروں میں مورچہ زن ہوگا۔ ہماری مراد عالمی اداروں کے صوبوں کو بلاواسطہ امداد فراہم کرنے کے عندیہ سے ہے جو بعد ازاں ضلعی سطح کے اداروں تک پہنچے گی اور یوں یہ آکٹوپس (Grass Roots) یونین کونسل تک پہنچ کر قوم کو بالکل مفلوج کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

> ''عالمی ادارے صوبوں کو براہ راست امداد دیں گے!۔ 3 سالہ منصوبہ تیار!! بین الاقوامی مالیاتی ادارے (WB، IMF اور ان کے ذیلی ادارے) اپنے فراہم کردہ فنڈز کے بارے میں مطمئن ہوں گے۔ حکومت نے صوبوں کو 2 مارچ تک پالیسی بنانے کی ہدایت کر دی۔ وفاقی حکومت نے خود بیرونی امداد نہ لینے کا فیصلہ امداد دینے والی ایجنسیوں کی طرف سے فنڈز بڑھانے اور ملک میں آئندہ 3 برس کے دوران اقتصادی ترقی کی شرح بڑھانے میں ظاہر کی گئی دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا۔'' (روزنامہ خبریں، 27 فروری 5 کالمی سرخی)

اپنی بات کا آغاز ہم نے جنرل پرویز مشرف صاحب کے اس بیان سے کیا تھا کہ ''آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک سے جلد نجات مل جائے گی۔'' محترم جنرل صاحب کا 24 فروری 2001 کا یہ بیان' روزنامہ خبریں 27 فروری کی مذکورہ شہ سرخیوں کی روشنی میں ملاحظہ فرما کر فیصلہ خود کر لیجئے کہ ''من چہ می سرائم وتنبورہ من چہ می سرائد'' یعنی میری سر کیا ہے اور میرے ساز کا آہنگ کیا ہے۔ کیا موجودہ صورت حال میں خشکی کے اس آکٹوپس سے کوئی قوم بچ سکتی ہے۔

یہود کے عالمی اقتدار تک پہنچنے کی سیڑھی عالمی مالیات پر قبضہ ہے اور آج بلامبالغہ کرہ ارض پر بسنے والی دنیا کے پاس صرف ایک تہائی سونا ہے اور یہود کے پاس اپنی عالمی ایجنسیوں کی پالیسیوں کے سبب دنیا کا دو تہائی سونا موجود ہے اور یوں سونے کے مالک ہر ملک کا قانون بناتے ہیں' چلاتے ہیں کہ ''زرخرید نیٹ ورک'' ہر جگہ فعال ہے اور رہے عوام تو ٹک ٹک دیدم' دم نہ کشیدم کی تصویر ہیں۔ ''نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن''۔

فاعتبرو یا اولی البصار

ملکی معیشت برباد کرنیوالے ہی بحالی کی دہائی دے رہے ہیں: سرکاری ترجمان

موجودہ حکومت کے اقدامات کے سبب ایک سال میں تیل و گیس کے شعبہ میں 700 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری ہوئی

غربت کے خاتمہ کیلئے ہزاروں سکیموں پر کام کیا جا رہا ہے: بینظیر کے بیان پر ردعمل

نجکاری کی آڑ میں

پاکستانی حکومت ملازمین کو بیروزگار کرنا بند کرے: اقوام متحدہ

نجکاری پروگرام کے ذریعے ملازمین کو بیروزگار کرنے کا اقدام درست نہیں، یہ سلسلہ فی الفور بند کیا جائے، بیروزگار ہونے والے ملازمین کے لئے متبادل مواقعوں کا انتظام کیا جائے

جی ایچ کیو میں جعل سازی کا انکشاف

150 فوجی افسر برطرف

2 میجر جنرلوں، بریگیڈیئروں سمیت کرنل اور میجر رینک کے افسران پر مشتمل گروہ فوجی افسروں کی پروموشن کے ریکارڈ میں گھپلے کرتا تھا، گروہ کو جی ایچ کیو میں رسائی حاصل تھی

کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ میں بھی ترامیم کروائیں، تحقیقات شروع، پروموٹ ہونے والے افسروں کی معطلی کا خطرہ، اعلیٰ فوجی حکام کا جعلساز افسران کے نام بتانے سے گریز

پیرس کلب نے پاکستان کے 1.8 ارب ڈالر کے قرضے ری شیڈول کر دیئے

پاکستان کی اقتصادیات کی بہتری کی کوششوں کا خیر مقدم، ری شیڈولنگ سے معیشت کو فائدہ ہوگا

پیرس (اے پی) پیرس کلب کی قرضہ دینے والی اقوام نے پاکستان کے لئے 1.8 ارب ڈالر کے قرضوں کی ری شیڈولنگ کی منظوری دے دی ہے۔ گروپ نے پاکستان کی طرف سے اپنی اقتصادیات کی بہتری کی کوششوں کا خیر مقدم کیا ہے۔ پاکستان کو یہ سہولت گزشتہ دو [illegible] 1.9 ء م 1 پر

عالمی مالیاتی اداروں کی ڈکٹیشن پر عمل کرنا مجبوری بن گئی: گورنر سٹیٹ بنک

آئی ایم ایف کی ہدایت پر ڈالر کے نرخ روزانہ مقرر ہوتے ہیں، پالیسی میں تبدیلی ممکن نہیں کیونکہ ہمیں معیشت مستحکم کرنا ہے

ماضی میں سیاسی بنیاد پر قرضوں نے ملکی معیشت کو جو نقصان پہنچایا اس کا اب تک ازالہ نہیں ہو سکا

سکھر (نمائندہ جنگ) گورنر اسٹیٹ بینک ڈاکٹر عشرت حسین نے کہا ہے کہ ماضی میں سیاسی بنیادوں پر جاری کئے گئے قرضوں نے ملکی معیشت کو جو نقصان پہنچایا اس کا اب تک ازالہ نہیں ہو سکا ہے۔ منگل کو ایوان تجارت و صنعت سکھر کے صدر خالد کوہستانی کی طرف سے دیئے گئے ظہرانے

عالمی بنک نے اپنی شرائط پر عملدرآمد کے ثبوت مانگ لئے

جی ایس ٹی، گڈ گورننس، اکاؤنٹس کمیشن اور سرمایہ کاری بورڈ کی دستاویزات جلد فراہم کرنے کا مطالبہ

اسلامی تعلیمات سے متصادم آڈیو ویڈیو اشاعتی میٹریل اور حرام جانور درآمد نہیں کر سکتے ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے ایجنڈے پر عمل ممکن نہیں پاکستان

قرضوں کی خاطر ناجائز چیزیں خریدنے کیلئے دباؤ نامنظور

حرام اشیاء درآمدی لسٹ سے خارج

شراب اور سور کا گوشت باہر سے نہیں منگوائینگے

پاکستان کا آئی ایم ایف اور عالمی تجارتی تنظیم کو صاف جواب

بین الاقوامی مالیاتی ادارے اپنے فراہم کردہ فنڈز کے استعمال بارے مطمئن ہونگے، حکومت نے صوبوں کو 2 مارچ تک پالیسی بنانیکی ہدایت کر دی

غربت کا خاتمہ

عالمی ادارے صوبوں کو براہ راست امداد دینگے

3 سالہ منصوبہ تیار

صوبوں کو عالمی اداروں سے براہ راست قرضے حاصل کرنے کی اجازت دینے کا فیصلہ

صوبائی حکومتوں کو حکمت عملی تیار کرنے کی ہدایت، 2 مارچ کو پلاننگ کمیشن کے اجلاس میں صوبائی رپورٹوں کا جائزہ لیا جائیگا

فیصلہ بعض عالمی اداروں کی دلچسپی دیکھ کر کیا گیا، حکومت پاکستان ڈویلپمنٹ فورم کے اجلاس سے پہلے ہوم ورک مکمل کرنا چاہتی ہے، ذرائع

بدتمیز عوام

ایسی ہی ایک من مانی کا قصہ ان دنوں اخبارات میں زیر بحث ہے۔ کچھ عرصہ قبل ایک مغربی ملٹی نیشنل کمپنی نے عورتوں کے طبی استعمال کیلئے تیار کردہ پیڈز "آل ویز" کا اشتہار پی ٹی وی پر چلانا شروع کیا۔ اس اشتہار پر سب سے زیادہ احتجاج گھریلو خواتین نے کیا۔ خود مجھے لاتعداد خواتین نے بذریعہ خطوط بتایا کہ جب ان کے بچے پوچھتے ہیں کہ یہ کس چیز کا اشتہار ہے تو ہم لاجواب ہو جاتی ہیں۔ مذکورہ اشتہار کیخلاف دباؤ اتنا زیادہ بڑھا کہ پی ٹی وی کو اشتہار تبدیل کرنا پڑا۔ اشتہار تبدیل ہوتے ہی وزیر خزانہ شوکت عزیز نے وزارت اطلاعات کو وختہ ڈال دیا۔ وزیر خزانہ کا کہنا ہے کہ اس اشتہار کو بغیر کسی تبدیلی کے پی ٹی وی پر جاری رکھا جائے ورنہ عالمی مالیاتی ادارے ناراض ہو جائیں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب سے پی ٹی وی نے اشتہار تبدیل کیا انہیں واشنگٹن سے کئی ٹیلی فون آ چکے ہیں کہ اشتہار میں تبدیلی واپس نہ لی گئی تو ہم سے برا کوئی نہ ہو گا۔ شوکت عزیز کو چاہیے تھا کہ واشنگٹن والوں کو سمجھاتے کہ مغربی اور مشرقی تہذیب میں کیا فرق ہے اور لبرل ازم کا مطلب بے حیائی قطعاً نہیں لیکن انہوں نے ایسی کوئی تکلیف گوارا نہیں کی اور مغربی ملٹی نیشنل کمپنی کے اشتہار میں تبدیلی کو واپس لینے پر اصرار کرتے ہیں۔ اس قسم کے وزیر کسی حکومت کی نیک نامی نہیں بلکہ بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔ کئی سو سال پہلے کوتوال ملک علی نے پھانسی سے چند لمحے پہلے ایک باغی نوجوان کی حکمران وقت کے بارے میں گستاخانہ گفتگو لکھی تھی، اگر آج کے کوتوال پاکستان کے کسی بھی بڑے شہر کے کسی بھی گلی کوچے میں کسی راہ جاتے نوجوان سے حکمرانوں کے بارے میں رائے پوچھیں تو اکثر نوجوان وہی کہیں گے جو ڈُلا بھٹی نے کہا تھا۔ فرق صرف یہ ہو گا کہ ڈُلا بھٹی صرف اکبر کو کوستا تھا جبکہ آج کا نوجوان شوکت عزیزوں، عنایت اللہ کے علیوں اور معین الدین حیدروں کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرے گا، لیکن سوال یہ ہے کہ ان بدتمیزوں کو لکھے گا کون اور حکمرانوں کے سامنے رکھے گا کون؟

اوصاف اسلام آباد 17 اپریل 2001

افغانستان پر اقوام متحدہ کی پابندیاں اور امت مسلمہ

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

شاعرِ مشرق علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ کے مذکورہ شعر کو یہاں لکھ کر اپنی بات شروع کرنے کا مطلب خدانخواستہ یہ نہیں ہے کہ ہم افغانستان کا جرمِ ضعیفی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ افغان عوام اور ملا محمد عمر کی حریتِ فکر، سرفروشی اور حمیت و جرأت کو ہم سلام پیش کرتے ہیں کہ ان کا عزم ''سر داد نہ داد دست در دستِ یزید'' والا عزم ہے اور اس عزم کی پشت پر ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا (وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب (پرورش کے تمام تقاضے پورے کرنے والا) ہے اور پھر اپنی بات پر ایمان کی استقامت کا ثبوت (فراہم کر دیا) ہے اور جب عزم و ایمان کی یہ کیفیت ہو جائے تو فلک سے پیغام آتا ہے اور یہ پیغام مقرب فرشتے لاتے ہیں، تتنزل علیھم الملٰئکۃ الاتخافوا ولا تحزنوا فرشتے ان پر نازل ہو کر کہتے ہیں نہ خوف کرد نہ رنجیدہ ہو، نحن اولیاء کم فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الآخرہ ہم اس دنیا میں اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھ ہیں۔

اللہ کا یہ فرمان جدیدیت کے مارے انسان کو سمجھ نہیں آتا مگر یہ اٹل حقیقت ہے۔ ایران کے مذہبی راہنما آیت اللہ خمینی صاحب سے عقیدہ کا اختلاف اپنی جگہ مگر ایران واپس پلٹنے پر ان کا یہ تاریخی جملہ کہ ''میں سوائے اللہ وحدہ لاشریک کے، کسی کو سپر پاور تسلیم نہیں کرتا'' بہت سے لوگوں کو یاد ہوگا۔ پھر گلوبل فیملی نے بہ چشم سر دیکھا کہ مبینہ سپر پاور امریکہ نے کئی ماہ تک ریہرسل کر کے سو فی صد نتائج کی تسلی کرنے بعد رات کی تاریکی میں

جب اپنے بندے اغوا کرنے کا مشن ایران بھیجا تو اس وقت پوری ایرانی قوم معہ خمینی صاحب' سو رہی تھی مگر خمینی صاحب کی اصل سپر پاور جاگ رہی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی تدبیر دینوی سپر پاور پر اس طرح غالب آئی کہ تباہی کی خبر دینے والا بھی کوئی باقی نہ رہا۔

جس جرم ضعیفی کی طرف ہم آپ کو لے جانا چاہتے ہیں اور جو آج مسلمہ امر بن کر ہر کسی کے سامنے ہے وہ بقول علامہؒ یہ ہے:

بت صنم خانوں میں کہتے ہیں مسلمان گئے
ہے خوشی ان کو کہ کعبے کے نگہبان گئے
منزلِ دہر سے اونٹوں کے حدی خوان گئے
اپنی بغلوں میں دبائے ہوئے قرآن گئے

یہ اٹل حقیقت ہے کہ مسلمان کی حقیقی قوت کا سرچشمہ قرآن ہے' اس پر بطور شہادت حضرت عمرؓ کا یہ فرمان ہی کافی ہے کہ ہم نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی نبوت سے قبل سینہ دھرتی کا بوجھ تھے' ہر برائی کے ساتھ ذلیل ترین مخلوق تھے کہ "ہمارے رب نے ہم پر احسان فرمایا اور حضرت محمد ﷺ کے ذریعے ہمیں قرآن سے نوازا' پھر اس کو سینے سے لگانے کی توفیق بخشی تو سینہ دھرتی پر ہر عظمت ہر عزت ہمارا مقدر ٹھہری" قرآن حکیم خود بھی تو یہی اعلان فرماتا ہے۔ ان هذالقران يهدى للتى هيى اقوم و يبشر المومنين الذين يعملون الصالحات ان لهم اجراً كبيراً O يعملون الصالحات اور يبشر المومنين کا عملی مشاہدہ خلافت راشدہ کے دور میں جھانک کر دیکھا جا سکتا ہے۔ اس پر مستزاد اجرِ آخرت بھی ہے۔

جنہوں نے جس جس دور میں قرآن جس قدر تھاما اسی قدر ان کا عروج و استحکام تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے اور اس کے برعکس جہاں جہاں جس قدر کمی اور کمزوری رہی' وہاں اسی مناسبت سے زوال و رسوائی مقدر ہونا بھی تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے۔ انسانی تاریخ سے کوئی ایک مثال سامنے نہیں لائی جا سکتی کہ آفاقی تعلیمات (کلامِ الٰہی) پر ایمان کے زبانی دعوے اور عملی انحراف کے بعد کوئی امت عروج حاصل کر

سکی ہو یا اپنے عروج مستحکم دیکھ سکی ہو البتہ یہ گواہی ہر کسی کے سامنے ہے کہ کافر اگر اپنے کفر میں سچا اور کھرا ہے' اپنے کفر کے معاملے میں منافق نہیں' تو عروج و استحکام اس کا مقدر ٹھہرا۔ گویا اللہ تعالیٰ کو منافقت پسند نہیں ہے' اور اسی لئے منافق ٹولے کے لئے فرما دیا کہ ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار ○ (منافق گروہ جہنم کے سب سے نچلے حصہ میں ہوگا)

یہود و نصاریٰ کی لونڈی اقوام متحدہ (UNO) نے یہود کے لونڈے امریکہ کے کہنے پر کبھی لیبیا پر پابندیاں عائد کیں تو کبھی عراق کے عوام پر ایسے مکروہ فیصلے کی زد پڑی اور آج افغانستان اس کا شکار ہے۔ بھارت اور اسرائیل جو کچھ کر لیں' یو این او اور اس کی سلامتی کونسل کی ہر قرار داد کو اس کے منہ پر دے ماریں' تو بھی ان پر کسی پابندی کا حکم صادر نہیں ہو سکتا کہ مریکہ ہو یا روس دونوں ہی بلکہ فرانس و برطانیہ بھی یہود کے لے پالک ہیں اور ویٹو کے ہتھیار سے مسلح ہیں۔ پھر یہ بھی کہ یہود ہی تو اقوام متحدہ کے خالق ہیں اور ''مخلوق'' ''خالق'' کے مقابلے میں آئے یا بغاوت کرے کیسے ممکن ہے!

بقول علامہ اقبالؒ آج افغانستان کے خلاف امریکہ کی شہ پر برطانیہ' فرانس اور روس کی تائید کے ساتھ انتقامی کاروائی صرف اسی لئے تو ہو رہی ہے کہ:

افغانیوں کی غیرتِ دین کا ہے یہ علاج
مُلّا کو ان کے کوہ و دمن سے نکال دو

یہ مُلّا خواہ اسامہ بن لادن ہو یا مُلّا عمر ہو۔ آج یہ غیرت و حمیت دین کی علامت ہیں اور یہی یہود و نصاریٰ کے گلے کی پھانس ہے۔ کفر اسلام سے لرزاں ہے 'مسلمان' سے خوف زدہ نہیں ہے۔ اسے ڈر ہے کہ دنیا کے کسی کونے میں خالص اسلام نافذ ہو گیا اور اقوام عالم نے اس دور میں اس کی عملی زندگی کی برکات کو دیکھ لیا تو ہمارا ریت کا گھروندا خود بخود مسمار ہو جائے گا لہذا انتہائی جھلاہٹ کے عالم میں' پھیلتی روشنی سے خائف وہ دیا (Source of Light) گُل کرنے کے درپہ ہیں اور دکھ کی بات یہ ہے کہ ان کی پھونکوں کے ساتھ ''روشنی کے محافظوں'' کی پھونکیں بھی شامل ہیں۔

پابندیوں کے اعلان کے نفاذ کے ساتھ ہی افغان مجاہد مُلّا عمر کا یہ فرمان اخبارات کی زینت بنا کہ امریکہ اور اس کے حواری افغانستان پر ایٹم بم بھی گرا لیں، جب تک ایک افغان بھی باقی ہے نہ اسامہ کو کسی کے حوالے کریں گے اور نہ ہی کسی کے آگے جھکیں گے کہ ہم صرف اللہ وحدہ لاشریک کے سامنے جھکنے والے ہیں:

افغان باقی! کہسار باقی!
الحکم للہ! الملک للہ!

اور

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کوہستانی!

گلوبل ویلیج کی گلوبل فیملی اس حقیقت پر گواہ ہے کہ مبینہ سپر پاور روس نے اپنے زرخرید ضمیر فروش ایجنٹوں کے ذریعے ایک عرصہ تک افغانستان کے عوام کو محکوم بنائے رکھا تھا، مگر وہ بھول گیا کہ:

گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہو
تھرتھراتا ہے جہانِ چار سو رنگ و بو
پاک ہوتا ہے ظن و تخمین سے انسان کا ضمیر
کرتا ہے ہر راہ کو روشن چراغِ آرزو
وہ پرانے چاک جن کو عقل سی سکتی نہیں
عشق سیتا ہے انہیں بے سوزن و تارِ رفو
ضربتِ پیہم سے ہو جاتا ہے آخر پاش پاش
حاکمیت کا بتِ سنگیں دل و آئینہ رو

روسی استعمار کا بت یوں پاش پاش ہوا کہ روسی حاکمیت کے زیرِ نگیں تمام ریاستیں آزاد ہو گئیں اور کمیونزم کا سورج گہنا گیا۔

اقوامِ متحدہ کی تشکیل کا مقصد وحید نصاریٰ کے تعاون سے یہود کے مفادات کی

پاسبانی اور ان کے دشمنوں کی سرکوبی ہے اور یہود و نصاریٰ کا دشمن نمبر **1** اسلام ہے۔ جس کا برملا اقرار' افغانستان میں روسی سحر ٹوٹنے کے بعد' امریکی صدر کر چکا ہے۔ لہذا یو این او یا اس کی سلامتی کونسل اور اس کے دیگر ذیلی اداروں کے غیر مسلم کارندوں سے ہمیں کوئی گلہ نہیں ہے کہ وہ اپنے طے شدہ مشن کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں اور جس کا انہیں حق بھی ہے کہ چیونٹی بھی جب خطرہ محسوس کرتی ہے کاٹتی ہے۔'اسلام کے خطرہ' سے ''تحفظ'' ان کی بقا کا راز ہے۔

ہم اگر انگشت بدنداں ہیں تو سحر زدہ مسلم حکمرانوں کے رویہ پر' جو اقوام متحدہ کی ہر مسلم دشمن قرارداد پر ''ٹِک ٹِک دیدم دم نہ کشیدن'' کی تصویر بنے دیکھے جاتے ہیں جیسے یہود و نصاریٰ نے سب کو ہپناٹائز کر دیا ہے ورنہ ایک تہائی قوت' جو وسائل سے بھی مالا مال ہے' افرادی قوت اور صلاحیتوں کے اعتبار سے بھی کسی سے پیچھے نہیں ہے' ایک بلاک کی صورت میں سینہ دھرتی پر اپنا وجود رکھنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا مشروط وعدہ بھی اس کا سرمایہ ہے' یوں خاموش رہے' بے بس ہو' سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ یہ رویہ شاید اس خوف کے سبب ہے کہ یہود و نصاریٰ کی ''سرپرستی'' پر کامل یقین ہے' اعتماد ہے کہ وہ عراق کے خلاف کویت اور سعودیہ میں چھاؤنی بنا کر ''مستقل تحفظ'' کا یقین دلا چکے ہیں اور (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ انہیں ضمانت نہ دے سکے۔

الحمد للہ ملت مسلمہ' ماسوائے حکمران طبقہ کے' غیرت مند بھی ہے' باحمیت بھی ہے اور اللہ کی نصرت پر ایمان بھی رکھتی ہے' مگر حکمرانوں نے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ رکھے ہیں جس طرح حکمرانوں کے ہاتھ پاؤں یو این او اور اس کی سلامتی کونسل نے **IMF** کی رسی سے باندھ رکھے ہیں۔ حکمران طبقہ خارجی آقاؤں کے حکم پر میڈیا کے ذریعے بتدریج مسلمانوں کے دلوں سے اسلام خارج کرنے میں مصروف ہے۔ حکمران بھی اسی میں عافیت جانتے ہیں کہ عوام عیاشی کی طرف مائل ہو جائیں تو ان کے اقتدار کو لاحق ''بیداری'' کا خطرہ ٹل جائے گا۔

لیبیا اور عراق کے عوام بنیادی ضروریات سے محروم ہو گئے اور ہمارے حکمران

'سربراہی کانفرنسوں' میں مشغول رہے' آج افغانستان کو دوسرے شعب ابی طالب کا سامنا ہے۔ فلسطین اور کشمیر کے خطے لہو لہو ہیں' عصمتیں تار تار ہیں' یتیموں اور بیواؤں کی تعداد میں لحہ لحہ اضافہ ہو رہا ہے' قبرستان آباد ہو رہے ہیں اور آبادیاں ویران ہو رہی ہیں تو دوسری طرف مسلمان حکمران اسلامی کانفرنسوں کے افتتاح' کروڑوں کی تعداد میں قرآنِ حکیم کے نسخوں کی طباعت و تقسیم' مساجد اور ہسپتالوں کی تعمیر پر نازاں و مطمئن ہیں اور کسی کو توسیع حرمین الشریفین سے جنت کی ضمانت نظر آتی ہے یا زیادہ سے زیادہ مل بیٹھ کر یہ لوگ اپنی ''شدید ترین تشویش'' پر مطمئن ہیں۔

مذکورہ ہر کام باعثِ اجر ہے' مطلوب بھی ہے' مگر اپنی جگہ پر۔ ہم کسی کے کام کی نفی نہیں کرتے مگر سرورِ دو عالم حضرت محمد ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں یہ مسلمہ امر ناقابل تردید ہے کہ حقوق جن کی پاسداری کے لئے خلیفۃ اللہ انسان کو پیدا کیا گیا ہے' دو طرح کے ہیں یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ معراج کی شب من جملہ امت کے لئے دوسرے انعامات کے' اللہ تعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین ﷺ کو جس خصوصی انعام سے نوازا وہ یہ خوشخبری ہے کہ آپ کے ان امتیوں کے' جو حقوق اللہ کی ادائیگی کی مقدور بھر سعی کرتے رہے مگر پھر بھی کمی رہ گئی' میں غفور الرحیم ہونے کے ناتے اپنے حقوق معاف کر دوں گا مگر حقوق العباد صرف بندہ ہی معاف کرے گا۔

حقوق العباد کے لئے ہر کوئی مکلف ہے اور سرحدی حدود و قیود کا بہانہ یہاں نہیں چل سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے امت مسلمہ کو جسد واحد قرار دیا' لہٰذا دنیا کے جس گوشے میں مسلمان کے پاؤں میں کانٹا چبھتا ہے' ہر کونے میں بسنے والا مسلمان اس کی تکلیف محسوس کرتا ہے اور الحمد للہ کہ ہر خطہ کے عوام میں یہ شعور موجود ہے مگر کیا حکمران طبقہ اس شعور کا ساتھ دیتا ہے؟

لحہ بھر کے لئے اپنے آپ کو داورِ محشر کے سامنے میدان حشر میں کھڑا محسوس کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ایک ایک مسلمان حکمران کا نام لے کر پکارتے ہیں' سب کو اپنے سامنے کھڑا کر کے ایک ایک سے فرداً فرداً پوچھتے ہیں کہ تمہیں اقتدار دے کر رکھوالے کا کردار دیا

تھا' جب تمہارے مسلمان بھائی فلسطین' کشمیر' چیچنیا' منڈے ناؤ میں محض مسلمان ہونے کے سبب کٹ رہے تھے' تم کیا کر رہے تھے؟ جب یہود و نصاریٰ کی ناروا پابندیوں کے سبب عراقی عوام اور افغانستان کے غیور لوگ ناداری و افلاس کے گہرے گڑھے میں پھینکے جا رہے تھے' جب معصوم بچے کیمپوں میں بھوک سے بلکتے اور علاج کو ترستے موت کی وادی میں پہنچ رہے تھے تو تم کہاں تھے؟؟

ہم بصد ادب و احترام اپنے مقتدر راہنماؤں سے سوال کرتے ہیں کہ کیا جناب پرویز مشرف صاحب اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ عذر پیش کریں گے کہ ہم اندر سے کڑھتے تھے' ہمارے دل روتے تھے مگر ہم یو این او کے چارٹر پر دستخطوں کے سبب مجبور تھے' کیا خادمِ حرمین الشرفین کا یہ جواب قابلِ لحاظ ہوگا کہ توسیعِ حرمین اور تقسیمِ مصحف کے عظیم الشان کام نے یہ مہلت ہی نہ دی کہ اور کسی طرف توجہ دیتے؟؟؟ اور کیا والی ابوظہبی کے اس جواب سے قادرِ مطلق کی تشفی ہو جائے گی کہ میں نے ہسپتال و مدرسے بنوائے اور میں یہی کر سکتا تھا۔

ایسے میں اگر شافع محشر ﷺ اپنے اس فرمان کے ساتھ وہاں پیش ہو گئے کہ میں نے اپنی اُمت کے سامنے یہ بنیادی نقطہ رکھ دیا تھا "من رأى منكم منكراً فليغيره بيده فان لم تستطيع فبلسانه فان لم تستطيع فبقلبه و ذلك اضعف الايمان" تم میں سے جو کوئی برائی (ظلم) دیکھے اسے ہاتھ سے (بزور) روک دے' اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے اس کے خلاف آواز اٹھائے (احتجاج کرے) اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے برا جانے مگر یہ کمزور ایمان کی علامت ہے (مفہوم) ہادی برحق ﷺ کے اس فرمان پر ہمارے مسلمان کہلوانے والے حکمرانوں کا جواب کیا ہوگا؟ یہ کہ ہمارا ایٹم بم' ہمارے میزائل' ہماری عسکری قوت' ایمان کی حقیقی قوت سے عاری ہونے کے سبب یہود و نصاریٰ کے مقابلے کی سکت نہ رکھتی تھی لہذا ہمیں دل سے برا جاننے والوں کی صف میں رکھیئے ہم کمزور ایمان والے "مسلّمہ مسلمان" ہیں۔

حکمرانی قطعاً عارضی چیز ہے' آج آپ حکمران ہیں' گذرے کل کوئی اور تھا اور

یقیناً آنے والے کل کوئی اور ہوگا۔ آپ کی مداہنت یا یو این ۔ کے خوف کے سبب مسلمان جہاں جہاں مر رہے ہیں' بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو رہی ہیں' عصمتیں پامال ہو رہی ہیں' ان میں سے کسی ایک نے محشر میں گریبان پکڑ لیا تو چھڑانا محال ہو جائے گا۔ وہاں تقسیم قرآن اس لئے سود مند نہ ہوگا کہ وہی قرآن مدعی بن کر سامنے کھڑا ہوگا کہ مجھے پڑھ کر سمجھ کر عمل کرتے تو ملتِ مسلمہ عزت و وقار سے رہتی' خوشحالی ہوتی اور کفار کو بچے یتیم کرکے' عورتوں کو بیوہ کرنے یا عصمتیں پامال کرنے کی جرأت ہی نہ ہوتی کہ ماضی میں حاملین قرآن کی پناہ میں تو خود کفار سکھ محسوس کرتے رہے ہیں۔

غمیں نہ ہو کہ پراگندہ ہے شعور تیرا
فرنگیوں کا یہ فسوں ہے' قُم باذن اللہ

☆......☆ ☆

امریکہ کی 50 سال سے بھارت سے مخالفت ہے

افغانستان پر پابندیوں سے پاکستان متاثر ہوگا امریکی سفیر

بھارت اس وقت ایک طاقتور ملک ہے امریکہ بھارت کے ساتھ مزید مخالفت کا متحمل نہیں ہو سکتا' بھارت سے تعلقات بہتر بنانا چاہتے ہیں

افغانستان پر پابندیوں سے ہزاروں افغانی پاکستان آرہے ہیں امریکہ دنیا سے دہشت گردی ختم کرنا چاہتا ہے' ولیم بی. مائیلم کی ملتان میں گفتگو

افغان خانہ جنگی میں کوئی پاکستانی فریق نہ بنے وزیر داخلہ

صرف جھوٹ کی اشاعت ہوگی!

...... دعویٰ سچا ہے یا جھوٹا!!

عنوان پر پہلی نظر ڈالتے ہی ہر کسی کا شش و پنج میں مبتلا ہونا قطعاً فطری امر ہے کیونکہ اسے بطور اصول تسلیم کر لینا حقیقت کا منہ چڑانا ہے۔ مگر یہ کہنے والے اپنے دعویٰ کی سچائی پر مصر ہیں اور صداقت ثابت کرنے کے لئے وہ ٹھوس شواہد بھی پیش کرتے ہیں۔ ان سطور کو آپ کے سامنے رکھنے کا مقصد دعویٰ اور دعوے کی پشت پر ثبوت کا جائزہ ہے۔

''صرف جھوٹ کی اشاعت ہوگی'' یہ دعویٰ ہے عالمی اقتدار پر قابض ہونے کا خواب دیکھنے والے یہود کا۔ یہ عالمی اقتدار تک پہنچنے کی خاطر کی گئی ان کی منصوبہ بندی کا دوسرا بنیادی نقطہ ہے یعنی عالمی سطح پر سونے پر قبضہ کہ وسائل پر کنٹرول قائم رہے اور پریس پر کنٹرول کہ جو ہم چاہیں وہی نمایاں طور پر اشاعت پذیر ہو' تاکہ ایک طرف لوگوں کے اذہان وقلوب پر ہم موثر قبضہ کریں تو دوسری طرف اس جھوٹ کو سچ بناتے فریق مخالف کی سرکوبی کا جواز پیدا کریں جس طرح بھیڑیئے نے بھیڑ کا بچہ کھانے کے لئے کیا تھا۔

ملاحظہ فرمایئے دعویٰ بحوالہ پریس کا کردار' پریس کی قوت:

''حکومتوں کے ہاتھ میں آج رائے عامہ بنانے اور عوام کے ذہنوں کو ایک جہت دینے کے لئے پریس کی زبردست قوت موجود ہے۔ پریس کا کردار یہ ہے کہ وہ ہماری ناگزیر ترجیحات کو موثر انداز میں پھیلائے ...... پریس ہمارے لئے کھرا سونا ہے اگرچہ ہم نے اس تک پہنچنے کے لئے خون پسینے کی قربانی دی ہے ......''

(Protocols, 2:15)

''ہم نے انہیں جن امور کو سائنسی قواعد کے طور پر تسلیم کر لینے کی ترغیب دی ہے اس پر انہیں جما رہنے دو۔ یہی مقصد تو ہے جس پر ان کی ایمان کی حد تک پختگی کے لئے ہمارے اخبارات و جرائد ہر لمحہ کوشاں ہیں۔ غیر یہود کے دانشور' ہماری مطلوبہ سمت میں اپنی قوم کو لے جانے کی خاطر خود ہی سائنسی معلومات و حقائق کو' جنہیں ہمارے ماہرین نے تیار کیا ہے' خوش نما بنا کر اپنی قوم کو مہیا کریں گے۔'' (Protocols, 2:2)

''...... اور لوگوں کی اکثریت دراصل یہ جانتی ہی نہیں کہ پریس حقیقتاً کیا کردار ادا کر رہا ہے۔ ہم اس سرکش اور بے لگام کو لگام دیں گے......'' (Protocols, 12:3)

مذکورہ اقتباسات کو' بالخصوص خط کشیدہ جملوں کو' ایک بار توجہ سے پڑھیں اور پھر مغربی پریس اور مغربی پریس کے حوالے سے اپنے پریس میں اشاعت پذیر مواد' خصوصاً انگریزی اخبارات و جرائد پر نگاہ دوڑائیے تو ان اقتباسات میں بیان کردہ حقیقت آپ کے سامنے ننگی ناچتی نظر آئے گی۔ مغربی پریس اپنے ''پسِ پشت آقاؤں'' کے اشارۂ ابرو پر خبریں تراشتا ہے اور ہمارا پریس (الا ماشا اللہ) اسی کا خوشہ چین ہے۔ ہمارے قلمکار اسی کی بنیاد پر یہاں ''عمارتیں استوار کر لینے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے اور رہی رائے عامہ تو حقائق تک رسائی نہ ہونے کے سبب انہی ''حقائق'' کو تسلیم کر لیتی ہے۔

مغربی پریس پر آج یہود کا مکمل کنٹرول ہے اور نصاریٰ اسلام دشمنی کے حوالے سے ان کے معاون و مددگار ہیں لہٰذا اسلام کا مورچہ فتح کرنے کے لئے وہ اسلام پر بالواسطہ اور بلاواسطہ حملہ آور ہوتے ہیں۔ کبھی اسلامی اقدار و طرز معاشرت ان کے حملوں کی زد میں دیکھے جاتے ہیں تو کبھی افراد و اقوام نشانے کی زد میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً

اخبارات و جرائد کے صفحات ہوں یا انٹرنیٹ کی ویب سائٹ اسلام کے متعلق بے بنیاد ''معلومات'' کی بھرمار ہے اور بڑے تسلسل کے ساتھ کہ یہی تسلسل مکمل جھوٹ کو سچ کے قریب لے آتا ہے۔ اس کی بے شمار مثالیں ہمارے گرد و پیش بکھری پڑی ہیں۔

افراد و اقوام کے خلاف جو ''معلومات'' جو ''دلائل'' و ''شواہد'' بڑی عرق ریزی کے ساتھ مرتب کر کے مغربی پریس کے سپرد کئے جاتے ہیں اور پھر وہ ہمارے پریس کے صفحات کی زینت بنتے ہیں جو کسی ہوشمند کی نظر سے اوجھل نہیں ہیں۔ ہم اپنی بات کے ثبوت پر واضح گواہی امریکہ و یورپ کے لیبیا' سوڈان' عراق' افغانستان اور خود پاکستان پر وقتاً فوقتاً الزامات کو پیش کرتے ہیں اور رہے افراد تو 'لاکربی' حادثہ کے مبینہ ملزمان ہوں یا 'اسامہ بن لادن' ہر حملے کی زد میں دیکھے گئے ہیں۔

ہم نے جو کچھ کہا اسے صرف تین اخبارات روزنامہ ''دن'' لاہور' روزنامہ ''انصاف'' لاہور اور روزنامہ ''اوصاف'' اسلام آباد کے صفحات میں دیکھئے:

> ''اسامہ نے حکم دیا ''امریکہ سانپ ہے کچل دو'' (3 کالمی سرخی) (روزنامہ اوصاف' 8 فروری 2001ء) بن لادن نے 90 کی دہائی میں متعدد احکامات جاری کیے جس میں امریکہ سانپ کے خلاف مسلمانوں کو جنگ پر اکسایا۔ خلیجی جنگ میں اسامہ نے فتویٰ دیا' مقدس مقامات پر امریکیوں کی موجودگی برداشت نہیں کر سکتے۔ (گواہ کا بیان) نیو یارک۔ سعودی نژاد اسامہ بن لادن نے امریکہ کو سانپ سے تشبیہ دیتے ہوئے کچلنے کے احکامات جاری کئے تھے۔ اسامہ کے بقول امریکی سانپوں کی مانند ہیں جنہیں لگام دینے کے لئے کچلنا ضروری ہے......''

> '' ''اسامہ نے ایٹم بم خریدنے کے لئے ڈیڑھ ملین ڈالر مختص کر دیئے'' (3 کالمی سرخی) (روزنامہ اوصاف' 10 فروری 2001ء)

دس سال قبل ایٹم بم بنانے کے لئے بلیک مارکیٹ سے یورینیم کی خریداری کے لئے بھاری رقم مختص کی۔ (سرکاری گواہ) اسامہ بن لادن کے خلاف نیویارک کی عدالت میں سماعت کے دوران امریکی حکومت نے اپنا سرکاری گواہ جمال القادر پیش کیا جس نے عدالت کو بتایا کہ اسامہ بن لادن نے دس سال قبل ایٹم بم بنانے کے لئے یورینیم خریدنے کی کوشش کی تھی۔ سرکاری گواہ نے کہا کہ اسامہ نے بلیک مارکیٹ سے یورینیم خریدنے کے لئے ڈیڑھ ملین ڈالر مختص کئے تھے۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ مغربی اخبارات اسامہ بن لادن پر وسط ایشیائی ریاستوں سے کیمیائی ہتھیار خریدنے کا الزام لگا چکے ہیں

" "اسامہ بن لادن نے سازشیوں کے خلاف خاموشی توڑنے کا فیصلہ کر لیا" (3 کالمی سرخی) (روزنامہ اوصاف' 14 فروری 2001ء) اسامہ جلد اپنے خلاف جاری سازشوں پر تفصیلی بات کریں گے۔ بعض پاکستانی عہدیداروں سمیت سازش کرنے والے تمام افراد کے کردار سامنے لائیں گے "

"اسامہ کسی وقت بھی حملہ کر سکتا ہے۔ سی آئی اے (2 کالمی سرخی) (روزنامہ انصاف' 14 فروری 2001ء) اسامہ کے پہاڑی سے گرنے کی خبر ملے تو خوشی ہوگی (امریکی انٹیلی جنس حکام) نیویارک۔ امریکی انٹیلی جنس حکام نے القائدہ تنظیم کو قومی سلامتی کے لئے خطرہ قرار دیتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ اسامہ کسی بھی وقت حملہ کر سکتا ہے......"

"سفارت خانوں پر حملے' اسامہ نے امریکیوں کو قتل کرنے کی عالمی سازش کی۔ امریکہ (2 کالمی سرخی) (روزنامہ اوصاف' 8 فروری

2001ء) اسامہ نے اگست 96ء میں امریکیوں کے قتل کا فتویٰ دیا اور 98 میں حملے ہوئے۔ قتل کے احکامات کی پیروی کرنے والوں کے بجائے فیصلہ سازوں کو سزا دی جائے۔ استغاثہ کے دلائل۔ نیویارک۔ اسامہ بن لادن کے چار ساتھیوں کے خلاف امریکی سفارتخانوں پر حملہ کے مقدمہ کی سماعت کے دوران استغاثے نے کہا کہ امریکی سفارتخانوں میں بم دھماکے بن لادن کی امریکیوں کو قتل کرنے کی عالمی سازش کا حصہ تھا......''

یہ ہے نمونہ مشتے از خروارے۔ خبروں کی خبریت پر معمولی عقل و شعور رکھنے والا شخص بھی ذرا توجہ دے تو ہر خبر بھیڑیئے کے بھیڑ کے بچے کو کھانے سے پہلے دی گئی چارج شیٹ سے مماثلت کی کہانی بیان کرتی ہے۔ عقل و شعور کا ماتم کرتے ہی بنتی ہے کہ عقل کل کے دعوے دار 10 سال پرانے واقعات کو بطور دلیل آج پیش کرتے یہ سوچنے کی زحمت ہی گوارہ نہیں کرتے کہ دس سال کا طویل عرصہ ان کے کسی الزام کا عملی ثبوت پیش نہیں کرتا مثلاً ایٹم بم خریدنا یا بلیک مارکیٹ سے یورینیم کا حصول وغیرہ۔ جب الزام ثابت نہیں تو جرم ثابت کیسے ہے۔

کرنل قذافی ہو یا اسامہ بن لادن' حقیقی جرم صرف یہ ہے کہ یہ گردن امریکہ کے سامنے جھکانے کے لئے تیار نہیں تھے اور آج یہی جرم افغانستان کا ہے اور اسی جرم کا ارتکاب کرنے پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عوام تلے بیٹھے ہیں۔ اسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا تو کویت' سعودیہ اور دیگر عرب امارات نے یا مصر نے' اور وہ چھیتے ہیں۔ امریکہ و یورپ کو کوئی گلہ نہیں ہے ان ممالک سے' عمان سے' کہ یہ اپنوں کی طرح ہر اشارہ ابرو کو سمجھتے ہیں۔ اسامہ بن لادن اگرچہ سعودی ہے مگر گستاخ ہے کہ اپنے رسول ﷺ کے فرمان اخرجوا الیہود و النصاریٰ من جزیرۃ العرب (اوکما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر عمل دیکھنے کا متمنی اور داعی ہے۔ اور امریکہ و یورپ کی ''غیرت'' اسے برداشت کرنے پر آمادہ نہیں ہے۔ صرف اسامہ ہی امریکہ کو سانپ نہیں سمجھتا' ہر باشعور

مسلمان اسے اژدھا جانتا ہے۔

اخبارات و جرائد کو ہم کنٹرول کرتے ہیں:

"ہماری مرضی و منشا کے بغیر عوام تک کوئی ایک خبر یا اعلان نہ پہنچ سکے گا۔ آج بھی دنیا کے کونے کونے سے ملنے والی خبروں کی ترتیب و تدوین میں حصہ لینے والی ایجنسیاں ہماری نظر میں ہیں اور پھر یہ مکمل طور پر ہمارے قبضہ قدرت میں ہوں گی کہ انہیں جو کچھ ہم ڈکٹیٹ کرائیں گے وہی کریں گی اور کاملاً ہمارے اشارہ ابرو پر کام کریں گی۔" (Protocols, 12:4)

"آج ہم غیر یہود جہلا (گوئم) کے ذہنوں پر اس قدر حاوی ہو چکے ہیں کہ وہ اپنے قلب و نظر کو ایک طرف رکھ کر ہمارے "فراہم کردہ" مخصوص رنگین چشموں سے گرد و پیش دنیا کی ہر چیز کو دیکھتے ہیں......" (Protocols, 12:5)

مذکورہ دونوں نکات کو عملی شکل میں دیکھنے کے لئے صرف چند مثالیں پیش کیے دیتے ہیں۔ پہلی مثال انہی پروٹوکولز کے اردو ترجمہ کی اشاعت ہے۔ کراچی کے ایک ہفت روزہ نے قسط وار یہ ترجمہ چھاپنا شروع کیا مگر نامعلوم وجوہ کی بنا پر آٹھویں دشیتے کی طباعت سے آگے بات نہ بڑھ سکی۔ اسی طرح اسلام آباد کے ایک روزنامے نے پروٹوکولز کو اردو میں دانش و حکمت کے کالم میں قسط وار شائع کرنا شروع کیا تو بھی اشاعت دسویں دشیتے کی اشاعت پر رک گئی۔ یہودیت پر بہت ہی قلیل لٹریچر مارکیٹ میں ہمیشہ سے دستیاب رہا ہے۔

جہاں تک دوسرے اقتباس کی حقیقت کا تعلق ہے' روزمرہ اخبارات میں ایسی پھلجھڑیاں دیکھنے کو ملتی ہیں جہاں زبان گوئم (غیر یہود جہلا) کی ہوتی ہے اور بات یہود کی منہ سے نکلتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے چند اخباری خبریں:

''جہادی سرگرمیوں پر پابندی کا فیصلہ' نوٹیفیکیشن چند روز میں جاری کر دیا جائے گا۔ (روزنامہ انصاف' لاہور 14 فروری) (5 کالمی سرخی) حکومت جہادی تنظیموں سے محاذ آرائی نہیں چاہتی مگر سرعام کمانڈو ٹریننگ' اسلحہ کی خریداری اور چندہ جمع کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ (وزیر داخلہ کا بیان) گلی کوچوں اور مساجد کے باہر کیمپ بند کرانے کے لئے آرڈیننس لایا جا سکتا ہے۔ جہادی تنظیموں کی سرگرمیوں سے دنیا میں پاکستان کے متعلق شکوک و شبہات پھیل رہے ہیں......''

''افغان خانہ جنگی میں کوئی پاکستانی فریق نہ بنے۔ وزیر داخلہ (روزنامہ اوصاف' 14 فروری) (5 کالمی سرخی) جہادی تنظیموں نے گلی کوچوں میں کلاشنکوف کی خریداری اور کمانڈو ٹریننگ کے لئے چندہ کے کیمپ بند نہ کیے تو اس کی روک تھام کے لئے آرڈیننس بھی جاری کر سکتے ہیں......''

خود ساختہ چارج شیٹ جاری کر کے' اپنے مخصوص لوگوں سے اپنے مطلب کے بیان دلوا کر' اپنے مقاصد کی تکمیل کروا کر' اپنے چہیتوں سے آزاد ممالک کے اندرونی معاملات پر ڈکٹیشن دی جاتی ہے کبھی انداز ناصحانہ ہوتا ہے تو کبھی حاکمانہ و جارحانہ۔ ایک جھلک دیکھتے جایئے کہ امریکی سفیر' سفارت کے مسلمہ آداب کو پس پشت ڈالتے ہوئے کیا فرما رہے ہیں:

''امریکہ کی بھارت سے 50 سال سے مخالفت ہے۔ افغانستان پر پابندیوں سے پاکستان متاثر ہوگا۔ (امریکی سفیر) <u>بھارت اس وقت ایک طاقتور ملک ہے' امریکہ بھارت کے ساتھ مزید مخالفت کا متحمل نہیں ہوسکتا۔</u> بھارت سے تعلقات بہتر بنانا چاہتے ہیں......''

(امریکی سفیر ولیم بی مائیلم' بحوالہ روزنامہ ''دن'' لاہور' 7 فروری 3

کالمی سرخی)

سفارتی آداب اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ اپنے ملک' اور جس ملک میں تعیناتی ہے' کے تعلقات کو خوشگوار بنایا جائے اور بتدریج مستحکم کیا جائے۔ مگر جب امریکی سفیر پاکستان میں بیٹھ کر' پاکستان کے ازلی دشمن بھارت کے طاقتور ہونے کی ''نوید'' سنائے گا اور بھارت کی طرف امریکہ کے جھکاؤ کو ناگزیر بتائے گا تو پاکستان اور امریکہ کے تعلقات کا استحکام کس معیار پر ہوگا' آپ خود تعین کر لیجئے۔

بات شروع ہوئی تھی کہ ''صرف جھوٹ کی اشاعت ہوگی'' جو بڑھتے بڑھتے امریکی سفیر کے جھوٹ تک جا پہنچی۔ دراصل مرحوم جرمن ''ماہر جھوٹ گوئبلز'' جس کی جھوٹ کے حوالے سے اکثر مثال دی جاتی ہے' کی روح کا رشتہ یہود و نصاریٰ سے بہت قریبی رہا ہے اور پنجہ یہود میں بے بس نصرانی پریس وہی راگ الاپنے پر مجبور ہے جس کی سُر ان کے آقاؤں نے تیار کی ہو۔ ملاحظہ فرمائیے ایک نمونہ:

''اسامہ کسی کے حوالے نہیں کریں گے' ''ٹائمز'' کی رپورٹ جھوٹ کا پلندہ ہے۔ طالبان (روزنامہ دن' 7 فروری) عرب مجاہد کے مسئلہ پر طالبان کی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی......''

طالبان حکومت کے وزیر خارجہ کا مذکورہ بیان' روزنامہ ''ٹائمز'' لندن میں شائع ہونے والی ایک بے بنیاد رپورٹ کا رد ہے جس میں ٹائمز نے طالبان حکومت سے یہ بات منسوب کی تھی کہ ''اگر امریکہ طالبان حکومت کو تسلیم کر لے تو اسامہ بن لادن کو اس کے حوالے کر دیا جائے گا'' طالبان کے وزیر خارجہ وکیل احمد متوکل نے اس ہرزہ سرائی کو جھوٹ کا پلندہ قرار دیا۔

اگر طالبان حکومت کے وزیر خارجہ یہ تردید نہ بھی کرتے تو افغان قوم کی معاشرت سے معمولی واقفیت رکھنے والا شخص بھی' افغان غیرت وحمیت سے اسے فروتر سمجھے گا کہ مہمان کو دشمن کے حوالے کر دیا جائے۔ افغان جان تو دے سکتا ہے مگر اپنے مہمان یا

اپنی پناہ میں لئے گئے کسی انسان کو دشمن کے حوالے نہیں کر سکتا' بشرطیکہ وہ احمد شاہ مسعود نہ ہو جو افغان بھیس میں کچھ اور ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں جھوٹ پھیلانے والوں کی محنت دیدنی ہے' خصوصاً انگریزی پریس میں کہ انگریزی دان طبقہ' جو اسلام اور نظریہ پاکستان کا نہ مکمل ادراک رکھتا ہے اور نہ ہی ذہنی طور پر ادراک کے لئے تیار ہے' ہر طرح کے خارجی اثرات کو آسانی قبول کر لیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام بیزاروں یا مغرب کی طرزِ معاشرتی کے دلدادگان کی کثیر تعداد اسی طبقہ سے ہے۔ اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اسلام کی سچائی کو انگریزی میں بیان کرنے والے خال خال ملتے ہیں۔ انگلش میڈیم اور مشنری کانونٹ سکولوں کے تعلیم یافتہ جس نہج پر تیار کئے گئے ہیں لامحالہ وہ اسی نہج کی ترجمانی کریں گے اور انگریزی وغیرہ ''ہمارے ہاں'' تو حرام ہے۔

امریکی سفیر مائیلم کے مذکورہ ''ناصحانہ رویے'' کے بعد ''حاکمانہ جلالی انتباہ'' پر بھی نظر ڈال لیجئے کہ امریکی چہرے کے کئی رخ ہیں۔ امریکہ افغانستان پر بڑے اہتمام سے یو۔این۔او کے ذریعے پابندیاں بھی لگواتا ہے اور انسانی 'ہمدردی'' کی بنیاد پر قحط زدگان کے لئے امداد بھی بھیجتا ہے۔ اسرائیل سے دفاعی معاہدہ بھی کرتا ہے اور عربوں کا سرپرست و غمخوار محافظ بن کر کویت و سعودیہ میں چھاؤنی ڈالے بیٹھا ہے۔ اسی امریکی سفیر کا فرمان ہے' اس ملک میں بیٹھ کر جس کی بنیاد اسلام پر ہے اور اسلام میں جہاد کا کیا مقام ہے' ہر مسلمان اور کافر بخوبی جانتا ہے۔

> ''پاکستان کو جہادی تنظیموں سے نبٹنا ہوگا۔ امریکی سفیر (بحوالہ اوصاف' 10 فروری' 6 کالمی سرخی) ہم اسلام کے خلاف نہیں' طالبان سے رابطے جاری ہیں۔ تفصیلات نہیں بتا سکتا۔ اسامہ کو افغانستان سے نکلوانے اور قانون کے حوالے کرنے کے لئے امریکہ فوجی ایکشن سمیت تمام راستے اپنائے گا ''

امریکہ ماضی میں اگرچہ ایک ''انتہائی محفوظ'' فوجی ایکشن ایران سے اپنے امریکی اغوا کرنے کے لئے انجوائے کر چکا ہے۔ خمینی صاحب نے برملا یہ کہا تھا کہ امریکہ شیطان ہے اور سپر پاور اس کائنات میں صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے' میں کسی اور کو سپر پاور تسلیم نہیں کرتا۔ ایرانی قوم سو رہی تھی اور حقیقی سپر پاور جاگ رہی تھی جب کئی مہینوں تک ریہرسل کرنے والے امریکی جہاز اور ہیلی کاپٹر اپنے بندے نکالنے ایرانی حدود میں چوروں کی طرح رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھائے داخل ہوئے جنہیں سپر پاور نے لمحوں میں تہس نہس کر دیا کہ پیچھے اطلاع دینے والا بھی نہ بچا۔

افغان قیادت اور افغان عوام مکمل شعور کے ساتھ اسی سپر پاور پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کے ایمان افروز استقلال کی بے شمار داستانیں ماضی کی تاریخ کا درخشندہ باب ہیں۔ مومنانہ بصیرت ان کا مقدر ہے اور جب یقین محکم' عمل پیہم ہو تو عرش سے فرشتوں کے ذریعے پیغام آتے ہیں۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم الستقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الاتخافوا ولا تحزنوا والبشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ نحن اولیا کم فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرہ ......O جب آفاقی قوتیں سرپرست و ولی ہوں تو خوف کا کیا مقام ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کو بالخصوص اور ملت مسلمہ کو بالعموم جھوٹ چھاپنے کے ان دعویداروں کی ہر پہلو سے سرکوبی کرنی چاہئے اور میڈیا کے چہرے کو ہر داغ ہر دھبے سے پاک رکھنا چاہئے' خواہ یہ داغ دھبے کلچر و ثقافت کے نام پر ہوں یا جدید دور کے تقاضوں کے نام پر۔ جھوٹ شائع کرنے کا دعویٰ کرنے والے تو اپنے آغاز سے ہی مغضوب ہیں اور اہل ایمان کے لئے ان کے خالق نے اپنی کتاب میں فرما دیا کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین یعنی جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔

میڈیا کے ذریعے کو اپنے ان مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرنا ''آخری صلیبی جنگ'' کا ایک موثر محاذ ہے جس پر صلیبی ہر پہلو سے مکمل جارحیت کے ساتھ دباؤ ڈال رہے ہیں اور اس دباؤ کا مکمل شعور و ادراک سے دفاع کرنا آج ملت مسلمہ کی ضرورت

ہے۔ پہلے جھوٹے الزامات بنتے ہیں' چھپتے ہیں اور پھر ان کو بنیاد بنا کر یو این او اور سلامتی کونسل کے باولے کتے اس طرح پیچھے لگتے ہیں کہ ''پتھر باندھ دیئے جاتے ہیں'' یہ لیبیا' ایران' عراق کے بعد افغانستان پر بیت رہی ہے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان زد میں ہے اور یقین کیجئے کہ باولا پن صرف اس 'باغی مسلمان' کی شناخت کرتا ہے جنہیں یہ مشترکہ صلیبی باغی قرار دے دیں۔ بے ضرر مسلمان محفوظ و مامون ہیں۔

☆......☆......☆

اسامہ نے جام دیا امریکہ سانپ ہے کچل دو

مقدمہ کے پہلے سرکاری گواہ کا بیان

بن لادن نے نوے کی دہائی میں متعدد احکامات جاری کئے جس میں امریکہ سانپ کے خلاف مسلمانوں کو جنگ کرنے کیلئے اکسایا گیا

خلیج جنگ میں اسامہ نے فتویٰ دیا مقدس زمین پر امریکیوں کی موجودگی برداشت نہیں کر سکتے' جمال الفضل خود کو القاعدہ کا رکن بتایا

اسامہ نے ایٹم بم خریدنے کیلئے ڈیڑھ ملین ڈالر مختص کر دیئے

دس سال قبل ایٹم بم بنانے کیلئے بلیک مارکیٹ سے یورینیم کی خریداری کیلئے بھاری رقم مختص کی' سرکاری گواہ جمال الفضل کا بیان

فرانس میں بھی 24 مسلم شدت پسندوں کے خلاف مقدمہ شروع' اسامہ کا ساتھی ہونے' افغانستان اور بوسنیا سے لوگ بلوانے کا الزام

اسامہ کو کسی ملک کے حوالے نہیں کریں گے' ٹائمز کی رپورٹ جھوٹ کا پلندہ ہے' طالبان

عرب مجاہد کے مسئلہ پر طالبان کی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی' اسامہ خود چاہیں تو افغانستان سے جا سکتے ہیں لیکن ہم نہیں نکالیں گے' افغان وزیر خارجہ

پاکستان کو جہادی تنظیموں سے نمٹنا ہوگا' امریکی سفیر

پاکستان ٹیلی ویژن اور قومی کردار کی تباہی

میڈیا' پرنٹ ہو یا الیکٹرانک' اس کا کام ملکی و ملی نظریہ سے ہم آہنگ قومی سطح پر اخلاق و کردار کی تعمیر و تشکیل اور مثبت اقدار کی ترویج و استحکام ہے۔ منفی اقدار اور ملک و ملت کے خلاف منفی پراپیگنڈے کا توڑ بھی اسی کی ذمہ داری ہے۔ اس کسوٹی پر اگر نصف صدی میں میڈیا کے کردار کو پرکھنے کی کوئی بھی غیر جانبدارانہ کوشش کی جائے تو مایوسی مقدر بنتی ہے۔

53 سال کے نرم گرم تجربات کے بعد آج جہاں ہم کھڑے ہیں' میڈیا کو غیر ملکی آقاؤں کے اشارہ ابرو پر ناچتے دیکھتے ہیں۔ اخبارات کے رنگین ایڈیشن ہوں' تجزیاتی کالم ہوں یا ریڈیو' ٹی وی کے پروگرام' دین کے نام پر گنتی کے چند پروگرام چھوڑ کر' جو آٹے میں نمک کی حیثیت بھی نہیں رکھتے اور جن کا اثر ان کے فوراً بعد پیش کیے جانے والے پروگرام دھو ڈالتے ہیں' خارجی سرمایہ پر پلنے والے NGO مافیا کے پروگراموں کو آگے بڑھاتے ہیں۔ الا ماشا اللہ' انگریزی اخبارات زیادہ ذمہ دار ہیں۔

اپنی مذکورہ بات کی صحت پر ہم بطور شہادت 2 اکتوبر 11 بجے پی ٹی وی پر نعیم بخاری صاحب کا پیش کردہ پروگرام' بسلسلہ مخلوط تعلیم کی اہمیت' ایک مجلس مذاکرہ کو پیش کرتے ہیں جس کے شرکاء میں کانونٹ درسگاہوں یا اسی قبیل کے لوگوں کی شمولیت کو کافی سمجھ لیا گیا تھا۔ اسلام اور نظریہ پاکستان کے حوالے سے تعلیم پر یقین رکھنے والوں پر یہ دروازہ بند رکھا گیا۔ پون گھنٹے کے اس پروگرام میں مخلوط تعلیم کے ذریعے معاشی' سماجی اور معاشرتی فوائد کے ''فیوض و برکات'' گنوائے گئے۔

ہر بالغ النظر کے نزدیک یہ یک طرفہ تماشا تھا اور ڈگڈگی انہی ہاتھوں میں تھی جو قیام پاکستان سے آج تک اس ملک کے نظام تعلیم کو اسلامی جمہوریہ کے اساسی تقاضوں سے دور تر کرنے کے مجرم ہیں۔ سوال و جواب کے وقفے میں میڈیکل کالج کے ایک پروفیسر صاحب نے جب اس یک طرفہ ناٹک اور اس کے عملی پہلوؤں کے ضمن میں سوال اٹھایا تو اسے ہوا میں اڑا دیا گیا۔

پی ٹی وی پر Gender Watch کے عنوان سے ایک اور NGO Sponsered پروگرام آتا ہے' اس کے ذریعے خواتین میں بیداری کم اور بے زاری زیادہ پیدا کی جاتی ہے۔ یہ پروگرام بیجنگ پلس فائیو یا یو این او میں ہونے والی حالیہ عالمی کانفرنس کے ایجنڈے کا حصہ ہے' جسے یو این او کے پلیٹ فارم سے نافذ کرانے میں یہود و نصاریٰ کے پروردہ NGOs ناکام رہے۔ پاکستان میں یہ این جی اوز مافیا' مسلمان عورت کو گمراہ کرنے کے لئے ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔

امر واقع یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی آبادی کا ستر پچھتر فیصد حصہ دیہی معاشرہ ہے اور 25, 30 فیصد شہروں میں رہتا ہے۔ شہروں میں آباد لوگوں میں کثرت غریب مزدوروں' کاروباری لوگوں کی ہے اور قلیل تعداد امراء کی ہے۔ ان امراء میں سے صرف 5 یا 7 فیصد مغرب زدہ ترقی پسند اور اخلاق و کردار سے عاری ہوں گے۔ بقیہ آبادی تو پاپی پیٹ کے چکر سے ہی نکل نہیں پاتی اور یہ شہری اکثریت دین کے حوالے سے بے عمل ہو تو بات مانی جا سکتی ہے مگر دین بے زار نہیں ہے کہ جب بھی دین کے حوالے سے ملک کے کسی گوشے سے اسے پکارا گیا' لوگوں نے تن من دھن دین کے نام پر نچھاور کر دیا۔

دیہی معاشرے کی اکثریت ماسوائے اقلیتوں کے' اب بھی اقدار و روایات سے چمٹی ہوئی ہے۔ یہاں بھی اگرچہ بے عملی قدم قدم پر ہے مگر اس کے باوجود دین سے وابستگی کے مظاہر اکثر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ہر کوئی غور کر کے انہیں پا سکتا ہے۔ دیہی معاشرے میں کسان ہیں' مزدور ہیں یا چھوٹے موٹے دوکاندار یا پھر مختلف نیم پڑھے

پڑھے لکھے ملازمین خصوصاً محکمہ تعلیم سے تعلق رکھنے والے۔ یہ سب لوگ کولہو کے بیل کی طرح اپنے اپنے دائرہ کار میں صبح سے شام تک مصروف رہ کر اپنے گھروں میں اطمینان بخش پرسکون زندگی گذارتے ہیں۔ رہے اکا دکا واقعات و حادثات' تو یہ آخر کس معاشرے میں نہیں ہیں؟ کیا یورپ و امریکہ ان سے بری ہے۔

پی ٹی وی اگر 5 سے 7 فیصد لوگوں کے لئے بلکہ اس سے بھی کم' اس لئے کہ اگر ان میں سے 10 سال سے کم اور بوڑھے نکال لیے جائیں جنہیں ''جنڈر واچ'' یا مخلوط تعلیم یا پاپ پروگراموں سے نہ شعوری خواہش ہے نہ وابستگی' تو پی ٹی وی کے کارفرماؤں سے سوال کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایسے پروگرام کن کی خواہشات کی تکمیل و تسکین کے لئے پیش کرتے ہیں۔ کسی گاؤں اور دیہی بستی میں وہ 'معاشرہ' ہے جس کی عکاسی پی ٹی وی کے پروگرام کرتے ہیں؟ یہ اسلام آباد یا دوسرے بڑے شہروں کی پوش آبادیوں کی اقلیت کا یا NGO مافیا کے خارجی سرپرستوں کا معاشرہ تو ہوسکتا ہے' لیہ' بھکر' مظفر گڑھ' خوشاب' حسن ابدال' لکی مروت' شکارپور' ٹنڈو محمد خان کا معاشرہ یقیناً نہیں ہے جسے ایسے پروگراموں کی طلب ہو۔

فوجی قیادت اگر عوام کے سامنے جواب دہ نہیں ہے' اگرچہ جوابدہی کا احساس ہونا چاہئے' تو یقیناً داورِ محشر کے سامنے جوابدہ ہے۔ یہ اقتدار بھی عارضی ہے اور زندگی اس تو اقتدار سے بھی زیادہ عارضی ہے۔

☆......☆......☆

اس میں کیا شک ہے کہ محکم ہے یہ ابلیسی نظام
پختہ تر اس سے ہوئے خوئے غلامی میں عوام

☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی نظریاتی کونسل
حکومت پاکستان

ڈاکٹر شیر محمد زمان
ایم اے (پنجاب) پی ایچ ڈی (لندن)
چیئرمین

۱/بی ایس سی/۲۰۰۱ ـ سی آئی آئی/ ۳۵۳۰
اسلام آباد ۷ مارچ ۲۰۰۱ء

جناب محترم

و علیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

جواب میں کچھ تاخیر ہوئی ، معذرت خواہ ہوں ـ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے کردار کا صحیح تعین ، اس کی اصلاح اور اس سے استفادہ ـ ایسے موضوع ہیں ، جن سے کونسل کو ہمیشہ دلچسپی رہی ہے اور ہم مقدور بھر اس سلسلے میں حکومت وقت کی توجہ منعطف کراتے رہے ہیں ـ آپ کا گرامی نامہ اور آپ کے منسلکہ مضامین میں نے جناب ڈاکٹر غلام مرتضیٰ آزاد ، ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ) کے پاس بھیج دیئے ہیں تاکہ وہ ہمارے کام میں ان سے استفادہ کرسکیں ـ مذاکرے کا انعقاد شاید کونسل کے دائرہ کار سے باہر ہے مگر ہمارے دستوری فرائض میں ہم اپنا کام کرتے رہتے ہیں ـ آپ سے دعا کی درخواست ہے کہ رب کریم ہماری صحیح راہنمائی فرمائے اور ان فرائض کی بجا آوری میں سرخروئی عطا کرے ـ والسلام

طالب دعا

(ایس ایم زمان)

جناب عبدالرشید ارشد صاحب
جوہر پریس ، جوہر آباد ـ

جی-۵/۲، اسلام آباد- فون نمبر (دفتر) ۹۲۰۳۷۰۲ - فیکس ۹۲۱۴۳۸۱ - (رہائش) ۸۲۳۵۷۸

قوم کے کردار اور اخلاق کے محافظو!
ایک پہلو یہ بھی ہے

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے ابتدائیہ میں قرآن و سنت کی بالادستی کو تسلیم کیا گیا ہے اور یہی مقصد بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کے پیش نظر تھا' گویا قوم کی عملی زندگی کا ہر انفرادی اور اجتماعی پہلو معاشی ہو یا سیاسی' تعلیم ہو یا معاشرتی قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنا حکومت کی ذمہ داری تھی اور آج بھی آئین بحال ہے تو یہ ذمہ داری برقرار ہے' اس سے انحراف قومی جرم ہے۔

مسلمہ حقیقت کے طور پر یہ بات تسلیم کی جاتی ہے کہ دولت لٹ جائے تو کوئی نقصان نہیں کہ ہاتھ کی میل ہے' صحت برباد ہو تو قابل توجہ نقصان ہے لیکن اگر کردار لٹ جائے تو بچتا کچھ نہیں اور پھر اس حقیقت کو بھی ہر عقلمند تسلیم کرتا ہے کہ اگر ایک مرد کردار کی تباہی سے دوچار ہوتا ہے تو بہت حد تک ایک فرد کا نقصان ہے لیکن خدانخواستہ ایک عورت کا کردار داؤ پر لگتا ہے تو ایک خاندان کا کردار برباد ہوتا ہے اور کون نہیں جانتا کہ خاندان ہی مل کر سماج و معاشرہ تشکیل دیتے ہیں۔

مذکورہ حقائق ہم سے زیادہ ہمارا دشمن جانتا ہے کہ جس نے بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ ہمیں اربوں روپے کا تحفہ بصورت خاندانی منصوبہ بندی دیا اور پھر ہماری حوصلہ افزائی کے لئے سال بہ سال اس تحفے کی مالیت میں اضافہ ہوتا رہا۔ مسلمان ممالک کے عوام کی صحت کے لئے فکرمند امریکہ و یورپ نے خاندانی منصوبہ بندی یا بہبود آبادی کی خاطر ایسی نادار ادویات کے تحفے بھی دیئے جو مرد و زن کو "پیچیدہ امراض کے تحفے" دینے

لگیں' یعنی نفسیاتی امراض سے لے کر کینسر تک کا انعام۔

جسمانی عوارض کے سبب ''چھٹکارا'' کا ایک پہلو یہ بھی پیش نظر تھا کہ جو وسائل یہ غریب برباد کرتے ہیں وہ بچ جائیں گے اور امریکہ و یورپ کے کام آئیں گے (بحوالہ امریکن رپورٹ S-200) یہ ترقی پذیر مسلمان' ترقی یافتگان کے راستے کا روڑہ کیوں ہیں؟ اسی بہبود آبادی کے تیر سے دوسرا شکار اوباش مرد و زن کو ''کچھ نہ ہونے'' کا تحفظ فراہم کرنا اور نئی نسل کو اس کی چاٹ لگانا تھا۔ بہبود آبادی کی سرکاری چھتری تلے یہ مقاصد ہمارے سیانے دشمن نے بطریق احسن حاصل کر لئے۔ آبادی تو نہ رکی فحاشی بہرحال بڑھی۔

جب اس پر بھی سینہ ٹھنڈا نہ ہوا تو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قرآن و سنت کی بالادستی تسلیم کرنے والی حکومت کے ذریعے دشمن نے عالمی مالیاتی اداروں کا دباؤ استعمال کرتے ہوئے اپنی ''امداد'' کے پردے میں عوامی صحت کے نام پر گاؤں کی سطح پر ہیلتھ ورکر پروگرام متعارف کرایا۔ دیہات میں معمولی تعلیم یافتہ شادی شدہ' کنواری نوجوان لڑکیوں کو لیڈی ہیلتھ ورکر بھرتی کر کے ملک سے ''بے روزگاری کا خاتمہ'' کیا گیا تو دوسری طرف این جی او مافیا کا دل ٹھنڈا ہوا کہ خواتین کو گھر کی پابندیوں سے ''آزادی'' اور حقوق میں سے ایک حق مل گیا۔ گلے میں بیگ لٹکا کر لڑکی کا سر بھی فخر سے اونچا ہوا۔

پاکستانی معاشرہ شہری ہو یا دیہی ابھی اخلاق و کردار کے مکمل دیوالیہ پن کا شکار نہیں ہو ہے۔ ان شادی شدہ اور کنواری لڑکیوں کو لیڈی ہیلتھ ورکر کی تربیت کے دوران خاندانی منصوبہ بندی کے سامان سے مکمل آگاہی دینے والے بالعموم مرد ڈاکٹر ہوتے ہیں۔ (راقم الحروف کے پاس شواہد ہیں) مرد ڈاکٹر سامنے بیٹھی دوشیزاؤں کے سامنے (ادھیڑ عمر کی اِکا دُکا ہوتی ہے) مرد و زن کے جنسی اعضاء کی تشریح کرتے ہیں' چھلے اور کنڈوم کی برکات سے مستفید کرنے کے طریق استعمال کی تشریح سے نوازتے ہیں تو شرم و حیاء منہ چھپاتے پھرتے ہیں۔ ان دوشیزاؤں سے مطلوب یہ ہے کہ گھر گھر جا کر مرد و زن کو ان کے فوائد گنوا کر قائل کیا جائے اور طریقہ استعمال سکھایا جائے۔ بدنصیبی کہ پندرہ سو یا دو

ہزار ملنے کے لالچ میں نوجوان لڑکیاں یہ بیہودگی سکھانے پر مجبور ہیں اور تصور کیجئے جو خوشدلی کے ساتھ اس پروگرام میں خلط ملط ہیں وہ کیا ہیں؟

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے کرتا دھرتا حضرات کے پاس سوچنے یا جاننے کا وقت ہی نہیں کہ جس آئین کی بالادستی کا انہوں نے حلف اٹھایا تھا وہ اسی آئین کے پہلے جملے کے یہاں بخیے ادھیڑ رہے ہیں۔ سروے کر لیجئے اس پروگرام میں کنواری بچیوں کی اکثریت ہے۔ ان کے ذریعے چھلے اور کنڈوم کا پرچار' ان کے اور ان کی سہیلیوں کے اخلاق و کردار میں کس قدر چار چاند لگائے گا۔ ان کے ذریعے تشکیل پانے والا معاشرہ اخلاق و کردار کی کن بلندیوں پر ہوگا۔ کاش کوئی سوچتا! افسر بھی' ماں باپ بھی۔

☆......☆......☆

اسلامی نظریاتی کونسل کی سرکاری میڈیا کے کردار پر تنقید

اسلامی نظریاتی کونسل نے سرکاری کنٹرول میں چلنے والے الیکٹرانک میڈیا کے کردار پر شدید تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ خود انحصاری کے نام پر غیر ملکی ٹی وی چینلز کی تقلید میں لباس، چال ڈھال، رہن سہن، لٹریچر اور معاشرتی رویوں سے ایسے ماڈل ٹی وی ڈراموں، فلمی شو، موسیقی کے پروگراموں اور سب سے بڑھ کر اشتہارات کے ذریعے پیش کئے جا رہے ہیں جو ہماری اخلاقی اقدار اور معاشرتی آداب کے تقدس کو تہس نہس کرنے کے ساتھ ساتھ ان منفی رویوں کو کشش کے رنگ میں پیش کرکے گمراہی، مایوسی، احساس محرومی اور جرائم کے ارتکاب کی تیاری کر رہے ہیں۔ غیر [illegible] کی حوصلہ افزائی کرنے کی بجائے سگریٹ نوشی اور منشیات کے استعمال کی بالواسطہ حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے سرکاری الیکٹرانک میڈیا کے کردار پر شدید تنقید کرتے ہوئے جن خامیوں کی نشاندہی کی ہے ان پر فوری توجہ دینا ارباب اختیار کا فرض ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی یہ تنقید اس حوالے سے لائق تحسین ہے کہ کونسل نے الیکٹرانک میڈیا کے کردار کی وجہ سے عوام الناس کے وسیع حلقوں میں پائی جانے والی بے چینی کے پیش نظر حکومت کی توجہ اس انتہائی اہم اور حساس معاملے کی طرف دلانے کا فریضہ ادا کرنے میں جرات مندی سے کام لیا ہے۔

ہم ارباب اختیار کو باور کرانا چاہتے ہیں کہ کسی بھی ملک کے ذرائع ابلاغ اس ملک میں بسنے والے اکثریتی عوام کی معاشی، سیاسی، ثقافتی، روحانی، معاشرتی، تہذیبی اور اخلاقی زندگی کے ترجمان اور آئینہ دار ہوتے ہیں اور اگر ذرائع ابلاغ اکثریتی عوام کے حوالے سے اپنے اس صحت مند کردار کی نفی کرتے ہوئے محض کاروباری، تجارتی مقاصد کے آلہ کار بن جائیں یا محض مراعات یافتہ بالائی طبقات کے [illegible] کاروباری اور بازاری کلچر کے نقش کو معاشرے میں پھیلانا شروع کر دیں تو اس کے نتیجے میں عوام کی اکثریت کا دم گھٹنے لگتا ہے اور وہ ایسے ذرائع ابلاغ سے قطع تعلق کر لیتے ہیں یا [illegible] ذہنوں اور روحوں تک کو مسموم کر رہا ہے اور یہ بات ارباب اختیار کے لئے لمحہ فکریہ ہونی چاہئے کہ آج ہمارا الیکٹرانک میڈیا پاکستان کے کروڑوں غریب عوام کا نہیں بلکہ [illegible] حکمران طبقات اور مغرب زدہ عناصر کے ذوق اور مقاصد کی تکمیل کا باعث بن رہا ہے۔

ٹی وی ڈرامے عوامی اور قومی زندگی کو درپیش گوناگوں مسائل کی بجائے چند اشرافیہ اور مغرب زدہ امیروں کے گھروں کے بگڑے ہوئے لاڈلوں اور لاڈلیوں کے نت نئے چونچلوں کی عکاسی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ایک طرف کروڑوں عوام کو دو وقت کی دال روٹی کے لئے کولہو کے بیل کی طرح [illegible] اور دوسری طرف ٹی وی ڈراموں میں دکھائے جانے والے شاہانہ طرز زندگی کا یہ عالم ہے کہ جسے دیکھ کر دنیا کے خوشحال ترین ملک کے لوگ بھی ایک بار احساس کمتری میں مبتلا ہو جائیں۔ یہ ڈرامے نئی نسل کو عیش، ناز، نخرہ اور مادہ پرستی کے سوا کچھ نہیں دے رہے۔ اسی طرح ثقافتی شو اور موسیقی کے اکثر پروگراموں میں عوامی ثقافت [illegible] عوامی موسیقی بلکہ اس کے برعکس ثقافت کے نام پر پاکستانی عوام کی حقیقی ثقافت کا گلا گھونٹا جا رہا ہے اور اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ الیکٹرانک میڈیا نے اعلیٰ اخلاقی قدروں کی امین عوامی ثقافت کو مکمل طور پر دیس نکالا دے دیا ہے۔ اسی طرح موسیقی کے نام پر پیش کئے جانے والے اکثر پروگراموں میں موسیقی اور [illegible] کے سوا سب کچھ موجود ہوتا ہے جسے عوام کی اکثریت [illegible] اور عریانی سے تعبیر کرتی ہے جب فوجی حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد سرکاری الیکٹرانک میڈیا کا یہ منفی کردار مزید کھل کر سامنے آیا ہے۔ ایسے میں عوام خصوصاً پڑھے لکھے حلقوں کی خاموشی پر حیرت میں مبتلا ہیں جو اس سے پہلے کے غیر فوجی ادوار میں سرکاری ذرائع ابلاغ کے منفی کردار پر صدائے احتجاج بلند کرنے میں پیش پیش ہوتے تھے لیکن اب بڑی حد تک خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف یہ صورتحال فوجی حکمرانوں کے لئے بھی غور طلب ہے کیونکہ پاکستان کے عوام اپنی مسلح افواج کو جغرافیائی سرحدوں کے ساتھ ساتھ ملک کی نظریاتی سرحدوں کی بھی محافظ سمجھتے ہیں لہٰذا فوجی حکومت کے دور میں الیکٹرانک میڈیا کے منفی کردار میں اصلاح احوال کی بجائے مزید اضافے کے باعث ان کی اذیت میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے اور اب جبکہ اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی سرکاری کنٹرول میں چلنے والے الیکٹرانک میڈیا کو کھل کر تنقید کا ہدف بنایا ہے تو ہم توقع کرتے ہیں کہ حکومت اس معاملے پر فوری توجہ مرکوز کرے گی اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں الیکٹرانک میڈیا کے کردار کو بہتر بنانے اور اسے قومی و ملی امنگوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے میں غیر ضروری تاخیر نہیں برتے گی۔

عصرِ حاضر میں میڈیا کا محاذ ......موسیقی اور تصویر،
علماء کے لئے لمحہ فکریہ!

عالمی سطح پر، میڈیا کے محاذ پر اپنی فتوحات کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے، یہود نے نصرانی پریس کو یورپ، امریکہ اور روس، میں سونے کی قوت کے بل بوتے پر شہہ مات دے دی اور اب ساری قوت مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ تیسری دنیا بالخصوص اسلامی ممالک کے خلاف صرف کی جارہی ہے تمام ممکنہ وسائل اس محاذ پر لگائے جارہے ہیں۔ یورپ و امریکہ کے بارے میں ہم نے جو عرض کیا ہے وہ ذیل کے اقتباس میں ملاحظہ فرمایئے:

> ''امریکہ میں انڈیپنڈنٹ میڈیا (پریس) نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی اپنی دیانتدارانہ رائے کا اظہار نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی کرے گا تو وہ شائع نہیں ہوگی۔ مجھے ہر ہفتے 15 ڈالر اس لئے ملتے ہیں کہ میں اپنے اخبار میں اپنی دیانتدارانہ رائے کا اظہار نہ کروں۔ آپ سب کا یہی حال ہے۔ اگر میں اپنے پرچے میں اس کی اجازت دے دوں تو 24 گھنٹوں سے پہلے میری ملازمت ختم ہو جائے۔ ایسا بے وقوف آدمی بہت جلد سڑکوں پر دوسرا کام تلاش کرتا نظر آئے گا۔ نیویارک کے جرنلسٹ کا فرض ہے کہ جھوٹ بولے، خبروں کو مسخ کرے، بدزبانی کرے، قارونوں کی چاپلوسی کرے اور اپنی قوم کو، ملک کو، روٹی کی خاطر بیچ دے اور غلام بن کر رہے۔

> ہم پس منظر میں رہنے والے امراء کے غلام ہیں' کٹھ پتلیاں ہیں کہ 'وہ' تار کھینچتے ہیں' ہم ناچتے ہیں' ہمارا وقت' ہمارا ہنر' ہماری زندگی اور ہماری اہلیت ان لوگوں کی پراپرٹی ہے اور ہم ذہنی طوائفیں ہیں۔"
> (ایڈیٹر جان سونسٹن' بحوالہ "سونے کے مالک" از ڈاکٹر محمد ایوب' صفحہ 6)

یہ گذشتہ صدی کے آغاز کی بات ہے اب میڈیا پھیل چکا ہے' پرنٹ میڈیا کے ساتھ ساتھ اب الیکٹرانک میڈیا کی برق ہر لحہ گرتی ہے اور ہر عمر کے لوگ اس کی زد میں ہوتے ہیں اور پس پشت میڈیا مینجمنٹ کا تمام تر زور اس بات پر ہے کہ چونکہ اقدار کا سرمایہ کسی ملت کو کسی ملک کو استحکام بخشتا ہے اور اقدار کو جنم دینے' جلا بخشنے والی بنیاد مذہب اور عقیدہ ہے لہذا اگر ضرب مذہب اور عقیدہ پر لگائی جائے تو تکمیل اہداف سہل بن جاتی ہے۔ مذہب و عقیدہ پر موثر حملہ تین اطراف سے ہو تو کامیابی یقینی بن جاتی ہے' پہلا محاذ مال کی محبت یا سونے کی چمک ہے تو دوسرا موسیقی و فنونِ لطیفہ ہے جب کہ تیسرا محاذ مذہب میں ملاوٹ ہے جس کا آغاز یہود نے عیسائیوں کے عقائد میں ملاوٹ سے کیا اور جس کا تسلسل عبداللہ بن سبا کے ذریعے اسماعیلیت' بہائیت وغیرہ کے عقائد سے قائم رہا۔

ہم اگر یہ عرض کر دیں کہ یہود قرآن کو برحق تسلیم کرتے ہیں تو بہت سے لوگوں کو تعجب ہوگا مگر امر واقع یہی ہے۔ ایمان کے اقرار نہ کرنے میں صرف ہٹ دھرمی ہے کہ آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہم میں سے نہیں قریش میں سے ہیں۔ ہم قرآن پر ان کے یقین کے حوالے سے دو مثالیں آپ کے سامنے لاتے ہیں۔ مثال 67ء کی جنگ میں مصر سے صحرائے سینا چھیننے کے بعد صحرا سے پانی حاصل کرنے سے متعلق ہے۔ مصر نے صحرا سینا سے کبھی پانی نکالنے کا سوچا تک نہ تھا۔ جنگ کے بعد جب اسرائیل کا قبضہ ہو گیا تو یہود نے کہا کہ قرآن میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چٹان پر عصا مار کر پانی کے بارہ چشمے چلائے تھے۔ قرآن غلط نہیں کہتا یہاں زیر زمین پانی ہے۔ انہوں نے یہاں ڈرلنگ کی اور کامیاب ہوئے کہ وافر پانی ان کا مقدر بنا۔

قرآن پاک کی حقانیت اور راہنمائی کے ضمن میں دوسری مثال جو ہمارے موضوع سے متعلق ہے وہ سورۃ لقمان کی اس آیت سے راہنمائی ہے' ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ O ''لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو لہو و لعب کا سامان خرید کر (عوام کو) اللہ کے راستے سے دور لے جانا چاہتے ہیں''۔ قرآن میں یہ واقعہ اسلام کا راستہ روکنے کی خاطر' عراق سے گانے بجانے والیاں اور الف لیلیٰ کی داستانیں لانے کے نضر بن حارث کے منصوبہ سے متعلق ہے۔ یہود نے' اپنے مولویت اور تصورِ خدا ختم کرنے کے عندیہ' کی تکمیل کے لئے اسی کا سہارا لیتے ہوئے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے اقدار پر یلغار کی ہے۔

''......یہی وجہ ہے کہ ہمارے لیے لازم ہو گیا ہے کہ گوئم (غیر یہود) کے تصورِ خدا کی روح کی دھجیاں بکھیر کر اس کی جگہ مادی فوائد اور حسابی قاعدے لے آئیں۔'' (Protocols, 4:3)

''طویل عرصہ سے ہم نے یہ محنت کی ہے کہ غیر یہود میں ہم مولویت کو بے وقار بنا دیں اور سینہ دھرتی پر ان کے مشن تباہ و برباد کر دیں جو ہمارے راستے کا سنگ گراں ہیں۔ دن بدن مولویت کی قدر و منزلت کم ہو رہی ہے۔ آزادیٔ ضمیر کے نعرے کی طرف ہم نے عوام کو دھکیل کر مولویت کو بدنام کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ رہا مسئلہ دوسرے ادیان عالم کا تو ہمیں مقابلتاً کم مزاحمت کا سامنا ہوگا۔ ہم مولویت کو بندگلی تک محدود کر دیں گے۔''
(Protocols, 17:2)

''جونہی مولویت کو برباد کرنے کا طے شدہ لمحہ آئے گا' ایک نادیدہ ہاتھ ہر قوم کی طرف بڑھ کر اسے ہمارے قدموں میں دھکیل دے گا......'' (Protocols, 17:3)

یہ نادیدہ ہاتھ آج پاکستان میں' اپنے ہاتھ کی صفائی دکھا رہا ہے اور عقل و شعور انگشت بدنداں ہیں۔

موجودہ دور کا پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا مکمل طور پر تصویر اور موسیقی پر انحصار کر رہا ہے۔ میڈیا اسلام دشمنوں کا اہم ترین محاذ ہے۔ اسلام میں تصویر اور موسیقی کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے تو کیا موجودہ صورت حال میں' اسلامی تعلیمات پر عمل کے نام پر اسلام دشمن میڈیا کو کھل کھیلنے کے لئے آزادی دے دینی چاہئے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے علماء کرام اور فکرِ اسلامی کے حامل دانشوروں کے لئے یہ عصرِ حاضر کا بہت بڑا چیلنج ہے اور گذرتے لمحات چیخ چیخ کر فریاد کر رہے ہیں کہ تاخیر کی گنجائش نہیں' ہر لمحہ اقدار کا قاتل ہے اور ہم مکلّف ہیں۔

ایک صورت تو یہ ہے کہ ہم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' وبہ نستعین کا ورد کرتے ہر شیطانی قوت کو ٹھکانے لگا دیں کہ ہادی برحق ﷺ کا فرمان ہے "من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ' فان لم تستطیع فبلسانہ فان لم تستطیع فبقلبہ" اسی فرمان کا دوسرا پہلو زبان سے احتجاج ہے تو تیسری صورت دل سے برا جاننے کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا مذکورہ تینوں اقدام اس ملی سطح کے حقیقی مسئلے کا حل ہیں یا یہ برحق فرمانِ رسول ﷺ انفرادی عمل کے پہلوؤں کو اجاگر کرتا اور راہنمائی دیتا ہے' یا اسے دورِ فتن کہہ کر خاموش ہو جائیں۔

خدانخواستہ ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ علماء اجتہاد کے ذریعے قرآن و سنت کے حرام کو حلال قرار دے دیں مگر سکوت سے جو برائیاں جنم لے رہی ہیں اور دن بدن جن میں اضافہ ہو رہا ہے ان کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اصل حل تو طالبان کے افغانستان میں تصویر اور موسیقی پر مکمل پابندی والا ہے مگر کیا یہ حل افغانستان کی اسلامی ریاست کے لئے مستقبل میں مثبت نتائج سامنے لائے گا۔ ہمارا جواب نفی میں ہے کہ آج کے دور میں قوم کی پرورش بند خول کے اندر ممکن نہیں۔ آپ محدود مدت تک پابندی لگا سکتے ہیں قوم وقتی طور پر اس پر عمل بھی کر لے گی مگر مستقبل کی نسل جب بغاوت کرے گی تو

سارے کئے دھرے پر پانی پھر جائے گا کہ گرد و پیش پھیلی خرابی اثر دکھاتی ہے۔

سعودی عرب اسلامی مملکت ہے' شرعی سزاؤں کا نفاذ ہے۔ حرمین الشریفین کا تقدس بھی ہے مگر نوجوان نسل جنسی تسکین کے لئے بنکاک اور شراب کی لذت کے لئے ہر ویک انڈ پر بحرین کی طرف' قطار اندر قطار رواں دیکھی جاسکتی ہے۔ افغانستان کے لوگوں کو' ہر جوان و پیر کو ملک سے باہر بھی جانا ہوگا وہاں رہنے کے دوران کان اور آنکھ جس لذت سے آشنا ہوں گے' جب وہ اپنے دیس میں میسر نہ آئے گی تو ردِعمل فطری ہے۔

فوٹو گرافی دفاعی ضرورت ہے' طبی ضرورت ہے اور میڈیا کی ضرورت ہے بلکہ یہ تعلیمی ضرورت بھی ہے۔ نظریہ ضرورت یا اضطرار کے حوالے سے اس کی حدود و قیود کا تعین کر کے قوم کو آگاہ کرنا علماء کا فرض ہے کہ اس پیشہ سے متعلق لوگوں کو شرح صدر نصیب ہو' شرح صدر ان کو جو حدود و قیود کے پابند رہنا پسند کرتے ہیں اور شرح صدر ان کو بھی جو حدود و قیود توڑ کر مادر پدر آزاد رہنے پر بضد دیکھے جاتے ہیں۔

موسیقی کا مسئلہ بھی کم اہم نہیں۔ موسیقی پر ایمان رکھنے والے اسے روح کی غذا ثابت کرتے ہیں بلکہ اس سے مختلف بیماریوں کے علاج پر بھی مصر ہیں' جب کہ اسلام اسے روح مارنے کا آسان نسخہ قرار دیتا ہے۔ شریعت کی بالادستی کے دعویداروں نے اب قرآنی آیات' اسمائے ربانی اور نعتوں کو بھی آلاتِ موسیقی کی سروں سے ہم آہنگ کرلیا ہے۔ قوالی کا جواب تو پہلے ہی اولیا اللہ کا نام لے کر پیدا کیا جاچکا تھا۔

فوجی پریڈ ہو یا ریڈیو اور ٹیلی ویژن پروگرام' موسیقی ہر جگہ موجود ہے۔ فوجی بینڈ نوجوانوں کی پریڈ میں ردھم کے ساتھ ساتھ جوش و جذبہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ بظاہر یہ انفرادی ضرورت نہیں اجتماعی ضرورت کے زمرے میں آتا ہے۔ استعمال محدود مواقع پر ہوتا ہے۔ موسیقی کی ہر دوسری صورت' ضرورت نہیں' ''تفریح'' ہے کیا ایسی تفریح نظریہ ضرورت کے تحت حلال ہو جاتی ہے؟ کیا اس کا کوئی بہتر متبادل قوم کو دیا جا سکتا ہے؟ کیا اس کو اپنی موجودہ حالت میں اسی طرح برداشت کرنے کی گنجائش ہے کہ یہ دورِ فتن ہے۔

کیا یہ کہہ کر علماء امت بری الذمہ ہو سکتے ہیں کہ یہ افراد کے کرنے کا کام ہے یا حکومت کے کرنے کا، کوئی اور شخص کچھ نہیں کر سکتا۔

اسلام دشمنوں کے اس موثر محاذ پر ان کی سرکوبی اگرچہ ہر باشعور پاکستانی کی ذمہ داری ہے مگر علماء وصلحا امت اور دردِ دل رکھنے والے دانشوروں کے کندھوں پر اس کا بوجھ زیادہ ہے کہ بارگاہ رب العزت میں **لا یکلف اللہ نفس الا وسعھا** کا قاعدہ کلیہ ہے۔ ہم نے یہ سطور بڑی دردمندی کے ساتھ اسی لئے آپ کے سامنے رکھی ہیں کہ قوم راہنمائی کے لئے آپ کی طرف دیکھتی ہے۔ میڈیا آپ سے، آپ کی مستقبل کی امین نسل سے اقدار کا قیمتی سرمایہ چھیننے لئے جا رہا ہے، بچا سکتے ہیں تو بچا لیجئے۔

میڈیا میں، اپنے مقاصد کے حصول کی خاطر، اپنے تیار کردہ ضمیر فروش فنکاروں کے بھیس میں بٹھائے ہیں تو ریڈیو اور ٹی وی آرٹسٹوں اور سپانسروں کے روپ میں پلانٹ کئے ہیں اور ہر ایک کے ضمیر کی قیمت لگی ہوئی ہے، جس طرح امریکی ایڈیٹر کو ہر ماہ پندرہ ڈالر ملتے تھے اسی طرح یہاں بھی لفافے چلتے ہیں جس کا برملا اعتراف چیف ایگزیکٹو صاحب بھی کر چکے ہیں، بے شمار ماہوار جرائد جس طرح فحاشی پر مبنی دلچسپ کہانیاں اور اسلامی تاریخی کہانیوں کے نام پر بزرگان دین کا نام لے کر قوم میں پھیلا رہے ہیں یہ بھی میڈیا کی اسلام دشمن پالیسی ہے۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ 67ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد پاکستان کو دشمن نمبر 1 قرار دیتے ہوئے اس پر جس ثقافتی یلغار کا فیصلہ کیا گیا تھا یہ عین اسی منصوبہ بندی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس کی تصدیق جو بھی چاہے کر دیکھے، ڈانڈے وہیں ملیں گے۔

☆......☆......☆

کہا اقبال نے شیخِ حرم سے
تہہ محرابِ مسجد سو گیا کون؟
ندا مسجد کی دیواروں سے آئی
فرنگی بتکدے میں کھو گیا کون؟

کرپشن کے متلاشیو! اک نظر ادھر بھی!!

فوجی حکومت کے ایجنڈے میں اہم نکتہ ملک کو ہر طرح کی کرپشن سے پاک کرنا ہے۔ عوام اس نقطے کو نعمت سمجھتے ہیں اور ہر دور میں یاس و حسرت کے ساتھ نقطے کو پھیل کر اس کا بڑھتا پھلتا مینار بنتا بھی دیکھنے کے عادی ہیں۔

ہر دور کے حکمران نے کرپشن کو پٹواری' کلرک یا کانسٹیبل میں تلاش کیا اور بڑا تیر مارا تو گرداور' تھانیدار کو پکڑ کر کرپشن کی ''ماں ماردی'' مگر جن کے لئے یہ چارہ بنے ان پر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکا حتیٰ کہ وہ ریٹائر ہوئے اور پھر مجرم گردانے گئے۔ سرکاری دفاتر سے ہٹ کر کسی کو کرپشن پکڑنے کا یا اس کرپشن کی شدت جاننے کے لئے اس کے اندر جھانکنے کا نہ کل موقع ملا اور نہ ہی آج فرصت ہے اور یہ اشتہاری مافیا کی کرپشن ہے جس کے مقابلے میں ہر قسم کی کرپشن ہیچ ہے۔

ملک کے طول و عرض میں چھپنے والے اخبارات میں شائع ہونے والے شادی کے اشتہارات ہوں یا بے روزگاروں کو روزگار دینے والوں کے یا شادی کے خواہشمندوں کے علاج معالجہ کرنے والوں کے دلکش انداز کے اشتہارات' یہ کرپشن کا سائنٹیفک طریقہ ہے کہ لوٹنے والے کے مزے' کیوں کہ لٹنے والا نہ آرمی مانیٹرنگ سیل کو شکایت کرتا ہے نہ اینٹی کرپشن کے چھاپے کا خوف ہے۔

ہم یہاں نوائے وقت 5 اکتوبر کے شکریہ کے ساتھ بطور نمونہ ایک ہی شمارے سے مختلف نوع کے چند اشتہارات آپ کے سامنے رکھتے ہیں:

ضرورت سٹاف: تمام علاقوں سے بے روزگار حضرات' تعلیم و تجربہ

ضروری نہیں' معقول تنخواہ' ریٹائرڈ حضرات بھی درخواستیں دے سکتے ہیں' جوابی لفافہ...... نایاب ٹریڈنگ کمپنی سید پلازہ 30 فیروز پور روڈ لاہور۔

ضرورت رشتہ: میں خودمختار 26 سالہ اور میری چھوٹی بہن 18 سالہ امریکن گرین کارڈ ہولڈر ہیں' رشتے چاہئیں۔ امیدوار کنوارے' رنڈوے' دوسری شادی والے' بالمشافہ ملاقات کیلئے لکھیں۔ مالی سپورٹ بھی کی جائے گی۔ (ایجنٹ حضرات سے معذرت) رابطہ پوسٹ بکس 89 سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی۔ (ایجنٹ سے معذرت' صرف لوگوں میں اعتماد جمانے کے لئے کہ ہم پیشہ ور نہیں ہیں)

پریشان کیوں؟ ناامیدی کفر ہے۔ اڑھائی لاکھ نقد اس عامل کو دیئے جائیں گے جو میرے کئے ہوئے عمل پر عمل کر سکے' جو عاملوں' نجومیوں' پروفیسروں' عملیات پر یقین نہیں رکھتے' 24 گھنٹے میں تمنا پوری۔ آغا سعید شاہ سیالکوٹی گیٹ ریلوے پھاٹک۔

اسی طرح جنسی بیماریوں اور حسین بنانے والی دواؤں اور کریموں کے اشتہارات ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا اشتہارات کو ایک بار پھر پڑھئے۔ لمحہ بھر ان کے مضامین پر غور فرمائیے اور ہر مشتہر کے ''ضرورتمند'' کی جگہ اپنے آپ کو فٹ کیجئے مثلاً آپ ان پڑھ' ناتجربہ کار ہیں اور کوئی محسن آپ کو بلا کر روزگار دے رہا ہے' آپ رنڈوے ہیں' کنوارے ہیں' دوسری شادی کے خواہشمند ہیں اور گرین کارڈ ہولڈر 26 سالہ' 18 سالہ مادر پدر آزاد دوشیزائیں نہ صرف یہ کہ آپ کو شادی کی دعوت دے رہی ہیں بلکہ مالی مدد بھی کر رہی ہیں' آپ کی ہر پریشانی 24 گھنٹے میں دور کرنے والے محسن' غلط ثابت ہونے پر اڑھائی لاکھ زرتاوان دینے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور مردانہ علاج کی گارنٹی والے بھی مکمل علاج کی ضمانت کے

ساتھ آپ کے محسنوں کی صف میں شامل ہونے کے لئے بے قرار ہیں' صرف دروازہ تک کوئی پہنچے تو سہی۔

عوام الناس کے خیر خواہ حساس ادارے' آرمی مانیٹرنگ سیل اور دیگر کرپشن روک محکمہ جات جگہ جگہ کرپشن کی بو سونگھتے پھرتے ہیں' مگر انہیں اس معاشرتی غلاظت کی بدبو تک نہیں آتی۔ ان کی ناک تلے ایک دو نہیں سینکڑوں روزانہ اس کرپشن کی بھینٹ چڑھتے ہیں مگر آج تک کسی شخص نے کسی اخبار میں یہ خبر نہیں پڑھی کہ گرین کارڈ کے نام پر لوٹنے والے' اتنے شادی دفاتر والے پکڑے گئے' دفاتر سیل ہوئے اور لٹنے والوں کو رقوم واپس کی گئیں' روزگار دلانے والے ٹھگوں کے دفتر پر آرمی مانیٹرنگ ٹیم کا چھاپہ' ریکارڈ قبضے میں لے لیا گیا' مردانہ علاج کے مبینہ ماہرین عطائیوں کے کلینک سیل کر کے ان سے ڈگریاں مانگ لی گئیں یا اڑھائی لاکھ رکھنے والے عامل سے کسی نے نہیں پوچھا کہ اس محفوظ سرمائے پر انکم ٹیکس ادا کیا یا نہیں۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کرپشن مافیا کا محاسبہ کر کے عوام کو ان کے شر سے بچائے۔

☆......☆......☆

26 مارچ 2001ء
137 شمس روڈ' ملتان

مکرمی و محترمی عبدالرشید ارشد صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

سب سے پہلے تو جواب دیر سے دینے پر معذرت۔ تحقیقی مقالے کی مصروفیات میں الجھی رہی۔ آپ کا خط ملا تو بہت حوصلہ اور ہمت افزائی ہوئی۔ مجھے آپ کی چند کتابیں میرے خالو جان محترم جو میرے والد کا درجہ رکھتے ہیں' حکیم عبدالوحید سلیمانی صاحب نے دی تھیں' جو میرے تحقیقی مقالے میں بنیاد بنیں۔ میرا اصل موضوع ہے ''صحافت صیہونیت کی گرفت میں'' (Global Media In The Grip Of Zionism)

آپ نے جو آرٹیکل بھیجا تھا وہ بھی بہت بروقت اور فائدہ مند ثابت ہوا۔

اس وقت آپ سے گذارش کرنا تھی کہ اپنے تحقیقی مقالے (Thisis) سے متعلق ایک سوالنامہ ارسال کر رہی ہوں' اس پر اگر فی الفور کم از کم تین اپریل تک جواب ارسال کر دیں تو ممنون ہوں گی۔

آپ کی کتب پڑھیں تو دل و دماغ کی بند گرہیں کھلتی چلی گئیں اور میں ایک نئے مقام پر آ کھڑی ہوئی۔ میں سمجھتی ہوں اس مقالے کے بعد میرا اصل کام شروع ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ ہم سے وہ کام لے جس سے وہ راضی ہو جائے۔

آپ کے تعاون کی بے حد مشکور اور بہت دعا گو۔

حمنہ فاطمہ (ملتان)

س ا☆ صیہونیت کی گرفت سے عالمی صحافت پر کیا نتائج مرتب ہو رہے ہیں؟

جواب☆ سب سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ صحافت ہے کس لئے؟ صحافت' عوام لناس کو گرد و پیش حالات و واقعات سے باخبر رکھنے کے ساتھ ساتھ' خیر و بھلائی کے تعمیری افکار کی ترویج اور شر کے تخریبی افکار سے آگاہ کرنے کا نام ہے۔ تعمیر و تخریب کی تعریف اور حدود کا تعین ملک کے' قوم کے' بنیادی عقیدے اور نظریہ کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ مثلاً روسی یا یورپی اقوام کے ہاں تعمیر و تخریب کا جو انداز و معیار ہے وہ سعودیہ' پاکستان وغیرہ میں نہیں ہے۔

عالمی سطح پر صحافت سے مطلوب ذمہ داری یہ ہے کہ گلوبل ویلج کے مکینوں کو کسی "مخصوص چشمے" کے بغیر حالات و واقعات کی تصویر دکھائے اور عالمی سطح پر اقوام و ملل کو خیر سے قریب تر لانے اور شر سے دور رکھ کر عالمی بھائی چارے کے فروغ کے لئے مثبت کردار ادا کرے تاکہ دنیا سکھ اور سکون کے ساتھ خوشحال بامقصد زندگی گزار سکے۔

مذکورہ گذارشات کے پس منظر میں جب ہم آج کی عالمی صحافت کا جائزہ لیتے ہیں تو صورتِ حال برعکس نظر آتی ہے۔ صحافت خیر کی قوتوں کو سامنے لانے کے بجائے شر کی ہمنوا و پشتیبان بنی ہوئی ہے اور یہ اس لئے کہ عالمی سطح پر پریس کو کنٹرول کرنے کے لئے صیہونی زعما نے صدیوں پہلے منصوبہ بندی کی اور پھر بڑی احتیاط کے ساتھ اپنے منصوبہ پر عمل کیا۔ منصوبہ یہ تھا کہ عالمی اقتدار پر قابض ہونے کے لئے سونے اور صحافت کی قوت ہماری بنیادی ضرورت ہے۔

صیہونی لابی نے سونے کی قوت سے پہلے صحافت پر قبضہ جمایا اور اب اس قوت سے وہ اپنی منزل قریب لا رہے ہیں بلکہ لا چکے ہیں کہ پہلی بات قصہ پارینہ ہے۔ "ٹائم" ہو "نیوز ویک" ہو' "لندن ٹائمز" ہو یا "واشنگٹن پوسٹ" یا آزاد صحافت کا کوئی دوسرا چیمپئن' محض دعوے ہیں اور "پتہ بھی نہیں ہلتا بغیر ان کی رضا کے"۔ "ان" سے مراد صیہونیت کے خادم ہیں۔ مثلاً:

''حکومتوں کے ہاتھوں میں آج رائے عامہ بنانے اور عوام کے ذہنوں کو ایک جہت دینے کے لئے پریس کی زبردست قوت موجود ہے۔ پریس کا کردار یہ ہے کہ وہ ہماری ناگزیر ترجیحات کو موثر انداز میں پھیلائے' عوامی شکایات کو اجاگر کرے اور عامۃ الناس میں بے اطمینانی پیدا کرے۔ پریس ہی کے ذریعے آزادئ اظہار ایک قوت کے طور پر ابھرتی ہے۔ غیر یہود حکومتیں ابھی اس ہتھیار کے موثر استعمال سے مکمل واقفیت نہیں رکھتیں اور یوں پریس ہمارا مطیع فرمان ہے۔ یہ پریس ہی ہے جس کے سبب ہم نے خود پس پشت رہتے ہوئے طاقت حاصل کی ہے۔ پریس ہمارے لئے کھرا سونا ہے......''

(Protocols, 2:5)

آج عالمی سطح پر صحافت شر کی قوتوں کی ترجمان ہے۔ دنیا کے کسی ملک کی حکومت اور اس کے باشعور عوام یہ دعویٰ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں کہ ان کا پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا ان کی حکومت کی بنیادی آڈیولوجی اور سماج و معاشرہ کی اقدار سے ہم آہنگ ہے اور یہ اس لئے ہے کہ میڈیا کے سر پر شر کے شہنشاہ صیہونی سوار ہیں۔ سکّوں کی لگام میڈیا کے کارکن کا منہ ہے تو دوسرا سرا صیہونیوں کے ہاتھ میں ہے۔ ملاحظہ کیجئے منہ بولتی حقیقت:

''امریکہ میں انڈیپنڈنٹ میڈیا (صحافت) نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی اپنی دیانتدارانہ رائے کا اظہار نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی کرے گا تو وہ شائع نہیں ہوگی۔ مجھے ہر ہفتے 15 ڈالر اس لئے ملتے ہیں کہ میں اپنے اخبار میں اپنی دیانتدارانہ رائے کا اظہار نہ کروں۔ آپ سب کا یہی حال ہے۔ اگر میں اپنے پرچے میں اس کی اجازت دے دوں تو 24 گھنٹوں سے پہلے میری ملازمت ختم ہو جائے۔ ایسا بے وقوف آدمی بہت جلد سڑکوں پر دوسرا کام تلاش

کرتا نظر آئے گا۔ نیویارک کے جرنلسٹ کا فرض ہے کہ جھوٹ بولے' خبروں کو مسخ کرے' بدزبانی کرے' قارونوں کی چاپلوسی کرے اور اپنی قوم کو' ملک کو' روٹی کی خاطر بیچ دے اور غلام بن کر رہے۔
ہم پس منظر میں رہنے والے امراء کے غلام ہیں' کٹھ پتلیاں ہیں کہ 'وہ' تار کھینچتے ہیں' ہم ناچتے ہیں' ہمارا وقت' ہمارا ہنر' ہماری زندگی اور ہماری اہلیت ان لوگوں کی پراپرٹی ہے اور ہم ذہنی طوائفیں ہیں۔"
(ایڈیٹر جان سونسٹن کا امریکی اخبارنویسوں کی مجلس میں اظہار خیال' بحوالہ "سونے کے مالک" از ڈاکٹر کرنل محمد ایوب)

س ۲☆ صیہونیت کی گرفت سے عالمی معاشرے اور عالمی معیشت کس مقام پر پہنچ چکی ہے؟

جواب☆ معاشرہ افراد سے جنم لیتا ہے' سماج و معاشرہ الگ سے کوئی چیز نہیں ہے اور افراد اقدار سے بنتے ہیں جبکہ اقدار جنم لیتی ہیں عقیدہ و مذہب سے۔ لہذا اگر مذہب کی بنیاد پر افراد کی کردار سازی ہو تو نکھرا معاشرہ وجود میں آئے گا اور خوانخواستہ مذہب کو پس پشت ڈال دیا جائے تو اقدار بے زار معاشرہ وجود میں آئے گا۔ صیہونیت' اپنے مذہب اور عقائد کے علاوہ ہر مذہب و عقیدہ کی دشمن ہے' صیہونیت نے کیمونزم کو جنم دیا' صیہونیت نے عیسائیت کو عقائد سے نوازا' صیہونیت نے عبداللہ بن سبا یہودی کے ذریعے اسماعیلیوں اور بعض دوسرے فرقوں کو عقائد "عطا" فرمائے۔ یہ سب تاریخی ریکارڈ کا حصہ ہے۔ ان کا طے شدہ منصوبہ ہے کہ ہم غیر یہود میں تصور خدا کو ختم کر دیں گے۔ تصورِ خدا ختم تو اقدار ختم اور اقدار ختم تو معاشرہ ختم۔

"طویل عرصہ سے ہم نے یہ محنت کی ہے کہ غیر یہود میں پاپائیت/مولویت کو بے وقار بنا دیں اور سینہ دھرتی پر ان کے مشن کو تباہ و برباد کر دیں جو ہمارے راستے کے سنگِ گراں سے کم نہیں

ہیں۔ دن بدن پاپائیت/مولویت کی قدر و قیمت کم ہو رہی ہے۔ ہم نے عوام کو آزادی ضمیر کے نعرے کی طرف دھکیل کر پاپائیت/مولویت کو برباد کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ رہا مسئلہ دوسرے ادیان کا تو ہمیں مقابلتاً کم مزاحمت کا سامنا ہوگا۔ ہم پاپائیت/مولویت کو بند گلی تک محدود کر دیں گے کہ ماضی کے مقابلے میں یہ رجعت کی طرف مائل بہ سفر ہوں گے۔"

"جونہی پاپائیت/مولویت کو ختم کرنے' برباد کرنے کا طے شدہ لمحہ آ جائے گا' ایک نادیدہ ہاتھ ہر قوم کی طرف بڑھ کر اسے ہمارے قدموں میں دھکیل دے گا......" (Protocols, 17:2,3)

مذکورہ اقتباسات کی روشنی میں دیکھا اور پرکھا جا سکتا ہے کہ ترکی میں اتاترک کے ذریعے 'مولویت' کو دفن کیا' مصر میں جمال عبدالناصر کے ذریعے مولویت کی حقیقی روح الاخوان کو کچلا گیا' برطانیہ میں "ہم جنس پرستی" کو قانونی شکل ملکہ کے ہاتھوں دلوائی گئی اور اب عالمی سطح پر بیجنگ پلس فائیو کے پلیٹ فارم سے UNO کی چھتری تلے ہر ملک کی فاحشہ بیواؤں کو جنسی کارکن تسلیم کئے جانے' عورت کو اپنے جسم پر مکمل 'حق' دلوانے اور اپنے خاوند کے "جنسی تشدد" پر اس کے خلاف مقدمہ دائر کرنے کے حق لینے پر کوشش جاری ہے۔ کسی سماج و معاشرہ کے بناؤ بگاڑ میں یہی عوامل بنیادی طور پر کارفرما ہوتے ہیں۔ صیہونیت کی عالمی سطح پر مضبوط گرفت UNO کے ذریعے انہی عوامل کو برباد کروا رہی ہے اور کم و بیش ہر ملک میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا انہی کی لے میں اپنی سُریں ملا کر' ان کے مقاصد کی تکمیل کر رہا ہے۔ اخبارات کے رنگین ایڈیشن اور فحاشی بلاوجہ نہیں ہے بلکہ جنسی ادویات کے اشتہارات کی ہر ایڈیشن میں بھرمار بھی اس کا حصہ ہے۔

اب رہا سوال کا دوسرا جزو کہ آج معیشت کہاں ہے۔ معیشت کا

استحکام بھی اقدار کے ساتھ منسلک ہوتا ہے کہ کافر کی معیشت اس کی اقدار سے مبرا چالاکی اور عیاری پر منحصر ہے تو مسلمان کی معیشت اس کے ایمان وعقیدے سے متعلقہ اقدار پر انحصار کرتی ہے۔ مسلمان اپنے خالق کی ہدایت کا پابند ہے تو کافر صرف اپنی خواہشات وضروریات کا پابند ہے۔ معیشت کا انحصار کاملاً لین دین کی تجارت پر ہے اور مسلمان کے رب نے اس سے معیشت کو سود سے پاک رکھنے کا مطالبہ کیا ہے جبکہ غیر مسلم کی تمام تر معیشت سود کے گرد گھومتی ہے۔ اس کی کامیابی کا راز سود ہے تو مسلمان کی بربادی سود میں پنہاں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

"...... جب سے ہم نے اپنے زرخرید ایجنٹوں کے ذریعے غیر ملکی خارجی قرضوں کی چاٹ لگائی ہے تو غیر یہود کے تمام تر سرمایہ نے ہماری تجوریوں کی راہ دیکھ لی ہے۔ یوں کہیئے کہ خارجی قرضوں پر یہ سود غیر یہود کا خراج ہے جو وہ ہمیں باقاعدگی سے ادا کرنے پر مجبور ہیں۔" (Protocols, 20:32)

"غیر یہود حکمرانوں کے بناوٹی معیار و معاملات اور نااہل بے تدبیر وزیروں اور احساس وشعور سے عاری افسر شاہی اور ان سب کا اقتصادیات کی ابجد سے ناآشنا ہونا' یہ سب پہلو مل کر ان ممالک کو ہمارا مقروض بناتے ہیں اور جب ایک بار سودی جال میں پھنس جاتے ہیں تو پھر ان کے لئے اس سے نکلنا ناممکن ہو جاتا ہے۔"
(Protocols, 20:33)

صیہونیت کے زیر اثر عالمی سطح پر معیشت کی ابتری ہر کسی کے سامنے ان کے بنائے UNO کے ذیلی ادارے IMF, World Bank اور WTO جس طرح آکٹوپس کی طرح معیشت پر پنجے گاڑھ چکے ہیں' اس پر ہر ملک کی حکومت اور عوام پریشان ہیں اور بلاشبہ World Bank اور IMF یا

لندن اور پیرس کلب کے چنگل سے نکلنا ہر کسی کے لئے ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ کی معیشت ہو یا ان کا صدارتی انتخاب سونے کے انہی مالکوں کی نظرِ کرم کا محتاج ہے۔ جرمنی اور جاپان آج بھی انہیں کے ستائے ہوئے ہیں حقیقی ''ویٹو'' پنجہ یہود میں ہے اور اس پر اپنے پرائے سبھی گواہ ہیں۔

س ۴☆ صیہونیت کی گرفت سے مسلمانوں پر کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ خصوصاً اسلامی دنیا کے ذرائع ابلاغ کو آپ کس مقام پر دیکھتے ہیں؟

جواب☆ صیہونی گرفت سے ملت مسلمہ پر مرتب اثرات کو مختصراً یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

الف) دینی، سماجی و معاشرتی، تعلیمی، معاشی، سیاسی، غرض ہر طرح کی اقدار میں شدید انحطاط۔

ب) نظامِ تعلیم مقصدیت سے بعید اور پھر بعید تر۔

ج) مسائلِ صحت میں بتدریج اضافہ۔

د) معیشت تباہی کے دہانہ پر، زراعت و تجارت و صنعت بحرانوں کا شکار۔

یہ اثرات ہیں جنہیں مسلم امہ کا ہر باشعور فرد عملاً محسوس کرتا ہے اور حساس دل خون کے آنسو روتے ہیں مثلاً صرف حرمین کے زیر سایہ سعودیہ کی مثال لیجئے: **1975**ء سے پہلے شاہ فیصل کے دور میں ہر طرح کی اقدار کا سرمایہ بھی ڈھیلا ہو گیا اور جو برائی فیصل شہید کے دور میں زیر زمین تھی وہ سطح کے بالکل قریب آ گئی تھی اور جونہی ان کے دوسرے بھائی فہد تشریف لائے، ڈھیل والی رسی ہی ٹوٹ گئی اور اقدار کا سرمایہ بکھر گیا، صرف عقیدت رہ گئی، حرمین کی توسیع اور مصاحف کی کروڑوں میں تقسیم یقیناً ہوئی، انتہائی مستحسن کام ہوا مگر جس فرد اور جن افراد کے مجموعے کے لئے تھا، انہیں بنکاک کا سفر درپیش رہا یا بلیو فلموں سے فرصت نہ ملی، ماسوائے ان کے جنہیں احیائے اسلام کے لئے دربدر ہونا پڑا، اسامہ بن لادن جن میں سے ایک ہے۔ ملک میں خاموشی کی مجبوری کا راج ہے۔

ایران و عراق کو الجھا کر دو برادر اسلامی ملکوں میں عربی اور عجمی کا

تعصب پھیلایا۔ عربوں کو عراق کی مدد پر اکسا کر ان کے دیئے وسائل عراق سے خرید اسلحہ کی آڑ میں یہود کی تجوریوں میں پہنچے۔ عرب معیشت برباد ہوئی تو یہود کی معیشت آباد ہوئی۔ مسلمان دنیا میں کسی جگہ بھی خالق کے دین سے ہم آہنگ نظام تعلیم کا وجود نہیں۔ جدیدیت کی دوڑ میں ہر کوئی سبقت لے جانے کے شوق میں دم کٹوا چکا ہے۔ نتیجۃً ملت اسلامیہ میں خالص مسلم معلمین، مسلم سائنسدان، مسلم انجینئر، مسلم سیاستدان اور مسلم تاجر و صنعتکار انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ ہمہ جہت انحطاط ہر کسی کے سامنے ہے۔

اسلامی دنیا کے ذرائع ابلاغ متعین طور پر صیہونیت کے مقاصد کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں اور محض اشک شوئی، یا اسلام پسند طبقے کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے نقطہ نظر سے 24 گھنٹوں میں سے چند گھنٹے اور وہ بھی بالعموم ایسے اوقات میں (الیکٹرانک میڈیا پر) جب لوگ مصروف ہوتے ہیں یا سو چکے ہوتے ہیں، اسلام کے حوالے سے پروگرام پیش کئے جاتے ہیں۔ پرنٹ میڈیا کا حال یہ ہے کہ اخبار رسالہ گھر بچوں میں لے جاتے شرم آتی ہے کہ ہر کوئی ''اشاعت بڑھانے'' کے نام پر فحاشی پھیلانے کے نت نئے طریقوں سے صیہونیوں کی خدمت کر رہا ہے اور آٹے میں نمک اگر اس دوڑ میں شریک نہیں تو اس کے لئے زندہ رہنا مشکل ہے۔ اخبار و رسائل اور ہفتہ وار ایڈیشن جس طرح، فیشن کو ہوا دیتے ہیں، ریڈیو ٹی وی پر ماڈلز جس طرح اشیاء فروخت کرتے ہیں، معاشرے میں احساس کمتری پیدا ہوتا ہے کہ 90 فیصد خرید کی استطاعت نہیں رکھتے، 10 فیصد اسراف وفضول خرچی کا شکار ہوتے ہیں۔

س ۴ ☆ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ صیہونیت ایک وقت میں خود اپنی سازشوں کا شکار ہو جائے؟

جواب ☆ 829 ق م سے آج تک ''یہود کے بڑے'' جس طرح حکمت و تدبر کے ساتھ زمانے کے بدلتے تقاضوں سے مطابقت پیدا کر کے اپنی منصوبہ بندی کو آگے بڑھاتے آئے ہیں اور ہر جگہ فول پروف انتظام کیا گیا ہے اسے دیکھ کر تو بے ساختہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان کا اپنی ہی سازشوں کے جال میں پھنسنا مشکل ہے۔

جبکہ مسیحیت اور کیمونزم پہلے ہی مکمل طور پر ''فتح'' کئے جا چکے ہیں۔

صیہونیت کا حقیقی توڑ صرف مسلمان کے پاس تھا کہ اس کی جھولی میں اس کے خالق و مالک رب کی محکم کتابِ ہدایت' حکیم و دانا سرورِ دو عالمؐ کی حیاتِ طیبہ سے راہنمائی کا مکمل و مدلل ریکارڈ اور انفرادی راہنمائی کے لئے مومنانہ بصیرت کا خصوصی عطیہ تھا مگر آج ہمیں دیکھنے کو جو کچھ مل رہا ہے وہ یہ ''اطمینان'' ہے کہ ''بصیرت کھو گئی لیکن بصارت تو سلامت ہے'' اور یوں پورے اعتماد سے کہا جا سکتا ہے کہ ''بصیرت نام تھا جس کا گئی مسلمان کے گھر سے'' اس کی عمدہ مثالیں ہمارے حکمران فراہم کر رہے ہیں اور رہے عوام تو یہ کون نہیں جانتا کہ ''الناس علی دین ملوکہم'' یہی ہمارے سامنے ہے۔

اللہ تعالیٰ کوئی معجزہ دکھا دے تو وہ قادرِ مطلق ہے مگر

''قدرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے
کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف''

س ۵☆ عالمی غلبے کے منصوبے میں ان کے عزائم کی کس حد تک تکمیل ہو چکی ہے؟

جواب☆ اگر مداہنت یا کسی خوف سے بے نیاز ہو کر اس سوال کا جواب ایک جملے میں دینے کو کہا جائے تو اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ صیہونیت عالمی غلبے میں 90 فیصد کامیاب ہے اور 10 فیصد کی یہ کمی بھی محض اس بنیاد پر ہے کہ بعض حکومتوں کی انتظامیہ میں ان کے مہرے' ان کے زرخرید ایجنٹ' غیر یہود ہیں' مثلاً مسلمان ممالک میں مسلمان' یورپی ممالک میں نصرانی اور علی ھذا القیاس۔

گلوبل ولیج کا کونسا ملک ہے جو UNO کی سلامتی کونسل اور اس کے دیگر ذیلی اداروں' ورلڈ بنک' آئی ایم ایف' آئی ایل او' ایف اے او' ڈبلیو ٹی او' یونی سیف وغیرہ سے ڈکٹیشن نہیں لیتا۔ کون حکمران ہے جسے ان کی اشیرباد حاصل نہیں؟ صرف دو تین مثلاً افغانستان اور چیچنیا۔ وہ بھی سنت نبوی میں شدید ترین بحرانوں کی زد میں ہیں اور صیہونی خوف سے لرزاں و ترساں کسی مسلمان حاکم کو ان کے حق میں کلمہ خیر کہنے کی توفیق نہیں ہے۔ کسی کے پاس

کوئی مثال ہو' ثبوت ہو تو سامنے لائے ہاتھ چوم لیں گے۔

غلبہ میں دو چیزیں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں' معیشت کا استحکام اور ذرائع ابلاغ پر مکمل کنٹرول۔ یہ دونوں بالیقین صیہونی قبضہ میں ہیں۔ اپنے ہی ملک کو بطور ثبوت دیکھ لیجئے کہ معیشت ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے پاس گروی ہے۔ ''پتہ بھی نہیں ہلتا بغیر ان کی رضا کے''۔ ذرائع ابلاغ اسلام دشمنی میں ہر نئے سورج کے طلوع کے ساتھ نئے 'عزم' سے آگے بڑھ رہے ہیں۔

س ٦ ☆ پاکستان کے اندر صیہونیت کے اثرات کیا ہیں؟ پاکستانی ذرائع ابلاغ کو اس اعتبار سے آپ کس مقام پر دیکھتے ہیں؟

جواب ☆ اگرچہ اس سوال کا جواب گذشتہ سوالات کا جواب لکھنے میں آ گیا ہے اور بظاہر وہی کافی ہے مگر اہمیت کے نقطہ نظر سے اس پر بات کر لینے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان خالصتاً اسلامی نظریئے کی بنیاد پر حاصل کیا گیا ملک ہے۔ اسی نظریے کے سبب اس کا اپنا تشخص ہے۔ اس کے آئین میں پہلا جملہ مملکت میں قرآن و سنت کی بالادستی تسلیم کرتا ہے۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ' بانی پاکستان نے اس کے اسلامی تشخص پر خوب الفاظ میں وضاحت فرمائی۔ آج ہم 53 سال کا طویل سفر کر کے جہاں کھڑے ہیں وہاں سے پیچھے نظر دوڑائیں تو ماسوائے آئین میں قرآن و سنت کی بالادستی تسلیم کیے جانے کے' ہمیں اپنی عملی ملی زندگی میں قرآن و سنت کی ادنی سی بالادستی دیکھنے کو نہیں ملتی۔ نہ تعلیم میں' نہ سیاست میں' نہ ہی اقتصاد میں اور ستم بالائے ستم استحکام وطن کی بنیادی ضرورت نظام عدل میں بھی نہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ محراب و منبر بھی اس بالادستی کی روح سے خالی ہیں۔ کیا یہ سب کچھ یہی ثابت نہیں کرتا کہ صیہونیت کے بداثرات اس قوم کی رگوں میں خون کے ساتھ گردش کرتے ہیں۔

ذرائع ابلاغ کا کام قوم کو اس کے حقیقی ورثہ' اسلامی اقدار سے جوڑنا

تھا مگر ذرائع ابلاغ نے بڑی محنت و کوشش سے اسے توڑا' کچھ بھلے لوگوں نے رخ پھیرنے کے لئے سعی و جہد کی مگر جکھڑ تیز ہو تو معمولی سہارے دم توڑ دیتے ہیں یا بے بسی کا اعتراف کر لیتے ہیں۔ آج ذرائع ابلاغ کے حوالے سے ہماری حالت بھی کم و بیش یہی ہے۔

صیہونیت کی ناجائز اولاد NGO مافیا آج چہار سو موثر ہے۔ حکومت ان کے پاس گروی ہے کہ NGOs کے مالک مضبوط ہیں۔ کسی کو ان کے سامنے دم مارنے کی ہمت نہیں ہے۔ جب سرکار کی ٹانگیں خوف سے کانپنے لگیں تو سرکار کے کنٹرول میں ذرائع ابلاغ اور زیادہ سرگرمی سے دم ہلائیں گے۔ اس ہلتی دم پر کسی گواہی کی ضرورت نہیں کہ کم و بیش ہر گھر میں اس ہلتی دم کے ردھم پر ہماری نسل بھی ہلتی دیکھی جا رہی ہے۔ اپنے 'سویٹ ہوم' میں ہر کسی کو اس کی خبر ہے۔

ایک بات بہرحال حوصلہ افزا ہے کہ پاکستان کا حساس اور باشعور' دین کا درد اور وطن سے محبت رکھنے والا طبقہ صیہونیت کے مکروہ چہرہ اور مکروہ جال کو پوری طرح جان لینے کے بعد صف آراء ہو رہا ہے اور یقین سے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ بمشیت اللہ تعالیٰ صیہونیت کے خلاف آخری اور فیصلہ کن جنگ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے غیور اور باہمت عوام ہی کا مقدر ٹھہرے گی اور اللہ رب العزت ان کی نصرت بھی فرمائیں گے۔ شاید ہم وہ جنگ نہ دیکھ سکیں اور یہ بات اس حقیقت کی بنیاد پر کہی جا رہی ہے کہ 67ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد عربوں کی بھرپور حمایت کے جرم میں اسرائیل کے وزیراعظم بن گوریان پاکستان کو اپنا نمبر 1 دشمن قرار دے کر' بھارت کی معاونت سے اس کی تباہی کے عزم کا اظہار کر چکا ہے۔

☆......☆......☆

زراعت ...... قدم قدم بحران'
ناقص منصوبہ بندی کا شاخسانہ

زراعت کے حوالے سے اپنی شناخت رکھنے والا ملک' اسلامی جمہوریہ پاکستان' زرعی بحرانوں کے پے در پے تھپیڑوں کے سبب نڈھال ہے' ہر نئی صبح نئے صدمات کے ساتھ طلوع ہوتی ہے اور دھرتی کے بیٹے صبح سے شام تک دھرتی کا سینہ کھودنے کے باوجود نانِ جویں کے محتاج دیکھے جاتے ہیں۔ اکثریت کے چہروں کی مسکراہٹیں غائب ہو کر مخصوص اقلیت کے چہروں پر سرخی کا سبب ضرور بنی ہیں اور بتدریج اکثریت کی یہ مسکراہٹیں ماند پڑتی جا رہی ہیں اور کسی کو اس کی فکر نہیں ہے۔

نصف صدی سے زائد عرصہ کا سفر طے کر کے' دوسری جنگ عظیم کے تباہ شدہ جرمنی اور جاپان ہوں یا 48ء میں لگا اسرائیلی پودا ہو' اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر کہاں سے کہاں پہنچ گئے' ہر کوئی کھلی آنکھ سے دیکھ رہا ہے مگر ہر طرح کے وسائل سے مالا مال اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مقدر میں کوئی نمایاں بہتری عملاً نہ دیکھی جا سکی۔ اعداد و شمار کے خوبصورت محل ہر حکومت نے حسب توفیق بنائے جنہیں ریڈیو' ٹی وی اور اخبارات کے خصوصی مضامین کے ذریعے عوام تک نویدِ مسرت کے طور پر بڑی باقاعدگی سے پہچانے کا اہتمام ہر حکمران نے کیا مگر لحہ لحہ بحرانوں نے اس نویدِ مسرت کی قلعی کھولی ہے۔

ہر قسم کے وسائل اور بہترین صلاحیتوں کے حامل افراد کی موجودگی میں اگر عملاً بحران قوم کا مقدر بنیں تو گیا گذرا شخص بھی یہ سوچے گا کہ یہ محض تقدیر کا لکھا نہیں ہے۔ یہ عمداً کیا جا رہا ہے یا عمداً کرایا جا رہا ہے۔ لامحالہ سوال سامنے آئے گا کہ زراعت کے شعبہ

میں نیچے سے اوپر تک تمام پاکستانی ہیں پھر کون دشمن ہے جو اس مسلسل بحرانی تاریخ کا ذمہ دار ہے۔ باہر کا دشمن کچھ بھی کر لے' کسی فرد کا دشمن ہو یا کسی قوم و ملک کا' نقصان محدود ہوتا ہے مگر دشمن اندر پیدا ہو جائے اور ضمیر باہر کے دشمن کے پاس گروی رکھ دے تو اس کے ہاتھوں پہنچنے والا نقصان ناقابل تلافی ہوتا ہے۔ یہ ضمیر فروش جعفر و صادق بھی ہو سکتے ہیں' مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنانے والے مکتی باہنی کے جیالے بھی اور بعینہ اسی طرح زراعت و صنعت و معیشت کے میر جعفر بھی' اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کا حقیقی مسئلہ یہی ''میر'' ہیں۔

زراعت کے شعبہ کے بحران' وسائل کی عدم دستیابی کا شاخسانہ نہیں ہیں' ان کی تہہ میں ناقص منصوبہ بندی کے کرشمے ہیں اور اس ناقص منصوبہ بندی کی تہہ میں علم و صلاحیت کا فقدان نہیں' ضمیر کا فقدان ہے کہ صاحبِ ضمیر کھڈے لائن لگے' تنخواہ انجوائے کرتے ہیں تو ضمیر گروی رکھنے والے تنخواہ کے علاوہ ''اور بہت کچھ'' انجوائے کرتے ہیں۔

ہم کسی پر الزام نہیں لگاتے' اپنی بات سمجھانے کی خاطر صرف پنجاب کو بطور مثال سامنے رکھتے ہیں۔ پنجاب کی زمین قیامِ پاکستان سے لے کر آج تک نہ ایک انچ بڑھی ہے اور نہ ہی کم ہوئی ہے۔ زمین کی ماہیت و کیفیت (Texture) بھی کم و بیش وہی چلا آ رہا ہے جو قیام پاکستان کے وقت تھا۔ (ناقص منصوبہ بندی سے بعض جگہ سیم تھور کا حملہ ضرور ہوا)۔ مختلف اضلاع کی مخصوص فصلیں بھی کم و بیش وہی ہیں' مثلاً چاول کے مخصوص علاقے ہوں یا کپاس کے' ان میں خاص ردوبدل نہیں ہوا۔ گندم اور گنے کے رقبے بھی کسی سے ڈھکے چھپے نہیں' دالیں اور گوارا کن علاقوں میں بالعموم کاشت ہوتا ہے' زراعت سے دلچسپی رکھنے والا ہر صاحبِ بصیرت جانتا ہے' ہر علاقے کی اپنی اپنی فصلیں نصف صدی سے کاشت ہو رہی ہیں۔

ملکی ضروریات اور کھپت کے حقیقی اندازے آج کے دور میں مشکل اور ناممکن نہیں رہے کہ یہ کمپیوٹر ایج ہے۔ قیام پاکستان کے وقت پورے صوبے میں گنتی کے افسرانِ زراعت تھے اور پراگریس آج کی نسبت قدرے بہتر تھی مگر اسی محدود دھرتی اور انہی

فصلات کے لئے ہر طلوع ہونے والے دن کے ساتھ افسران کی فوج ظفر موج نے زراعت میں ''منفی طلاطم'' برپا کیا۔ ضلعی سطح پر ایک EADA جس قدر موثر ہوتا تھا وہاں آج ایک ڈپٹی ڈائریکٹر اور ماتحت چھ سات اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور ہر اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے ماتحت زراعت آفیسر پھر ہر زراعت آفیسر کے ماتحت فیلڈ اسسٹنٹ اور بیلدار۔ مگر اس بٹالین کی موجودگی میں عملاً زراعت غائب' فیلڈ سے عملہ غائب۔ البتہ دفتری ریکارڈ اور رپورٹوں میں ''سب اچھا'' ضرور ہے۔

منصوبہ بندی کے جس فقدان کا ''الزام'' ہم نے ماہرین زراعت پر ''تھوپنے کی کوشش'' کی ہے' آیئے اس کا زمینی حقائق کی روشنی میں جائزہ لیں اور دیکھیں کہ واقعی یہ الزام ہے یا امورِ واقع میں سے ایک بدیہی حقیقت ہے مثلاً پہلے گنے اور گنے سے بننے والی چینی کے بحران اور پھر کپاس کے قضیے پر بات کرتے ہیں بعد ازاں متفرق فصلوں کا جائزہ لیں گے۔

ملک میں لگی شوگر ملوں کی تعداد اور ہر شوگر مل کی استعداد (Crushing) دو اور دو چار کی طرح معلوم ہے۔ یہ تعین بھی ناممکن نہیں ہے کہ مل کو بہرحال یکم اکتوبر سے 30 اپریل تک کم از کم' چالو رکھنا ہے جس سے اتنے لاکھ ٹن چینی حاصل ہوگی۔ شوگر مل سے ملحقہ گردو پیش علاقے میں (Zone) فی ایکڑ اوسط پیداوار کے تخمینے برسوں کے تجربہ کی بنیاد پر ہمارے پاس ہیں اور گنے میں چینی کی اوسط مقدار بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ زمیندار ایک ایکڑ گنا کاشت کرنے پر کس قدر خرچ کرتا ہے یہ بھی کوئی تجارتی یا زرعی راز کی بات نہیں ہے۔ جب یہ سب کچھ معلوم ہے تو کسی بھی شوگر مل کے لئے اپنی زون میں مطلوبہ گنا پیدا کروانا کیوں مشکل ہے؟ اور محکمہ زراعت' شوگر مل انتظامیہ کسان کے ساتھ مل کر اس کا انتظام کیوں نہیں کرتی؟

مثلاً شوگر مل کی روزانہ کرشنگ 500 ٹن گنا ہے' اکتوبر تا اپریل 212 یوم مل چلے گی' گویا مل کی گنے کی مطلوبہ مقدار ایک لاکھ چھ ہزار ٹن ہے اور اگر کسان کی فی ایکڑ پیداوار دس میٹرک ٹن ہو تو 10600 ایکڑ گنا زون میں مطلوب ہے۔ کسان چونکہ کچھ گنا

مویشیوں کے چارے کے لئے بھی استعمال کرتا ہے' کچھ موسمی اثرات کے سبب کم پیداوار ہوسکتی ہے لہذا اس مطلوبہ ہدف میں اسے زیادہ سے زیادہ محفوظ بنانے کی خاطر 25 فیصد اضافہ کر کے 13250 ایکڑ رقبہ پر کاشت کو موثر بنائیں۔

کسان کو معاوضہ معقول اور بروقت ملے تو وہ ہر تعاون کے لئے تیار ہے۔ مگر امرِ واقع یہ ہے کہ مل مالکان زون کے کاشتکاران کو کم معاوضہ دیتے ہیں اور زون سے باہر کم و بیش دگنی قیمت پر گنا خریدتے ہیں۔ دوسرا ستم یہ ڈھایا جاتا ہے کہ زون سے باہر بلا پرمٹ گنا آتا ہے اور زون کے اندر گنا آخر وقت تک ''محفوظ'' رکھنے کے لئے کسان کو پرمٹ کے لئے ذلیل کیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں کسان نے گنے کی کاشت سے ہاتھ کھینچ لیا' گنا نہ ہوا تو چینی کہاں سے آئے گی۔ گنے کی کاشت میں منصوبہ بندی کا فقدان ہر دور میں بحرانوں کو جنم دینے کا سبب بنتا رہا ہے حالانکہ ملکی سطح پر اس کی منصوبہ بندی مشکل نہیں ہے۔

کپاس بھی گنے کی طرح منصوبہ سازوں کی زد میں رہی۔ ملک کی ٹیکسٹائل کی ہر سطح کی صنعت کے اعداد و شمار حاصل کرنا کچھ بھی مشکل کام نہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے دھاگا بنانے کے کتنے یونٹ ہیں اور ہر ایک کی سالانہ ضرورت کتنی ہے۔ اس ضرورت میں کوئی اونچ نیچ اگر ممکن ہے تو یونٹ بند ہونے کے سبب ہی ہوسکتی ہے ورنہ یہ بحرِ رواں کی طرح ضرورت کی ایک ہی سطح پر قائم ہے۔ کسی نئے یونٹ کا اضافہ مانگ میں اضافہ کا سبب بن سکتا ہے۔ اس ملکی مانگ اور کھپت کے ساتھ برآمد کی جانے والی روئی کا ہدف ہے۔ دونوں کو ملا کر اس میں کچھ فیصد اضافہ کر کے ضرورت کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

کپاس کی فی ایکڑ اوسط پیداوار جان لینا مشکل کام نہیں ہے یوں باآسانی کپاس کے رقبہ کا تعین کر کے بقیہ رقبہ کو دوسری ضرورت کی فصلوں کے لئے مختص کیا جا سکتا ہے۔ جب پیداوار ضرورت کے عین مطابق ہوگی تو کارخانہ دار ہو یا کسان قیمت کی کمی بیشی کے عدم استحکام کی شکایت نہ کرے گا اور برآمدات کا ہدف بھی متاثر نہ ہوگا۔

گنے اور کپاس کی اچھی ورائٹی کاشت کر کے اگر فی ایکڑ پیداوار بڑھائی جا سکے گی تو جو رقبہ ان کی کاشت سے بچے گا اس پر دوسری فصلوں کی کاشت سے کسان کی معیشت میں بہتری پیدا ہو سکے گی۔ مگر یہ بھی امر واقع ہے کہ غیر ملکی ملٹی نیشنل کمپنیاں اپنے مخصوص اہداف کی تکمیل کے لئے زراعت کے شعبہ میں ایسے کام اپنوں کی وساطت سے کروانے میں کامیاب رہتی ہیں جن کی تہہ تک ہم نے پہنچنے کی کبھی کوشش ہی نہیں کی مثلاً امریکہ ہو یا اسرائیل' وہ پاکستان سے برآمدات کو کم کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور یہ کوشش خیر خواہی کے غلاف میں لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ مثلاً کیڑے مار ادویات کا سپرے کپاس پر ہو یا گنے پر دور رس اثرات کا حامل ہے۔ ان کے ذریعے زمین بتدریج بانجھ ہوتی جا رہی ہے۔ انسانی صحت کو دن بدن شدید خطرات کا سامنا ہے مگر زرعی ماہرین ہیں کہ عوام تک بات پہچانے میں متامل ہیں۔

فصلوں کے لئے زیر کاشت رقبہ کی تشخیص اور قابل عمل منصوبہ بندی نہ ہونے کے سبب کبھی کوئی فصل کھیتوں میں پڑی برباد ہوتی ہے تو کبھی نایاب گوہر کی شکل اختیار کر جاتی ہے مثلاً بلوچستان میں پیاز اور پنجاب میں آلو یا دیگر سبزیاں۔ حالانکہ ملک میں کھپت کے تخمینے بھی میسر ہیں اور برآمدات کے لئے غیر ملکی منڈیوں میں مانگ کے امکانات بھی ہمارے سامنے ہیں۔ ان میں کچھ فی صد کمی بیشی کا مارجن رکھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح باقی تمام فصلات کے حوالے سے بلکہ سبزیوں کی کاشت کے لئے بھی منصوبہ بندی ہو سکتی ہے۔

اگر یہ منصوبہ بندی ممکن نہیں ہے تو سوال کیا جا سکتا ہے کہ ماہرین زراعت کی فوج ظفر موج کس لئے ہے۔ ان سفید ہاتھیوں سے قوم کو نجات دلائی جائے' کم از کم ملکی خزانے کا بوجھ تو کم ہوگا۔ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ نیٹ ورک جس قدر چھوٹا ہوگا' فعال ہوگا موثر ہوگا اور جوں جوں اسے پھیلاتے جائیں گے یہ ڈھیلا اور غیر موثر ہوتا جائے گا۔ جیسا کہ آج کل دیکھنے میں آ رہا ہے۔ زرعی افسران کا ملک کی آبادی بڑھنے سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے' ان کا تعلق اراضی اور اراضی پر کاشت سے ہے۔ نہ تو صوبوں کی اراضی بڑھی ہے اور نہ ہی کاشت کی ضروریات میں کوئی انقلابی تبدیلی آئی ہے۔ اگر

زمین وہی ہے' گنا' گندم' کپاس اور چاول وغیرہ کی وہی پرانی کاشت ہے تو ہر ضلع میں افسران کی بھرمار کا کیا جواز ہے اور کسان کو عملاً ان سے آج تک کیا فائدہ حاصل ہوا ہے۔ ملک کو زیر بار رکھنے کی ایک سوچی سمجھی سازش ہے جس پر عمل ہو رہا ہے۔

زرعی تحقیق کے لئے مخلص ماہرین اس ملک کی ضرورت ہیں' ہر ضلع کی سطح پر ایک زرعی منصوبہ ساز افسر کی ضرورت ہے اور صرف ایک رابطہ زرعی افسر (Co-ordinating officer) کی ضرورت ہے جو تحقیق' منصوبہ بندی اور کسان کے ساتھ' عملدرآمد کے لئے باہم رابطہ کا ذمہ دار ہو۔ ان کے علاوہ باقی سفید ہاتھی ہیں جو ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے قرضوں پر پلتے ہیں' جن کی ادائیگی مع سود قوم کی گردن پر ہے۔

زرعی ترقی کے نام پر کسان کو زرعی بنک یا دیگر اداروں سے قرض کی چاٹ لگا کر پوری قوم کو سود کی لعنت میں ملوث کر دیا گیا ہے اور کون نہیں جانتا کہ سود جس گھر میں' جس کاروبار اور جس ملک کی جڑوں میں بیٹھ جائے اس کا بیڑہ غرق کر کے چھوڑتا ہے۔ کسان بنک سے سود پر رقم حاصل کر کے بیج اور کھاد خریدنے کے بجائے اپنی عملی زندگی کے رسوم و رواج' شادی غمی میں صرف کر لیتا ہے کہ اس کی فصلیں اسے ان اخراجات کے لئے کچھ دینے سے قاصر ہیں۔ فصل سے یہ قرض ادا نہیں ہو پاتا تو وہ آگے بھاگتا ہے اور بنک کی جیپ پیچھے اور جب پکڑا جائے تو حوالات کی سلاخوں کے پیچھے ہوتا ہے۔ زرعی ماہرین نے کبھی اس بات کا اہتمام نہیں کیا۔ انہیں دفتر سے نکل کر فیلڈ میں جانے کا موقعہ ہی نہیں ملتا کہ کسان کو بنک سے سود پر نقد رقم کے بجائے کھاد' بیج یا ادویات دلوائی جائیں تاکہ عملاً اسی مقصد کے لئے یہ استعمال ہوں اور پیداوار میں اضافہ اس کی ذات اور اس کے ملک کے لئے نافع ہو۔ اس طریق سے کسان سود سے بھی بچ سکتا ہے اور اس کے لئے ان اشیاء کی قیمت کی واپسی بھی سہل ہو گی کہ عملاً استعمال سے پیداوار میں اضافے کے سبب اس کی معیشت مستحکم ہو گی۔

زرعی منصوبہ بندی میں ایک خامی یہ بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ علاقوں کی

مناسبت سے وہاں فصلات کے لئے راہنمائی نہیں ہے مثلاً پہاڑی علاقوں میں بے شمار جنگلی زیتون کے درخت اُگے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں زیتون ہو سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ وہاں پھل آور زیتون سے اس کو بدل دیا جاتا۔ اسی طرح وادیٔ سون میں پھلدار پودوں کی طرف کبھی توجہ نہ دی گئی۔ لوگ اپنے طور پر حسب خواہش جو کچھ کاشت کرتے ہیں وہ یقیناً ملکی زرعی معیشت میں وہ کردار ادا نہیں کرتا جو ملکی سطح پر مربوط کردار سے مطلوب ہے۔

جذبہ حب الوطنی کا تقاضا ہے کہ خود کفالت کی منزل پانے کی خاطر زرعی منصوبہ بندی کو اہمیت دی جائے اور ملکی خزانے کا بوجھ کم کرنے کی خاطر الل ٹپ بھرتی شدہ افسران سے نجات حاصل کر کے ضلعی اور ڈویژن کی سطح پر صرف تین تین زرعی ماہرین کو ذمہ داریاں سونپی جائیں کہ ملکی خزانہ اسی کا متحمل ہو سکتا ہے۔ افسر کا بوجھ صرف تنخواہ ہی نہیں اس کا ٹی اے ڈی اے' الاؤنسز اور گاڑی کا پٹرول و مرمت وغیرہ بھی ہے۔

زرعی معیشت کے اعداد و شمار بھی عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ حقیقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ زراعت کے علاوہ ہر شعبہ میں یہی چلتا ہے کہ حکمران کو اعداد کی بھول بھلیوں میں الجھا کر چہار سو دودھ کی نہریں بہتی دکھائی جاتی ہیں اور جونہی آنکھ کھلتی ہے ہر طرف اندھیروں کا گھیراؤ مقدر ہوتا ہے۔

ٹالسٹائی کے الفاظ میں اپنی معیشت' خصوصاً زرعی معیشت کی تصویر ملاحظہ کیجئے اور ہماری مذکورہ گذارشات پر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کیجئے اور دیکھئے کہ آپ کہاں کھڑے ہیں:

> ''میں ایک شخص کی پیٹھ پر بیٹھا اس کا گلا دبا رہا ہوں اور ساتھ ہی کہتا ہوں کہ مجھے افسوس ہے میں تو تمہاری حالت بہتر بنانا چاہتا ہوں سوائے اس کے کہ تمہاری پیٹھ سے اتروں گا نہیں۔'' (بحوالہ سونے کے مالک' صفحہ 34)

آپ ایک شخص کی جگہ ملکی زراعت کی پیٹھ پر سوار سے ملا کر عبارت پڑھیں تو بات سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہے۔

مجوزہ تنظیمی ڈھانچہ اس نہج پر موثر ہو سکتا ہے:

1. زرعی تحقیقی ادارے اپنی تحقیق سے سیکرٹری زراعت کو آگاہ رکھیں گے اور عوام کی ضرورت کا تحقیقی حصہ اور راہنمائی شعبہ ابلاغیات کے ذریعے' ریڈیو' ٹی وی' اخبارات یا محکمانہ لٹریچر کے سہارے عوام تک پہنچائی جائے گی۔
2. ڈائریکٹر جنرل (انتظام و انصرام) فیلڈ سٹاف کی تحصیل سطح کی کارکردگی اور منصوبہ بندی کے شعبہ سے باخبر رہے گا۔ منصوبہ بندی کے طے کردہ طریقہ کار کو اپنے عملہ کے ذریعے نافذ دیکھے گا۔
3. اسسٹنٹ ڈائریکٹر ضلعی سطح پر اپنے ماتحت عملہ کے ذریعے طے شدہ منصوبہ بندی کے مطابق عملدرآمد کا ذمہ دار ہوگا۔ ہر ماہ 20 دن فیلڈ میں اور 10 دن دفتر میں رہے گا۔ ناگزیر کاغذی کاروائی ہوگی۔
4. تحصیل سطح پر ایگریکلچرل آفیسر منصوبہ بندی کے تقاضے عملاً پورے کرے گا اور کارکردگی کے لئے جوابدہ ہوگا۔
5. ضلع سطح پر اسسٹنٹ ڈائریکٹر منصوبہ بندی' اسسٹنٹ ڈائریکٹر (منتظم) اور علاقہ کے چار منتخب باشعور کسان نمائندوں اور زرعی صنعت کے نمائندوں سے مل کر منصوبہ بندی کرے گا اور یہ منصوبہ ڈویژنل ڈائریکٹر کو ارسال کر دیا جائے' ڈویژنل ڈائریکٹر اپنے اپنے ڈویژن کے منصوبوں کو یکجا کر کے صوبائی سیکرٹری کو دیں گے جو حتمی منظوری کے بعد ڈائریکٹر جنرل (منتظم) کے ذریعے تحصیل سطح تک بھجوا کر ان پر عملدرآمد کو یقینی بنائے گا۔

مذکورہ انتظامی ڈھانچہ ہر لحاظ سے قابل عمل ہے اور بے تحاشا بھرتی نے قومی خزانے کی جو کمر توڑ رکھی ہے اس سے بوجھ بہت حد تک ہلکا ہو جائے گا۔

☆......☆......☆

اعداد وشمار کا جادو اور زمینی حقائق

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بسنے والے سبھی اپنے ہیں مگر یہ اپنے دو واضح طبقوں میں تقسیم ہیں۔ ایک طبقہ اقلیت میں ہے تو دوسرا اکثریت میں ہے اور دنیا کے عمومی دستور سے ہٹ کر یہاں اقلیت اکثریت پر حاوی ہے' بعینہ اسرائیلی اقلیت کی طرح جو کئی کروڑ عربوں کی اکثریت پر بھاری ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی جس اقلیت کا ہم آپ سے تعارف کروا رہے ہیں یہ سرکاری محکمہ جات اور غیر سرکاری ''رفاحی'' تنظیموں میں کام کرنے والے ''اپنے'' ہیں اور اکثریت اہل وطن کے پڑھے لکھے اور ان پڑھ ہیں' جو اقلیت کے دکھائے سبز باغ سے گذشتہ 53 سالوں سے ''فیضیاب'' ہو رہے ہیں۔

ہر ملک کے عوام اپنا حال اور اپنی آئندہ نسل کا مستقبل' خوشحال اور پرامن دیکھنے کے متمنی ہوتے ہیں اور یہی بنیادی ضرورت انہیں کوہلو کے بیل کی طرح صبح' دوپہر اور شام بلکہ راتوں کو بھی محنت پر اکساتی ہے اور وہ پُر مشقت زندگی بڑے حوصلے سے گذارتے' خوشحالی و امن کی زندگی کے خواب دیکھتے' اس فانی دنیا کو الوداع کہہ دیتے ہیں۔ یہ عملاً گردوپیش ہم دیکھ رہے ہیں۔ خوشحالی کے سبز باغ جس آئینے میں قوم کے سامنے لائے جاتے ہیں وہ اعداد و شمار کا آئینہ ہے اور دن بدن اگرچہ آئینہ میں چمک بڑھتی جا رہی ہے' ''سبز باغ'' زیادہ واضح نظر آنے لگتا ہے مگر عملاً بات سراب سے آگے نہیں بڑھتی۔

کسی بھی شخص کو قائل کرنے کے لئے آج کے دور میں معقول ترین ذریعہ دو اور دو چار کا ہے یعنی حسابی نظام' گول مول باتوں سے کوئی بھی مطمئن نہیں ہوتا اس لئے آج انفرادی سطح سے لے کر قومیں اور بین الاقوامی سطح پر انتہائی سائنٹیفک توجیح یہی اعداد و شمار ہیں جن کا جادو افراد و اقوام وملل کے سر چڑھ کر بولتا ہے' جس پر سبھی گواہ ہیں۔

انفرادی زندگی ہو یا قومی زندگی اس کی کامیابی کی ضمانت موثر منصوبہ بندی ہی دے سکتی ہے۔ الل ٹپ زندگی الجھنوں اور پریشانیوں میں اضافہ کا سبب تو ثابت ہو سکتی ہے بلکہ ہوتی ہے مگر کامیابی کی ضمانت نہیں دے سکتی۔ اس لئے موثر منصوبہ بندی کے لئے اعداد و شمار (Statistics) کا سہارا لیا جاتا ہے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہر محکمہ اور ہر غیر سرکاری سماجی تنظیم میں شعبہ شماریات کو اہمیت دی جاتی ہے' اسے محکمہ میں ریڑھ کی ہڈی سمجھا جاتا ہے۔

اعداد و شمار کی اس بنیادی اہمیت کے تسلیم کیے جانے کے باوجود آج تک شاید کوئی ایک مثال بھی سامنے نہ لائی جا سکے جس سے یہ ثابت ہو کہ اعداد و شمار کی ''صحت و حقانیت'' (Authanticity) نے سمت درست کر دی ہے۔ دفاتر کے ٹھنڈے کمروں میں بیٹھ کر پہلے کلرک حضرات کی ضرب تقسیم' پھر کیلکولیٹرز پر انگلیوں کی حرکت اور آج کمپیوٹر کی جمع تفریق کے بعد کبھی اعلان ہوتا ہے کہ موجود شجر کاری مہم کے دوران 20 کروڑ پودے لگائیں گے۔ کبھی اعلان ہوتا ہے کہ اتنے لاکھ ایکڑ پر گندم' چاول یا گنے کی کاشت ہوگی تو کبھی خوشخبری سنائی جاتی ہے کہ اتنے لاکھ لوگوں کو ادویات تقسیم کی گئی ہیں۔ علی ہذا القیاس۔ مگر کبھی کسی نے ان اعداد و شمار کو زمینی حقائق کی کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش نہیں کی۔

مذکورہ طرز کے اعداد و شمار کی فراہمی کے لئے آج تک کبھی کسی نے کسی بڑے سرکاری اہلکار کو دفتر سے باہر تصدیقِ اعداد و شمار کے لئے نکلتے نہ دیکھا ہوگا۔ راقم الحروف اپنے نصف صدی کے عملی تجربے کی بنیاد پر پورے وثوق سے یہ کہنے کی پوزیشن میں ہے۔ ہاں یہ ضرور ہوتا ہے کہ ماتحت عملہ اپنی کارکردگی دکھانے کے حوالے سے' بڑھ چڑھ کر جو غیر حقیقی رپورٹیں دفاتر میں جمع کرواتا ہے یہی بنیاد بن جاتی ہیں اور اسی بنیاد پر منصوبہ بندی کی بڑی بڑی عمارتیں استوار ہوتی ہیں۔

اعداد و شمار سے سبز باغ بھی دکھائے جاتے ہیں اور اقوام وملل اور حکومتوں کو ڈرایا بھی جاتا ہے اور عالمی سطح پر کھیلے جانے والے اس ڈرامے کے علاوہ اسلامی جمہوریہ

پاکستان کے عوام اور حکمران بھی اس سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ مثلاً ہمارے ریڈیو اور ٹی وی پر کیے جانے والے اعلانات تو ہر کس و ناقص کو ازبر ہیں کہ ''وسائل گھٹ رہے ہیں اور آبادی بڑھ رہی ہے'' آبادی کے حوالے سے اعداد و شمار بڑی محنت سے ''تیار'' کیے جاتے ہیں اور یہ محنت ''سائنٹیفک میتھڈ'' کہلاتی ہے کہ اس میں ملوث ''محنتی لوگ'' اعلیٰ تعلیمیافتہ' خصوصی تربیت یافتہ ہوتے ہیں اور سب سے بڑھ کر اعلیٰ معاوضہ یافتہ بھی اور ان تینوں اعلیٰ وخصوصی صلاحیتوں کے ساتھ اعداد و شمار تیار ہو کر سبز باغ دکھانے یا ڈرانے میں ناکام رہیں تو یہ ان کے علم' ان کی تربیت اور معاوضے کی توہین ہے۔ مستزاد یہ کہ خارجی آقاؤں کے مقاصد بھی تو ''اعلیٰ'' ہیں۔

ہم یہاں اپنی بات کی تائید میں صرف آبادی کے حوالے سے عالمی سطح کے اعداد و شمار کی بات کرتے ہیں۔ آپ کی عقل سلیم تسلیم کرے گی کہ سال کے آخر میں کسی مخصوص ملک یا گلوبل فیملی کی آبادی کے تعین میں گذشتہ سال کی آبادی میں مصدقہ شرح پیدائش کا اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ شرح اموات کی کٹوتی ضروری ہے اور پھر دوران سال حوادث مثلاً زلزلہ' سیلاب یا وبا وغیرہ سے اموات کی منہائی سے حقیقت پر مبنی اعداد و شمار مل سکتے ہیں۔ مثلاً ترکی کا زلزلہ ہو یا بھارت کا۔ مگر عملاً ہوتا یوں ہے کہ سال بہ سال پیدائش کی فرضی بڑھوتری کو جمع کرتے کرتے پانچ سال بعد ''چھٹا ملین'' ''پانچواں بلین'' مکمل ہونے کی ''نوید'' سنا دی جاتی ہے۔ یہی حال دوسرے شعبہ ہائے حیات سے متعلقہ اعداد و شمار کا ہے جس کے سبب ہر شعبہ کی ''ترقی'' دھڑام سے زمین بوس ہوتی ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ذمہ دار افسران ہر حکومت کو کامیابی کی سیڑھیوں پر چڑھانے کے لئے اعداد و شمار کے سبز باغوں کی سیر کراتے ہیں کہ ''برآمدات میں اتنے فیصد اضافہ ہو گیا'' ''پیداوار اتنے فیصد بڑھ گئی'' ''فلاں کام اتنے فیصد بڑھ گیا'' ''فلاں خسارہ اتنے فیصد گھٹ گیا'' اور جب اس حکومت کی کشتی ڈوبتی ہے اور پتوار تھامے کوئی دوسرا مانجھی سامنے آتا ہے تو وہی افسر شاہی اسے یہ بتانے میں پیش پیش ہوتی ہے کہ ماضی میں ترقی کے اعداد و شمار محض سبز باغ تھے۔ ان میں یہ خرابی تھی' وہ خرابی تھی اور اب آپ

کے تشریف لانے پر قبلہ درست ہو گیا ہے۔ اب شاہراہِ ترقی پر ہماری رفتار کی شرح فیصد کہیں زیادہ ہے۔

ہم کسی پر الزام نہیں دھرتے نہ ہی ساری کی ساری افسر شاہی غیر محب وطن ہے۔ الحمد للہ بہت کچھ خیر ہے مگر اس خیر سے قوم نصف صدی گزار کر بھی فیضیاب نہیں ہو سکی۔ یہ قومی المیہ کس کی نظر سے اوجھل ہے؟ یہ امر واقع ہے کہ کبھی کسی نے اعداد و شمار کا جادو جگایا تو کبھی کسی نے ان سے دیا بجھایا مگر 53 سال میں ایک بار بھی ہمارے اعداد و شمار زمینی حقائق کا ساتھ نہ دے سکے۔ کیا یہ سب بلاوجہ ہے؟ کیا یہ سب کچھ اتفاقاً ہو رہا ہے' نہیں اور یقیناً نہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے ساتھ ہی یہ اغیار کی آنکھوں کا کانٹا تھی جو آج بھی ہے اور جن کی آنکھوں کا کانٹا ہے وہ اسے خوشحال اور مستحکم نہیں دیکھ سکتے۔

کسی ملک کو غیر مستحکم رکھنے کے لئے اسے غلط اعداد و شمار کے ساتھ منصوبہ بندی میں الجھا دینے کے لئے اس ملک میں میر جعفروں اور میر صادقوں کی ضرورت ہوتی ہے اور نظریہ پاکستان کی بنیاد' اسلام کے دشمن اس حقیقت سے ایک پل بھی غافل نہیں رہے۔ وہ ایوانوں میں رہے' ایوانوں میں پلے مگر اپنے بن کر اور یہ وہی ہیں جنہوں نے اس نظریاتی مملکت میں سماجی' معاشرتی' اخلاقی' دینی' سیاسی اور معاشی اقدار کو پنپنے نہ دیا' کبھی سود کے خاتمے کی راہ میں رکاوٹ بنے تو کبھی قرآن و سنت پر مبنی نظام تعلیم کی راہ کا روڑہ ثابت ہوئے۔ یہ کام انہوں نے بڑی منصوبہ بندی سے کیا۔ ملاحظہ فرمائیے:

> "(جہاں' جس ملک میں ہم اثر و رسوخ بنا لیں گے) عوام میں سے جو بھی انتظامیہ ہم منتخب کریں گے' اپنی وفاداریوں کی تکمیل کی صلاحیت کے حوالے سے کریں گے اور وہ ان حکومتوں کے اپنے تیار کردہ افراد کی طرح تربیت یافتہ نہ ہوں گے بلکہ بچپن سے کرہ ارض پر حکمرانی کے لئے زیر تربیت رکھے گئے وہ لوگ ہوں گے جو مہروں کی طرح ہمارے "ماہرین" "مشیروں" اور "دانشوروں" کے

اشارہ ابرو کو سمجھیں گے اور عمل کریں گے۔

غیر یہود کو غیر متعصب حتمی تاریخی مشاہدات سے عملی راہنمائی دینے کی بجائے محض غیر عملی معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ اس لئے ہمیں ان کے لئے فکر مند ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ وقت معین آنے پر ان کو اسی خوش فہمی میں لگا رہنے دو یا یہ ماضی کے خوابوں میں کھوئے رہیں یا پرانی یادوں سے لطف اندوز ہوں۔ ہم نے انہیں جن امور کو سائنسی قوائد کے طور پر تسلیم کر لینے کی ترغیب دی ہے اس پر انہیں جما رہنے دو۔ یہی مقصد تو ہے جس پر ایمان کی حد تک پختگی کے لئے ہمارے اخبارات و جرائد ہر لحہ کوشاں ہیں۔ غیر یہود کے دانشور ہماری مطلوبہ سمت میں اپنی قوم کو لے جانے کی خاطر خود ہی سائنسی معلومات و حقائق کو' جنہیں ہمارے عیار ماہرین نے تیار کیا ہے' خوشنما بنا کر اپنی قوم کو مہیا کریں گے۔" (Protocols, 2:2)

مذکورہ اقتباس جو ہر لحاظ سے مکمل اور بامعنی ہے ہماری گذارشات کی تائید کرتا ہے۔ اعداد و شمار کی بھول بھلیاں ورلڈ بنک یا آئی ایم ایف رپورٹوں میں ہوں یا FAO' یونی سیف' ILO' WHO' WTO جیسے دیگر اداروں کی مرتب کردہ ہوں ہر لحاظ سے محلِ نظر ہیں۔ غیر ملکی سرمایہ پر پلنے والی این جی اوز بھی اسی انداز کے اعداد و شمار سے ڈرا کر یا سبز باغ دکھا کر امداد "حلال" (Justify) کرتی ہیں۔ اور حلال و حرام کے اس ہیر پھیر میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عوام کا سکھ چین اور ان کی خوشحالی' ان کی اقدار کا سرمایہ؟..................؟ حرام ہو رہا ہے۔ 53 سال گواہی دے رہے ہیں۔

مضبوط و مربوط پاکستانؒ کا ضامنؒ
اسلام کا نظامِ عدل

اسلامی جمہوریہ پاکستان' اگر تخلیق سے قبل نصاریٰ اور ہنود کے گلے کی پھانس تھا تو تخلیق کے مراحل سے گذرنے کے بعد آزاد مملکت کی صورت میں بھی اسے برداشت کرنے کے لئے نہ بھارت کا بنیا تیار تھا اور نہ ہی انگریز بہادر اور دونوں اسلام دشمنوں کی ملی بھگت سے تقسیم ہند کا نقشہ بھی ایسا تیار کیا گیا کہ یہ نئی نظریاتی مملکت کبھی سکھ کا سانس نہ لے سکے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عدم استحکام کی خاطر دشمن نمبر 1 بھارت نے فوری کاروائی کا آغاز کیا کہ کئی ریاستوں کو بالجبر اپنے گھیرے میں لے لیا اور بڑی ریاست کشمیر پر یلغار میں بھی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔ پاکستان کی بے سروسامان فوج اور مجاہدین کی بروقت مزاحمت نے کچھ حصہ بچالیا تو کچھ متنازعہ قرار پایا جو نصف صدی گزرنے پر بھی متنازعہ ہے اور بڑھتی چڑھتی جارحیت کی زد میں ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دونوں بازوؤں' مشرق پاکستان اور مغربی پاکستان .بین قابل قدر فاصلہ تھا اور فاصلہ دشمن کے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے انتہائی مددگار تھا۔ اس فاصلے کو ذہنی' معاشی' سماجی اور سیاسی فاصلے کا رخ دینے کے لئے لحہ لحہ منصوبہ بندی کی گئی اور عملی اقدامات سے منصوبے کو آگے بڑھایا گیا۔ کیا یہ داستان کسی سے چھپی ہوئی ہے؟

خارجی دشمن کی دشمنی سے نقصان تو ہر لحہ متوقع ہوتا ہے مگر جب داخلی منافق اور

بے ضمیر، دشمن بن کر اس کا ساتھ دینے لگیں تو نقصان ناقابلِ تلافی ہوتا ہے۔ سقوطِ مشرقی پاکستان کا سانحہ اس کی بدترین مثال ہے۔ اس میں کس کا کس قدر حصہ تھا، اس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، کہا جا رہا ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو دولخت کرنے کے بعد بھی دشمن کا دل ٹھنڈا نہیں ہوا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان، جو اب صرف مغربی پاکستان کے چار صوبوں پر مشتمل ہے یا شمالی اور آزاد علاقہ جات ہیں، دشمن کو پہلے سے زیادہ کھٹکتا ہے اور اب یہود بھی اس ''محنت'' میں ہنود و نصاریٰ کے ساتھ شامل ہیں اور اب یہ بچا کھچا پاکستان اس ٹرائکا کا دشمن نمبر 1 ہے۔ یہود کی سوچ اور پاکستان کے خلاف منصوبہ بندی ملاحظہ فرمائیے، جس پر عمل بذریعہ بھارت طے ہے:

> ''عالمی یہودی تحریک کو اپنے لیے پاکستان کے خطرے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے اور پاکستان اس کا پہلا ہدف ہونا چاہئے کیونکہ یہ نظریاتی ریاست یہودیوں کی بقاء کے لئے سخت خطرہ ہے اور یہ کہ سارا پاکستان عربوں سے محبت اور یہودیوں سے نفرت کرتا ہے۔ اس طرح عربوں سے ان کی محبت ہمارے لئے عربوں کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے لہذا عالمی یہودی تنظیم کو پاکستان کے خلاف فوری اقدام کرنا چاہئے۔
>
> بھارت پاکستان کا ہمسایہ ہے جس کی ہندو آبادی نے پاکستان کو دل سے قبول ہی نہیں کیا اور یہ مسلمان کی ازلی دشمن ہے جس پر تاریخ گواہ ہے۔ بھارت کے ہندو کی اس مسلم دشمنی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیں بھارت کو استعمال کر کے پاکستان کے خلاف کام کا آغاز کرنا چاہئے۔ ہمیں اس دشمنی کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر کرتے رہنا چاہئے، یوں ہمیں پاکستان پر کاری ضرب لگا کر اپنے خفیہ منصوبوں کی تکمیل کرنا ہے تاکہ صیہونیت اور یہودیوں کا یہ

دشمن ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو جائے۔" (اقتباس تقریر اسرائیلی وزیراعظم بن گوریان' بحوالہ جیوش کرانیکل' 9 اگست 67ء)

مذکورہ اقتباس ہر لحاظ سے مکمل اور بامعنی ہے اور اگر کوئی بھی ذی شعور' عقل و شعور کو معمولی زحمت دے کر 67ء سے آج تک کے بھارت اسرائیل تعلقات' باہم فوجی معاونت' اسلحے اور افراد کی ترسیل اور دن بدن بھارتی جارحیت کے انداز دیکھے تو یہ اقتباس معاملات اور حالات کو سمجھنے میں اس کی بھرپور معاونت کرتا ہے' خصوصاً کشمیر میں مجاہدین کو کچلنے کے لئے۔

آگے بڑھنے سے پہلے چھوٹا سا ایک اور انتہائی فکر انگیز اور زہریلا اقتباس بھی دیکھئے:

"پاکستان کی فوج اپنے پیغمبر کے لئے بے پناہ محبت رکھتی ہے اور یہی وہ رشتہ ہے جو عربوں سے ان کے اٹوٹ تعلق کی بنیاد ہے۔ یہی محبت' وسعت طلب عالمی صیہونی تحریک اور مضبوط تر اسرائیل کے لئے شدید ترین خطرہ ہے۔ لہذا یہودیوں کے لئے یہ انتہائی اہم مشن ہے کہ وہ ہر صورت اور ہر حال میں پاکستانی افواج کے دلوں سے ان کے پیغمبر محمد کی محبت کھرچ ڈالیں۔" (اقتباس از رپورٹ پروفیسر ہرٹز' امریکی فوجی ماہر)

آپ کے لئے اس منصوبے پر عمل درآمد کے طور طریقے سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ یہ کام بین الاقوامی سطح پر بھی ہو رہا ہے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اندر اس کے اپنوں کے ذریعے بھی۔ دونوں جہتوں میں یہ دشمن قوتیں صبح دوپہر شام بلکہ رات بھی مصروف عمل دیکھی جاتی ہیں اور تکمیل اہداف کے نت نئے ہتھکنڈے استعمال کیے جاتے ہیں۔

یہود و ہنود و نصاریٰ کا بین الاقوامی سطح پر موثر ہتھیار میڈیا بھی ہے' سفارتی بھی

ہے اور یہ تسلیم کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ان دونوں محاذوں پر موثر مقابلے کی طاقت سے محروم ثابت ہوا ہے اور یہ کہہ دینے میں بھی یقیناً کوئی حرج نہیں ہے کہ اس میں ہوسِ زر اور سہل پسندی کو بڑا عمل دخل رہا ہے۔ حب الدنیا نہ ہوتی تو ہم کچھ اور ہوتے۔

دشمنوں کی منصوبہ بندی پر مختصر بات ہو گئی' عملاً جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے اس میں نفسیاتی محاذ سب سے اہم ہے' جس کی تازہ ترین مثال امریکی سٹڈی گروپ کی یہ رپورٹ ہے کہ خاکم بدہن اسلامی جمہوریہ پاکستان 2010ء سے آگے سفر جاری نہ رکھ سکے گی۔ یہ محض رپورٹ نہیں بلکہ میڈیا کے ذریعے صوبوں کے مابین نفرت کی دراڑیں وسیع سے وسیع تر کرنے کا کام زور و شور سے جاری ہے۔

ہمیں اگر یاد ہو تو 60 کی دہائی میں ایک ناول کریش 79ء مارکیٹ میں لایا گیا تھا جس میں عراق' ایران جنگ کی ''فرضی'' کہانی تھی اور ٹھیک 79ء میں وہی فرضی کہانی اصل میں بدل گئی۔ اسی طرح کی فرضی کہانی ''ظہورِ مہدی'' مارکیٹ میں آئی کہ مدینہ منورہ میں ایک مہدی بنے گا جو حج کے روز منیٰ میں اعلان مہدیت کرے گا اور اصلی مہدی ہونے کے ثبوت پر مینڈھے کی قربانی پیش کرے گا جسے امریکی سیارہ سے لیزر شعاعیں بھسم کر دیں گی اور مہدی کی آمد حاجیوں کی واپسی کے ساتھ دنیا کے ہر خطہ میں پھیل جائے گی۔

یہ فرضی ناول فی الواقعہ منصوبہ بندی ہے۔ عوام کے رجحانات دیکھنے کے لئے بطور ناول (Fiction) مارکیٹ میں پھیلائے جاتے ہیں اور ردِ عمل کی روشنی میں اس منصوبہ کی جزیات کا قبلہ درست کر کے اسے عملی جامہ پہنایا جاتا ہے۔ عوام الناس کو نفسیاتی مار دی جاتی ہے۔ بدنصیبی کی بات یہ ہے کہ ہم من حیث القوم کوتاہ اندیش ثابت ہوئے ہیں کہ اسے ہمارے سیاستدانوں اور افسر شاہی نے ثابت کر دیا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس بچے کھچے پاکستان کو مربوط رکھنے کی صورت کیا

ہے؟ جو دشمن کی ہر طرح کی ریشہ دوانیوں سے اسے محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ اس کے استحکام کی بھی ضمانت ہے۔ ہمارے اس سوال پر بعض دانشور یہ کہیں گے کہ معاشی و اقتصادی ترقی سے ملک مستحکم ہوگا۔ چند یہ فرمائیں گے کہ تعلیم اس کا حل ہے۔ غرض مختلف آراء ہوسکتی ہیں اور ہیں بھی۔

استحکامِ وطن، جس میں انسانوں کے دل باہم جڑے ہوں' کہ انسان ہی معاشرہ و سماج تشکیل دیتے ہیں اور انسان ہی صوبائی اور علاقائی سرحدوں کو ملا کر وفاق بناتے ہیں' صرف ایک بنیادی چیز کا متقاضی ہے اور وہ ہے نظامِ عدل جس کی پشت پر ''تعلیم'' نہیں علم ہونا لازمی ہے۔ بالیقین یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی داخلی یا خارجی سبب استحکامِ وطن کی ضمانت نہیں بن سکتا۔

خالقِ کائنات نے کتابِ ہدایت میں عدل کی اہمیت کا بار بار مختلف اسالیب سے ذکر فرمایا ہے' مثلاً اس کائنات کے مربوط و مستحکم ہونے پر بھی عدل ہی کو سبب قرار دیا گیا تو انسانوں بلکہ حیوانات کے ساتھ سلوک کی بنیاد بھی عدل و انصاف قرار پائی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ہر سطح پر عدل کا حکم دیا تو سرور دو عالمﷺ نے اس عدل کو عملاً نافذ فرمایا۔ یہ انسانی تاریخ کا سنہری باب ہے۔

نبی آخر الزمانﷺ اور آپ کے بعد خلفاءؓ نے عدل کا حق ادا کیا تو پوری انسانی تاریخ میں استحکامِ مملکت کی درخشندہ مثال قائم ہوئی اور جونہی نظامِ عدل ڈھیلا ہوا' خلافتِ راشدہ نے ملوکیت کی جانب سفر طے کرنا شروع کیا' یہ بھی ہماری تاریخ کا حصہ ہے۔ حضرت علیؓ کی خلافت کے بعد کی صورت حال اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور کے عدل سے اصلاح بھی تاریخ کا حصہ ہے۔

حضرت عمرؓ کے دورِ حکومت میں جو وسعت اسلامی مملکت کا مقدر بنی اور جو استحکام تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے اس کی وجہ صرف اور صرف عدل کے نظام کا موثر نفاذ تھا۔ بیٹا خلیفہ کا ہو یا گورنر عمرو ابن العاصؓ کا ہو' غلطی کرے تو عوام کے سامنے عدل

کے تقاضے پورے کئے جائیں۔ کھانے پینے اور پہناوے تک میں عدل کے تقاضے خلیفہ کی ذات اور اس کے خاندان سے شروع ہوتے تو عوام کو عدل کا خوف سیدھا بھی رکھتا اور حکمران سے عوام کی محبت مثالی بھی ہوتی۔

گلوبل فیملی آج عدل سے محروم ہے تو ہر طرح کی خرابی اس کا مقدر ہے۔ ترقی یافتہ ہوں، ترقی پذیر ہوں یا غیر ترقی یافتہ عدم استحکام، افراتفری اور بے چینی ہر کسی کا مقدر ہے اور یہی حال اسلامی جمہوریہ پاکستان کا بھی ہے کہ یہ گلوبل فیملی ہی کا حصہ ہے۔ اقوام متحدہ اور اس کی سلامتی کونسل ہو یا عالمی عدالتِ انصاف جو سونے کے عوض انصاف فراہم کرتے ہیں اور ہر کوئی جانتا ہے کہ سونے کے مالک کون ہیں؟

مشرقِ بعید میں جرائم کی بیخ کنی کے حوالے سے عالمی سطح کی ایک کانفرنس ہوئی۔ اس وقت مسٹر جسٹس اے آر کارنیلیکس چیف جسٹس تھے، انہوں نے مذکورہ کانفرنس میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی نمائندگی کی۔ جرائم کی بیخ کنی (Crime Eradication) کے حوالے سے عالمی سطح کے ماہرین نے لمبے لمبے مقالے پڑھے اور جب باری پاکستانی مندوب کی آئی تو بڑی سادگی سے اس نے شرکاء کانفرنس سے کہا کہ حضرات بڑے بڑے سائنٹیفک مقالے آپ نے سنے، میرے پاس علاج کے لئے صرف ایک ہی تجویز ہے جس سے جرائم کم ہو جائیں گے۔

شرکاء کانفرنس نے جب جسٹس اے آر کارنیلیکس کی زبان سے ایک ہی علاج کی بات سنی تو سب نے کان کھڑے کیے، اسلامی جمہوریہ پاکستان کا مسیحی نمائندہ کہہ رہا تھا کہ حضرات کسی بھی معاشرے سے جرائم کی 100 فیصد بیخ کنی ممکن نہیں کہ انسان کے خالق نے (Crime Free) جرائم سے پاک معاشرہ تشکیل ہی نہیں دیا کہ اگر وہ ایسا معاشرہ بنا دیتا تو اچھے برے، خیر و شر کا کیا تصور ہوتا۔ اس نے خیر و شر کی جبلتوں کے ساتھ معاشرہ تشکیل دے کر انسان کو آزمائش کی بھٹی سے گذارنا ضروری سمجھا مگر شر کو کنٹرول کر کے معاشرہ میں جرائم کو آٹے میں نمک کی سطح پر رکھنے (Minimise) کے لئے ایک فارمولا عطا کیا۔ میرے پاس اس وقت یہی فارمولا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس پر عمل کر

کے ہر معاشرہ جرائم کو کم سے کم سطح پر لاسکتا ہے۔ حاضرین کا تجسس دیدنی تھا۔

جسٹس اے آر کارنیلیکس نے کہا وہ نسخہ کیمیا یہ ہے کہ آپ اسلام کا نظامِ عدل مکمل طور پر نافذ کردیں۔ جرائم کا خاتمہ ہوگا۔ ایک عیسائی جج کی زبان سے اسلام کے نظامِ عدل کی بات سن کر مسیحی برادری کے مندوب جزبز بھی ہوئے مگر کارنیلیکس پورے اعتماد سے کہہ رہے تھے کہ میں نے کوئی ہوائی بات نہیں کی ہے۔ میری بات کی تائید خلافتِ راشدہ کا تیس چالیس سال پر محیط طویل دور کرتا ہے۔ ایسا دور جس میں نہ چوری کا خوف' نہ ڈاکہ' نہ قتل اور نہ راہزنی وغیرہ' چہار سو خوشحالی تھی' سکھ اور سکون کے ساتھ استحکام تھا۔

مسیحی جج نے جو کہا تھا وہی سچ تھا کہ جس خالق نے انسان کو پیدا کیا تھا' اس نے انسان کی زندگی کے ہر سکھ کی خاطر ہدایات بھی دی تھیں' ایسی ہدایات جو ہر دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوں۔ انہی ہدایات میں نظامِ عدل بھی ہے جسے فراموش کر کے یا پسِ پشت ڈال کر انسانیت' بقول بدھ ''دکھوں کا گھر'' بنی اور ملت مسلمہ بالخصوص بے اطمینانی اور عدم استحکام سے دوچار ہوئی۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا 53 سالہ ماضی گواہ ہے کہ ہم انگریز کے نظام عدل پر فریفتہ رہے بلکہ اس پر ایمان لائے مگر ہمارا مقدر نہ بن سکا تو اسلام کا نظامِ عدل' جس کی گارنٹی خالق نے فراہم کی ہے۔ اس بنیادی ضرورت سے انحراف نے جو گل کھلائے وہ نصف صدی میں نصف پاکستان اور اس بقیہ نصف کے مقدر پر مزید ٹکڑے کیے جان کے خدشات کے سائے ہیں۔

جس نظامِ عدل کی ہم بات کر رہے ہیں وہ ریاست میں' سیاست میں' معاش و سماج میں' علم و صحت میں' غرض زندگی کے ایک ایک شعبہ میں مطلوب ہے۔ اسلام کا نظامِ عدل' عدالت پر بھی ویسا ہی لاگو ہے جیسا عدالت کے ذریعے مجرم پر۔ یہ نظامِ عدل حکمران پر بھی' امیر پر بھی اور غریب پر بھی لاگو ہے۔ یہ عدل نہ سیاستدان خرید سکتا ہے' نہ جاگیردار و صنعتکار بلکہ یہ ہر کسی کو مفت ملتا ہے اور جب تک مفت ملے گا چہار سو امن و خوشحالی بھی

ہوگی، معاشرتی، معاشی اور ملکی سطح کا استحکام بھی ہوگا۔ انشا اللہ۔

مشرقی پاکستان اگر بنگلہ دیش بنا تو صرف اس لئے کہ ہم نے سیاست میں نظامِ عدل کے تقاضے فراموش کیے تھے۔ آج اگر دشمن صوبوں میں منافرت اور تعصب کا بیج بو رہا ہے تو نظامِ عدل کے فقدان سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ مربوط پاکستان کی ضرورت کل بھی اسلام کا نظام عدل تھا آج بھی یہی ضرورت ہے اور کل بھی ہمیں اسی کی ضرورت ہوگی اگر بقا پیشِ نظر ہے۔

☆......☆......☆

ہر نفس ڈرتا ہوں اس کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دین کی احتسابِ کائنات
مست رکھو ذکر و فکر صبحگاہی میں اسے
پختہ تر کردو مزاجِ خانقاہی میں اسے

☆

پنجاب میں امسال کپاس کی فی ایکڑ پیداوار کم ہوگئی

پچھلے سال 88.04 لاکھ گانٹھیں پیدا [illegible] اس سال 82 لاکھ 10 ہزار گانٹھ پیداوار ہوئی

پیداوار میں کمی ناموافق موسمی حالات کے باعث ہوئی، زیر کاشت رقبے میں 4.5 فیصد اضافہ

ساہیوال (آن لائن) محکمہ زراعت پنجاب کے تازہ اعداد و شمار کے مطابق پنجاب میں اس سال کپاس کی فی ایکڑ پیداوار میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے ذرائع کے مطابق اس سال ناموافق موسمی حالات نہری پانی کی بندش اور سنڈیوں کے حملوں کی وجہ سے پیداوار میں کمی واقع ہوئی ہے اعداد و شمار کے مطابق کپاس کی اب تک کی پیداوار 82.10 لاکھ گانٹھ ہوئی جو پچھلے سال انہی دنوں میں 88.04 لاکھ گانٹھ تھی اسی طرح کپاس کی پیداوار میں 6.7 فیصد کی نمایاں کمی واقع ہوئی ہے کپاس کے زیر کاشت رقبہ میں بہرحال اس سال 4.5 فیصد کا اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حقیقی ضرورت
علم ہے یا مروجہ تعلیم!

علم اور تعلیم پر گفتگو سے پہلے اگر ایک پرانی کہاوت اور اس میں ترمیم بیان کر دی جائے تو ہمارے نقطہ نظر سے موضوع پر کہی جانے والی بات بڑی آسانی کے ساتھ ہر کوئی سمجھ سکے گا اور ہے یہ بھی علم ہی کی بات!

کہاوت یہ ہے کہ بنیا (ہندو) ہر کام سے متعلق 6 ماہ قبل سوچتا ہے' مسلمان عین وقت پر اور سکھ 6 ماہ بعد سوچتا ہے۔ جس سیانے نے بھی یہ بات کہی ہوگی اپنے علم اور تجربے کی بنیاد پر درست ہی کہی ہوگی۔

ہم یہاں اپنے علم اور تجربے کی بنیاد پر مذکورہ کہاوت میں یوں ترمیم کرتے ہیں کہ یہود نے صدیوں قبل سوچا' انگریز نے اس کی سوچ کو عملی جامہ پہنایا' ہندو بنیے نے قبل از وقت ادراک کیا' مسلمان اور سکھ ادراک سے محروم رہے کہ 6 ماہ تو رہے ایک طرف برسوں گزارنے پر بھی ادراک کی دولت سے محروم رہے اور آج اسی محرومی کے سبب ذلیل ہیں۔

وہ قوم دنیا کی خوش نصیب ترین قوم ہے جس کے پاس علم کا حقیقی منبع و سرچشمہ ہو اور وہ قوم سینہ دھرتی پر بدبخت ترین قوم ہے جو اس حقیقی سرمایہ سے متمتع ہونے کے بجائے علم کے لئے دوسروں سے بھیک مانگے یا نقالی کرے۔

اغیار سے مانگتے پھرتے ہیں مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پر پھیلائے ہیں سائے ہم نے!

علم کا خالق' اس کائنات اور اس کائنات کے اندر نظر آنے والی یا نظر نہ آنے والی ہر چیز کا خالق ہے۔ تخلیق کے ساتھ ہی اس نے مخلوق کو علم سے اس طرح نوازا کہ وہ کائنات میں' سینہ دھرتی پر' اپنے اپنے کام بطریق احسن نبھا سکیں۔ کسی کو جبلتوں کے ذریعے علم بخشا تو کسی کو گویائی کی دولت سے نوازا اور علم کے دوسرے ذرائع اس کا مقدر ٹھہرے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعے کرہ ارض پر اپنی خلافت کا نظام قائم فرمایا تو نظامِ خلافت کی بہترین ادائیگی کے لئے خود علم تفویض فرمایا (وعلم اٰدم الاسماء کلھا)۔ یہ علم کی بنیاد تھی جو انسانی زندگی کے لئے ناگزیر تھا۔

گذرتے ادوار کے ساتھ انسان کی علم کے لئے ضرورت بڑھتے رہنا فطری امر تھا لہذا علم دینے کے لئے معزز و معتبر ترین افراد کو ہر امت (گروہ یا معاشرے) کے لئے نبی اور پیغمبر منتخب کر کے انہیں اپنے کلام (منبع علم و عرفان) سے نوازا اور ان نفوسِ قدسیہ نے اپنی اپنی امت تک اس علم کو منتقل کرنے کے لئے اپنی زندگیاں کھپا ڈالیں کہ لوگ اس علم کی روشنی میں اپنی عملی زندگی کا سفر بطریقِ احسن طے کر کے' خالق کے دھرتی پر خلیفہ ہونے' کی ذمہ داریاں پوری کریں۔

ساڑھے چودہ صدیاں قبل جب خالق نے جانا کہ اب دنیا عالمگیریت کی دہلیز پر قدم رکھ چکی ہے اور یہ گلوبل ویلج کی گلوبل فیملی کے طور پر اپنی شناخت بنا رہی ہے تو اس نے اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق حضرت محمد ﷺ کو سرورِ دو عالم اور رحمۃ اللعالمین بنا کر' اپنے علم کا مکمل ایڈیشن دے کر تمام انسانیت کے لئے' قیامت تک کے لئے' معلم و مربی مقرر فرمایا اور دو طرح کی ضمانت سے نوازا۔ پہلی یہ کہ آج علم مکمل ہو گیا اور دوسری یہ کہ اس کی حفاظت میں کروں گا۔

علم' عملی زندگی گذارنے کے جملہ لوازمات کی تکمیل کا نام ہے' اسی کا دوسرا نام دین ہے' خالق نے فرما دیا کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و

رضیت لکم الاسلام دینا' میں نے تمہارے لئے تمہارے دین (Code of Life) کو مکمل کر دیا ہے اور یوں اپنی (سب سے بڑی) نعمت (علم) تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے سلامتی کے دین کو طے فرمایا۔ (مفہوم)

علوم کا منبع قرآن حکیم ہے جس طرح پہلی امتوں کے لئے انبیاء کے ذریعے اللہ تعالٰی نے کتب ہدایت اتاری تھیں۔ جنہیں لوگوں نے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے بدل لیا تو آخری مکمل و اکمل ایڈیشن کی حفاظت کی ذمہ داری خالق نے لے لی کہ اب اس میں ترمیم و تنسیخ کوئی نہ کر سکے گا۔ "انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون' یہ قرآن ہم نے نازل کیا اور اس کی حفاظت بھی ہم کریں گے'۔

علم انسانی زندگی کے لئے روشنی ہے جس کی مدد سے انسان یا انسانی معاشرہ اپنے اندر بھی جھانکتا ہے اور گرد و پیش بسنے والوں کے ساتھ مل کر مقصد حیات کی تکمیل بھی کرتا ہے اور یہی علم اسے مقصدِ حیات سے روشناس بھی کراتا ہے۔ اسی بات کو من عرف نسفه فقد عرف ربه کہا گیا کہ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پالیا۔ یہی وہ مطلوب علم ہے جس سے عرفانِ ذات کی تکمیل ہوتی ہے' جس کی معراج عرفانِ الٰہی ہے' جو دین بھی ہے اور دنیا بھی ہے۔

جس علم کا ہم نے ذکر کیا ہے سطحی نظر رکھنے والے اسے دقیانوسیت کہہ دیں گے یا بنیاد پرستانہ سوچ کا نام دے دیں گے مگر مکمل بصیرت اور یقین و شعور کے ساتھ ہم یہ کہنے کی پوزیشن میں ہیں کہ اس سرچشمہ علم سے فیض یاب ہمارے اسلاف رومیؒ درازیؒ وغیرہم بنیاد پرست نہ تھے بلکہ ہمارے اسلاف کے متعارف کرائے گئے علوم نے بقیہ دنیا کو زندگی بخشی۔

یورپ اور دیگر اقوامِ شرق و غرب جس علمی ترقی پر آج نازاں ہیں' ذرا تحقیق کو زحمت دیں تو اس کی تہہ میں علوم کی وہی زرخیزی ملے گی جس کا سرچشمہ قرآن و سنت ہے اور جس سے اس دنیا کو ہمارے اسلاف نے روشناس کرالیا تھا۔ بدنصیبی کی بات یہ ہے کہ ہم

نے اس کھرے سونے کے بدلے چمکدار پیتل پر نظریں گاڑ دیں اور ہماری حرص کو پہچان کر انہوں نے کھوٹے سکے ہماری جھولی میں ڈال کر اپنے لئے راہیں آسان کر لیں۔ ہم کھوٹے سکے سینہ سے لگا کر آج تک اپنے آپ کو مالدار سمجھے بیٹھے ہیں۔

یہود و نصاریٰ بالاتفاق اسلام اور ملت مسلمہ کے دشمن ہیں۔ اسلام کی بیخ کنی ان کا ہدف اول کل بھی تھا' آج بھی ہے اور آنے والے کل کے لئے بھی یہی ہے۔ مسلمان کو اقدار کے سرمایہ سے' خواہ یہ مذہبی و اخلاقی اقدار ہوں یا سماجی و معاشرتی اقدار ہوں یا اقتصادی و سیاسی اقدار ہوں' محروم کرنے کے لئے بنیادِ واحد کے طور پر انہوں نے علم کے میدان کو چن لیا کہ اس کے ذریعے خیرخواہی کا بھرم بھی قائم رہے گا اور میٹھے زہر سے مسلم ملت کے قویٰ مفلوج بھی ہوں گے۔

متحدہ ہندوستان کے مغلیہ دور میں علوم و فنون کا معیار ہر لحاظ سے مسلمہ تھا۔ کسی پہلو کوئی کمی نہ تھی' صرف ایک پہلو فنِ تعمیر ہی بطور مثال لے لیجئے۔ آج کا انتہائی ترقی یافتہ دور بھی اس فنِ تعمیر کا مقابلہ کرنے میں کمزور ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے جوں جوں پَر پُرزے نکالے انہوں نے سب سے پہلے مشن سکول قائم کئے' جدید اور اعلیٰ تعلیم کی چاٹ لگائی' مشن ہسپتال بنائے اور مسلمان قوم کی رگوں میں میٹھا زہر انڈیلنا شروع کیا اور 1947ء تک انہوں نے اس بات کا اہتمام کر لیا کہ دوسری جنگ عظیم میں کمزور ہو جانے کے سبب ہندوستان چھوڑنے کے باوجود' اس خطے پر حکمرانی ہماری ہی رہے گی۔

ہر قوم' ہر معاشرے کی ضرورت' اس کے بنیادی نظریئے سے ہم آہنگ علم ہے اور وہی معاشرہ اسی بنیاد پر باوقار انداز میں زندہ رہ سکتا ہے اور استحکام بھی اسی کا مرہون منت ہے۔ مسلمان قوم ایک نظریہ رکھتی ہے' اس کی اپنی اقدار ہیں' اس کی بقا اور اس کے استحکام کی ضمانت اسی نظریہ میں ہے اور اس نظریہ کی پشت پر مکمل و اکمل علم کا سرمایہ ہے۔

مشنری سکولوں کے فارغ التحصیل افراد اور مشنری سکولوں نے اسلامی جمہوریہ پاکستان سے اس کے بنیادی نظریہ سے ہم آہنگ علم لے کر اس کی جھولی میں "جدیدیت"

کے نام پر بہت کچھ ایسا ڈال دیا جس نے اقدار کو پامال کیا۔ سرکاری سرپرستی میں چلنے والے سکول و کالج ہوں یا مشنری سرپرستی میں، سب کی جہت ایک ہی ہے کہ سب کا آقا ایک ہے۔ آقا کا چہرہ درج ذیل اقتباسات میں دیکھئے کہ یہ ان کی صدیوں قبل منصوبہ بندی ہے جسے ان کے حواری آج نبھا رہے ہیں۔

"غیر یہود کے تعلیمی نظام کو ہمیں یوں مرتب کرنا ہے کہ اس نظام کی بدولت وہ کبھی عملی زندگی میں کسی قطعی فیصلہ پر نہ پہنچ سکیں......"
(Protocols, 5:11)

"علامۃ الناس، ترویجِ علم کے نام پر ہماری متعین کردہ، مرتب شدہ جہتوں کو اندھی عقیدت کے ساتھ قبول کرتے ہیں، یاد رکھتے ہیں اور خوش ہو جایئے کہ وہ اپنی گمراہی اور جہالت کی سمت لپکتے ہیں، کچھ اس لئے بھی کہ وہ گرد و پیش حالات سے متنفر ہیں کہ یہاں بے معنی طبقاتی اور حیثیتی تقسیم و تفریق موجود ہے۔" (Protocols, 3:10)

دوسرے شعبہ جات کی طرح علم کی ترویج کے ذمہ داران بھی اسی خاردار درخت کا پھل ہیں (الا ماشا اللہ) جو اسلام اور نظریہ پاکستان کی بیخ کنی پر کمر بستہ ہے کہ وہ مغربی آقاؤں کی پالیسیوں پر کام کو آگے بڑھانے کے لئے کوشاں ہے۔ "انہیں بھی پہچان لیجئے":

"(جہاں ہم اثر و رسوخ بنالیں گے) عوام میں سے جو بھی انتظامیہ ہم منتخب کریں گے، اپنی وفاداریوں کی تکمیل کے حوالے سے کریں گے کہ وہ ان حکومتوں کے اپنے تیار کردہ افراد کی طرح تربیت یافتہ نہ ہوں گے بلکہ بچپن سے کرہ ارض پر حکمرانی کے لئے زیر تربیت رکھے گئے وہ لوگ ہوں گے جو مہروں کی طرح ہمارے (امپورٹڈ)

ماہرین' (مثلاً ورلڈ بنک' آئی ایم ایف یا یونی سیف طرز کے دوسرے اداروں سے آنے والے (ارشد)) مشیروں اور دانشوروں کے اشارہ ابرو کو سمجھیں گے اور عمل کریں گے۔" (Protocols, 2:2)

گذشتہ 53 سال سے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رائج نظام و نصابِ تعلیم کسی طرح بھی اسلام اور نظریہ پاکستان سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ اس نظامِ تعلیم نے علم کے بخیئے ادھیڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی' اقدار کو جس طرح پامال کرنے میں کردار ادا کیا کسی ذی شعور سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ تعلیمی ادارے علم فروخت کرنے کی دکانوں میں بدل گئے یا اسلحہ اور منشیات کی تربیت کے اڈے بن گئے اور اس "محنت" کے باوجود اگر گنتی کے "چند دانے" اچھے نکل آئے تو یہ نظامِ تعلیم کا کمال نہیں محض قادرِ مطلق کا فضل و احسان کہا جا سکتا ہے کہ اس کی غیبی مدد اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پشتیبانی فرما رہی ہے۔

نصف صدی میں قوم کو حقیقی رخ دینے والا' اقدار کا محافظ نظامِ تعلیم نہ مل سکا۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ علم کے حوالے سے اس قوم کی جھولی خالی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ نظام تعلیم پر غلبہ ان کا رہا جو غیر ملکی آقاؤں سے مرغوب بھی تھے اور غلام بھی۔ ہم نے علم اور علم دینے والے معلم کو ہمیشہ نظر انداز کیا اور Man behind the Gun کی اہمیت کو فراموش کیا۔ ہم نے نظامتِ تعلیم کے نام پر دفاتر کی بھرمار کر دی' دفاتر آباد کئے اور بے شمار سفید ہاتھی ان دفاتر کی زینت کے لئے لا کھڑے کئے۔

ہم کسی کی تنقیص نہیں کر رہے' بصد احترام یہ پوچھا تو جا سکتا ہے کہ معلمین کی تنخواہوں اور سہولتوں کا معیار کیا ہے؟ اور "افسران محکمہ تعلیم" کی تنخواہوں' آسائشوں کا معیار کیا ہے؟ ان کی تعداد کیا ہے؟ بجٹ کا وزن کس سمت زیادہ ہے؟ جب ضلعی سطح پر ایک افسر تعلیم اور تحصیل کی سطح پر ایک ایک ماتحت ہوتا تھا تو بھی مروجہ تعلیم کا کچھ نہ کچھ معیار تھا۔ آج ضلعی سطح پر زنانہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (مردانہ سٹاف کے ساتھ)' مردانہ ایجوکیشن آفیسر (ایلیمنٹری اور سیکنڈری) الگ الگ پھر اس پر بھی بس نہیں خارجی آقاؤں

کے دباؤ پر اور سابق فوجی افسران کو خوش کرنے کی خاطر ہر ضلع کی سطح پر ایک ایک کرنل یا بریگیڈیئر تعینات کئے گئے۔ جن کا علم اور تعلیم سے کوئی واسطہ نہیں رہا کہ وہ صرف فوجی ڈسپلن میں یدطولیٰ رکھتے ہیں۔

ہر ضلعی افسر کے دفتر میں ماتحتوں کی فوج ظفر موج ہے۔ دورے ہیں' میٹنگیں ہیں' رپورٹیں ہیں اور اللہ اللہ خیر سلا۔ اگر اس سے زیادہ کی کوئی صاحب نشاندہی فرما سکیں تو ہم ان کے ممنونِ احسان ہوں گے البتہ سال کے آخری دو ماہ یا نئے سال جنوری کے اختتام تک ماتحتوں کی کارکردگی کی حامل ''خفیہ رپورٹیں'' جن کا متعلقین کو پہلے سے ہی علم ہوتا ہے' یہ افسر ضرور لکھتے ہیں۔

صوبائی' ڈویژنل اور ڈسٹرکٹ انتظامی سیٹ کے نت نئے بدلتے تقاضے بھی اوپر کے دباؤ اور ''مشوروں'' کی مجبوری ہے' اس لئے کہ کوئی بھی عالمی سطح کا ادارہ اپنی شرائط منوائے بغیر امداد نہیں دیتا اور اس امداد کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ اصل کام پر صرف 20 یا 25 فیصد خرچ ہوتی ہے اور non productive کاموں یا مدات پر زیادہ بلکہ ایسی کسی بھی امداد کا بیشتر حصہ مشیر حضرات کے اعزازیئے' سفر خرچ اور آسائشوں کی نذر ہو جاتا ہے اگر کچھ بچ جائے تو سٹیشنری اور ٹیلیفون کے بل یا گاڑیوں کا پٹرول پورا ہوتا ہے۔

ہم بصد احترام اور پورے شعور کے ساتھ مرکزی اور صوبائی وزارتِ تعلیم کے ذمہ داران سے یہ پوچھتے ہیں کہ حصولِ علم کی راہ میں دہرا معیار کس کے ایما پر حائل ہے؟ غریب کا بچہ بغیر ٹاٹ کے سکول میں پڑھے اور افسر شاہی یا جاگیردار کا بچہ اعلیٰ پائے کے اردو یا انگلش میڈیم سکول میں جائے بلکہ بیرون ملک جائے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں' جو ایک نظریاتی مملکت ہے' مشنری اور کانونٹ سکولوں کا مسلمان بچے بچیوں کے لئے کیا جواز ہے۔ مسیحی اپنے بچوں کی تعلیم تک اپنے ادارے محدود رکھیں اور ان اداروں پر بھی ملکی قوانین و ضوابط کا ویسا ہی اطلاق ہو جیسا دوسرے اداروں پر ہوتا ہے جو آج عملاً نہیں ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان' جسے بقول بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ اسلامی نظامِ حیات کی عملی ترویج کے لئے حاصل کیا گیا تھا' آج تک اسلام اور نظریہ پاکستان سے ہم آہنگ نصابِ تعلیم اور ایسا نصاب پڑھانے والے معلمین کے وجود سے خالی ہے۔ ہم نے اپنے نصاب میں بچوں کو سود کی مختلف شرحوں کے سبب "مال میں ہونے والی کثرت" پڑھائی یا گوالے کے دودھ میں پانی ڈال کر "منافع" حاصل کرنے کے سوالات پڑھائے۔ یا انگریزی اور اردو میں نسیمہ کی کتے بلی کی کہانی پڑھائی۔

پرائمری سے یونیورسٹی سطح تک ہم نے 'طلباء' کو علم سے دور رکھا کہ گریجویٹ ہو یا پوسٹ گریجویٹ ڈھب کے چار جملے بولنا یا لکھنا یا ملازمت کے لئے درخواست لکھنا اس کا مقدر نہ بن سکا۔ ہر محکمہ سے ٹھکرائے ہوئے لوگوں نے پی ٹی سی یا سی ٹی کورس کر کے محکمہ تعلیم میں بعد از خرابی بسیار پناہ حاصل کی اور پھر اپنی درماندہ تعلیم کی بنیاد پر Girl کو گرل کے بجائے جرل پڑھاتے رہے اور ان معلمین کے شاگرد عملی میدان میں ان سے بھی بازی لے گئے کہ آئے دن اخبارات ایسے چٹکلے شائع کرتے رہے ہیں کہ پبلک سروس کمیشن میں فلاں نے فلاں انکشاف کیا تو فلاں کا جواب فلاں تھا۔

جس ڈگر پر ہمارے ہاں علم کا کارواں محوسفر ہے' ہم منزل سے بتدریج دور تو ہو سکتے ہیں' منزل پر پہنچنے کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ ہمارے انتقالِ علم پر لوگ یوں طنز کے تیر چلاتے ہیں:

> **"Education in Pakistan is transfer of notes from the notebook of the teacher to the note books of the students through the media of a penicl without knowing it."**

ذرا ایک بار مذکورہ جملہ پھر پڑھیے۔ لمحہ بھر کو ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیے کیا

ہمارے ہاں نصف صدی سے یہی نہیں ہو رہا۔ ہاں! یہ کہا جا سکتا ہے کہ اب طالب علم کی سہولت کے لئے گائیڈیں' ٹسٹ پیپرز اور گیس پیپرز کی بھرمار ہے۔ کیا یہی علم ہے جو اسلاف کی میراث ہے؟ کیا یہی علم ہے جس کے بل بوتے پر ہم مضبوط و مستحکم پاکستان کے وارث بننے کے خواب دیکھتے ہیں؟؟ کیا یہی علم ہے جو اپنی ذات کو پہچان کر خالق تک رسائی کا ذریعہ بن سکتا ہے؟؟؟ اگر کسی کا جواب ہاں میں ہے تو بلا جھجک یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ احمقوں کی جنت میں بستا ہے' آج کی دنیا سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اگر ہم اپنی ذات اور ملک کے لئے ذرا بھی خیر خواہ ہیں تو ہمیں حقیقی منزل پانے اور قوموں کی برادری میں مستحکم اور باوقار پاکستان کی نمائندگی کے لئے اور سب سے بڑھ کر مستقبل کی نسلوں کے لئے اچھا ورثہ چھوڑنے کی خاطر اپنا قبلہ درست کرنا ہوگا۔ تعلیم کو خارجی دباؤ اور مصلحتوں سے آزاد کرانا ہوگا۔ ذاتی مفادات پر قومی مفادات کو ترجیح دینا ہوگی۔

ہماری اولین ضرورت اسلام اور نظریہ پاکستان سے ہم آہنگ نصابِ علم ہے جس کے سبب حصولِ علم کے بعد اس ملک کا مقدر مسلمان ڈاکٹر' مسلمان انجینئر' مسلمان سائنسدان' مسلمان تاجر' مسلمان سیاستدان' مسلمان صنعتکار اور مسلمان آجر و اجیر ہوں کہ ان سب طبقوں میں اسلام کی موجودگی سے معاشرے کے سکھ سکون' تحفظ اور خوشحالی کی ضمانت ملے گی۔

ہماری دوسری ضرورت ہنگامی بنیادوں پر معلمین و مدرسین کی تیاری ہے۔ ہمارے معاشرے میں ابھی بانجھ پن یا اخلاقی دیوالیہ پن اس انتہا کو نہیں پہنچا کہ ہمیں مطلوب افراد نہ مل سکیں۔ محبِ وطن تعلیم یافتہ افراد کو اسلام کے فلسفہ تعلیم اور فلسفہِ حیات کی روشنی میں مختلف علوم پڑھانے کی تربیت دی جائے تاکہ وہ جو کچھ پڑھائیں اسلام ساتھ ساتھ ہو کہ یہ ہر طرح ممکن ہے۔

ہماری تیسری ضرورت انتظامی عملہ کو کم سے کم کر کے اخراجات میں بچت سے

حاصل ہونے والی رقم اساتذہ اور نادار طلبہ پر خرچ کی جائے' ضلع میں صرف ایک افسر تعلیم ہو جیسا پہلے ہوتا تھا' میٹنگیں' رپورٹیں کم سے کم کی جائیں اور خفیہ رپورٹیں بھی ہر سطح کے لوگ اپنے اپنے ماتحتوں کی لکھیں تاکہ ضلعی افسر پر بوجھ کم ہو۔ افسران کی کھیپ معیاری علم کی ضمانت کی بجائے علمی بدحالی کی ضمانت ہے۔

ہماری چوتھی ضرورت یونی سف قسم کے خارجی خیرخواہوں سے نجات ہے جو درسگاہوں میں بے شرمی و بے حیائی کے راستے کھولنے کے لئے نت نئے راستے سمجھاتے ہیں' مثلاً تعلیمی اداروں میں جنسی تعلیم کا اجراء یا ثقافتی پروگراموں کی آڑ میں اسلامی روایات کا قلع قمع۔

کیا تعلیم کے شعبہ سے وابستہ حضرات جو پالیسی ساز ہیں ہماری گذارشات پر کان دھرنا پسند فرمائیں گے۔ یہ حب الوطنی کا تقاضا ہے' یہ آخرت سنوارنے کے لئے ہر باشعور کی ضرورت ہے اور مستقبل کے مورخ کو کچھ مثبت کام سپرد کرنے کی جہت بھی ہے۔

دوسرے محکمہ جات کی طرح محکمہ تعلیم میں ایک ظلم یہ بھی ہے کہ محکمانہ ترقیوں کے عمل کو روک کر باہر سے لوگ محکمہ پر مسلط کیے جا رہے ہیں اور یہ دو طرح سے محل نظر ہے کہ محکمانہ ترقی سے جو اوپر جائے گا وہ اپنے گریڈ کے حساب سے معاوضہ لے گا اور محکمہ کے بجٹ پر وہ بوجھ نہیں ہوگا جو کنٹریکٹ پر آنے والے کی تنخواہ اور الاؤنس اور سہولیات بنگلہ گاڑی وغیرہ سے ہوگا۔

محکمہ سے ترقی پانے والا محکمہ اور محکمہ کے ملازمین کے مزاج اور نفسیات سے مکمل آگہی رکھنے کے سبب رفتار کار کو ہر تعطل سے بھی محفوظ رکھنے کا سبب ہوگا اور ماتحتوں میں اجنبیت کے سبب جو ضد کا عنصر دیکھنے میں اکثر آتا ہے' نہ ہوگا۔ باہر سے کنٹریکٹ پر آنے والوں کو محکمہ کے چپڑاسی سے لے کر افسران تک' سلام بھی کرتے ہیں' Yes Sir بھی کہتے ہیں اور دشمن بھی جانتے ہیں۔ مجبوری کے سبب برملا اظہار نہیں کر پاتے۔

حکومت کے پالیسی سازوں نے یہ فرض کر لیا ہے کہ ہر محکمہ میں اکثریت کرپٹ

ہے اور افواج پاکستان سو فیصد درست اور ان درست لوگوں کو ہر محکمہ کا قبلہ درست کرنے کے لئے سول محکموں میں بھیجنے سے ہر سو سب اچھا ہوگا۔ یہ سوچ بنیادی طور پر درست نہیں ہے کہ انسانوں کے معاشرے میں حرص و ہوس کے سبب ہر کسی کو نادرست بھی دیکھا جاتا ہے۔

افواج پاکستان ہوں یا کسی بھی دوسرے ملک کی فوج' اس کی تربیت ابتداء سے ہی ایک مخصوص نہج پر ہوتی ہے۔ فوج میں حکم ہوتا ہے اور اطاعت ہوتی ہے۔ فوج میں (Reasoning) دلیل بازی نہیں ہوتی صرف Yes Sir ہوتا ہے۔ سول میں Yes Sir کے ساتھ اکثر No Sir اور Reasoning بھی دیکھنے کو ملتی ہے اور فوج جب سول کے ساتھ دن گذارتی ہے تو فوج کے بندے ایک طرف No Sir اور Reasoning سیکھتے ہیں تو دوسری طرف سول کی قباحتوں سے جھولیاں بھرتے ہیں جو فوج کے لئے زہر قاتل ہے۔ فوج کا بھرم عوام الناس میں مجروح ہوتا ہے۔

سابقہ فوجی افسران کو سول محکموں میں سربراہی کے منصب پر تعینات کرنا بھی قرین انصاف نہیں کہ وہ معقول پنشن اور سہولتیں لے رہے ہیں' بے شمار ایسے ہیں جنہیں میڈل کے ساتھ زرعی اراضی بھی نصیب ہے اور اگر ضروری بھی ہے تو فاؤنڈیشن برائے افواج کے بے شمار پراجیکٹ ہیں جہاں فوج کی نفسیات جاننے والے سابق فوجی ہی کام کرتے ہیں' ان میں انہیں ملازمتیں دی جا سکتی ہیں۔ فوج کو سول محکمہ میں لانا' تندرست جسم کو جھٹکوں (Fits) سے دوچار کرنے کے مترادف ہے۔

محکمہ تعلیم کا جسم علم کے خون کی کمی سے پہلے ہی نڈھال ہے اگر مزید جھٹکے لگے تو یہ دفن ہونے کے قریب ہوگا۔ پالیسی سازوں کو یہ پہلو نظر انداز نہیں کرنے چاہئیں یہ تعمیر وطن کے تقاضے ہیں جو انتہائی اخلاص نیت کے ساتھ ہم نے ہر کسی کے سامنے بیان کر دیئے ہیں۔

پاکستان میں کوئی جامع تعلیمی نظام موجود نہیں' رفیق تارڑ

ایسے تعلیمی نظام کی ضرورت ہے جو دینی نظریاتی تقاضوں اور جدید عصری ضرورتوں سے ہم آہنگ ہو

پاکستان کی بقاء و ترقی اور استحکام کا انحصار اسلامی نظام کے نفاذ میں ہے' تقریب سے خطاب

عیسائیت کے کچھار...... تعلیمی ادارے اور ہسپتال

کچھار شیر کی رہائش و آسائش گاہ کا معروف نام ہے اور اس نام کو مسیحی اقلیت کے لئے استعمال کرنا بظاہر درست نہیں کہ اقلیت بہر حال اقلیت ہے جو کبھی اکثریت کے مقابلے میں شیر نہیں ہو سکتی مگر آج یہ سوچ عملاً غلط ثابت ہو چکی ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مسیحی اقلیت شیر ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے اور اس پر حیران ہونے کی ضرورت نہیں کہ یہی کچھ ہم آپ کو بتانا چاہتے ہیں۔

خطہ ہند و پاک میں تقسیم سے قبل پُرتگیزیوں کے توسط سے عیسائیت متعارف ہوئی مگر باضابطہ اس کا پودا انگریزوں کی آمد 1698 میں لگا۔ پنجاب میں 1834ء میں ویسٹرن فارن مشن کے جان لارے نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو اپنے مشن سے متعارف کرایا۔ ہندوستان کے دوسرے خطوں سے زیادہ زور پنجاب کی طرف رہا' شاید اس لئے کہ اس کا پڑاؤ Base بنا کر ارد گرد کشمیر' سرحد اور افغانستان پر 'یلغار' موثر اور سہل بن سکتی تھی۔ اس دور میں دریائے ستلج کے ساتھ ساتھ بشپ ڈیوڈ مصروف عمل تھا۔

1845ء میں امریکن پریسبیٹیرین چرچ نے وسط پنجاب میں لدھیانہ کو بطور مرکز چنا اور پھر لاہور میں ڈیرے ڈال دیئے۔ اسی دوران 1835ء میں چرچ آف سکاٹ لینڈ سیالکوٹ کو مرکز بنا چکا تھا۔ چرچ مشنری سوسائٹی نے اپنے کام کا آغاز 1851ء میں کیا۔ 1849ء میں' جب پنجاب انگریز کی عملداری میں آیا تو موجودہ صوبہ سرحد بھی اسی کا حصہ ہوتا تھا۔ پیشتر ازیں عیسائی مشنریوں کا کام سرکار کی عدم سرپرستی کے سبب انتہائی سست تھا مگر جب برطانوی حکمرانوں کی سرپرستی ان کا مقدر بنی اور ان حکمرانوں نے اپنے مطلب کے معاون و مددگار ڈھونڈ کر انہیں جاگیروں اور دیگر مراعات سے نوازا تو مشنریوں

کا کام سہل ہوگیا۔ حکومت نے چرچ بنانے کے لئے ہی اپنے خزانہ سے امداد نہ دی بلکہ سکول و کالج اور ہسپتال بھی سرکاری امداد سے بنے۔ اس امداد سے' جو مسلمان کے خون پسینہ سے خزانے میں جمع ہوئی تھی۔

سرکاری سرپرستی میں تعمیر شدہ چرچ مثلاً سینٹ جیمز کتھیڈرل' سینٹ میری لاہور میں بشمول گورڈن میموریل' سیالکوٹ میں ہولی ٹرینٹی' جہلم میں سینٹ جون' راولپنڈی میں کرائسٹ چرچ' سینٹ اینڈریوز اور سینٹ پال' مری میں ہولی ٹرینٹی' سینٹ ڈینیز' ڈونگا گلی میں سینٹ سائمن' سینٹ جودھا' ایبٹ آباد میں سینٹ لوکا' اٹک میں سینٹ پیٹرز' نوشہرہ میں کرائسٹ چرچ' مردان میں سینٹ البانز' کیمبل پور میں آل سینٹس' پشاور میں سینٹ جان' کرائسٹ چرچ اور آل سینٹس اور بنوں میں سینٹ جارج قابل ذکر ہیں۔

بات عبادت گاہوں سے آگے بڑھی تو عبادت گاہوں کی آڑ میں ہزاروں ایکڑ رقبہ ان کے نام مستقل الاٹ کر دیا گیا کہ عیسائیت قبول کرنے والے مرتد مسلمان بھوکے نہ مریں اور بطور مزارع ان زمینوں کو کاشت کریں۔ نسل در نسل عیسائیت کے غلام رہیں کہ مزارعت سے بے دخلی کا خوف ہدایت کے راستے کا پتھر بنا رہے گا کیونکہ اراضی کی ملکیت چرچ کے نام ہوگی۔ اس عیاری سے بہت سے دیہات وجود میں آئے جو آج تک اپنے ان محسنوں کے نام سے پکارے جاتے ہیں مثلاً چند معروف دیہات یہ ہیں:

1. کلارک آباد (ضلع قصور) یہ پہلے ضلع لاہور میں تھا' اس کی اراضی 25000 ایکڑ ہے۔
2. ینگ سن آباد (ضلع سیالکوٹ) ڈاکٹر ینگ سن کے نام پر آباد ہے' اسے چک 371 بھی کہا جاتا ہے۔ 1899ء میں آباد ہوا تھا۔
3. رونسن آباد (ضلع منٹگمری) موجودہ ساہیوال۔ 1916ء میں پریسبی ٹیرین چرچ کے ڈاکٹر رونسن نے الاٹ کروایا تھا۔
4. سٹنٹس آباد (ضلع ملتان) یہ میتھوڈسٹ چرچ کے نام الاٹ شدہ 1000 ایکڑ اراضی کا گاؤں ہے جسے مشنری ڈاکٹر سٹنٹس نے الاٹ کروایا تھا۔

5. منٹگمری والا (ضلع لائل پور) موجود فیصل آباد میں انجیلیکن چرچ کے نام الاٹ اراضی پر مشتمل عیسائی مزاروں کا چک بنایا گیا۔
6. ہملٹن آباد (ضلع منٹگمری) موجودہ ساہیوال میں ایسوسی ایٹڈ پریس بی ٹیرین چرچ کو الاٹ شدہ اراضی کا چک ہے۔
7. مارٹن پور (ضلع شیخوپورہ) یونائیٹڈ پریسبیٹیرین چرچ کی ملکیت ہے' یہ چک کے بانی مسٹر مارٹن کے نام سے موسوم ہے۔
8. شانتی نگر (ضلع ملتان) 2000 ایکڑ پر مشتمل چک سالویشن آرمی کی ملکیت ہے۔

علاوہ ازیں بعد کے ادوار میں بھی چرچ' سکول' کالج' فنی تربیتی ادارے اور مشنری ہسپتالوں کے نام پر انتہائی موزوں مقامات پر اراضی الاٹ کی جاتی رہی اور اسی طرح مسیحی بستیاں بھی بستی رہیں مثلاً سکھیکی کے قریب مریم آباد کا معروف قبصہ ہے یا ضلع خوشاب میں 4 چکوک 59 ایم بی' 36-37-38۔ فیصل آباد' چوہڑکانہ (موجودہ فاروق آباد) سرگودھا' گوجرانوالہ' سیالکوٹ' ٹیکسلا اور خوشاب وغیرہ میں رفاہی اداروں کے نام پر کئی ایکڑ اراضی الاٹ ہوئی۔ یہ پودا چونکہ انگریز بہادر نے لگایا تھا اس لئے اس کی آبیاری کا حق بھی انگریزی حکومت نے ادا کیا کہ آج یہ تناور درخت ہے۔

ہم یہ سطور اقلیتوں' خصوصاً مسیحی اقلیت پر' کسی ''ناپسندیدہ حملے'' کے طور پر نہیں لکھ رہے۔ کوئی ملک اقلیتوں کے وجود سے خالی نہیں ہے کہیں مسیحی اقلیت ہیں تو کہیں مسلمان اقلیت ہیں۔ اقلیتوں کے حقوق بھی مسلم ہیں۔ ہر حکومت اور اس کے عوام کا یہ اخلاقی اور قانونی فرض ہے کہ وہ اقلیتوں کے حقوق کا مکمل طور پر تحفظ کرے اور یہ گوبل فیملی کے چارٹر کا حصہ بھی ہے۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ سینہ دھرتی پر اگر اقلیتوں کو تحفظ دیا ہے تو صرف اسلام نے' کوئی دوسری قوم اس میں برابری ثابت نہیں کر سکتی۔

حقوق کے تحفظ کی ضمانت کے ساتھ ساتھ اقلیتیں بھی فرائض سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی پابند ہوتی ہیں۔ کوئی بھی ہوش مند شخص اس بات کی تائید نہیں کرے گا کہ اقلیت

فرائض کے تو بخیے ادھیڑے اور حقوق کے تحفظ کے لئے شور مچائے اور چاروں طرف اس کے اس رویے کو سراہا جائے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں' مسیحی اقلیت اگر حقوق کے لئے واویلا کرنے میں پیش پیش ہے تو اکثریت کے دین اور دین و اخلاق کے حوالے سے مطلوب اقدار کی پامالی میں بھی ہر لمحہ مصروف ہے حالانکہ آئین میں' قوانین وضوابط میں جو ضمانت فراہم کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ''اقلیتوں کو اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق زندگی گزارنے کی مکمل آزادی ہوگی''۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین ہو یا کسی دوسرے ملک کا آئین کسی جگہ بھی اقلیتوں کو اکثریت کی مسلمہ اقدار کو پامال کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ برطانیہ میں جو آزادی کا عالمی چیمپئن ہے' مذہبی اور اخلاقی اقدار تو رہیں ایک طرف محض ملکہ کے خلاف بات کہنا قابلِ تعزیر جرم گردانا جاتا ہے مگر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اکثریت کے لئے جن الفاظ کا چناؤ کیا جاتا ہے وہ ہر لحاظ سے قابل مذمت ہیں' اکثریت کے دین کو ''جھوٹا دین'' زبانی ہی نہیں کہا جاتا بلکہ عملاً اور عمداً سرِ کلر عوام میں پھیلائے جاتے ہیں۔

عیسائیت کی موثر ترویج کے لئے' اپنے تمام تر باہمی اختلافات (فرقہ وارانہ) کو بالائے طاق رکھتے پاکستان کرسچین کونسل نے جو لائحہ عمل طے کیا' اور جو سابقہ منصوبہ بندی کا تسلسل ہی ہے' اسے مختصراً یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

1. تعلیمی وفنی تربیتی اداروں کا جال ملک میں پھیلایا جائے' تعلیم بالغاں کی چھتری تلے مسلم گھرانوں تک رسائی حاصل کی جائے'
2. طبی خدمات کے نام پر اہم مقامات پر معیاری ہسپتال اور نسبتاً کم اہم مقامات پر ڈسپنسریاں اور موبائل یونٹ قائم کئے جائیں'
3. خوبصورت اسناد کے لالچ میں نوجوان مسلم لڑکے لڑکیوں میں بائبل کورس کے نام پر رسائی موثر بنائی جائے'
4. رفاہی اداروں (NGOs) کے بھیس میں' مفاد عامہ کے کاموں کی آڑ میں' مسلم عوام کی دہلیز تک عیسائیت' اسماعیلیت پہنچائی جائے'

5. اسلامی انداز اختیار کرتے ہوئے کثیر تعداد میں لٹریچر تیار کیا جائے اور اسے بلا تخصیص عوام تک پہنچایا جائے۔

الف) تعلیمی اور فنی تربیتی ادارے:

یہ کام برطانوی حکومت کے دور میں ہی انتہائی موثر طور پر شروع ہو چکا تھا مثلاً لاہور میں کانونٹ سکول اور ایف سی کالج' سیالکوٹ میں سکول اور مرے کالج' راولپنڈی میں گارڈن کالج وغیرہ۔ پھر بدلتے حالات کے ساتھ ساتھ جوں جوں وسائل بڑھے کم و بیش ہر ضلع' تحصیل کی سطح تک مختلف مشنوں کے نام پر ''انگلش میڈیم'' سکول کھل گئے اور ان میں اس چمک کا خاص خیال رکھا گیا جو مسلمان گھرانوں کو ''اعلیٰ تعلیم'' کے حصول کی خاطر اپنے بچے بھیجنے پر مجبور کر دے۔ چنانچہ آج بھی مسیحی مشنری سکول میں مسلمان بچوں کی تعداد' مسیحی بچوں کی تعداد کے مقابلے میں کئی سو فی صد زیادہ ہے۔

مشنری سکولوں میں مسلم بچوں کی اکثریت ہے تو مسیحی فنی تربیتی اداروں میں صرف مسیحی بچے لئے جاتے ہیں' ممکن ہے اشک شوئی کے لئے کوئی ایک آدھ مسلمان بچہ بھی ہو۔ یہ بات ہم محض ظن و گمان کی بنیاد پر نہیں کہہ رہے بلکہ اپنے عملاً تجربہ کے شوائد کی بنیاد پر کہہ رہے ہیں جو ان سطور کے راقم کو سرگودھا کالج روڈ کے ایک مسیحی ہائی سکول اور ایک فنی تربیتی ادارے کے علاوہ' لاہور کے ایک کیتھڈرل ہائی سکول میں ایک ایک ماہ لیکچرز کے لئے جانے کے دوران ہوا تھا۔

مشنری سکولوں میں' مسلمان والدین کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے' اسلامیات پڑھائی جاتی ہے' مسلمان معلم یا معلّمہ' بالعموم معلّمہ ہی ہوتی ہے مگر فی الواقعہ زور' بائبل کو سامنے لائے بغیر' بائبل کے مقاصد کی تکمیل پر ہی ہوتا ہے۔ نصابی اور غیر نصابی مصروفیات کا نقطہ عروج مسلمان بچے بچیوں کے ذہن سے اسلامی تعلیمات و اقدار کو کھرچ نکالنا ہوتا ہے اور مسلمان معلمات اپنی تنخواہ کی مجبوری' عدم دینی تربیتی گھریلو ماحول اور مسیحی معلمات کے مقابلے میں فیشن ایبل رہنے کے سبب بچوں کی بگڑتی صورت سے بے خبر

دیکھی جاتی ہیں اور رہے والدین تو ان کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں ہوتا جب بچہ ٹائی پتلون اور انگریزی کے چار جملوں کے ساتھ گھر میں قدم رکھتا ہے۔ ماں' ماما یا مام بن جاتی ہے اور باپ' ڈیڈی یا ڈیڈ بن جاتا ہے۔ یہی نسل تیار کرنا ان کا مطمع نظر ہے۔

بہت سے لوگ ہماری اس بات کو "فنڈا مینٹلزم (Fundamentalism) کا ہیضہ یا بخار" کہیں گے' متعصب ہونے کا طعنہ تو عام بات ہے ہی' مگر یہی فتویٰ لگانے والے جو آج پاکستان کی قسمت کے امین بنے انتظامیہ کے کل پرزے ہیں' ایسے انگلش میڈیم تعلیم و تربیت سے فیضیاب اگر اپنے اندر جھانک کر اپنے ضمیر سے سوال کریں کہ ہم نے گذشتہ 53 سال میں نظریاتی مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کو اس کے بنیادی نظریہ کے حوالے سے کیا دیا تو اندر سے جواب نفی میں ملے گا اور سوال کو ذرا پھیلا کر ضمیر سے یہ پوچھ لیا جائے کہ وطن کی مٹی کو کچھ کیوں نہ دے سکے تو جواب ملے گا کہ انگریز کے بنائے گئے سکولوں اور تعلیمی نظام سے ایسا ممکن نہ تھا اور نہ ہی آج ممکن ہے۔ یہ تو ہم سب کو معلوم ہے کہ ضمیر کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔

مشنری تعلیمی اداروں کی غیر نصابی سرگرمیاں' ان اداروں کی انتظامیہ سوچ سمجھ کر' اپنے مخصوص مقاصد کی تکمیل کے حوالے سے مرتب کرتی ہے۔ یہ فینسی ڈریس شو ہوں' یہ ٹیبلو ہوں یا میوزیکل پرفارمنس' سب سے مطلوب اقدار کا قتل عام ہے۔ اقدار' جو زندگی کی طلب گار ہر قوم کا حقیقی سرمایہ ہوتا ہے۔ جن کے بغیر اقوام کی ملی عمارت بوسیدہ ہو کر دھڑام سے زمین بوس ہو جاتی ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مشنری تعلیمی اداروں کا جال' سرکاری سرپرستی میں' اسلامی رواداری کے نام پر' جو گل کھلائے گا' مستقبل کے پاکستان کے لئے جس استحکام اور خوشحالی کا پیغام لائے گا اسے ہر ذی شعور ماضی کے 53 سالوں کے آئینے میں دیکھ سکتا ہے۔

ہماری مذکورہ گذارشات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست نہیں ہے کہ ہم خدانخواستہ مشنری سکولوں کے قیام کے خلاف ہیں۔ اپنے بچے بچیوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لئے معیاری ادارے چلانا اقلیت کا حق ہے مگر اسے اقلیت تک محدود رکھنا ان کا فرض ہے۔ کہا

جا سکتا ہے کہ مسلمان والدین اپنی آزاد مرضی سے اپنے بچے بچیوں کو بھیجتے ہیں' ہم گھروں سے کھینچ کر تو نہیں لاتے۔ یہ بات یقیناً وزنی ہے۔ مسلمان والدین کو اپنی اولاد کی تربیت و تعلیم کے حقیقی تقاضوں کا ادراک کرتے ہوئے سوچنا چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کا مستقبل کن کے سپرد کر رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ عوام کے حقوق کی حفاظت کے لئے ذمہ دار حکومت کا فرض ہے کہ وہ ملک کے تعلیمی نظام کو مملکت کے بنیادی نظریہ سے ہم آہنگ رکھنے کے لئے نظام تعلیم میں یکسانیت پیدا کرے تا کہ قوم ایک ہی معیار پر اٹھے۔ یعنی تعلیمی اداروں پر اجارہ داری ختم ہو۔

ب) ہسپتال' فری ڈسپنسریاں اور موبائل یونٹ:

عیسائیت پھیلانے کا یہ دوسرا موثر ہتھیار ہے۔ راقم الحروف کو مشنری ہسپتالوں میں جانے کا موقعہ ملا ہے اور ایک بات ذاتی مشاہدے میں آئی ہے تو دوسری شنید ہے۔ بہرحال دونوں باتیں آپ کے سامنے رکھ دینے میں کوئی حرج نہیں۔ پہلی بات جو مشاہدے میں آئی یہ ہے کہ مریض کے لئے بنائے گئے یا ترتیب دیئے گئے کمرہ انتظار میں میز پر عیسائیت کی ترغیب پر مبنی چھوٹے چھوٹے دو ورقے' کتابچے رکھے ہوتے ہیں کہ انتظار کی لذت ''انجوائے'' کرنے والا مریض ان کو پہلے الٹ پلٹ کرے گا پھر کوئی دو ورقہ' کتابچہ اٹھا کر ورق گردانی کرے گا اور بالآخر پڑھے گا بھی اور ممکن ہے بات اثر کر جائے۔

انتظار ختم ہونے پر مریض کا ڈاکٹر سے آمنا سامنا ہوگا۔ ڈاکٹر انتہائی اخلاص اور ہمدردی سے اسے چیک کرنے کے بعد جو تشخیصی نسخہ دے گا اس پر بائبل سے دعائے شفا لکھی ہوگی۔ انسانی فطرت ڈاکٹر کی ہمدردی اور طریقہ تشخیص سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتی اور یہی بیج بالآخر مسیحت کا درخت بن جاتا ہے۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ ہسپتال میں داخل مریضوں کو پہلے بسم اللہ پڑھ کر دوائی کھانے کو کہا جاتا ہے مگر دوائی کی کوالٹی اور مقدار غیر تسلی بخش ہوتی ہے پھر چند روز بعد تسلی بخش خوراک یہ کہہ کر کھلائی جاتی ہے کہ خداوند

یسوع مسیح کا نام لے کر شفا کی دعا کے ساتھ کھاؤ کہ انہیں تو اللہ نے مردہ تک زندہ کرنے کا معجزہ دیا تھا چنانچہ یہاں بھی "معجزہ" ہی ہو جاتا ہے اور پھر کبھی کبھار مریض ایمان کی بازی ہار کر ہسپتال سے فارغ ہوتا ہے۔

کہتے ہیں کہ کسی ہندو زمیندار کا گدھا وزنی بوجھ کے ساتھ دلدل میں پھنس گیا۔ اس نے گدھے پر ڈنڈے بھی برسائے اور "بھگوان کی بنیتا" (منت) بھی کی مگر گدھا دلدل سے نکلنے پر آمادہ نہ ہوا۔ ایک مسلمان کسان کا گزر ہوا تو لالہ کی بے بسی دیکھتے' اس کی مدد کو لپکا اور اس سے کہنے لگا کہ لالہ بھگوان کو یاد کرو مگر لالہ چونکہ بھگوان کو آزمائے بیٹھا تھا' خاموش رہا۔ مسلمان کسان نے اچانک گدھے کو ڈنڈا رسید کرنے کے ساتھ ہی با آواز بلند اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ گدھا اس ضربِ شدید اور بلند آواز کے سبب بدک گیا اور دلدل سے باہر آ گیا۔ لالہ بڑا حیران ہوا۔ اس نے مسلمان کسان سے پوچھا کہ ڈنڈے تو میں نے اسے بہت لگائے۔ دل میں دعائیں بھی کیں مگر تم نے یہ ڈنڈے کے ساتھ کونسی آواز نکالی۔ کسان کہنے لگا میں نے اپنے بھگوان کو پکارا تھا۔ لالہ کی زبان سے بے ساختہ نکلا "تو میرا بھگوان دلدل کے معاملے میں کمزور ٹھہرا"۔ یہی کچھ مسیحی ادویات کے حوالے سے شاید مسلمانوں کو سمجھا کر بپتسمہ دیتے ہیں۔

ج) خط و کتابت کے بائبل کورسز:

نوجوان لڑکے لڑکیوں میں خوبصورت اسناد کے حصول کے شوق سے فائدہ اٹھانے میں بائبل کارسپانڈنس کورسز کو بہت تقویت ملی اور ملکی حدوں سے نکل کر یہ بین الاقوامی فاصلوں کی زد میں آ گئے۔ آج پاکستان کے بڑے شہروں میں قائم اس نیٹ ورک کا دائرہ جرمنی' سوئٹزرلینڈ' برطانیہ اور امریکہ وغیرہ تک پھیل چکا ہے' جہاں سے خوبصورت کتابچوں اور تحائف کے سیٹ بلا طلب گھر میں پہنچنے پر ہی متعلقہ شخص آگاہ ہوتا ہے۔ یہ اس طرح کہ پہلے "شکار" سے اس کے شناساؤں اور احباب کے پتے خاموشی سے لے لئے' پھر ان کے ذریعے ان کے شناساؤں کے اور یوں "شکار" کی چین بنتی چلی جاتی ہے

(ہم ایسے ہی ایک خط کا عکس دے رہے ہیں)۔ علاوہ ازیں کرسچیئن سٹڈی سنٹر بھی فعال ہیں۔

بائبل کورسز کے ساتھ ملنے والے خط میں "دشمن" (مسلمان والدین، بہن بھائی احباب) سے ہوشیار رہنے اور بچ بچا کر لٹریچر پڑھنے کی ہدایت کی جاتی ہے اور "شکار" سے کہا جاتا ہے کہ اپنے دوستوں کے پتے ارسال کریں ہم آپ کا ذکر کئے بغیر انہیں بھی کاسیٹ اور تحائف ارسال کریں گے۔

د) رفاہی اداروں (NGOs) کے بھیس میں عیسائیت کے مقاصد کی تکمیل:

غیر ملکی آقاؤں نے اسلام دشمنی کے لئے خفیہ طریقے سے سرمایہ اندرون ملک بھیج کر بدنام ہونے کی بجائے انتہائی محفوظ طریقہ یہ سوچا کہ مسیحی **NGOs** بنا کر انہیں رفاہی کاموں کے لئے مرد و زن میں 'بیداری' پیدا کرنے کی خاطر کھلے عام کثیر وسائل فراہم کئے جائیں۔ یوں ہمارا نام محسنوں کی فہرست میں رہے گا اور ان **NGOs** کی وساطت سے ہمارے اہداف کی تکمیل بھی سہل ہو جائے گی۔ صوبائی اور وفاقی سطح پر گذشتہ ربع صدی میں مسیحی **NGOs** "برسات میں کھمبیوں کی طرح" دیکھنے میں آئے۔ مظاہرے حقوق نسواں کے حق میں ہوں یا اسلامی نظام و قانون کے خلاف اوپر بیان کئے گئے مسیحی دیہات سے مظاہرین بسوں میں بھر کر لائے جاتے ہیں اور "کامیاب مظاہروں" سے حکومت پر دباؤ بڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ر) مسیحی لٹریچر کی تیاری اور اشاعت:

یوں تو ملک میں بے شمار جگہ مسیحی لٹریچر چھپتا ہے مگر لاہور میں بائبل سوسائٹی اور شاداب مرکز لٹریچر تیار کر کے عامۃ الناس میں تقسیم کرتے ہیں۔ یہ لٹریچر قیمتاً بھی فروخت ہوتا ہے اور مفت بھی ملتا ہے۔ اس میں اس بات کا خیال بھی رکھا جاتا ہے کہ ظاہری ٹیپ

ٹاپ میں مسیحیت چھپی رہے۔ ایسا لٹریچر خصوصیت کے ساتھ گوجرانوالہ کے تعلیم بالغاں پراجیکٹ کے حوالے مسز ستنام محمود کی نگرانی میں تیار کیا جاتا تھا۔ یہ لٹریچر میلوں ٹھیلوں میں' مظاہروں کے دوران یا دفاتر اور بازاروں میں مسیحی کارکن تقسیم کرتے ہیں۔

عیسائیت اپنے پھیلاؤ کے لئے آفاتِ ارضی و ساوی یعنی زلزلوں' سیلابوں' بیماریوں یا منشیات کے عادی لوگوں کے علاوہ غربت کے مارے عوام کی بے بسی سے فائدہ اٹھاتی ہے مثلاً بوسنیا' کسووؤ' چیچنیا کی تباہی کے بعد کیمپوں سے امداد کے نام پر محسنوں کے روپ میں مسلمان بچوں کو یورپی ممالک میں لے جایا گیا۔ ترکی کے زلزلہ زدگان ہوں یا بھارت کے' UNO کی پابندی کے سبب افغان ہوں یا ایرانی' عراقی NGO کی رفاہی سرگرمیوں کی آڑ میں مسلمان کے دین و ایمان کے سودے ہوتے ہیں۔ ہم کھلے دل سے ان کے اس طریقہ واردات کو سراہتے ہیں اور سچے دین کے ان 'داعیوں' کے عقل وشعور کا ماتم کرتے ہیں جو محشر کی حاضری اور جوابدہی سے بے نیاز اپنی سیاست اور اپنی ''تبلیغ'' میں مگن ہیں۔

عیسائیت کا چارہ بننے والے ''مرتدوں'' کو جہنم بھیجنے کا فرمان جب صادر ہو رہا ہوگا تو اگر انہوں نے قادرِ مطلق کے عدل سے یہ فریاد کر دی کہ ہمارے عادل رب ذرا ان عوامل کو بھی دیکھ لے جنہوں نے ہمیں آج اس فیصلے تک پہنچایا تو بے شمار جبہ و دستار والے وارثانِ محراب و منبر اور خادمانِ حرمین اس کی زد میں آ جائیں گے کہ مسیحی سماجی کارکن جب تمہارے بچے اچک کر لے جا رہے تھے تو تم کہاں تھے؟ تمہارے پاس وسائل کی کمی تھی یا جگہ نہ تھی جہاں انہیں رکھ سکتے؟

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عیسائیت کی بڑھوتری کی شرح فیصد خاصی تشویشناک ہے خصوصاً اہم علاقوں میں (Strategic points) پر مثلاً (جلدی میں ہمیں تازہ ترین اعداد و شمار نہیں مل سکے' مگر میسّر اعداد و شمار بھی کم چونکا دینے والے نہیں ہیں)۔ یہ بات نظر انداز کرنے کی نہیں سوچنے کی ہے۔

بعض سرحدی اضلاع میں بڑھوتری کی شرح فیصد:

بہاولنگر	157 فیصد	رحیم یار خان	632 فیصد
خیر پور	180 فیصد	تھرپارکر	643 فیصد
ٹھٹھہ	950 فیصد	حیدر آباد	765 فیصد
سکھر	336 فیصد	بہاولپور	524 فیصد

صوبائی سطح پر بڑھوتری کی شرح فیصد:

پنجاب	164 فیصد	سندھ	682 فیصد
سرحد	986 فیصد	بلوچستان	411 فیصد
فاٹا اور اسلام آباد (وفاق)	965 فیصد		

ہم سال بھر میں چند ایسے اعلانات سے خوش ہو لیتے ہیں کہ فلاں شخص نے یا خاندان نے فلاں مولانا کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا مگر بلا اعلان اندر ہی اندر نمی میں کھٹمل کی بڑھوتری کی طرح' عیسائیت کی دیمک اسلام کے تناور درخت کو جس طرح چاٹ رہی ہے اور اس کے تعلیمی ادارے اور ہسپتال خصوصیت کے ساتھ جو گل کھلا رہے ہیں' ہمارے اربابِ فکر و نظر کو اس کی کوئی فکر نہیں ہے۔ ہم رواداری کے مظاہروں میں حقوق 'عطا' کرنے میں اس قدر مصروف دیکھے جاتے ہیں کہ بے لگام اقلیت سے یہ مطالبہ کرنے کی فرصت ہی نہیں کہ حقوق کے ساتھ فرائض بھی مطلوب ہیں۔ یا شاید مغربی آقاؤں کا خوف ہے!

عیسائی فرقے شدید اختلافات کے باوجود

اسلامی ممالک میں عیسائیت کے فروغ

کے لئے مل جل کر کام کر رہے ہیں۔

Islam ..... The False Gospel

"For many years Islam has been regarded as a "False Gospel" and Christians have sought to convert Muslims to the only true and living God, by accepting Christianity.

Today, because of a misconception of ecumenism and because of appeasement and syncretism, many Christians follow Islam.

Today there are over 1 billion Muslims. All are unsaved, going straight to hell, all because they seek to reconcile and identify Allah who is no God at all, with Yaweh or Jehovah the only true and living God.

There is one God - a triune God - God the Father, God the Son, God the Holy Spirit. It is not 1+1+1=3, but 1x1x1=1. Islam refers to one god, Allah who is not God!

Man has freedom of choice. Choose now how you will spend Eternity. Accept Jesus and live! Reject Jesus or choose Muhammad and for ever be consigned to the Lake of Fire. To deny Jesus is to die!!"

(Published by Luckhoo Ministries, P.O. Box 815881 Dallas Texax, 75381 USA.)

خداوند یسوع مسیح کے مقدس اور پاک نام میں آپ کو آداب سلام۔

آپ کے مہربان خط کے لیے آسمانی خدا باپ کو عزت اور جلال، یسوع نام میں ملے! آمین
ادارہ بے حد خدا باپ کا شکر گزار ہے کہ آپ نے ہمیں لکھا ہے۔ آج ہی سے آپ کے
نام رہنمائی بیش قیمت کتب کا پارسل بلا قیمت روانہ کیا جا رہا ہے جو کہ بحری ڈاک کے
ذریعہ 3 - 4 ماہ کے دوران آپ کو مل سکے گا۔ خدا باپ سے یسوع نام میں دعا کیجیے
کہ آپ کے نام یہ نادر پارسل کوئی دشمن گم نہ کر دے!

1996 کے لیے Calendar اور Diary بھی آپ کے نام ارسال کی گئی ہے۔
ادارہ کی جانب سے جو کچھ بھی آپ کے لیے روانہ کیا جائے گا وہ بلا قیمت ہوگا اور
خداوند یسوع المسیح کی عزت اور جلال کے لیے ایسا کیا جانا ممکن ہو سکے گا!

فقط آپ سے التماس کی جاتی ہے کہ شر پسند مسلمانوں سے ادارہ کی کتب احتیاط
سے رکھی جا سکیں! کیونکہ ادارہ کی کتب میں اسلام اور مسیحیت کا موازنہ پیش کیا جاتا
اور اسطرح کتب میں بائبل مقدس اور قرآن سے حوالاجات پیش کیے جاتے!
لیکن درخواست ہے کہ جب آپ کتب کا مطالعہ کر سکیں بعد میں ہی تمام کتب
ان مسلم بھائیوں بہنوں کو دی جا سکیں جو راہ حق کے حقیقی متلاشی ہیں
اور یاد کیجیے کہ خداوند کے پاک کلام کے مطابق صرف خداوند یسوع مسیح ہی حقیقی
راہ اور حق اور زندگی ہی ہے۔

التماس کی جاتی ہے کہ آپ ہر کتاب کا ذاتی کوشش، محبت اور دلی خوشی مگر فروتنی
سے بغور مطالعہ کر کے ہر کتاب کے آخر میں دیئے گئے سوالات کے جوابات ادارہ کو
ضرور ہی ارسال کرتے رہیں گے! تاکہ آپ کے اور ادارہ کے درمیان باہمی تعاون مزید
بہتر و مضبوط ہو سکے!

ادارہ کے تمام Circular Letter کو بے حد احتیاط سے پڑھیں تاکہ آپ حالات
کی نزاکت کے پیش نظر ہر خطرہ سے بچ کر یسوع المسیح کی بابت حقیقی صداقت
کو جان کر ایمان لاکر ابدی نجات اور ابدی زندگی کے وارث ٹھہر سکیں۔

ہر خط میں دل چسپی رکھنے والے مسلم دوستوں کے نام ادارہ کو ارسال کیا کیجیے گا تاکہ
آپ کا نام راز داری میں رکھتے ہوئے، بہتیرے لوگوں کو بھی آفتاب صداقت کا پیغام
ادارہ کی جانب سے تحفہ کے طور پر بھیجا جا سکے۔ آپ کی گراں قدر کاوشوں اور دعاؤں
کے لیے ادارہ ممنون ہوگا۔ اب آپ کو آداب۔ سلام۔ دعا گو - عبد المسیح
ادارہ

11-12-95

Please write to us on this address:-

The Good Way, Box-66, CH-8486-Rikon, Switzerland

سند تو لیجئے لڑکوں کے کام آئے ں
وہ "مہربان" ہیں اب' پھر رہیں' رہیں نہ رہیں

☆

ہیومن رائٹس اور آزادیٔ نسواں کا فراڈ

مسلمان اپنے آپ کو جتنا بھی لبرل (آزاد خیال) ثابت کرنے کی کوشش کرے اور اپنی بے عملی سے اس کا ثبوت بھی فراہم کرتا رہے مگر ہر طرح کے غیر مسلموں کے نزدیک وہ سب کا دشمن نمبر 1 ہی ہے۔ اس اجماع پر سبھی کافر و مشرک متحد ہیں۔ یہ روزِ روشن کی طرح عیاں بھی ہے۔ یہ سب کچھ اس اٹل حقیقت کے باوجود ہے کہ اسلام نے میدان جنگ میں تو دشمن کو دشمن سمجھا مگر باقی ہر ایک پر ہر احسان کیا۔ جس کی گواہی مسیحی اور دیگر مذاہب کے ذمہ داروں نے دی جو تاریخ کا حصہ ہے' خواہ یہ تاریخ کسی نے بھی مرتب کی ہو۔

یہ بھی اٹل حقیقت ہے کہ کسی سماج و معاشرے نے' جو اپنے دین کے تقاضوں کو جھٹک کر اپنی عمومی و خصوصی خواہشات پر استوار ہوا' نوع انسانی کو کسی طرح کے حقوق سے نہیں نوازا بلکہ Might is Right یعنی طاقت کا نام سچائی قرار پاتا رہا۔ حضرت آدمؑ سے حضرت محمد ﷺ تک جو آفاقی ہدایات امتوں کا مقدر بنیں صرف انہی کی بنیاد پر سماج و معاشرہ حقوق سے روشناس ہوتا رہا اور نبی آخر الزماں رحمۃ اللعالمین ﷺ کو مرتبۂ سرورِ دوعالم پر فائز کرتے وقت جو مکمل و اکمل ضابطہ حیات دیا گیا اس کے ذریعے نہ صرف یہ کہ انسانیت کے حقوق متعین فرمائے بلکہ ہر طرح کی دوسری مخلوق کے حقوق بھی کھول کر بیان کر دیئے گئے۔

انسان مسلمان ہو یا کافر دونوں کے بحیثیت انسان حقوق کا تعین کیا گیا۔ مسلمان مرد و زن کے لئے ہر حیثیت میں حقوق پوری وضاحت کے ساتھ طے کر دیئے گئے۔ ہر انسان کی جو بھی حیثیت ہے' وہ باپ ہے' بیٹا ہے' بھائی ہے' چچا یا ماموں ہے' قریبی رشتہ دار

ہے' ماں ہے' بیٹی ہے' بہو ہے' پھوپھی یا خالہ ہے یا بھتیجی و بھانجی ہے' کوئی دوسری قریبی عزیزہ ہے' ہمسایہ یا ہمسائی ہے' گھریلو ملازم یا ملازمہ ہے' اہل محلّہ میں سے ہے' مسافر ہے یا سائل ہے' غرض کسی طرح کا انسانی تعلق ہے' اس کے حقوق متعین ہیں۔

ملی زندگی میں آجر و اجیر ہوں' صنعتکار ہو یا جاگیردار اور سیاست دان' معلم ہو یا متعلم' گاہک ہو یا دکاندار' ہر ایک کے لئے حدود و قیود کا تعین اسلام نے اپنے آغاز سے ہی بصراحت کر دیا۔ مسلمان ملک میں اقلیتوں کے حقوق بھی واضح طور پر متعین ہیں۔ ان حقوق کے ساتھ آزادئ عمل کی اجازت ہے تو کچھ فرائض کی بجا آوری سے بھی یہ مشروط ہیں۔ مادر پدر آزاد حقوق کا تصور کسی بھی مہذب معاشرے میں نہیں۔ مہذب سے ہماری مراد اخلاق و کردار سے مربوط اقدار والا معاشرہ ہے۔ نام نہاد مہذب ہمارے پیشِ نظر نہیں ہیں۔

آج عالمی سطح پر اور اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بھی ہیومن رائٹس کا غلغلہ ہے۔ عالمی سطح پر ہیومن رائٹس کا شور مچانے والے بالعموم وہ ہیں جو خود حقوق پامال کرنے والے ہیں' مثلاً امریکہ' روس اور یورپ عالمی غنڈہ گردی میں ہر کسی کو شہ مات دیئے ہوئے ہیں' یہ ارضِ فلسطین میں یورپ و امریکہ کی ناجائز اولاد ہو۔ عراق و افغانستان ہو' چیچنیا ہو یا منڈے ناؤ' کشمیر و تیمور ہو یا کوئی اور خطہ وہاں حقوق انسانی کی پامالی میں آپ کو کہیں تینوں فریق مشترکہ محاذ پر ملیں گے تو کہیں الگ الگ اور کہیں ایک جارح اور دوسرا ''مذمت'' کرنے والا۔

اسلامی اخلاق و کردار کو تباہ کرنے کے لئے مغرب نے عورت کو استعمال کرنے کا منصوبہ طے کیا تو موسمِ برسات میں خود رو کھمبیوں کی طرح ہیومن رائٹس کی بے شمار تنظیمیں' غیر ملکی سرمایہ کی بنیاد پر' آزادیِ نسواں اور حقوقِ نسواں کے نام پر' مغربی تہذیب اور خودنمائی کی دلدادہ یا ہوسِ زر کی ماری پاکستانی خواتین کو سامنے بطور ڈھال استعمال کر کے' ملک میں پھیل گئیں اور سرکاری اثر و رسوخ' ریڈیو' ٹی وی اور تشہیر بلکہ ترغیب کے ہر دوسرے ہتھکنڈے کو استعمال کر کے' پاکستانی قوم کے اخلاق و کردار کو تباہ کرنے کے درپے

آزار ہوگئیں۔

مکمل اعتماد کے ساتھ ہیومن رائٹس کی چیمپئن ان بیگمات سے سوال کیا جانا چاہئے کہ وہ عورت کے یا مرد کے ان حقوق کی نشاندہی فرما دیں' اسلام نے جنہیں تحفظ نہیں دیا۔ خصوصاً عورت کے لئے' کارلائل کے الفاظ میں ''اسلام نے عورت کو جن حقوق سے نوازا ہے' دنیا کے تمام معاشرے مل کر بھی عورت کو وہ حقوق نہیں دیتے۔ (مفہوم)'' جس کا جی چاہے وہ ایسی فہرست مرتب کرنے کی کوشش کر لے۔

اسلام نے صرف مسلم اور غیر مسلموں کے حقوق کا تعین نہیں کیا بلکہ حیوانات' نباتات' چرند و پرند کے حقوق سے انسانیت کو نوازا۔ آج خدانخواستہ اگر کسی جگہ کسی کے حقوق پامال ہوتے نظر آ رہے ہیں تو قصور اسلام کا نہیں' اسلام کے نام لیواؤں کا ہے۔ اِکا دُکا واقعات کس معاشرے میں نہیں ہوتے؟ یورپ ہو یا امریکہ و روس جس طرح وہاں عورت کے حقوق پامال ہوتے ہیں' اس کا ثبوت وہاں اسلام کے دامنِ رحمت میں لپکنے والی خواتین' عملاً پیش کر رہی ہیں۔ یورپ و امریکہ کی کسی نومسلمہ سے سوال کریں کہ آپ نے اسلام قبول کیوں کیا؟ تو جواب ملتا ہے کہ اسلام بحیثیت عورت ہمارے حقوق و فرائض اور تشخص کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ پاکستان میں مٹھی بھر مغرب زدہ خواتین ملکی اکثریت کو دم کٹی لومڑیوں کے گلے میں بدلنے کے لئے کوشاں ہیں کہ وہ مغرب کا نمک حلال کر سکیں۔ کاش ہم اسلام کی حقیقی برکات وفیض سے متمتع ہو سکتے اور کسی کو حقوق کے نام پر قوم کو ورغلانے کی ہمت ہی نہ ہوتی۔ اس کمی کا سبب ہمارے علماء و سیاستدان ہیں۔ کاش یہ اہمیت جان سکتے۔

☆......☆......☆

یہ کوئی دن کی بات ہے' اے مردِ ہوشمند!
غیرت نہ تجھ میں ہوگی نہ زن اوٹ چاہے گی
آتا ہے وہ دور' کہ اولاد سے بعض
کونسل کی ممبری کے لئے ووٹ چاہے گی

تیل کا ہتھیار......شاہ فیصل سے یہود تک

پرانی ضرب المثل ہے ''تیل دیکھو' تیل کی دھار دیکھو'' مگر آج کل یہ ضرب المثل بدل کر ''تیل دیکھو' تیل کے کھیل دیکھو'' ہو گئی ہے اور تیل کے کھیل دکھانے والا مداری' سونے کا مالک یہودی ہے جس کا بچہ جمورا امریکہ ہے اور جس کی ڈگڈگی آئی ایم ایف اور دیگر عالمی ادارے ہیں۔ آپ حیران تو ہوں گے کہ میں نے تیل کے مالک مسلمانوں کا نام ہی نہیں لیا اور سب کچھ تعصب کی بناء پر دشمن کے سر تھوپ دیا۔

''تیل کے مالک'' جن میں اکثریت مسلمان کہلوانے والوں کی ہے' شاہ فیصل شہید کے ساتھ ہی وفات پا گئے تھے کہ ان کی زندگی میں تیل پیدا کرنے والے مسلمانوں نے یہود و نصاریٰ کا زور توڑنے کے لئے اسی تیل کو بطور ہتھیار استعمال کیا تھا۔ فیصل مرحوم کی آواز پر لبیک کہتے یک جہتی کا ثبوت دیا تھا' واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً پر عمل کی مثال قائم کی تھی جس کے سبب یہود و نصاریٰ بلبلا اٹھے تھے۔

آج تیل کے ان نام نہاد مالکوں کے اصل مالک' سونے کے مالک ہیں اور یہ ''حقیقی مالک'' محض کٹھ پتلیاں ہیں کہ یہود و نصاریٰ کے اشارہ ابرو پر ناچتی ہیں۔ یہ محض الزام نہیں زمینی حقائق اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اوپر سے اشارہ ملتا ہے تیل کی پیداوار بڑھا دو' نرخ کم کردو کہ ہم سٹور کر لیں' نام نہاد اوپیک بندہ بے دام بنی عمل کرتی ہے پھر حکم ہوتا ہے کہ پیداوار کم کر دو نرخ بڑھا دو کہ ہم اس ہتھیار سے ترقی پذیر ممالک کو زیر بار کریں گے۔ اپنوں کی فکر اس لئے نہیں کہ سستے زمانے کا سٹور کیا تیل ہم اپنوں کو فراہم کریں گے۔

ہماری اس بات کو بھی مسلمان حکمرانوں کی توہین نہ سمجھا جائے کہ بلاخوفِ تردید و مداہنت یہ کہنے کی پوزیشن میں ہیں اور زمانہ اس پر گواہ ہے کہ یہ حکمران اپنا ضمیر وحمیت یہود و نصاریٰ کے ہاں گروی رکھ چکے ہیں۔ مصر ہو یا اردن ہو' کویت ہو یا سعودیہ یاسر عرفات ہوں یا سلطان قابوس وغیرہم اپنے حقیقی آقاؤں کی مرضی و منشا کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ بصارت موجود بصیرت غائب ہے۔

اپنی بات کی صداقت کے حوالے سے یہ کہہ دینے میں کوئی حرج نہیں کہ امریکہ مسلمہ اور مصدقہ طور پر یہود کی فوج کا ہراول دستہ ہے۔ 1789ء سے 1993ء تک امریکہ کے 17 صدور باضابطہ یہودی تنظیم فری میسنز کے رکن رہ چکے ہیں (بحوالہ فری میسنری' بشر احمد' صفحہ 316)۔ امریکی کرنسی کے استحکام پر' عالمی سطح کی گارنٹی' ڈالر پر ستاروں کے جمگھٹے کی شکل میں چھ کونہ ڈیوڈ سٹار اور یہودی تنظیم کی آنکھ کی شکل موجود ہے اور ربع صدی پہلے یہی چھ کونے والا یہودی ڈیوڈ سٹار اومان کے کرنسی نوٹ پر بھی تھا جسے بعد ازاں ختم کر دیا گیا۔

جس تیل کے ہتھیار کو شاہ فیصل شہید نے استعمال کر کے شہادت پائی' وہی ہتھیار آج سونے کے مالکان کے قبضہ میں ہے اور وہ آئی ایم ایف کی Structual Adjustment کے ذریعے ترقی پذیر ممالک' خصوصاً مسلم ممالک کو معاشی طور پر نڈھال کر کے' اندرونی بے چینی اور خلفشار پیدا کر کے' اپنے تربیت یافتہ اور پالتو حکمران مسلط کر کے' ان پر اپنی حکمرانی کے خواب کی تعبیر دیکھنا چاہتے ہیں۔

اپنی مرضی کے حکمران مسلط کرنے کی بات ثابت کرنے کے لئے ہم اپنے ہی ملک سے مثال سامنے لاتے ہیں اور وہ بھی ماضی بعید سے نہیں ماضی قریب سے اگرچہ ہماری 53 سالہ تاریخ ہی ماسوائے چند مستثنیات کے اس پر گواہ ہے۔ ماضی قریب کی مثال جناب معین قریشی کا امریکہ سے بطور وزیراعظم ورود مسعود تھا۔ ویسے آج بھی ہماری ''تقدیر'' انہی کے ہاتھوں میں ہے جو ''انہی'' کے بھیجے ہوئے ہیں۔

سٹرکچلر ایڈجسٹمنٹ کیا ہے؟ جس کی برق اہل وطن پر اکثر گرتی ہے اور حکومتی اطلاعات میں بیان کردہ ''مجبوریوں'' کے سبب جس کے مستقبل میں مسلسل گرتے رہنے کی خوشخبری میڈیا سنا رہا ہے' اسے درج ذیل اقتباس میں ملاحظہ فرمایئے:

''عالمی بنک اور عالمی مالیاتی ادارہ (World Bank and IMF) بھی دوسرے بنکوں کی طرح اپنی قرض پر دی ہوئی رقم سود سمیت وصول کرنا چاہتے ہیں۔ مگر دوسرے بنکوں کے برعکس یہ دونوں ادارے اپنی بے شمار شرائط بھی منواتے ہیں جن کا مقصد حکومتوں کو دی گئی رقوم عوام کی جیبوں سے نکالنا ہے' اسے ساختیاتی ردوبدل (Structural Adjustment) کہتے ہیں۔ اس سٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ کے نتیجے میں غریب' غریب تر اور امیر' امیر تر ہوتا جاتا ہے۔ ان شرائط میں درج ذیل بعض یا تمام تر شرائط شامل ہیں:

(ا) پٹرول' بجلی' پانی اور گیس سمیت عام استعمال کی تمام اشیاء پر بھاری ٹیکس لگا دیئے جائیں اور تنخواہوں میں اضافہ نہ کیا جائے۔ ان اقدامات کے نتیجے میں ہر چیز کی پیداواری لاگت بڑھ جاتی ہے اور قیمتیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں' جس سے مقررہ (محدود) آمدنی والے طبقہ کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ (یہ سب کچھ اہل وطن عملاً 'انجوائے' کر رہے ہیں)

(ب) بڑے بڑے کاروباروں پر ٹیکس عائد نہ کیے جائیں اور انہیں مزید رعایتیں دی جائیں اور یہ حرکت صنعتی سرمایہ کے نام پر کی جائے۔ بعض اوقات امیروں اور نجی شعبے پر ٹیکسوں کے نفاذ پر کمی جاتی ہے۔ (یہ بھی عملاً اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہو رہا ہے' عوام وخواص گواہ ہیں)

> (۸) مقامی کرنسی کی قدر میں کمی (Devaluation) کی جائے (اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ غیر ملکی خریداروں کو اپنی رقم کے عوض زیادہ مال ملتا ہے اور مقامی لوگ اس سے نقصان اٹھاتے ہیں)۔ (یہ بھی گذشتہ ہر دور میں ہوا ہے اور آج بھی ہو رہا ہے کسی شہادت کی ضرورت نہیں ہے)" (بحوالہ "وہ" دنیا کو کیسے چلا رہے ہیں یا "ہم" غریب کیوں ہیں؟ عالمی معیشت از نجمہ صادق، شرکت گاہ لاہور، صفحہ 15)

ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کی شاخیں آکٹوپس کے بازوؤں کی طرح ہر چھوٹے بڑے ملک میں ہیں اور شاید ہی کوئی ملک ایسا ہو جو ان کے سودی قرضوں کے جال میں نہ پھنسا ہوا ہو کہ جو امیر ترین ممالک ہیں اور قرض ان کی ضرورت نہیں ہے، وہاں بھی انہوں نے اپنی زرخرید اور ضمیر فروش بیورو کریسی کے ذریعے قرضوں کی چاٹ حکمرانوں کو لگا کر اپنے دام میں پھنسایا جس کی شہادت وہ خود دیتے ہیں:

> "......جب سے ہم نے اپنے زرخرید ایجنٹوں کے ذریعے غیر ملکی خارجی قرضوں کی چاٹ لگائی ہے، تو غیر یہود کے تمام تر سرمایہ نے ہماری تجوریوں کی راہ دیکھ لی ہے......" (Protocols, 20:32)

مذکورہ تفصیلی اور اقتباسات کی روشنی میں آج عالمی سٹیج پر کھیلے جانے والے "تیل کے کھیل" کا جائزہ لیجئے آپ کو ہر جگہ، ہر ملک میں، ہر کردار ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کی انگلیوں پر پتلیوں کی طرح ناچتا نظر آئے گا۔ "تیل کے مالک" "سونے کے مالک" کے اشارہ ابرو کو سمجھتے اور اس کے مطابق عمل کرتے ہر جگہ ہر کوئی دیکھ رہا ہے۔ یہ بھی راز کی بات نہیں ہے کہ سونے کے مالک صرف اور صرف یہود ہیں کہ عالمی سطح پر تین چوتھائی سونا ان کے پاس ہے تو ایک چوتھائی باقی دنیا کے پاس۔

''سونے کے مالک'' آج اچانک پیدا نہیں ہو گئے یہ نسلوں کی سوچ' منصوبہ بندی اور عملی سعی و جہد کا ثمر ہے۔ ولیم گے کر کی تحقیق یہ ہے کہ:

''ایک یہودی سنار' امشل موزر بوئر 1750ء میں جرمنی میں آباد ہوا۔ اس نے اپنی دکان کے سامنے ''سرخ ڈھال (Red Shield) کا بورڈ لگایا۔ چار سال بعد وہ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے امشل میئر راتھ شیلڈ نے بورڈ کے مذکورہ الفاظ کو جرمن متبادل Roth Shield کے ساتھ (House of Roth Shield) بدل دیا۔ 1812ء میں وہ بھی وفات پا گیا۔ اس کے پانچ بیٹوں میں سے ناتھن ذہین تھا جس نے 21 سال کی عمر میں بنک آف انگلینڈ کو کنٹرول کر کے باپ اور بھائیوں کے تعاون سے یورپ میں ایک خودمختار بین الاقوامی بنک قائم کرنے کا منصوبہ سوچا۔

میسر رتھ شیلڈ نے 1773ء میں جب اس کی عمر 30 سال تھی' فرینکفورٹ میں 12 بااثر یہود امراء کو جمع کیا اور انکے سامنے عالمی سطح پر دولت' قدرتی ذرائع اور انسانی طاقت کو کنٹرول کرنیکا منصوبہ پیش کیا۔'' (بحوالہ Pawns in the Game ولیم گے کر) دنیا پر قبضہ کرنے کی یہودی سازش' ترجمہ کرنل (ر) محمد ایوب)

عرب حکمران جنہیں اللہ تعالیٰ نے سونے اور سیال سونے (تیل) کی بے بہا دولت سے نوازا تھا اور جو کسی طرح بھی قرض کے ضرورتمند نہ تھے باوجود فرمانِ الٰہی کے یہود و نصاریٰ کی چالوں کو نہ سمجھ سکے۔ جن کی دوستی سے ان کے خالق نے منع فرمایا تھا' ان سے دوستی ہی نہیں کی بلکہ انہیں مربی و محسن کے درجہ تک اٹھا لے گئے۔ اپنا سرمایہ ان کے بنکوں میں رکھا کہ وہ اس سے سود کما کر اسے کئی گنا بڑھائیں' پھر انہی کے دوسرے مسلمان بھائیوں کو سود کے تیندوے سے جکڑیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جب چاہیں سزا دینے اور مالی طور پر مفلوج کرنے کے لئے بنک اکاؤنٹ منجمد کر دیں جیسا کہ ماضی میں لیبیا'

ایران اور عراق وغیرہ کے ساتھ ہوا اور آج افغانستان زد میں ہے۔

''تیل کے مالک'' آج سٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ کے پھندے میں پھنسے IMF اور ورلڈ بنک کے حکم پر تیل کی پیداوار میں کمی' 'تیل کی پیداوار بڑھاؤ' پر عمل کرنے پر مجبور ہیں کہ آج کوئی شاہ فیصل ان میں موجود نہیں ہے۔

تیل کے اس کھیل کے بداثرات سے جہاں ترقی پذیر ممالک پریشان ہیں وہاں ترقی یافتہ بھی سکھی نہیں کہ ان کے معاملات و مسائل بھی اس اتار چڑھاؤ سے متاثر ہوتے ہیں اور پیداوار کی کمی بیشی سے قیمتوں کے مدوجذر کو جب تک ایک عرصہ کے لئے ایک ہی سطح پر برقرار نہ رکھا گیا اس وقت تک یہ صورتِ حال اسی طرح پریشان کن رہے گی اور 'سونے کے مالک' ہمیشہ اس عدم استحکام کے لئے کوشاں رہیں گے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان' جو زرعی اور معدنی معیشت اور اسی بنیاد پر صنعتی معیشت کے لحاظ سے خود کفالت سے بہت قریب تھا اور سونے کے مالکوں کا محتاج بھی نہ تھا' گذشتہ 53 برسوں سے بتدریج اسے IMF اور ورلڈ بنک یا اس کے دیگر حواریوں کے ہاں گروی رکھا گیا۔ اب نجکاری کے نام پر وطن فروشی کر کے وطن کے قرضے ادا کرنے کا عزم ہے اور یہ قرض سب کچھ فروخت کر کے بھی ادا ہوتا نظر نہیں آتا۔ نجکاری کا حسین جال بھی IMF کی Structural Adjustment کا حصہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

> (۵) ''سرکاری شعبے میں خدمات کو نجی شعبے کے حوالے کر دیا جائے۔ حکومت صرف لازمی اشیاء یا خدمات اس قیمت پر فراہم کر سکتی ہے جو غریبوں کے لئے قابل قبول ہو۔ نجکاری کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ غریبوں کی مشکلات میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔''
> (آئی۔ایم۔ایف کی شرائط کا ملخص) (''وہ'' دنیا کو کیسے چلا رہے ہیں یا ''ہم'' غریب کیوں ہیں۔ عالمی معیشت از نجمہ صادق' شرکت گاہ لاہور' صفحہ 15)

تیل کی قیمتوں کا ہر تین ماہ بعد بڑھنا' بلکہ 20 جنوری کے اوصاف میں وزیر خزانہ شوکت عزیز صاحب کے فرمان کے مطابق آئندہ ہر ماہ تیل اور اس کی مصنوعات کی قیمتوں کا تعین زیر غور ہے' اس بات کی علامت ہے کہ ملک میں عدم اطمینان کی فضا قائم رکھنا خارجی آقاؤں کی طے شدہ پالیسی ہے کہ یہی تیل' پنجابی ضرب المثل کے مطابق اگر قوم کو دیا جائے گا تو یہ نڈھال ہو کر کسی بھی "طے شدہ آقا" کے قدموں پر لوٹے گی اور یوں اس کی زندگی کی خواہش روٹی کے ٹکڑے پر ایمان کا سودا کرے گی۔

تیل کی قیمت میں اضافہ سے واپڈا کو بجلی مہنگی کرنے کا جواز مل رہا ہے ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں اضافہ ناگزیر ہے' مٹی کا تیل ہر گھر کی ضرورت ہے۔ ڈیزل کی قیمت میں اضافہ سے ٹریکٹر سے کاشت اور ٹیوب ویل سے سیرابی مشکل ترین صورت حال پیدا کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ غریب کی چکی تو آزادیٔ نسواں نے چھین لی۔ اب چکی کا آٹا' تیل کے نرخوں میں اضافہ کے سبب پسائی کے بڑھتے نرخ چھین لیں گے کہ جتنی رقم کی گندم ہوگی اتنی ہی کم و بیش پسائی بن جائے' گویا غریب دونوں پاٹوں کے درمیان پسے گا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی نیّا کے کھیون ہار بصیرت سے اس قدر عاری ہوں گے' تاریخ نے شاید کبھی سوچا نہ ہوگا۔ ہوسِ زر کے مارے چند روزہ پُرتعیش زندگی کے لئے پوری قوم کو غربت کے عمیق گڑھے میں پھینک کر اپنے اپنے دور میں اس پر مٹی ڈالنے کو پہنچتے رہے (کہ کہیں یہ قوم اس گڑھے سے باہر نہ نکل آئے) مگر کسی نے پہلے کے انجام سے سبق سیکھ کر اپنا قبلہ درست کرنا مناسب نہ سمجھا۔

قوم کے پستے رہنے سے امراء کے طبقے کی عدم دلچسپی کا ایک سبب وسائل اور آسائشوں کی فراوانی اور بعد بھی ہے مثلاً سیکرٹری وفاقی ہو یا صوبائی' CBR کا سربراہ ہو یا ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے جج صاحبان یا افواجِ پاکستان کے سربراہ' سالانہ تنخواہ لاکھوں میں ہے' بنگلہ' کاریں' ملازمین کی فوج ظفر موج ہے' بجلی' ٹیلیفون اور گاڑیوں کا پٹرول سب سرکاری اور اگر مل جائے تو کمشن بھی خواہ یہ دفاعی سودوں پر ہی کیوں نہ ہو' انہیں "غریب

کو ملنے والے تیل'' کے اثرات کا ادراک ہی نہیں ہے۔

مذکورہ طرز کے افسران کے مقابلے میں افواجِ پاکستان کے صوبیدار میجر کی سطح تک کے جوان' سول کے عام ملازمین مثلاً 16 گریڈ سے نیچے کے سول جج ہوں یا دیگر محکمہ جات کے ملازمین ذرا ان کی تنخواہوں اور آسائشوں کا موازنہ کر دیکھیں پھر اس سے مزید نچلی سطح مزدور' چپڑاسی' پٹواری' سپاہی اور کلرک حضرات جن کی زندگی ہی تیل کے گرد گھومتی ہے' خواہ یہ تیل چولہے یا لیمپ کے لئے ہو' سفر کی صورت میں یا واپڈا کی بجلی کے اکلوتے بلب اور پنکھے کی شکل میں ہو' ہر انداز میں ''تیل'' ہی غریب کا مقدر ہے۔

زرعی معیشت میں انقلاب کے دعویداروں نے زراعت کو بھی ''تیل'' سے نوازا کہ آج 19 روپے لٹر تیل لے کر ٹریکٹر فی ایکڑ ہل کا معاوضہ 125 روپے اور ٹیوب ویل سے پانی پر خرچ پہلے سے ڈیڑھ گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ کہ موبل آئل جو ہر انجن کی بنیادی ضرورت ہے' کم و بیش 110 روپے لٹر ہے یہاں تک کہ ''فیصل آباد کی فیکٹریوں کا تیار کردہ'' بھی 100 سے ذرا کم پر دستیاب ہے۔ ایسے حالات میں' خصوصاً جب نہری پانی بھی دن بدن کم ہو رہا ہے' زرعی انقلاب کا خواب دیکھنا احمقوں کی جنت میں رہنا ہے۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ عراق کا ڈرامہ رچا کر ''سونے کے مالکان'' نے اسرائیل کو محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ فیصل شہید کے آئل ایمبارگو کا بدلہ یوں چکایا کہ مستقلاً عربوں کے تیل پر قابض ہو کر انتقام کی آگ بجھا رہے ہیں۔

تیل کا یہ کھیل آج اچانک ہی نہیں کھیلا جا رہا۔ کھلاڑیوں نے برسوں اس کی منصوبہ بندی کی ہے' ٹیم تشکیل دینے میں وقت اور عقل صرف کی ہے اور اس 'محنت کا پھل' آج ان کا مقدر ہے جس پر وہ بجا طور پر نازاں ہیں کہ وقت اور عقل تیل کے مالکوں کو نفع نہ دے سکے۔ ہم اپنے محترم بھائیوں کی' تیل جن کی سرزمین میں ہے اور جو کبھی اس دولت کے حقیقی مالک تھے' تنقیص نہیں کرتے بلکہ دکھی دل سے حقائق ریکارڈ پر لانے پر مجبور ہیں۔ بصیرت کا سرمایہ' تیل کے سرمایہ تلے دب نہ جاتا تو صورتِ حال یقیناً یہ نہ ہوتی۔

فیصل شہیدؒ کے آئل ایمبارگو (Oil Embargo) کی تلخی نے یہود و نصاریٰ کو اس منصوبہ بندی کی جہت دی کہ تیل پر پُر امن قبضہ کو کیسے ممکن بنایا جائے اور سلامتی کو لاحق خطرات سے کیسے بچا جائے۔ اسرائیل کی سلامتی کو قریب ترین دو ریاستوں سے زیادہ خطرہ تھا کہ وہ امریکہ اور برطانیہ وغیرہ کی باجگذار بننے پر آمادہ نہ تھیں جبکہ اردن کا شاہ عملاً امریکہ کی جھولی میں بیٹھا تھا لہذا منصوبہ یہ طے پایا کہ پہلے ان دو خودسروں کے باہم سینگ پھنسائے جائیں کہ افرادی اور اسلحی قوت برباد ہو اور دوسرے عرب، عرب تعصب کی بنا پر عراق کو جو مدد دیں وہ اسلحہ کی فروخت سے ہماری تجوریوں میں آ جائے گی اور اس جنگ میں ایران کی تیل کی تنصیبات کی تباہی پر زیادہ توجہ دی جائے۔ ایران اور عراق کی تباہی سے اسرائیل محفوظ ہو جائے گا۔

دوسری جہت یہ تھی کہ تیل کا معقول ذخیرہ ایک ہی خطہ میں ہے یہ عراق، کویت، سعودیہ اور امارات ہیں۔ اگر اس کے وسط میں ڈیرے ڈالنے کا موقعہ میسر آ جائے تو ''تیل کے مالک'' خواہ بدو ہی رہیں مگر عملاً ملکیت اور اجارہ داری ہماری ہوگی کہ ہم جو چاہیں گے ان سے منواتے رہیں گے۔ یہ کام ہم محسنوں کے روپ میں کریں گے۔ عرب باجگذار بھی ہوں گے، احسان مند بھی ہوں گے اور ہمارے مقروض بھی رہیں گے۔ چنانچہ اپنے منصوبہ کے لئے صدام حسین کو امریکی سفیر خاتون کے ذریعے مہرہ بنا کر کویت پر حملہ کروا دیا اور کویت یا سعودیہ کے مدد کے لئے پکارنے سے قبل ہی، محسن بن کر مدد کو آ گئے اور 43 دن تک عراق پر راکٹ، میزائل اور بموں کی ''بارش برسا کر'' بل کویت اور سعودیہ سے وصول کئے۔ اپنی گرتی معیشت کو آئندہ ربع صدی تک کے لئے سنوارنے کے ساتھ ساتھ عربوں کے خرچ پر اسرائیل کا اسلحہ خانہ جدید اسلحہ سے بھر دیا۔

عراق پر 43 روزہ جنگ مسلط کیے رکھنے کے ثمرات کی کشش کہ دوبارہ عراقی حملے کا ہوّا کھڑا کر کے کویت اور سعودیہ میں مستقلاً ڈیرے ڈال دیئے اور یہ ہر کوئی جانتا ہے کہ تیل کے ذخائر بھی انہی چھاؤنیوں کے علاقہ کے ساتھ ہیں۔ عراقی تیل پر پابندی ہے اور اس پابندی کے تیل کے بدلے فوائد صرف امریکہ اور برطانیہ کا مقدر ہیں اور امریکہ ہو

یا برطانیہ دونوں فی الاصل یہود ہی ہیں۔

امریکہ و برطانیہ کی مسلح افواج کے' خطہ عرب میں موجود دستے' محافظ کم ہیں اور حاکم زیادہ ہیں کہ تیل کے مالک' ان ممالک کی مرضی کے مطابق' اوپیک کے دوسرے ممالک کو بھی اپنی رو میں بہا لے جاتے ہیں اور یوں یہ خارجی آقا تیل کے حقیقی مالک بن بیٹھے ہیں۔ مالدار عرب خلیج کی جنگ (عراق و ایران) اور عراق کویت جنگ کے محسنوں کے بل ادا کرتے' ان کے احسان کے سبب سودی قرضوں کے بوجھ تلے دب کر اب کنگال ہو چکے ہیں اور تیل کے یہ کھلاڑی انہیں کنگال رکھ کر اپنی تجوریاں بھرنے کے لئے **IMF** وغیرہ کے ذریعے نت نئی شرائط منوا رہے ہیں جن میں کبھی زیادہ تیل پیدا کرنا ہے تو کبھی کم تیل پیدا کرنا ہے اور اسی سے دوسرا فائدہ یہ حاصل کیا جاتا ہے کہ ترقی پذیر ممالک کے عوام کی زندگی اجیران بنا کر ان کی حکومتوں کے خلاف عوامی نفرت کا بیج بویا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں حکومت عدم استحکام کا شکار رہتی ہے اور یہ شکاری حکومتی استحکام کے نام پر اپنے ایجنٹ ماہرین کے بھیس میں وہاں فٹ (Plot) کر کے' اپنے ہدف' عالمی سطح کے اقتدار' کی راہ ہموار کرتے ہیں۔

تیل کا یہ کھیل کب تک کھیلا جاتا رہے گا' ایسا سوال ہے' جس کا جواب کسی ماہر کے پاس نہیں ہے۔ اس کا جواب صرف اور صرف قرآن حکیم میں بیان کردہ اللہ وحدہ لاشریک کے نسخے میں ہے کہ "یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تمہارے دشمن ہیں۔ تم مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہو' سب مل کر دین کی رسی کو تھام لو اور ایک دوسرے کا سہارا بنو۔" جسے علامہ اقبالؒ نے یوں بیان فرمایا تھا:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

ایمان و اخلاص کی قوت سے سرشار حکمران اور عوام اگر ملکی سرحدوں سے ماورا' مصلحتوں کو پسِ پشت ڈال کر' سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں تو اللہ تعالیٰ کا نصرت کا وعدہ برحق ہے۔ پھر یہی لوگ ہر چیز کے حقیقی مالک ہوں گے۔ بمشیت اللہ تعالیٰ

تیل کی قیمتوں میں اضافے

مہنگائی کا گراف مسلسل بڑھ رہا ہے

☆

خوب ہے تجھ کو شعارِ یثرب کا پاس ☆ کہہ رہی ہے زندگی تیری تو مسلم نہیں

جس سے تیرے حلقۂ خاتم میں گردوں تھا ☆ اے سلیماں! تیری غفلت نے گنوایا وہ نگیں!

وہ نشانِ سجدہ جو روشن تھا کوکب کی طرح ☆ ہوگئی اس سے اب نا آشنا تیری جبیں!

دیکھ تو اپنا عمل تجھ کو نظر آتی ہے کیا ☆ وہ صداقت جس کی بے باکی تھی حیرت آفریں

تیرے آبا کی نگہ بجلی تھی جس کے واسطے ☆ ہے وہی باطل تیرے کاشانہ دل میں مکیں

غافل! اپنے آشیاں کو آکے پھر آباد کر ☆ نغمہ زن ہے نورِ معنی پر کلیمِ نکتہ بیں

ہیں بہت تلخ بندۂ مزدور کے اوقات!

مزدور جس کو اسلام نے عظمت بخشی' جس کے وقار میں نبی رحمت ﷺ نے خود مزدوری کر کے اضافہ فرمایا' آج قدم قدم لحہ لحہ استحصال کا شکار ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے مفلسی اس کا طے شدہ مقدر ہے۔ ہر دور کے حکمران نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مزدور کی زندگی میں انقلاب کی خوشخبری سنائی جو عملاً اس دور میں مزدور کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی۔

اسلام کے نام پر لئے گئے آزاد وطن میں مزدور کے گھر ڈھب سے چولہا نہ جلے' مزدور کے بیوی بچے ڈھب کا لباس اور تعلیم کی شکل نہ دیکھ سکیں تو انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ قصور اسلام کا ہے یا اسلام کے نام لیواؤں کا اور اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے اغیار کو یہ کہنے کا موقع مل جاتا ہے کہ اسلام زمانے کے بدلتے تقاضوں کا ساتھ دینے کی اہلیت ہی نہیں رکھتا۔ (العیاذ باللہ)

اسلام کا تعلق کسی مخصوص دور سے نہیں ہے' سینہ دھرتی پر پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعے انسانیت کی فلاح کے لئے جو طریقِ زندگی طے کر دیا گیا تھا اسی کا نام اسلام ہے' جنہوں نے اسے اپنے اپنے نبی کے دور میں تسلیم کر لیا تھا وہ مسلم تھے مسلمان کہلائے اور قیامت تک کے لئے اسلام ہی طریق زندگی قرار پایا کہ اس میں ہر دور کے تقاضے پورے کرنے کی اہلیت ہے۔

ہم دعوے سے یہ کہنے میں کہ اسلام ہر دور کے تقاضوں کا حل پیش کرتا ہے' اس لئے حق بجانب ہیں کہ اسلام کا بانی کوئی انسان نہیں ہے بلکہ انسان کا خالق ہے جس نے

انسان کو بڑی پیچیدہ اور مربوط مشینری کے ساتھ' داعیات و جبلتوں کے ساتھ اور اقدار و حاجات کے ساتھ اس دھرتی پر ایک ساج و معاشرہ کی صورت میں بسایا۔ اس سے بڑھ کر انسان کو کون جان سکتا ہے۔

انسانی ہاتھوں سے مکمل ہونے والی مشینری اسی وقت مطلوبہ کام دینے میں ناکام رہتی ہے جب ہم اسے بنانے والے کی ہدایات سے بے نیاز ہو کر چلاتے ہیں۔ یہی حال خالق کی ہدایات سے انحراف کے نتیجے میں ہمیں عملی زندگی میں دیکھنے کو ملتا ہے اور بجائے اس کے کہ ہم اپنا محاسبہ کر کے اس صورت حال کی اصلاح پر توجہ دیں ہم اس نظام ہی کو کوسنا شروع کر دیتے ہیں۔

انسانیت کی عملی راہنمائی کے لئے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہ السلام صرف اسی لئے مبعوث ہوئے کہ ربانی تعلیمات سے وقتی نفسانی خواہشات کے سبب انحراف (de-railment) کو درست کر کے عملی زندگی کی گاڑی کو پٹڑی پر رواں دواں کر دیں اور نبی آخر الزماں ختم الرسل ﷺ کو آخری مکمل و اکمل اور مدلل کتابِ ہدایت کے ساتھ بھی اسی غرض کے متعین فرمایا گیا۔

بغاوت کا عنصر انسانی فطرت کا لازمی جزو ہے۔ اسلام کے نظامِ زندگی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ان کی رسالت کی نفی کر دی تو اسی پر بس نہیں کی' بلکہ دشمن بن کر قدم قدم اور لحہ لحہ دشمنی کا حق ادا کرتے پائے گئے۔ یہ دشمنی کئی گنا بڑھ گئی جب انہیں خطہ عرب سے نکالا گیا۔

اسلام دشمن یہود و نصاریٰ نے عالمی سطح پر اقتدار اپنے ہاتھوں میں رکھنے کے لئے جو منصوبہ بندی کی اس میں انہوں نے ''جنگ'' کے کئی محاذ چنے' ان محاذوں میں سے ایک موثر ترین محاذ' معاشرے کی اہم اکائی (King Pin) مزدور ہے۔ مزدور پر عالمی سطح پر کنٹرول کا جو منصوبہ طے کیا گیا' اسے اسلامی ممالک خصوصاً پاکستان میں جس طرح زیر عمل لایا جا رہا ہے' مندرجہ ذیل اقتباسات کے آئینے میں دیکھیئے:

''غربت ہمارا ہتھیار: غلامی اور بے گار کی زنجیروں سے بڑھ کر پُر مشقت غربت نے عوام کو جکڑ رکھا ہے۔ ان سے (غلامی اور بے گار سے) وہ کسی نہ کسی طریقے سے رہائی پا سکتے ہیں مگر غربت کے تیندوے سے کبھی چھٹکارا ممکن نہ ہوگا۔ ہم نے دستور میں ایسے حقوق کا ذکر کر رکھا ہے جو اصل (حقوق) نہیں محض دکھاوے کے ہیں۔ یہ مبینہ ''انسانی حقوق'' صرف تصوراتی ہیں جن کا عملی زندگی سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے' مثلاً پرولتاری مزدور کے لئے یہ دوہری مشقت ہے' اس کی زندگی کو جہنم بنانے کا سبب ہے......''

(Protocols, 3:5)

''غیر یہود کی صنعت کو ہم سٹہ بازی کے ذریعے تباہ کرنے کے ساتھ تعیشات کو ہم فروغ دیں گے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہم پہلے ہی اقدامات کر چکے ہیں اور تعیشات کی ہوس اب ہر چیز کو ہڑپ کر رہی ہے۔ مزدوروں کی اجرت اس انداز سے بڑھے گی کہ ان کی ضروریات اس سے پوری نہ ہو سکیں کیونکہ اس کے ساتھ ''نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز'' پر عمل کر کے قیمتیں بھی بڑھائیں گے......''

(Protocols, 6:7)

''غیر یہود ہماری منصوبہ بندی کی تہہ تک نہ پہنچ سکیں گے اور نہ ہی وقت سے پہلے یہ ان کے خواب و خیال میں ہوگا۔ ہمیں اپنی منصوبہ بندی کو ان سے چھپانا ہے۔ اس پر مزدور طبقہ سے خیر خواہی کا پردہ ڈالنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے اصولوں کو پردہ راز میں رکھنا ہے جس کے لئے دشمن سیاسی نظریات کے نام پر بڑی شدومد کے ساتھ پراپیگنڈہ کر رہا ہے۔'' (Protocols, 6:8)

''یہ نفرت معاشی بحران کے سبب کئی گنا بڑھ جائے گی جس کے نتیجے

میں سٹاک ایکسچینج ٹھپ ہو جائیں گے اور صنعت مفلوج ہو جائے گی۔ ہم سونے کی چمک اور اپنے معروف خفیہ ہتھکنڈوں کے ساتھ مخصوص ہاتھوں کے ذریعے عالمی معاشی بحران پیدا کریں گے اور یورپ کے تمام ممالک میں مزدوروں کے جتھے سڑکوں پر لائیں گے جو نہ صرف سرمایہ داروں کا سرمایہ لوٹیں گے بلکہ ان کا خون بھی بہائیں گے۔ انہی کا خون جن کو بڑی سادگی اور شائستگی کے ساتھ وہ پالتے تھے۔" (Protocols, 3:11)

مذکور تیسرے اور آخری اقتباس سے بعض احباب یہ سوچ سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب تو یہود کی "یورپ فتح کرنے" کی منصوبہ بندی ہے' اسے اسلامی جمہوریہ پاکستان پر منطبق کرنا سراسر زیادتی بلکہ عملی بددیانتی ہے مگر یہ محض سطحی سوچ ہے کہ یورپ تو ایک صدی قبل یہود فتح کر چکے' کیمونسٹ ان کے اپنے ہیں اور الکفر ملۃ واحدہ کے مصداق تینوں کا متفقہ دشمن اب صرف اسلام ہے اور ملت مسلمہ میں سے بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان کہ یہاں کے عوام میں یہود کے خلاف نفرت کی چنگاری زیادہ دور سے نظر آتی ہے۔

ان اقتباسات کو بہ نظر غائر ایک بار پھر پڑھیئے اور گذشتہ نصف صدی کے دوران مزدور و صنعتکار کے تعلقات اور معاشی بحران میں مسلسل اضافے کی تاریخ کو ذہن میں گھمائیے' آپ کو یہ اقتباسات خودبخود حالات و واقعات پر منطبق ہوتے نظر آئیں گے۔ ہر طرح کے اقتصادی و معاشی بحرانوں کا مرکزی کردار "مزدور" ہوگا۔ صنعتکار یا سرمایہ دار نے کبھی اس کی ذمہ داری قبول نہ کی۔

مذکورہ منصوبہ بندی کے خالقوں نے اپنے اہداف کی تکمیل کے لئے اقوام متحدہ بنوائی اور پھر اس کے ذیلی ادارے جن میں سے ایک آئی ایل او (International Labour Organisation) ہے جس کے ذریعے مزدوروں کا استحصال کیا جاتا ہے۔ مزدور لیڈر بنائے اور خریدے جاتے ہیں کہ "سونے کے مالک" اس بات پر ایمان

رکھتے ہیں ''سونے کی چمک'' اور ''لیڈری کی ہوس'' کے سامنے ایمان نہیں ٹھہرتا (الا ماشا اللہ) بہت سے لیڈروں کا ماضی کھنگال لیں نیچے سے یہی غلاظت نکلے گی۔

علامہ اقبالؒ نے مزدور کی ایسی ہی حالت سے متاثر ہو کر غالباً یہ پیغام دیا تھا کہ: (سرمایہ و محنت سے چند اشعار)

بندۂ مزدور کو جا کر مرا پیغام دے
خضر کا پیغام کیا' ہے یہ پیغامِ کائنات
اے کہ تجھ کو کھا گیا سرمایہ دار حیلہ گر
شاخ آہو پر رہی صدیوں تلک تیری برات!
کٹ مرا نادان خیالی دیوتاؤں کے لئے
سکر کی لذت میں لٹوا گیا نقدِ حیات
مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات

وثائق یہودیت سے دیئے گئے اقتباسات فلسفی شاعر کے اس پیغام کے ساتھ ملا کر ایک بار پھر پڑھیئے اور مزدور کی حالتِ زار پر کڑھیئے کہ شاید چارہ گروں کی عقل و دانش کا ماتم کرتے کڑھنا ہی اس قوم کا مقدر ہے جس نے ذاتی عیش و طرب کی بقا کے لئے یہود کے مضبوط قلعوں آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک یا لندن' پیرس کلب وغیرہ کے اندر گروی غلام بنا کر قوم کو محبوس بنا رکھا ہے اور ان قلعوں کے دربان نصاریٰ ہیں تو معاون محافظ ضمیر سے عاری حب الدنیا کے مارے نام نہاد مسلمان کہلوانے والے ہیں۔

یہودی' سونے کے مالکان' کے ذیلی ادارے ,ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف اپنے مہروں کے ذریعے غریب مٹاؤ پروگرام پر کس طرح عمل کر رہے ہیں' اس کی تازہ ترین مثال بجلی' پٹرول' ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمتوں میں اضافہ کی 'عیدی' ہے جو حکمرانوں نے قوم کی جھولی میں ڈالی ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں سرمایہ دار اور جاگیردار گھرانے اتنے زیادہ نہیں ہیں کہ گنے نہ جا سکیں۔ دولت کا ارتکاز ہزاروں یا لاکھوں گھرانوں میں ہے تو غربت کا ارتکاز کروڑوں کا مقدر ہے۔ یہ سب مزدور ہیں' کوئی زرعی مزدور ہے تو کوئی صنعتی مزدور ہے۔ چھوٹے ملازمین ہوں یا چھوٹے تاجر اپنے اپنے دائرہ کار میں سبھی مزدور ہیں اور غربت ان کا مقدر ہے' عیش ہے تو سرمایہ دار کی' جاگیردار اور صنعتکار کی' کارخانہ دار کی جس کے متعلق نصف صدی قبل علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا:

کارخانے کا ہے مالک مردکِ ناکردہ کار
عیش کا پتلا ہے محنت ہے اسے ناسازگار
حکم حق ہے لیس للانسان الا ما سعیٰ
کھائے کیوں مزدور کی محنت کا پھل سرمایہ دار

مگر عملاً جب انہیں دیکھنے کو مختلف صورت حال ملی تو برملا پکار اٹھے کہ:

یا رب! یہ جہاں گذراز خوب ہے لیکن
کیوں خوار ہیں مردانِ صفا کیش و ہنر مند؟
گو اس کی خدائی میں مہاجن کا بھی ہے ہاتھ
دنیا تو سمجھتی ہے فرنگی کو خداوند!

آج میرے وطن کے حکمرانوں نے عملاً ثابت کر دکھایا کہ واقعتاً فرنگی ہی ان کا ''خداوند'' ہے کہ گوری چمڑی والا یورپی ہو یا امریکی اس سے بہتر مشیر و ماہر کوئی نہیں' ان سے بڑھ کر محافظ و سرپرست کوئی نہیں اور ان سے بڑھ کر مالی امداد کا سہارا فراہم کرنے والا کوئی نہیں۔ کیا عملاً گذشتہ نصف صدی میں قوم نے یہی نہیں دیکھا؟ کیا آج یہی کچھ نہیں دیکھا جا رہا؟ اسی سے مستقبل میں جھانک لیجئے۔

انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن (ILO) جو اقوام متحدہ کا ذیلی ادارہ ہے۔ وہ کرہ ارض پر مزدوروں کے حوالے سے UNO کی طے شدہ پالیسیوں کو آگے بڑھانے کا پابند ہے اور UNO یہود کی پالیسیوں کے مطابق فیصلے کرنے اور ان پر عملدرآمد کرانے کی پابند

ہے۔ یہ دعویٰ ہم اپنی طرف سے نہیں کر رہے بلکہ یہ دعویٰ بھی انہی کا ہے جو بظاہر ہمارے "مربی ومحسن" ہیں:

> "...... حد تو یہ ہے کہ اقوامِ عالم کا اتحاد (موجودہ UNO) ہماری اشیرباد کے بغیر کوئی معمولی سے معمولی معاہدہ بھی کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔" (Protocols, 5:5)

> "...... ہماری (قائم کردہ) حکومت کا یہ حق ہوگا (امتیاز ہوگا) کہ وہ جب چاہے، جس طرح چاہے، یہود کے خلاف قول وفعل سے کسی طرح کے اقدام کرنے والے سے زندگی کا حق چھین لے۔" (Proocols, 5:1)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مزدور راہنما ILO سے اپنے تعلق پر اتراتے ہیں۔ ILO کی تعریف میں رطب اللسان دیکھے جاتے ہیں۔ ILO کے مدد وتعاون کی قصیدہ خوانی کرتے نہیں تھکتے اور نہیں جانتے کہ ILO انہیں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے استعمال کرنے کی خاطر ان کی معاونت کر رہا ہے، بلکہ یہ ساری شفقتیں اور نوازشیں اس کی Investment ہیں۔

مزدور کو غربت کے پھندے میں مسلسل جکڑے رکھ کر اپنے پروگرام کے مطابق، اپنی مرضی ومنشاء کے مطابق اسے انقلاب کا موثر ہتھیار بنانا ہے، اسی لئے ہر لمحہ اور ہر قدم پر اس بات کا اہتمام کیا جاتا رہا ہے، کیا جا رہا ہے اور کیا جائے گا کہ خود مزدور کی زندگی میں خوشحالی کا انقلاب نہ آئے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے 53 سالہ ماضی اور حال کی تاریخ ہماری تائید کرتی ہے۔

بلا خوفِ تردید اور بلا کسی تعصب کے یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ آج کے "مہذبوں" کے بقول "بنیاد پرستانہ مذہب" ہی امیر وغریب اور آجر واجیر کی زندگی میں سکھ، سکون اور خوشحالی کا ضامن ہے۔ اسلام نہ کل بنیاد پرستانہ مذہب تھا، نہ آج ہے اور نہ

قیامت تک ہوگا کہ خالق نے مخلوق کی ابتداء سے انتہا تک کے لئے جو ضابطہ حیات طے فرما دیا وہ لمحہ لمحہ ماڈرن ہے اور وقت کے ہر تقاضے پر پورا اترنے کی صلاحیت اس میں موجود ہے۔ یہ تو اس دور کے انسان کی بدنصیبی و بدبختی کہ وہ اس سرچشمہ فیض سے متمتع ہونے کی بجائے چمکتے کھوٹے سکوں کو جمع کرنے میں وقت گنوا رہا ہے۔

ہادی برحق' فخر انسانیت ﷺ نے مزدور کا جس طرح تحفظ فرمایا اس کی مثال کہیں نہیں ملتی مگر کوئی ادھر کا رخ کرے تو! اور پھر بات مزدور کے حقوق تک محدود ہی کیوں رہے' ہر انسان کی ہر حیثیت میں حقوق کا تحفظ' چرند پرند اور حیوانات کے حقوق کا تحفظ فرمایا۔

☆......☆......☆

کون کر سکتا ہے اس کی آتشِ سوزاں کو سرد
جس کے ہنگاموں میں ہو ابلیس کا سوزِ دروں
جس کی شاخیں ہوں ہماری آبیاری سے بلند
کون کر سکتا ہے اس نخلِ کہن کو سرنگوں؟

(اقبال)

☆

بھیڑ کا احتجاج بھیڑیئے کی فطرت نہیں بدلتا!

ایک کروڑ بھیڑیں بھی مل کر اگر شدید ترین احتجاج کریں اور بھیڑیئے کی درندگی پر انتہائی تشویش کا اظہار کریں تو یہ احتجاج اور تشویش اس کی فطرت بدلنے میں ناکام رہے گا کیونکہ بھیڑیا' بھیڑ کی میں میں نہیں سمجھتا اسے کوئی دوسری زبان سمجھ آتی ہے جسے ہم سب جانتے ہیں مگر سمجھانے کے اقدامات سے خائف ہیں کہ ہم ''امن پسند'' ہیں۔

بھیڑ اور بھیڑیئے کے حوالے سے ہم نے بات کا آغاز کسی کی تنقیص کے نقطہ نظر سے نہیں کیا۔ بھیڑیا تو یقیناً ہمارے نزدیک قابل نفرت ہے مگر بھیڑیں چونکہ ہماری اپنی ہیں اس لئے ان کے رویے پر نفرت کی جگہ دکھ ضرور ہے۔

ان تمہیدی کلمات سے آپ نے بخوبی اندازہ لگا لیا ہوگا کہ بھیڑ اور بھیڑیئے سے ہماری مراد اسرائیل کے مٹھی بھر یہود اور کروڑوں کی تعداد میں عرب مسلمان ہیں' جن کے شاہ جگہ جگہ مل بیٹھتے ہیں' اسرائیل کی بربریت پر ''انتہائی تشویش'' کا اظہار کرتے ہیں اور بڑی پُر مغز' معنی خیز مذمت کی قراردادیں پاس کر کے بشاش چہروں کے ساتھ کامیاب و کامران اپنے اپنے وطن لوٹتے ہیں۔ اسی کو نشستیں' خوردن' نشیدن اور برخاستن کہہ لیجئے کہ معاملہ آج تک اس سے آگے کبھی نہیں بڑھا۔

یہود کو بھیڑیا اور امت مسلمہ کو بھیڑ کہہ کر ہم کسی کی توہین کے مرتکب نہیں ہوئے' اسے آپ یہود کے بڑوں کی عالمی اقتدار کی منصوبہ بندی Protocols میں انہی کی زبانی سن لیں:

<u>ہم بھیڑیئے ہیں!</u> ''غیر یہود (گوئم' جہلا) بھیڑوں کا گلہ ہیں اور

ہم ان کے لئے بھیڑیئے ہیں اور کیا آپ جانتے ہیں کہ اس وقت کیا ہوتا ہے جب بھیڑیئے بھیڑوں کو گھیر کر ان پر ہاوی ہو جاتے ہیں۔" (Protocols, 11:4)

چشم تصور وا کرنے کی آج ضرورت نہیں کہ آپ ہی نہیں' عالمی ضمیر بہ چشم سر یہودی بھیڑیوں کو ارضِ فلسطین میں 'فلسطینی بھیڑوں' پر لپکتے جھپٹتے اور لہو بہاتے دیکھ رہے ہیں اور اسی طرح یہود کی عملی مدد سے ہنود ارضِ کشمیر میں ویسی ہی کاروائی میں مصروف ہیں۔ ملت مسلمہ کے سپوت دونوں جگہ غلیل سے' راکٹوں اور بموں اور دوسرے خودکار اسلحہ کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ جنازے اٹھ رہے ہیں' زخمیوں سے ہسپتال بھر چکے ہیں' جگہ نہیں رہی اور عصمتیں پامال ہو رہی ہیں اور ہمارے سربراہانِ مملکت دھواں دھار جذباتی تقاریر اور تشویشناک قراردادیں پاس کر کے شاداں و فرحاں ہیں کہ میدان مار لیا ہے۔ یہ بھیڑوں کا بھیڑیئے کے خلاف احتجاج ہے۔ اور بھیڑیئے ہیں جو لحظہ لحظہ جری ہو رہے ہیں کہ نصاریٰ ساتھ ہیں۔

ربع صدی قبل کا ذکر ہے جب طائف کی سربراہی کانفرنس ختم ہوئی ہی تھی' راقم الحروف ملازمت کے سلسلے میں سلطنتِ عمان کے شہر صلالہ میں مقیم تھا۔ برطانوی حکومت کے بعض اقدامات پر ایک احتجاج انگریزی زبان میں لکھا۔ اس کا عربی میں ترجمہ مطلوب تھا' اپنے ڈائریکٹر سے مدد چاہی تو اس نے ترجمہ کروا دیا۔ ایک ماہ بعد پھر ایسی ہی ضرورت سے اس کی طرف رجوع کیا تو کہنے لگے میرے پاس بیٹھ کر پہلے میری ایک بات سن لو پھر ترجمہ بھی کروا دوں گا۔ چنانچہ میں بیٹھ گیا۔

عمانی ڈائریکٹر نے مجھ سے پوچھنا شروع کیا کہ کیا فلاں حکمران مسلمان ہے فلاں بھی مسلمان ہے' فلاں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ میرے ہر ایک کے بارے میں 'مسلمان ہے' کہنے پر اس نے کہا کہ بقول تمہارے طائف کی اسلامی سربراہی کانفرنس کے شرکاء مسلمان سربراہان تھے۔ یہ مسلمان سربراہ کمرہ بند کر کے اجلاس کرتے ہیں وہاں اند ان مسلمانوں کے ساتھ یا فرشتے ہوتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے۔ شام کو اجلاس

کے اختتام پر جب دروازہ کھلتا ہے تو چند ہی منٹ بعد ریڈیو ماسکو' وائس آف امریکہ' بی بی سی وغیرہ اندر کی داستانیں سنا رہے ہوتے ہیں۔ کبھی تم نے سوچا یہ کیسے ممکن ہے؟ یہی مسلمان سربراہ کانفرنس ہال سے باہر نکل کر چائے بعد میں پیتے ہیں پہلے اپنے اپنے سرپرستوں کو اندر کی کارگزاری سناتے ہیں۔ کسی کا سرپرست ماسکو ہے تو کسی کا امریکہ' برطانیہ یا فرانس۔ ان کا سرپرست اللہ تعالیٰ اس لئے نہ بن سکا کہ وہ یہود و نصاریٰ کا دشمن ہے مگر ان کو یہود و نصاریٰ کی دوستی میٹھی لگتی ہے۔

ارضِ فلسطین اور خطہ کشمیر کا بھڑکتا الاؤ دھواں دھار تقاریر اور مذمت کی قراردادوں سے آئندہ دوچار صدیوں تک بھی حل نہیں ہوسکتا اور اگر کوئی دانشور ایسا سمجھتا ہے تو وہ احمقوں کی جنت میں بستا ہے۔ ملت مسلمہ کے نمائندوں کی قراردادیں تو رہیں ایک طرف ان کی حیثیت پرِکاہ کی بھی نہیں کہ یہود و نصاریٰ و ہنود تو یو این او اور سلامتی کونسل کی قراردادیں گذشتہ نصف صدی سے جوتے کی نوک پر رکھے ہوئے ہیں اور یو این او' اس کی سلامتی کونسل ان کے معاملے میں ہمیشہ ہی منقارِ زیر پر رہی ہے۔ چیچنیا کھنڈرات میں تبدیل ہوگیا' بربریت کی انتہا ہوگئی اور ملت مسلمہ 'تشویش' میں مبتلا رہی۔

یہود اسرائیل میں آج بھی کھلی جارحیت کے لئے اس وجہ سے دیدہ دلیر ہیں کہ انہوں نے اپنی حفاظت کا انتظام کر رکھا ہے۔

> ''اپنے ہمسایہ ممالک کی طرف سے کسی ممکنہ جارحیت کے خلاف موثر دفاع کی صلاحیت ہمارے اندر ہونی چاہئے۔ اگر ہمارے اردگرد بسنے والے باہم اشتراک سے ہم پر حملہ آور ہوں تو ہمیں اس مقصد کے لئے اسے عالمی جنگ کا رخ دینا پڑے گا تاکہ ہم بہتر طور پر مقابلہ کرسکیں۔'' (Protocols, 7:3)

پہلی اور دوسری جنگ عظیم کی شروعات کا جائزہ لیں یہ بات حرف بہ حرف درست ثابت ہوتی ہے مثلاً جب یہود ترک سلطان سے قیمتاً بھی ایک انچ زمین حاصل نہ

کر سکے تو انہوں نے طے شدہ منصوبہ کو آگے بڑھایا جس کے نکات مندرجہ ذیل تھے:

الف) عالمی جنگ ہوگی جس میں لازماً برطانیہ حصہ لے گا۔ (یہ جنگ 1914ء میں شروع ہوئی جس کی منصوبہ بندی 1905ء میں ہوئی)

ب) ترکی کو برطانیہ کے خلاف ہر حال میں صف آراء کیا جائے گا۔

ج) ترکوں کو ہر حال میں شکست سے دو چار کرایا جائے گا۔

د) اقوام متحدہ (لیگ آف نیشنز) کو تشکیل دیا جائے گا۔

ر) برطانوی سرپرستی میں اسرائیلی ریاست ارضِ فلسطین میں قائم کی جائے گی۔ (بحوالہ ''آخری صلیبی جنگ'' صفحہ 132)

یہ سب کچھ یہود کی 1905ء کی منصوبہ بندی کے عین مطابق عمل میں آیا کہ انہوں نے ترکوں سے بدلہ بھی لیا اور اپنی حکومت قائم کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مفادات کے تحفظ کی خاطر لیگ آف نیشنز بھی بنالی۔

عرب ریاستوں کے سربراہ آج اسرائیل کی جارحیت کے خلاف اگر صرف مذمت کی قراردادوں تک محدود ہیں تو صرف اس لئے کہ کسی کے تخت و تاج کی حفاظت کا ذمہ امریکہ کے کندھوں پر ہے تو کسی کو برطانیہ یا روس اور فرانس نے گارنٹی فراہم کر رکھی ہے جبکہ ان حکومتوں کے لئے گارنٹی یہود کے پاس ہے جو آج کھلی آنکھوں سے ہر کوئی دیکھ رہا ہے مثلاً تازہ ترین مثال امریکی صدارتی انتخابات ہے یا کلنٹن کی بیگم ہیلری کا یہود کے مقابلے میں مسلمانوں کا چندہ لینے سے انکار ہے۔

عرب ریاستوں کی ''حفاظت'' کے لئے اور وہ بھی مسلمانوں سے' عراق سے امریکی افواج اور اس کا بحری بیڑہ کویت اور سعودیہ میں چھاؤنی بنا چکا ہے اور اسی امریکہ کا دفاعی معاہدہ ہے' اسرائیل سے انہی عربوں کے خلاف اور عقل کے دشمن اسی عطار کے لونڈے کے پاس گروی ہیں۔ اسرائیل کی ہر جارحیت کی حمایت میں کل بھی امریکی ویٹو تھا اور آج بھی ہے مگر عربوں کی آنکھیں بند ہیں۔ امریکہ پھر بھی عربوں کا ''دوست'' ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عرب ریاستوں کا مسئلہ حب الدنیا اور کراہیۃ الموت ہے۔ اسرائیل کے 300 ایٹم بموں کا خوف ہے' امریکی بحری اور ہوائی بیڑے کا خوف ہے' جو فلسطینیوں کی عملاً مدد کے راستے کی دیوار ہے اور اس پر مستزاد باہمی نااتفاقیاں ہیں اور لوگ طنز کرتے ہیں کہ "The Arabs they only agree to disagree" عربوں کا صرف نااتفاقی پر اتفاق ہے۔

عرب اگر لڑنا نہیں چاہتے نہ لڑیں' نہتے فلسطینیوں کو اسلحہ تو پہنچانے کا انتظام کر سکتے ہیں۔ اسرائیل اپنے ملک کے اندر فلسطینیوں پر ہر ہتھیار استعمال کر سکتا ہے مگر ایٹمی ہتھیار یا گیسی بم نہیں کہ خود یہود ان کی زد میں آئیں گے لہذا فلسطینیوں کو خودکار ہتھیاروں سے مسلح کر دینے سے اسرائیل کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ آج نہتے فلسطینیوں نے جانوں کی قربانی دے کر اسرائیل کا سکون چھین رکھا ہے۔ ذرا سہارا ملے تو افغانوں کی طرح اسرائیل چوکڑی بھول سکتا ہے۔

قضیہ اسرائیل ہو' کشمیر ہو یا چیچنیا ہو' اس کا مستقل حل صرف اور صرف جہاد ہے اور جہاد کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت کا وعدہ ہے اور خالق کا وعدہ ہر وعدے پر حاوی ہے۔ جہاد کا اجر دینوی بھی ہے اور اخروی بھی ہے۔ الحمد للہ۔ جہا چھوڑنے یا اس سے پہلو تہی کرنے والوں کا مقدر دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی ہے جس میں سے دینوی رسوائی پر ہم خود گواہ ہیں۔

عرب ریاستوں کے حکمرانوں کے نزدیک اگر ملت مسلمہ کے مفادات قابل ترجیح ہوں تو قضیہ کشمیر چند دنوں میں بطریقِ احسن حل ہو سکتا ہے' مثلاً سنجیدگی کے ساتھ عرب حکمران بھارت سے کہہ دیں کہ:

الف) فلاں تاریخ تک اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق کشمیر میں استصواب رائے کا انتظام کرو۔

ب) اس استصواب رائے کی نگرانی اقوام متحدہ کے ساتھ ساتھ ہم بھی کریں گے کہ ناانصافی نہ ہو۔

ج) اگر اس جائز مطالبہ کو تسلیم نہیں کرتے تو:

(۱) ہم سفارتی تعلقات عملاً ختم کرتے ہیں'

(۲) تجارتی معاہدے منسوخ کرتے ہیں'

(۳) آپ کے ملک کے باشندوں کو اپنے اپنے ملک سے نکال دیں گے۔

یقین کیجئے کہ بھارت ہو یا اسرائیل کے حواری ملک ہوں' عربوں کی بات ماننے پر مجبور ہو جائیں گے کہ معاشی مار نہ بھارت سہہ سکتا ہے اور نہ ہی اسرائیل نواز یورپ و امریکہ' شاہ فیصل مرحوم کا تیل کا ہتھیار کس قدر موثر ثابت ہوا تھا ہر کوئی جانتا تھا۔ مگر بدنصیبی کی بات ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سامنے ہماری آنکھیں نہیں اٹھتیں۔

بھارت اور اسرائیل کے حواریوں کو یہ بات ذہن نشین کروانے کے لئے اگر ایک اور شاہ فیصل درکار ہے تو عملی جہاد کے لئے خالدؓ و طارقؒ و قاسمؒ اور صلاح الدین ایوبیؒ درکار ہیں' جسے عیاش مسلمان قوم کیسے جنم دے سکے گی کہ یورپ و امریکہ کے چینل اور ویڈیو پروگرام نوجوان نسل کی گھٹی کا حصہ ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ذرائع ابلاغ بھی قوم کو فحاشی اور بے حیائی دینے میں یورپ و امریکہ سے کم نہیں ہیں اور ملکی آئین میں قرآن و سنت کی بالادستی تسلیم کرنے والے اس ثقافت کا دفاع کرتے نہیں تھکتے۔ علماء و مشائخ کے نزدیک فحاشی و بے حیائی کے آگے بند باندھنا ان کے پروگرام کا حصہ نہیں ہے۔

اگر ملت مسلمہ نے بھیڑوں کے ممیانے کے انداز میں مذمت کی قراردادوں تک اپنے آپ کو محدود رکھا اور تشویش ہی میں مبتلا رہے تو بھیڑیا اپنی فطرت و خصلت کے عین مطابق مسلمانوں کی مزاحمتی قوت کو بھنبھوڑتا رہے گا' خون بہتا رہے گا' عصمتیں لٹتی رہیں گی' تو عافیت پسندوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان منطبق ہو جائے گا۔ واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففستوا فيها فحق عليه القول فدمرنها تدميرا۔ کیا مسلمان حکمران اس لمحے کے منتظر ہیں!

☆......☆......☆

ضمیمہ

نام کتاب: فری میسنری
نام مصنف: بشیر احمد (ایم۔اے)
تبصرہ نگار: عبدالرشید ارشد
صفحات: 344
قیمت: 200 روپے
ناشر: اسلامک سٹڈی فورم
ملنے کا پتہ: پوسٹ بکس نمبر 639' راولپنڈی

☆

دنیا تخلیق کے پہلے روز سے ہی خیر و شر کی قوتوں کے تصادم سے متعارف ہے کہ اسی تصادم میں سے دینوی و اخروی کامیابی کا سورج طلوع ہوتا رہا ہے یا غروب ہوا ہے۔ یہ تصادم آج بھی پوری شدت سے جاری ہے اور فانی دنیا کے اختتام تک یہ جاری بھی رہے گا۔

بصیرت (Insight) کی تقسیم قادرِ مطلق نے بڑی فیاضی سے فرمائی اور یہ ہر انسان اور ہر قوم کا مقدر ہے کہ اس نے اس نعمت سے کس قدر استفادہ کیا۔ بصیرت ماضی سے سبق لینے میں مددگار ہے تو گذرتا حال سنوارنے کے بھی کام آتی ہے اور کوئی چاہے' تو مستقبل پر اثرات مرتب کرنے میں بھی بصیرت نے کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ یہی بزرگوں سے سنا اور خود گرد و پیش دیکھا ہے۔

قرآن حکیم کی دوسری طویل سورۃ البقرہ ہمیں یہ بتانے کے لئے ٹھوس بنیاد ہے کہ بنی اسرائیل (یہود) نے اس بصیرت کو قدم قدم پر منفی انداز میں استعمال کیا اور رب العزت نے اس مغضوب قوم کو مکمل دلائل کے ساتھ بڑی تفصیل سے چارج شیٹ کیا۔

یہود اپنے آغاز سے ہی شرپسند ثابت ہوئے اور ہر ایک کے لئے سردردی کا باعث بنے۔ تاریخ شہادت دیتی ہے کہ جب فرعون نے اہرام کی تعمیر پر انہیں لگایا تو "روٹی کے ساتھ پیاز کے مطالبے" کی دنیا میں پہلی ہڑتال کا باعث یہی تھے اور وہیں سے انہوں نے اپنی خودسری کو "آزاد معمار" (Freemason) کا نام دیا اور پہلی انجمن سازی کی۔ بعد ازاں حوادثاتِ حیات نے انہیں مختلف خطوں میں پھیلایا تو یہ انجمن سازی اور خفیہ مشاورت بلکہ خفیہ سازشیں ان کا وطیرہ رہیں۔ یہ سلسلہ سرورِ دو عالم ﷺ تک اور آپؐ کے بعد آج تک جوں کا توں جاری ہے۔

فری میسنری پر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اگرچہ مختلف ادوار میں لکھا گیا اور اپنی اپنی جگہ ہر کسی کا کام قابل ستائش ہے خصوصاً مصباح الاسلام فاروقی مرحوم کا مگر تشنگی بدستور رہی اور اس کی ایک وجہ مارکیٹ میں فری میسنز کا اپنا لٹریچر نابود ہونا بھی ہے تو دوسرا سبب عوام کی عدم دلچسپی ہے۔

بشیر احمد صاحب کا اہل وطن پر احسان ہے کہ انہوں نے فری میسنری پر کام آگے بڑھانے والوں کے لئے ایک مدلل مبسوط راہنما کتاب مہیا کر دی جس سے ملت مسلمہ کے حقیقی دشمن کے مکمل خدوخال سامنے آئے' جارحیت کے انداز سے آگاہی ہوئی اور اس آکٹوپس کے عالمی سطح پر پھیلے ہاتھ پاؤں' معاونین اور ان کا اندازِ تعاون سمجھنے میں' اس پر تحقیق کرنے والوں کے لئے سہل ہو گیا۔

"فری میسنری" میں 9 ابواب اور ضمیمہ جات ہیں علاوہ ازیں نادر اور نایاب تصاویر سے کتاب مزین اور بعض دستاویزات کے شامل کئے جانے سے مدلل بن گئی ہے۔ خوبی کی بات یہ ہے کہ فاضل مصنف نے کوئی اہم بات' اہم واقعہ بلاثبوت اور بلاحوالہ نہیں

حا۔ الحمدللہ۔

ابتدائی باب میں فری میسنری کا تعارف' مختلف مراحل کے تنظیمی ڈھانچوں اور فری میسنز کے کردار پر بات کی ہے' خصوصاً اس میں مسلمانوں کی شمولیت پر دوسرا باب مختص ہے' خفیہ یہودی تنظیم کی نوعیت' آئین و دستور' مختلف عہدوں اور فری میسنری کے عملی ماخذوں کے لئے ہے۔ تیسرے باب میں ان کے اندر کی کہانی بیان کی گئی ہے کہ 'لاجوں' میں کیا ہوتا ہے' ان کی درجہ بندی کیا ہے۔ چوتھے باب میں سکاٹش لاج کے درجات 33 ویں ڈگری تک کے عہدوں کی کہانی ہے۔ پانچویں باب میں فری میسنری کا سیاسی کردار زیر بحث لایا گیا ہے اور مختلف ممالک مثلاً انگلستان' امریکہ' فرانس' اٹلی' جرمنی اور روس میں اس کے اثرات پر بحث ہے' دیگر ممالک میں ان کے اثر و نفوذ اور شر انگیزی پر بات کی گئی ہے' مختلف مذاہب پر اس کے بداثرات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

چھٹے باب میں میسنری مخالف تنظیموں کا تذکرہ ہے جو دنیا کے مختلف ممالک میں ان کی ریشہ دوانیوں کے خلاف وجود میں آئیں مثلاً پوپ کے احکامات۔ ساتویں باب میں یہود کے بدنام زمانہ پروٹوکولز پر تفصیلی بحث ہے تو آٹھویں باب میں مسلم ممالک میں فری میسنری کی سرگرمیوں کی تصویر پڑھنے والوں کے سامنے لائی گئی ہے۔ نویں باب میں فری میسنری کی ذیلی تنظیموں کے تعارف پر مبنی ہے جو خدمتِ خلق کی آڑ میں ہر ملک میں یہود کے مقاصد کی تکمیل کرتی ہیں: مثلاً لائینز انٹرنیشنل' روٹری کلب' آغا خان فاؤنڈیشن' متفرق این جی اوز کے چہرے بے نقاب کئے گئے ہیں۔ اور کتاب کے آخر میں انتہائی قیمتی ضمیمہ جات اور کتابیات کا سرمایہ ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اتاترک کو اپنا آئیڈیل کہنے والے اگر 'فری میسنری' کے درج ذیل اقتباسات میں ان کا حقیقی چہرہ دیکھ لیں تو ان کا قبلہ درست ہوسکتا ہے۔

"1932ء میں ایک معروف یہودی مصنف ابراہیم گلانتی نے جو

ینگ ترک انقلاب میں ملوث تھا' اس انقلاب کا پس منظر بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ فری میسنری اس کی قوتِ محرکہ تھی اس نے ترکوں کے دلوں سے مذہب اسلام کو نکالا۔ سوسائٹی آف یونین اینڈ پراگریس (اتحاد و ترقی کمیٹی) میں قروصو (دونمہ خفیہ یہودی) اہم مقام پر فائز تھا۔ وہ اس وفد میں شامل تھا جو 1909ء میں سلطان عبدالحمید کو یہ بتانے گیا تھا کہ اسے تخت سے ہٹا دیا گیا ہے۔ وہ ترک پارلیمنٹ کا ممبر تھا۔ اس بات کو مذہبی طبقے نے بہت ناپسند کیا کہ ایک یہودی سلطان کی معزولی کا پروانہ لے کر گیا۔" (صفحہ 210)

"سالونیکا اور مقدونیہ کی فری میسنری نے سلطان کے اقتدار پر ضرب لگانے کے لئے فوج میں ینگ ترک عناصر کو منظم کیا ...... ینگ ترک قیادت (اتحاد و ترقی کمیٹی) ترکی النسل لوگوں پر مشتمل نہ تھی۔ انور پاشا کا تعلق پولینڈ سے تھا' جاوید بے دونمہ یہودی فرقے کا فرد تھا' قروصو یہودی سالونیکا کا سفاردی یہودی تھا' طلعت پاشا بلغاریہ کے ایک خانہ بدوش قبیلہ سے تھا۔ احمد رضا مخلوط النسل قبیلے کا فرد تھا اور جرمنی کے کامتے مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا تھا......" (فری مسنری' صفحہ 211)

سر آغا خان اول کی سفارش سے ارض فلسطین میں سلطان عبدالحمید سے یہودی بستی کے لئے زمین خریدنے میں ناکامی کے بعد سلطان کا تختہ الٹنے کے لئے کس طرح فری میسنری لاجوں کے توسط سے ینگ ترک تحریک منظم کر کے بغاوت کروائی گئی اور اس کے بعد کمال اتاترک کی سربراہی میں ترکی نے لادینیت کا جو سفر طے کیا اور جس کے بداثرات آج بھی دیکھے جا رہے ہیں' ہر لحاظ سے چشم کشا ہے۔

امریکہ میں یہود نوازی کے جراثیم آج پیدا نہیں ہوئے بلکہ 1789ء سے

1993ء تک 17 امریکی صدور باضابطہ فری میسنری کے رکن رہے ہیں (صفحہ 316 پر مکمل فہرست دی گئی ہے)۔ کابل کے امیر حبیب اللہ کو کنکارڈ لاج کلکتہ میں شمولیت کا دعوت نامہ بتاریخ یکم فروری 1907ء کا عکس صفحہ 318ء پر دعوتِ فکر دے رہا ہے اور ڈسٹرکٹ گرینڈ لاج لاہور کے گرینڈ ماسٹر کا لاہور زون کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے نام تفصیلی خط کہ ہم تو بڑے معصوم' قوم کے خدمتگار لوگ ہیں' ہمارے متعلق کوئی غلط فہمی نہ ہونی چاہئے' صفحہ 321-319 پر دیا گیا ہے۔

'فری میسنری' کا ایک ایک لفظ مصنف کی مومنانہ بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ انہوں نے اپنے ہم وطنوں سے خیر خواہی کا حق ادا کر دیا ہے۔ اب یہ ہم وطنوں کی بصیرت کا امتحان ہے کہ وہ اس محنت سے کیا لیتے ہیں' کیا چھوڑتے ہیں۔

'فری میسنری' کے حاصل مطالعہ کو جب آج کے زمینی حقائق پر منطبق کرتے ہیں تو بغیر کسی ادنی تردد کے یہ بات سامنے آتی ہے کہ حکمران' جو یقیناً ''ینگ'' نہیں ''اولڈ'' ہیں' ملک کو ترکی کے نقوشِ پا پر سیکولرزم کی طرف تیزی سے دھکیل رہے ہیں کہ اپنی مہلتِ زندگی ختم ہونے سے پہلے' وہ اپنی آنکھوں سے کمال اتاترک کے ترکی کی طرح اسلامی جمہوریہ پاکستان کو (معاذ اللہ) سیکولر جمہوریہ پاکستان دیکھ لیں۔ این جی او مافیا سے لئے گئے وزراء ہوں یا امریکہ سے درآمد شدہ یا اپنے ہی ملک کی فوج سے لئے گئے ''محسن'' سب کے سُر ملتے ہیں۔ کبھی جہادی تنظیموں کے کانٹے کھٹکتے ہیں تو کبھی دینی مدارس کی ''بنیاد پرستی'' چبھتی ہے۔ بس نہیں چلتا کہ بے عمل اہل وطن وقت پر دین کے لئے خون کا نذرانہ دینے میں بہت آگے ہیں۔

خدا کرے بشیر احمد صاحب نے جس حب الوطنی سے ''فری میسنری'' لکھی ہے' ہر باشعور پاکستانی اسی جذبہ سے پڑھ کر اپنے دشمن کی چالوں سے' تمام محاذوں کے متعلق آگاہی حاصل کر نیکے بعد اور ازلی دشمن کے خلاف' ہر تعصب پر لعنت بھیج کر سیسہ پلائی دیوار کا جزو بن جائے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان اسلام کا ناقابل تسخیر قلعہ ثابت ہو۔ آمین

☆......☆......☆

خالق نے مخلوق کیلئے سود حرام کیوں کیا؟

ایک پہلو یہ بھی ہے' سود کی تصویر کا!

جب ہم گرد و پیش' سپریم کورٹ کے سود پر تاریخی فیصلے کے سبب' اپنی قوم کے باشعوروں اور دانشمندوں کو شاداں و فرحاں دیکھتے ہیں' اخبارات کے صفحات پر علماء اور دیگر سیاسی مذہبی راہنماؤں کے بیانات پڑھتے ہیں تو اپنی قوم کی عقل و دانش اور سادگی پر تعجب بھی ہوتا ہے اور ہنسی بھی آتی ہے۔

خدانخواستہ ہم سپریم کورٹ کے فیصلے پر کسی ناراضگی کا اظہار نہیں کر رہے۔ سپریم کورٹ ہو یا کوئی دوسرا صاحب ایمان فرد یا ادارہ اگر بارگاہِ رب العزت میں ایمان کے ساتھ حاضری پیش نظر ہوگی تو ہر کسی کا فیصلہ یہی ہوگا۔ اس بنیادی آفاقی فیصلے سے انحراف کرنے والے فکر آخرت سے عاری' ہوس زر میں مبتلا ترقی پسند طبقہ کے متعلقین کے علاوہ اور کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ الحمدللہ یہ فیصلہ بھی قابل تحسین ہے۔

ہماری ہنسی کا سبب یہ ہے کہ عقلمند اور باشعور ہونے کے دعویدار یہ نہیں سمجھ پا رہے کہ سپریم کورٹ سے بہت پہلے' بلکہ ان عقلمندوں اور باشعوروں کی تخلیق سے بھی قبل ان کے خالق نے لوح محفوظ پر' تخلیق کائنات کے ضمن میں جو جزئیات درج فرمائی تھیں انہی میں اولادِ آدم کے لئے سود کو حرام لکھ دیا تھا اور لوح محفوظ کا یہ لکھا ہمیشہ

صاحبِ تکمیلِ دین، محسن انسانیت ﷺ کی وساطت سے کم و بیش ساڑھے چودہ سو سال قبل نصیب ہو گیا تھا۔ خالق کے فیصلہ کے بعد مخلوق سے، صریح قرآنی نص پر فیصلہ طلب کرنا ایمان کی نفی ہے۔

ہمیں ہنسی اس بات پر بھی آتی ہے کہ عقل و دانش کے پتلے، سپریم کورٹ کے فیصلے کو تو یک سر نظر انداز کر دیں، مگر سیشن کورٹ یا ہائی کورٹ کے فیصلے پر جشن منائیں۔ اس بات سے کون ذی ہوش انکار کرے گا کہ سپریم اتھارٹی خالقِ کائنات خود ہیں تو اس کے بعد دوسری اتھارٹی، اسی کے محبوب نبی آخر الزماں ﷺ ہیں اور تیسرے درجے میں اجماعِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اور چوتھے درجے میں آئمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ یوں دیکھا جائے تو ہمارا سپریم کورٹ اس ہستی کے مقابلے میں لوئر کورٹ بھی مشکل سے بنتا ہے۔ اس صورت حال میں باآسانی دیکھا جا سکتا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اس فیصلہ کا مقام کیا ہے۔

آج سائنسی ایجادات کا دور ہے اور مارکیٹ مختلف ایجادات سے بھری پڑی ہے۔ آپ مارکیٹ سے اپنی ضرورت کے مطابق ریڈیو یا ٹی وی سیٹ خریدیں، کمپیوٹر خریدیں یا کسی قسم کی دوسری مشینری، آپ دیکھیں گے کہ ہر چیز کے ڈبے میں ایک کتابِ ہدایت اوپر رکھی ہوئی ملتی ہے۔ رقم خرچ کر کے چیز گھر لانے والا عقلمند، ڈبہ کھولتے ہی کتاب ہدایت لے کر بیٹھ جاتا ہے اور اس وقت تک اس متعلقہ چیز کو ہاتھ نہیں لگاتا جب تک کہ اس کتاب میں درج ہدایات کے مطابق اسے سیٹ نہیں کر لیتا کہ شعوری طور پر اس کا ایمان ہے کہ موجد اور بنانے والے کی ہدایات سے انحراف کر کے اس چیز سے مطلوبہ کام نہیں لیا جا سکتا۔ عقلمندی کا یہی تقاضا ہے، ورنہ معمولی کوتاہی اس چیز کو ہی تباہ کر دے گی۔

اسی عقلمند اور باشعور کے موجد و خالق جل شانہ نے اسے بنانے سے قبل اس

کے ساتھ دی جانے والی کتابِ ہدایت مرتب کر کے اس میں اس انسانی مشین کے استعمال کے ضمن میں انتہائی جزیات تک لکھ دیں اور پھر دنیاوی اشیاء بنانے والوں کی کتب ہدایت (Instruction Book) طرز پر' صرف کتاب تک بات کو محدود نہیں رکھا کہ محض کتاب سے کوئی غلط معنی بھی اخذ کر سکتا ہے' اس نے کتاب کی عملاً تعلیم اور متعلقین کی عملی تربیت کے لئے محسن انسانیت ﷺ کو بھی مقرر فرمایا۔ اور نبی رحمت ﷺ نے تمام تر جزیات پر ہمہ جہت عملی تربیت کا حق ادا کر دیا جو آج بھی مکمل صحت کے ساتھ ہر کسی کے لئے محفوظ ہے۔

خالق کائنات نے سینہ دھرتی پر بسانے کے لئے اولاد آدمؑ کو اشرف المخلوق کے اعزاز کے ساتھ اپنی خلافت ارضی کے لئے چنا اور خلافت کی ذمہ داریاں نبھانے کے لئے نہ صرف ہر دور میں مطلوب راہنمائی کے لئے تحریری ہدایات (کتب مقدسہ) سے نوازا بلکہ کم و بیش سوا لاکھ انتہائی معتبر اور خصوصی چنے گئے شارع کتب (انبیاء علیہم السلام) وضاحت (Interpretations) اور عملی تنفیذ (Implementation) کے لئے نوع انسانی کا مقدر بنائے جو خالق کا انسانیت پر بہت بڑا احسان ہے اور آخری امت پر' ہر احسان سے بڑا احسان یہ کہ اسے سرور دو عالم ﷺ کی امت بنایا۔

عقلمندوں کا اس بات پر کامل اتفاق ہے کہ جو جس چیز کا تخلیق کنندہ ہے وہی اپنی تخلیق کے ہر پہلو پر اتھارٹی ہے اسی کی بات حرفِ آخر اور پتھر پر لکیر ہے اور اس کی بات اگر سمجھ نہ آئے تو قصور اس کا نہیں اپنے عقل و شعور کا ہے۔ اسی کسوٹی پر' اسی اصول کے تحت اگر ہم اپنے خالق کے فرامین کا تجزیہ کریں تو بات یوں سمجھ میں آتی ہے کہ خالق کے فرامین اپنی جگہ اٹل حقیقت ہیں' خدانخواستہ ہماری عقل ان کے حسن و قبح کا احاطہ کرنے میں ناکام رہے تو قصور ہماری فہم و فراست کا ہے' ہماری شخصی کمزوریوں کا ہے۔ فرامین ربانی ہر جھول سے مبرا ہیں اور عملی زندگی کے ہر دور کے لئے ہمہ پہلو قابلِ عمل بھی ہیں اور سکھ کے ضامن بھی ہیں۔

دھرتی کی خوش نصیب ترین مخلوق آج مسلمان ہیں کہ خالق جل شانہ کے فرامین' رسالت مآب ﷺ کی حیات طیبہ کا مکمل ریکارڈ' خلافت راشدہ کے طویل دور کی تاریخ ان کا محفوظ سرمایہ ہے جس میں ہمہ پہلو راہنمائی ہے کسی دوسری قوم کے پاس ایسا سرمایہ نہیں ہے۔ جس قوم کے پاس اللہ تعالیٰ کے فرامین کی عملی تشریح موجود ہو اور اس کی باوجود وہ غیروں' محرف ادیان کے پیروں کے پاس راہنمائی کے لئے جائے تو انہیں عقل کے اندھے سے کم کوئی لقب نہیں دیا جا سکتا۔ ایسے مسلمان کہلوانے والوں کے متعلق تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ :

اغیار سے ڈھونڈتے پھرتے ہیں مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پہ پھیلائے ہیں سائے ہم نے

اللہ رب العزت نے معاش و معیشت پر ہی نہیں عملی زندگی کے ہر پہلو پر مدلل ہدایات سے انسانیت کو نوازا کہ بلاشبہ خالق ہونے کے ناتے یہ اسی ذات کا حق بھی ہے کہ وہ اپنی تخلیق کی خوبیوں خامیوں سے مکمل طور پر آگاہ ہے۔ اس خالق نے انسانیت کو بالعموم اور امت خاتم النبین ﷺ کو بالخصوص سود سے بچنے کا حکم دیا۔ برا کہہ کر محض بچنے کی تلقین نہیں فرمائی بلکہ سود کو حرام قرار دے کر اس میں ملوث ہونے کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا۔

انسان کی سینہ دھرتی پر رہائش کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو بھی ضابطے وضع فرمائے ان پر ذرا غور کریں تو عقل و شعور تسلیم کرتے ہیں کہ خلافت ارضی کا وارث معاشرہ ہمہ پہلو مربوط' محبت و اخوت و مودت پر استوار کیا جانا مطلوب ہے۔ ایسا معاشرہ جس میں احترام آدمیت ہو' احترام اقدار ہو یا دوسرے لفظوں میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے دونوں پلڑے برابر ہوں۔ معاشرتی دیوار کی ہر اینٹ دوسری اینٹ سے جڑی ہوئی ہو اور یوں ہر جڑی اینٹ عمارت کی مضبوطی کی ضامن بن جائے۔

ہر دور کا انسان اس حقیقت پر بھی آگاہ ہے کہ زر یا ہوس زر ہر دور کا فتنہ ہے اور

اس قدر شدید کہ خون کے قریبی رشتے اسی ہوس زر کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔ یہ صورت حال ہمارے مشاہدے میں آتی رہتی ہے۔ اسلام نے اہل ایمان کو خصوصیت سے ہوس زر سے دور رکھنے کے لئے انفاق فی سبیل اللہ پر ابھارا ہے۔ یہ انفاق زکوٰۃ و صدقات لی صورت میں بھی ہے۔ یہ انفاق عشر فصلات کی صورت میں بھی ہے اور غرباء و مساکین وسائلین کو کھانا کھلانے کپڑے پہنانے کی صورت میں بھی ہے اور ضرور تمندوں کو قرض حسنہ دینے پھر قرضہ حسنہ کی وصولی میں نرمی کرنے یا توفیق ہو تو قرض نہ لوٹا سکنے والے کو قرض معاف کرنے کی صورت میں بھی ہے۔ یہ اس لئے کہ اس سے معاشرتی زندگی میں افراد کے درمیان محبت و مودت بڑھتی ہے اور یہی بات خالق کو اپنے خلیفہ ارضی سے مطلوب ہے۔

ہوس زر کو ختم کرنے یا کم کرنے کے ان اقدامات سے معاشرہ میں سکھ سکون اور خوشحالی آتی ہے۔ بعثت نبوی ﷺ کے دور سے خلافتِ راشدہ کے دور تک کی صورت حال کا بغور مطالعہ کریں تو یہ حقائق کھل کر سامنے آتے ہیں کہ ان خطوط پر استوار ہونے کے سبب مالی عدم استحکام کا شکار معاشرہ ہوسِ زر سے پاک ہوا تو اس طرح خوشحالی اس کا مقدر بنی کہ لوگ زکوٰۃ دینے کے لئے مستحقین کی تلاش میں پھرتے تھے اور زکوٰۃ لینے والے نہ ملتے تھے۔

ہوس زر کو مہمیز لگانے والی چیز سود ہے اور اس کی حقیقت کا مکمل ادراک خالق کائنات کو تھا لہذا اس نے اپنے ارضی خلیفہ انسان کے لئے اسے حرام قرار دے دیا اور تاکید فرمائی کہ اس کے قریب نہ پھٹکنا۔ یہ غلاظت ہے۔ اقدار کو پامال کرنے والا عمل ہے۔ سماجی و معاشرتی زندگی میں عملاً دراڑیں ڈالنے والا عمل ہے اور مزید یہاں تک فرما دیا کہ میری ہدایت کو ٹھکرانا میرے اور میرے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ کرنا ہے۔ ہادی برحق ﷺ نے بھی بڑی وضاحت اور بڑے دلائل کے ساتھ امت کو اس فعل بد سے روکا۔

ہم یہاں قرآن و حدیث کے 'بسلسلہ شناعتِ سود' حوالے درج کر کے بنیاد پرستی کے طعنہ کی زد میں آنا نہیں چاہتے' اگرچہ یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ نہ اسلام بنیاد پرست دین ہے اور نہ اسلام کے طرز حیات پر شعور سے عمل کرنے والے بنیاد پرست ہیں کہ اسلام اور مسلمان تو نت نئے تقاضوں سے ہم آہنگ عملی زندگی میں بھرپور کردار ادا کرنے کا نام ہے۔ جو دین مکمل ہو کر قیامت تک ہر گھڑی کے تقاضوں کا ساتھ دینے کی صلاحیت و وسعت رکھتا ہو' وہ بنیاد پرست کیسے ہو سکتا ہے۔ اس جملہ معترضہ کے بعد ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ کو مطمئن کرنے کے لئے 'ان' کی بات آپ کے سامنے رکھیں گے 'جنہوں' نے ثابت کر دیا کہ سود یقیناً زحمت ہے' رحمت نہیں ہے۔

اسلام اگرچہ حضرت آدمؑ سے ہی انسانیت کے لئے طے پایا مگر گمراہوں نے اپنے اپنے دور میں اسے من پسند نام دے کر یہودیت اور عیسائیت یا ہندو اور بدھ مت کے نام سے متعارف کرایا تاآنکہ نبی آخر الزماں ﷺ کی بعث کے ساتھ یہ پھر خالص شکل میں انسانیت کے دکھوں کا مداوابن کر یہ اسلام ہی کے نام سے متعارف ہوا۔ ساڑھے چودہ سو سال قبل متعارف اسلام سے پہلے سینہ دھرتی پر سب سے بڑی فسادی قوم یہود نے اپنے انبیاء کی تعلیم کو یکسر فراموش کر دیا اور من مانی پر اتر آئے۔

یہود کی ہمہ جہت بغاوت کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ ہم دنیا کو اپنے لئے سودی کاروبار سے مسخر کریں گے۔ یہود کے بڑوں نے 929 ق م میں عالمی حکمرانی کے لئے جو منصوبہ بندی کی اور جسے ہر دور کے بڑے یہودی سینے سے لگائے' ہر دور کے تقاضوں کے مطابق اس منصوبہ بندی کی نوک پلک سنوارتے اس کی حفاظت کرتے آئے' سود کے حوالے سے اس کے انکشافات چونکا دینے والے ہی نہیں باشعور مسلمانوں کی نیندیں حرام کرنے والے ہیں۔ نزولِ قرآن سے کم وبیش ساڑھے سولہ سو سال قبل جس خباثت کی بنیاد پر دنیا مسخر کرنے کا یہود نے منصوبہ بنایا تھا خالق نے قرآن حکیم میں اس خباثت کا توڑ اہل ایمان کے سامنے سود کو حرام قرار دے کر' اسے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اعلانِ

جنگ قرار دے کر فرمایا کہ مجھ پر ایمان کا دعویٰ کرنے والے اس زہر سے محفوظ رہیں۔ یہود کی مذکورہ منصوبہ بندی (Protocols) وثائقِ یہودیت کے نام سے مصدقہ دستاویز کی صورت میں آج بھی محفوظ ہے۔ آیئے Protocols میں سود کے کرشمے دیکھتے ہیں:-

"یہودیت کے خفیہ ریکارڈ کی رو سے' 929 ق م سلیمان اور یہودیوں کے سربراہوں نے پرامن عالمی تسخیر کا عملی منصوبہ بنایا۔ تاریخ جوں جوں آگے بڑھتی گئی اس کام میں ملوث افراد نے اس منصوبہ کی جزیات طے کیں جس سے بڑی خاموشی اور امن کے ساتھ یہود کے لئے تسخیر عالم کا یہ منصوبہ شرمندہ تعبیر ہو سکے۔"
(وثائق یہودیت۔ 'اصلاحات' صفحہ 25)

☆ راز کی بات:

"آج ہم اپنے مالیاتی پروگرام کو زیر بحث لائیں گے جسے انتہائی مشکل ہونے کے ناتے ہم نے موخر کر رکھا تھا کہ دراصل یہی امر ہمارے تمام منصوبوں کی جان ہے۔ بات شروع کرنے سے پہلے یہ بتا دوں کہ میں نے آغاز میں اشارۃً اس پروگرام کا ذکر کیا تھا جب میں نے کہا تھا کہ ہماری تمام سرگرمیوں کا محور اعداد و شمار ہیں۔"
(پروٹوکولز' 20-1)

"غیر یہود کے مالیاتی اداروں اور ان کے زعما کے لئے ہم جو اصلاحات کریں گے وہ ایسی شوگر کوٹڈ ہوں گی کہ نہ تو انہیں چونکائیں گی اور نہ ہی انہیں نتائج کا احساس ہوگا۔ غیر یہود نے اپنی حماقتوں سے اپنے مالیاتی امور کو جس طرح الجھا لیا اور بند گلی میں

کھڑے ہو گئے، ہم انہیں اصلاحات کے نام پر یہ راہ سمجھائیں گے۔" (پروٹوکولز 20-27)

☆ شکاری کا جال :

"غیر یہود کو بلا ان کی حقیقی ضرورت کے، قرضوں کی چاٹ لگا کر، ان کی افسر شاہی میں رشوت خوری عام کر کے، انہیں کاہلی اور نااہلی کے غار میں دھکیل کر ہمیں ان سے دوگنا، تین اور چار گنا بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ مال سمیٹنا ہے۔" (پروٹوکولز 21-2)

"ہمارے 'مزاحیہ' ڈرامے کا پردہ ہٹتے ہی یہ حقیقت سب کے سامنے آ جائے گی کہ ہمارے قرض سے بوجھ کم ہونے کے بجائے بڑھتا ہی رہتا ہے۔ یہ سودی بوجھ کم کرنے کے لئے مزید قرضے لینے پڑتے ہیں جن سے نئے قرضے اور نئے سود کا بوجھ بڑھتا ہے اور یوں اصل زر کی ادائیگی تو رہی ایک طرف، صرف سود کی ادائیگی کے لئے عوام کی گاڑھے کی کمائی ٹیکسوں کی زد میں آ جاتی ہے۔ یہ عوامی ٹیکس، قرض اور سود سے بڑھ کر قوم کے لئے اذیت ناک ثابت ہوتے ہیں۔" (پروٹوکولز 21-4)

"غیر یہود نے یہ سوچنے کی کبھی زحمت ہی گوارا نہیں کی کہ وہ جو قرض ہم سے لیتے ہیں اس کی ادائیگی یا اس پر سود کی ادائیگی کے لئے بھی وہ ہم ہی سے قرض لینے پر مجبور ہوتے ہیں، دراصل یہ ہماری منظم سوچ کا عروج ہے جس سے ہم نے غیر یہود حیوانوں کو مسخر کر رکھا ہے۔" (پروٹوکولز 20-36)

☆ سود کا کرشمہ :

"غیر یہود کے ہاں جب تک معاملہ مقامی داخلی قرضوں تک محدود تھا تو بات یوں تھی کہ مال غریب کی جیب سے امراء کی جیبوں میں منتقل ہوتا تھا مگر جب ہم نے اپنے زر خرید ایجنٹوں کے ذریعے غیر ملکی قرضوں کی چاٹ لگائی تو غیر یہود کے تمام تر سرمایہ نے ہماری تجوریوں کی راہ دیکھ لی' یوں کہیئے کہ یہ خارجی قرضوں پر سود کی صورت میں غیر یہود کا خراج ہے جو وہ ہمیں باقاعدگی سے ادا کرنے پر مجبور ہیں۔" (پروٹوکولز' 20-32)

"غیر یہود حکمرانوں کے بناوٹی معیارِ معاملات اور نااہل بے تدبیر وزراء شعور و احساس ذمہ داری سے عاری افسر شاہی اور ان سب کا اقتصادیات کی ابجد سے ناشناس ہونا' سب پہلو مل کر ان ممالک کو ہمارا مقروض بناتے ہیں اور جب ایک بار سودی جال میں پھنس جاتے ہیں تو پھر نکلنا ان کے لئے ناممکن بن جاتا ہے۔"
(پروٹوکولز' 20-33)

"کوئی حکومت اپنے ہی ہاتھوں دم توڑ جائے یا اسکی اندرونی خلفشار اس پر کسی دوسرے کو مسلط کر دے' معاملہ جیسا بھی ہو' یہ ناقابلِ تلافی نقصان ہے اور اب یہ ہماری (حقیقی) قوت ہے۔ سرمایہ پر بلا شرکت غیرے ہمارا کنٹرول ہے' جو جس قدر ہم چاہیں کسی حکومت کو (اپنی شرائط پر) دیں' وہ خوشدلی سے اسے قبول کر لے یا مالی بحران اپنا مقدر بنا لے۔" (پروٹوکولز' 1-8)

"غیر یہود حکومتوں (گوئم) کی سیاسی موت اور غیر ملکی قرضوں کے

بوجھ تلے ہلاکت کی خاطر ہم بہت جلد مختلف شعبہ ہائے حیات میں اپنی اجارہ داریاں قائم کریں گے خصوصاً زر و دولت کے ذخائر پر جو غیر یہود کو لے ڈوبیں گے کہ ان کی قسمتوں کا فیصلہ یہی سونا کرے گا۔" (پروٹوکولز' 6-1)

مالیات پر یہود کی یہ اجارہ داری ورلڈ بنک (World Bank)' آئی ایم ایف (IMF)' لندن اور پیرس کلب جیسے بہت سے اداروں کے ذریعے ہے جنہوں نے آکٹوپس کی طرح ہر حکومت کے مالیاتی نظام کو بے بس کر رکھا ہے۔ سیاسی اجارہ داری کے لئے اقوام متحدہ (UNO) اور اس کی سلامتی کونسل (Security Council) ہے تو صحت پر ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (WHO) کی اجارہ داری ہے۔ تجارت اور مزدور ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (WTO) اور انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن (ILO) سے کنٹرول ہوتے ہیں۔ تعلیم و صحت کے لئے یونیسف (UNISEF) ہے تو زراعت کے لئے ایف اے لو (FAO) کا دستِ قدرت کار فرما ہے۔ سماجی معاشرتی میدان میں لائنز اور روٹری انٹرنیشنل طرز کے سماجی ادارے ہیں۔

☆ قرض کی ری شیڈیولنگ :

"قرض' بالخصوص غیر ملکی قرض کی حقیقت کیا ہے؟ قرض فی الاصل ایسی گارنٹی کا نام ہے جو رقم کے ساتھ سود کی ادائیگی کے لئے لکھی جاتی ہے مثلاً اگر 5 فیصد شرح سود طے ہو تو قرض لینے والا حکمران 20 برس بعد قرض کی اصل رقم کے برابر سود ادا کرے گا (بروقت ادا نہ کر کے ری شیڈیول کرائے تو) 40 سال بعد اسے دوگنا کر لیجئے اور 60 سال ہوں تو تین گنا اور مزے کی بات یہ کہ اصل زر پھر بھی ادا نہیں ہوتا۔" (پروٹوکولز' 20-30)

مذکورہ مختصر بحث کے بعد عقل کی قلیل مقدار ہی یہ سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ انسان کے خالق کا علم اور اس علم کی روشنی میں راہنمائی کس قدر کامل 'اعلیٰ و ارفع ہے۔ جو چیز آج مسلمان حکمرانوں کو یسود کا باجگزار بنا رہی ہے 'جس غلاظت نے معیشت تباہ کی ہے' جس تباہی پر ہر کوئی شاہد ہے 'جس قباحت نے افراد کا' خاندانوں اور اداروں کا' سکھ چین چھین لیا ہے 'اس کے نقصانات پر ساڑھے چودہ سو سال قبل ہمہ جہت مکمل راہنمائی دے دی گئی تھی۔ مگر کس قدر عقل کا اندھاپن ہے کہ خالق پر ایمان کے دعویدار ہی خالق کے فرامین سے بغاوت کے مرتکب ہوئے اور خالق کے باغی ہونے کے ناتے ناک تک دلدل میں دھنس گئے کہ اب سانس لینا مشکل ہے۔ یہ بھول گئے کہ خالق نے مخلوق کے لئے جو چیز بھی طے کی ہے وہ ہر دور کے لئے قابل عمل ہے۔ اگر کہیں مشکل سمجھی جاتی ہے تو انسان کی اپنی کم عقلی سد راہ ہے۔

سؤر حرام ہے مگر جان بچانے کے لئے' جان بچانے کی حد تک کھا لینے کی اجازت خود خالق نے دی مگر سود کھانے کو کسی بھی حالت میں روانہ رکھا گیا کہ یہ معاشرتی اور سماجی غلاظت ہی نہیں اقدار پر اثر انداز ہو کر انسان کو حیوان بنا دینے والی چیز ہے۔ ایک حقیقی دنیوی تجربے سے سود کی تباہی کا یہ پہلو بھی سامنے آیا ہے کہ اگر کسی انسان یا حیوان کے جسم میں بیماری کے سبب کیڑے پڑ جائیں تو چار مسلمہ سود خوروں کا نام کاغذ پر لکھ کر اس کے گلے میں ڈال دیں تو اس کے جسم میں کیڑے ختم ہو جائیں گے (یعنی مر جائیں گے) جس کا جی چاہے تجربہ کرے۔ سود کھانا (لینا دینا) تو رہا ایک طرف' محسنِ انسانیت ﷺ کی زبان مقدس سے یہ لفظ ادا ہوں کہ سود کی دستاویز پر گواہ بننے والا ایسا ہے جیسے اس نے اپنی حقیقی ماں سے ستر بار زنا کا ارتکاب کیا ہو تو آخرت کا شعور رکھنے والا لرز جاتا ہے۔ مگر فکر آخرت سے [illegible] کے لئے یہ شیر مادر ہے۔

وہ یہودی فتنہ گر' وہ روحِ مزدک کا بروز
ہر قبا ہونے کو ہے اس کے جنوں سے تار تار

☆

الحاج مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی کی تحقیق

اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی

اور

پروفیسر رفیع اللہ شہاب کی تحقیق

بہبود آبادی کا اسلامی تصور

تحقیق کے پردہ میں مسلمان کے ایمان پر ڈاکہ

محکمہ بہبود آبادی کا تحریف شدہ آیات والا متنازعہ کیلنڈر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

IN THE NAME OF ALLAH, THE MOST GRACIOUS THE MOST MERCIFU.

CALENDAP 1995-96

ترجمہ انگریزی عبارات کیلنڈر سال ۹۶ - ۹۹۵

ڈیزائن کیلنڈر (تیار کنندگان) پیس کمیونیکیشنز لاہور

خطاطی : حفیظ انجم

تحقیق کنندہ : کے ایم نصراللہ

DESIGNED BY:
PACE Communications
Lahore.

CALLIGRAPHY;
Hafeez Anjum

RESEARCH:
K M Nasrullah

APRIL 1995

FRI		14	28
SAT	1	15	29
SUN	2	16	30
MON	3	17	
TUE	4	18	
WED	5	19	
THU	6	20	
FRI	7	21	
SAT	8	22	
SUN	9	23	
MON	10	24	
TUE	11	25	
WED	12	26	
THU	13	27	

ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به

پارہ ۳ سورۃ البقرۃ آیت ۲۸۶

OUR LORD IMPOSE NOT ON US THAT WHICH WE HAVE NOT STRENGHT TO BEAR.

MAY 1995

FRI		12	26
SAT		13	27
SUN		14	28
MON	1	15	29
TUE	2	16	30
WED	3	17	31
THU	4	18	
FRI	5	19	
SAT	6	20	
SUN	7	21	
MON	8	22	
TUE	9	23	
WED	10	24	
THU	11	25	

JUNE 1995

FRI		9	23
SAT		10	24
SUN		11	25
MON		12	26
TUE		13	27
WED		14	28
THU	1	15	29
FRI	2	16	30
SAT	3	17	
SUN	4	18	
MON	5	19	
TUE	6	20	
WED	7	21	
THU	8	22	

JULY 1995

FRI		14	28
SAT	1	15	29
SUN	2	16	30
MON	3	17	31
TUE	4	18	
WED	5	19	
THU	6	20	
FRI	7	21	
SAT	8	22	
SUN	9	23	
MON	10	24	
TUE	11	25	
WED	12	26	
THU	13	27	

"آیت قرآن میں لفظی تحریف"

AUGUST 1995

FRI		11	25
SAT		12	26
SUN		13	27
MON		14	28
TUE	1	15	29
WED	2	16	30
THU	3	17	31
FRI	4	18	
SAT	5	19	
SUN	6	20	
MON	7	21	
TUE	8	22	
WED	9	23	
THU	10	24	

SEPTEMBER 1995

FRI	1	15	29
SAT	2	16	30
SUN	3	17	
MON	4	18	
TUE	5	19	
WED	6	20	
THU	7	21	
FRI	8	22	
SAT	9	23	
SUN	10	24	
MON	11	25	
TUE	12	26	
WED	13	27	
THU	[illegible]	28	

OCTOBER 1995

FRI		13	27
SAT		14	28
SUN	1	15	29
MON	2	16	30
TUE	3	17	31
WED	4	18	
THU	5	19	
FRI	6	20	
SAT	7	21	
SUN	8	22	
MON	9	23	
TUE	10	24	
WED	11	25	
THU	12	26	

NOVEMBER 1995

FRI		10	24
SAT		11	25
SUN		12	26
MON		13	27
TUE		14	28
WED	1	15	29
THU	2	16	30
FRI	3	17	
SAT	4	18	
SUN	5	19	
MON	6	20	
TUE	7	21	
WED	8	22	
THU	9	23	

پارہ ۲۸ سُورۃ الممتحنۃ آیت ۳

قیامت کے دن نہ تمہارے رشتے ناطے کام آئیں گے اور نہ اولاد

YOUR TIES OF KINDRED AND YOUR CHILDREN WILL AVAIL YOU NAUGHT UPON THE DAY OF RESURRECTION.

واعلموا انما اموالكم واولادكم فتنة وان الله عنده اجر عظيم

پارہ ۹ سُورۃ انفال آیت ۲۸

اور جان رکھو، کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ خدا کے پاس (نیکیوں کا) بڑا ثواب ہے۔

JANUARY 1996

RI		12	26
AT		13	27
UN		14	28
ON	1	15	29
JE	2	16	30
'ED	3	17	31
HU	4	18	
RI	5	19	
AT	6	20	
UN	7	21	
ON	8	22	
JE	9	23	
'ED	10	24	
HU	11	25	

MAN HAS ONLY THAT FOR WHICH HE MAKES EFFORT

پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۳۹

FEBRUARY 1996

RI		9	23
AT		10	24
UN		11	25
ON		12	26
JE		13	27
'ED		14	28
HU	1	15	29
RI	2	16	
AT	3	17	
UN	4	18	
ON	5	19	
UE	6	20	
'ED	7	21	
HU	8	22	

SO LET NOT THEIR RICHES NOR THEIR CHILDREN PLEASE THEE (O MUHAMMAD).
ALLAH THEREBY INTENDS BUT TO PUNISH THEM IN THE LIFE OF THE WORLD AND
THAT THEIR SOULS SHALL PASS AWAY WHILE THEY ARE DISBELIEVERS.

MARCH 1996

RI	1	15	29
SAT	2	16	30
SUN	3	17	31
MON	4	18	
TUE	5	19	
WED	6	20	
THU	7	21	
FRI	8	22	
SAT	9	23	
SUN	10	24	
MON	11	25	
TUE	12	26	
WED	13	27	
THU	14	28	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

ابتدائیہ :

روزمرہ کی عملی زندگی میں ہم اس شخص کو بہت ہی عقلمند تسلیم کرتے ہیں جو کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے سوچ بچار کرے' مشاورت کر لے اور کئے جانے والے کام کے سلسلے میں تمام تر جزیات کے ساتھ مثبت اور منفی پہلوؤں کا جائزہ لے کر قابل عمل منصوبہ بندی کرے اور پھر جب کام کا آغاز ہو تو کی گئی منصوبہ بندی کے مطابق تکمیل کے لئے کوشاں رہے۔

لوگ معمولی مکان کی تعمیر سے لے کر بڑی سطح کے منصوبوں تک کے لئے متعلقہ کام پر مہارت تامہ رکھنے والوں کو تلاش کر کے ان سے نقشے اور رپورٹیں (فیز یبلٹی رپورٹس) زر کثیر کے خرچ سے حاصل کرتے ہیں۔ ان رپورٹوں میں وسائل آمد و خرچ اور مستقبل کے حوالے سے کام کو درست انداز میں چلانے کے لئے تمام تر باتوں کا ذکر ہوتا ہے اور یوں احسن منصوبہ بندی کم و بیش جزو ایمان ٹھہرتی ہے' یہ اس انسان کی سوچ اور منصوبہ بندی ہے' جسے ایک تخلیق کنندہ نے تخلیق کیا اور جس کی اپنے خالق کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اس کائنات کے خالق نے ارض سما میں بے شمار قسم کی تخلیق کی' جس میں سے انتہائی کم کا ہمیں فہم و ادراک نصیب ہے اور بہت کچھ باوجود ترقی کے دعووں کے ہم سے او جھل ہے۔ سچ کہا جائے تو ابھی تک اپنی ذات سے متعلق بھی ہمیں حقیقی علم نہیں ہے مثلاً" زندگی کس چیز کا نام ہے؟ نیند کیا ہے؟؟ جبلتیں کس طرح پیدا ہوئی ہیں۔ ہم علم کی اعلیٰ انتہاؤں تک بزعم خویش پہنچنے کے باوجود ٹامک ٹوئیاں مارتے دیکھے جاتے ہیں اور علم الیقین کی دولت ہمارا مقدر نہیں ہے بلکہ ہم اپنے جسم کی ساخت پر بھی مکمل غور نہیں کر پائے۔

خالق کائنات کے متعلق "ہم عقلمندوں" کا گمان ہی نہیں فیصلہ یہ ہے کہ اس نے تخلیق کائنات' بلا کسی منصوبہ بندی (Planning and Feasibility) الل ٹپ کر ڈالی ہے' خصوصاً" تخلیق انسان کے لئے تو اس کا نظام قابل توجہ ہے کہ پیدائش کا سلسلہ ڈھیلا چھوڑنے کے نتائج جب سامنے آئے' تو قرآن میں اہل ایمان کو اس سے باز رہنے کی تلقین کرنا پڑی' نتائج بد اور عواقب سے دور رکھنے کے لئے تنبیہات کا سہارا لینا پڑا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خالق نے اپنے آپ کو رب العالمین کی صفت سے متعارف کرایا مگر وہ بہبود آبادی کا کام "معیاری" نہ رکھ سکا' تاآنکہ یو۔ این۔ او' آئی ایم ایف اور ان کے ذیلی اداروں کی سرپرستی میں' ملت مسلمہ کو' (غیر المغضوب' کا ذکر کرنے والوں کو) مغضوبین کی سرپرستی میں' خصوصاً" اسلامی جمہوریہ پاکستان میں' بہبود آبادی کے

لئے "عالمی بہبود" کے ان اداروں کی امداد سے' محکمہ بہبود آبادی قائم کرنا پڑا' جو کبھی محکمہ خاندانی منصوبہ بندی تھا اور آج پرانے شکاریوں کے نئے جال کی طرح بہبود آبادی ہے' ریڈیو' ٹی وی پر بہبود آبادی کے اشتہارات نوجوان نسل کی بہبود کی خاطر جو کچھ آج دے رہے ہیں ماضی میں انسانیت کو کبھی میسر نہ آ سکا تھا' یہاں تک کہ قرآن کریم سے راہنمائی بھی۔ آج معصوم بچے والدین سے معنی پوچھتے ہیں تو "گنوار" "جاہل" اور "بنیاد پرست" منہ پھیر لیتے ہیں اور اس سبب اولاد کا تجسس مزید بڑھ جاتا ہے۔ شاید کچھ روشن خیال گھرانے اس موضوع پر باہم لطف اندوز ہوتے ہوں گے۔

ملک کی وزیر اعظم صاحبہ بھری مجلس میں (بہبود آبادی کانفرنس میں خطاب کے دوران) گزشتہ تیس سالہ محنت کے اکارت جانے کا برملا اقرار کر چکی ہیں کہ اس محکمہ پر اربوں روپیہ خرچ ہوا مگر نتائج ڈھاک کے تین پات ہی رہے۔ محکمہ کو مزید مستعدی سے کام کا حکم دیا گیا ہے۔ وزیر اعظم صاحبہ' بہبود آبادی کے بنیادی نعرہ' بڑھتی آبادی وسائل کو ہڑپ کر رہی ہے' کے برعکس' بیرونی سرمایہ کاری کے فیوض و برکات بیان کرتے ہوئے' ٹی وی پر قوم کے نام اپنے خطاب کے دوران اس حقیقت کو بھی واشگاف الفاظ میں تسلیم کر چکی ہیں کہ پاکستان میں بے پناہ وسائل ہیں۔ (جن کی لوٹ کے لئے غیر ملکی یہاں سرمایہ کاری کرنے آئے ہیں اور پاکستان کی بڑھتی آبادی کے سبب شبہ ہے کہ ان وسائل پر پلنے والے گدھوں کا حصہ کم رہ جائے گا) بیرونی سرمایہ کار ان وسائل کو پاکستانی قوم کے لئے خیروبرکت کا ذریعہ بنانے کے لئے اربوں کی سرمایہ کاری کر رہے ہیں (اور ان لائنز شیر لے جانے میں ان کو مکمل آزادی ہو گی)۔ یہ وہ کم وسائل ہیں جن کو پاکستان کی بڑھتی آبادی سے شدید خطرہ لاحق ہے۔

حکومت کے پراپیگنڈے اور وسائل کے ضمن میں اس کھلے تضاد کو' بین الاقوامی مالیاتی اداروں کی محنت اور مدد کے تناظر میں سمجھنے کے لئے عقل و دانش کی وزنی مقدار کی ضرورت نہیں ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی یا بہبود آبادی کے نام پر مدد دینے والے ممالک اور ادارے اگر کثرت آبادی کو فی الواقعہ مصیبت سمجھتے ہیں تو ان کے اپنے یورپی یا غیر مسلم ممالک میں اس امداد کے سوتے کیوں نہیں پھوٹتے۔ صرف مسلم ممالک کی کثیر آبادی سے وسائل کو خطرہ کیوں ہے؟

ہم اختصار کے ساتھ یہاں بطور ثبوت ایک مغربی عیسائی کا حقیقت پر مبنی بیان نقل کرتے ہیں جو ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔

> "سرب کہتے ہیں' ہم اسلام کو روک رہے ہیں"۔ کے زیر عنوان' بوسنیا کی خود ساختہ سرب حکومت کے وزیر اطلاعات ویلبر آسٹو جک کہتے ہیں' "یورپ کے عیسائی لوگ ہمارے خلاف کیوں ہیں؟ ہم تو ان کی محافظت کر رہے ہیں۔" "اسلام ہر جگہ پھل پھول رہا ہے۔ عیسائی لبنان اور سائپرس پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ آرمینا کو ختم کر دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کے پاس مالیات ہے' ایک نظریہ ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بڑھتی

ہوئی آبادی ہے" "...... اس نے اعداد و شمار بتاتے ہوئے کہا کہ اونچی شرح پیدائش مسلمانوں کو 2000 تک بوسنیا کا اکثریتی گروہ بنا دے گی"۔ (رائٹر ۔ ڈان ۱۳-۸-۹۲)

(یہی خطرہ غیر مسلم اقوام کو ہے جس کے سبب مسلم ممالک میں خاندانی منصوبہ بندی پر زور ہے' امداد دی جا رہی ہے۔)

محکمہ بہبود آبادی حکومت پنجاب کا شائع کردہ کیلنڈر برائے سال 96-1995ء ہمارے سامنے ہے جو قرآنی آیات سے مزین ہے بہبود آبادی کے حق میں قرآنی فیوض و برکات اور تعلیمات و تنبیہات کے لئے آیات قرآنی پر "تحقیقی کام" کسی نصراللہ خان کی علمی کاوش کا ثمر ہے۔ بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ نصراللہ خان نے اپنے نام اور اپنے کام پر نظر نہ رکھی۔

رب العزت کے' قرآن حکیم کی حفاظت اپنے ذمہ لے لینے کے بعد' کہ "ہم نے اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے" لفظی تحریف کا راستہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا گذشتہ ساڑھے چودہ سو برس کا طویل سفر اس پر گواہ ہے مگر معنوی' تفسیری تحریف کے دروازے کھولنے والے بدبخت مختلف ادوار میں پیدا ہوتے رہے مثلاً" قادیانی طرز کے لوگ۔

خالق نے' آدم علیہ السلام سے جس انسان کی تخلیق کا آغاز فرمایا تھا اور جس کی انتہا قیامت سے لمحہ قبل پیدا ہونے والے انسان پر ہو گی' اس تخلیق کی دنیوی زندگی کے لئے اسے دوسری ہر طرح کی مخلوق کی زندگیوں کے بقا و فنا کے تقاضوں کے ساتھ مربوط کر کے' اپنے لئے رب العالمین کا صفاتی نام اپنایا' جس کے معنی ہیں "اپنی مخلوق کی پرورش' بہبود و بھلائی کا ضامن" جسے ہم صرف پالنے والا اور پرورش کنندہ کا ہلکا سا نام دے کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے اسے رب مان لیا ہے۔

تخلیق کائنات سے آج تک رب العالمین ہی اپنی مسلم' غیر مسلم اور دہریہ وغیرہ ہر قسم کی مخلوق کو پال رہا ہے مگر یکایک اس کی مخلوق ہی کے کچھ دانشوروں کی آنکھ کھل گئی' "عقل و بصیرت" کا سیلاب امڈ آیا کہ انہوں نے اس دھرتی پر کثرت آبادی کے اژدہا کو وسائل ہڑپ کرتے دیکھ لیا اور اب ان کے ہاتھ پاؤں پھولے جا رہے' اس غم میں دبلے ہو رہے ہیں اور ان دانشوروں میں سے جو بدقسمتی سے مسلم گھرانوں میں پیدا ہو گئے' وہ بڑی عرق ریزی سے قرآنی آیات ڈھونڈ ڈھونڈ کر ملت مسلمہ کے سامنے لا رہے ہیں' کہ وہ کثرت آبادی کے عفریت سے محفوظ رہے۔ نصراللہ صاحب کی شاہکار تحقیق ملاحظہ ہو' جو اسی عرق ریزی کا نتیجہ ہے۔ مذکورہ کیلنڈر پر مندرجہ ذیل ۱۲ "آیات" لکھی گئی ہیں۔

☆ یایھاالذین امنوا لاتلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولٓئک ھم الخاسرون ○ (المنافقون-۹)

"مومنو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں خدا کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ خسارے والوں میں سے ہو گا"۔

۱۔ ☆ والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعتہ ○
(البقرہ۔۲۳۳)
"اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو پوری مدت تک
دودھ پلانا چاہے"۔

۲۔ ☆ لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم یوم القیامۃ ○ (الممتحنہ ۔ ۳)
"قیامت کے دن نہ تمہارے رشتے ناطے کام آئیں گے اور نہ ہی اولاد"۔

۴۔ ☆ وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ○ (شوریٰ ۔ ۳۰)
"اور جو مصیبت تم پر واقع ہوتی ہے سو تمہارے فعلوں سے ہے"۔

۵۔ ☆ واعلموا انما اموالکم و اولادکم فتنۃ و ان اللہ عندہ اجر عظیم ○ (الانفال ۔ ۲۸)
"اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ خدا کے پاس (نیکیوں) کا بڑا ثواب ہے"۔

۶۔ ☆ لیس للانسان الا ماسعیٰ ○ (النجم ۔ ۳۹)
"انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے"۔

۷۔ ☆ فلا تعجبک اموالھم و اولادھم انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوۃ الدنیا و
تزھق انفسھم وھم کافرون ○ (التوبہ ۔ ۵۵)
"اے محمد! تم کفار کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کرنا خدا چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے دنیا کی زندگی میں
ان کو عذاب دے اور جب انؑ کی جان نکلے تو یہ کافر ہوں"۔

۸۔ ☆ وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا زلفیٰ ○ (السبا ۔ ۳۷)
"اور تمہارا مال اور اولاد ایسی چیز نہیں کہ تم کو ہمارا مقرب بنا دیں"۔

۹۔ ☆ وتکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ و ماالحیوۃ الدنیا
الامتاع الغرور ○ (الحدید ۔ ۲۰)
"اور مال اور اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب کی مثال ایسی ہے جیسے بارش، کسانوں کو اس سے اُ
کھیتی بھلی لگتی ہے یہ دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے"۔

۱۰۔ ☆ ولیستعفف الذین لایجدون نکاحا" حتی یغنیھم اللہ من فضلہ ○ (النور ۔ ۳۳)
"اور جن کو بیاہ کا مقدور نہ ہو وہ پاک دامنی کو اختیار کئے رہیں یہاں تک کہ خدا ان کو اپنے فضل سے
غنی کر دے"۔

۱۱۔ ☆ ان اللہ لایغیر مابقوم حتیٰ یغیروا مابانفسھم ○ (الرعد ۔ ۱۱)
"خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی، نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا"۔

۱۲۔ ☆ ربنا ولا تحملنا مالا طاقۃ لنابہ ○ (البقرہ ۔ ۲۸۶)
"اے پروردگار ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو"۔

کثرت اولاد کی "مصیبت" سے محفوظ رکھنے کے لئے خدائی تعلیمات آپ نے ملاحظہ فرمائیں۔ بلاشبہ قوم کو جناب نصراللہ خان صاحب اور محکمہ بہبود آبادی کا "احسان مند" ہونا چاہیے کہ انہوں نے بڑی محنت سے مسلمانوں کو یہ سمجھایا ہے کہ ان کے خالق نے مال اور اولاد دونوں کو ہی پسند نہیں کیا اور "خدائی تعلیمات" کو چھوڑ کر جو کوئی "زیادہ اولاد پیدا کرے گا" وہ خود ہی اس کا "وبال" بھگتے گا اور بندے کو ہر لحہ یہ دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اے پروردگار! ہم پر اتنا بوجھ (اولاد کا) نہ ڈال جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو۔

حکومت کے ادنے سے اعلی ملازم اپنے لئے تو قدم قدم منصوبہ بنائیں اور ان کے خالق نے انہیں کسی منصوبہ کے بغیر پیدا کر دیا ہو' کس قدر عقل سے عاری سوچ ہے' حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ خالق نے انسان کی تخلیق سے لاکھوں سال قبل وسائل پیدا کئے اور وسائل کے استحکام کے بعد حضرت انسان دنیا میں تشریف لایا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزیر اعظم' پاکستان میں بے پناہ وسائل کا نہ صرف یہ کہ اعتراف کر چکی ہیں بلکہ پاکستان کے عوام کے گھروں تک ان وسائل کو پہنچانے کے خاطر (کہ پاکستانی قوم اپنے وسائل سے خود استفادہ کرنے کی "اہل" نہیں ہے) انہوں نے غیروں کو سرمایہ کاری کے لئے دعوت دی ہے۔ (یا اپنی قوم کے منہ سے لقمہ چھین کر غیر ملکی حقیقی آقاؤں کی جھولی بھرنے کی سعی کی ہے کہ اقتدار کو استحکام ملے یا اس بہانے کمشن کی "نعمت" سوئیزرلینڈ قیام کے لئے مددگار بنے۔ قیام پاکستان سے آج تک یہ نعمت کمشن کم و بیش سبھی کا مقدر بنتی رہی ہے)۔ بہبود آبادی والوں کے دلائل' جو ان کے لٹریچر' ریڈیو اور ٹی وی کے اشتہارات کی روشنی میں سمجھ آتے ہیں' یوں کہے جا سکتے ہیں۔

ا ☆ وسائل دن بدن کم ہوتے جا رہے ہیں اور آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

ب ☆ کثرت اولاد سے ماں کی صحت اور باپ کی معیشت تباہ ہو رہی۔ جسمانی اور نفسیاتی بیماریاں دن بدن بڑھ رہی ہیں۔

ج ☆ کثرت اولاد تعلیم کے راستے کی رکاوٹ ہے اور تعلیم نہ ہونے سے جرائم معاشرے میں بڑھ رہے ہیں بے روزگاری بڑھی رہی ہے۔ مذکورہ مسائل و مشکلات کا حل محکمہ بہبود آبادی کے فلسفہ علم و تحقیق کے مطابق یہ ہے کہ :۔

ا ☆ رضاکارانہ' مرد اور عورت اپریشن کر کے مزید اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ختم کر دیں اور بچے دو ہی اچھے پر اکتفا کریں۔

ب ☆ مرد' عورت اولاد میں خاطر خواہ وقفہ کے لئے مانع حمل ادویات اور کنڈوم وغیرہ استعمال کریں۔ وغیرہ وغیرہ۔

مذکورہ دلائل کا بوداپن تو سامنے ہے ہی کہ یہ عقلمند منصوبہ بندی کریں اور جو حقیقی پیدا کرنے والا' عقل کل ہے' اس نے بلا منصوبہ بندی' انہیں مستقبل کی منصوبہ بندی کے لئے پیدا کر دیا ہے۔ رہے ان کے

منصوبہ کے مطابق تدارک کے طور طریقے' تو پاکستان کا ہر ذی شعور شہری گواہ ہے کہ ان حربوں سے فحاشی' بدمعاشی اور بے حیائی بڑھی ہے۔ اخلاقی ' سماجی اقدار کی موت واقع ہوئی ہے' مگر کسی پیدا ہونے والے کی پیدائش کو کوئی روک نہیں سکا۔ منصوبہ بندی کے داعیوں اور امداد دینے والوں کی پہلی خواہش اور کوشش بھی مسلمان قوم سے' اس کا اخلاقی و سماجی اقدار کا سرمایہ چھین کر بدمعاشی اور فحاشی اسکی جھولی میں ڈالنا ہے' کہ یہ کسی سطح پر بھی ان کے مذموم مقاصد کے حصول میں خطرہ نہ بنے اور ہر کوئی کھلی آنکھ سے دیکھ رہا ہے کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب و کامران ہیں۔ کہاں ہیں وہ اقدار جو ہمیں مذہب و اخلاق کے حوالے سے ورثہ میں ملی تھیں؟ آج ہماری اقدار وہ ہیں جو ٹی وی ' ڈش وغیرہ سے مل رہی ہیں۔

"خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں" کے مصداق ہماری حالت عملاً یہ ہے کہ اپنے صاحب ایمان ہونے کے اقرار کے باوجود' تابع تعلیمات قرآن ہونے کے بجائے' ہم نے قرآن کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کے لئے سعی و جہد پر توجہ دے رکھی ہے' جس کی مثال محکمہ بہبود آبادی کے کیلنڈر پر قرآنی آیات ہیں' جو اسلامی تعلیمات سے محبت رکھنے والوں کو گمراہ کرنے کے لئے چنی گئی ہیں اور یہ قرآن پاک کی کھلی معنوی اور تفسیری تحریف ہے۔

قرآن پاک ایمان لانے والوں کی زندگیوں میں سماجی عزو شرف اور معاشی استحکام کا ضامن بن کر آیا تھا اور عملاً" یہ ایمان لانے والوں کا مقدر بنا' جس پر تاریخ شاہد ہے اور خلافت راشدہ کے کم و بیش چالیس سالہ دور کی درخشندگی ہر جھول سے پاک ہے۔ اب اسی قرآن کا نام لے کر ہم اہل ایمان کو مختلف نوعیتوں کے خوف سے ڈراتے ہیں۔ قرآن حکیم میں مذکورہ 12 آیات کے علاوہ بھی بے شمار آیات ہیں' جو خاندانی منصوبہ بندی کے ہوے کی جڑ کاٹتی ہیں' مثلاً" ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم و ایاکم ان قتلھم کان خطا" کبیرا" ○ (اپنی اولاد کو تنگدستی کے خوف سے قتل نہ کرنا ہم انہیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی' بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے) (الاسرا - ۳۵) اللہ رب العزت نے تو یہ بھی فرمایا۔ ان الذین قالو ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ ○ "جن لوگوں نے کہا اللہ ہمارا پرورش کنندہ ہے اور (یقین و ایمان) کے ساتھ اپنی بات کے پکے ثابت ہوئے ان پر ہم نے فرشتے اتارے (اس خوشخبری کے ساتھ کہ ہم دنیا میں بھی تمہارے حامی و سرپرست ہیں اور آخرت میں بھی سرپرست و ولی ہونگے)"

جس قرآن حکیم سے محقق بہبود آبادی نے اپنے حق میں آیات کا انتخاب فرمایا ہے' اسی قرآن کی سورۃ انعام کی آیت 152 ملاحظہ فرمائیے۔ ولاتقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم و ایاھم (اپنی اولاد کو مفلسی کے سبب قتل نہ کرو ہم انہیں اور تمہیں سب کو رزق دیں گے)۔ ہم کیسے مسلمان ہیں کہ کسی بھی انسان کی یا بنک کی گارنٹی پر تو ہمارا دل جمتا ہے' مگر دل کو اطمینان نہیں' تو خالق و مالک کی گارنٹی پر' جس کی نوازشات' ہم میں سے ہر ایک اپنی زندگی کی "آج" تک تجربہ کر چکا ہے۔ خوف ہے تو اپنے "کل" کے لئے اپنی اولاد کے کل کے لئے اور دعوی ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سچی اور مستحکم محبت کا۔ کیا

ایسے دعوی ایمان میں کچھ بھی وزن ہے؟ کیا دنیا کا کوئی شخص اپنے لئے ایسے دعوی محبت کو قبول کر لے گا اگر نہیں اور یقیناً" نہیں' تو پھر کیا ہم اپنے خالق کو دھوکہ دیتے ہیں یا اپنی ذات کو!

مذکورہ تفصیل کے بعد اب ہم بہبود آبادی کے حق میں لائی گئی قرآنی آیات پر گفتگو کر کے یہ ثابت کریں گے کہ ان آیات کو سیاق و سباق سے الگ کر کے غلط مقصد براری کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور یوں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی سعی کی ہے مقام افسوس ہے کہ علماء کے پاس محاکے کے لئے وقت نہیں ہے جس سے فائدہ اٹھا کر عامتہ الناس کو قرآن و حدیث کے نام پر گمراہ کرنے والے کھل کھیل رہے ہیں۔ انا للله و انا الیه راجعون۔

ا۔ ☆☆ سورۃ بقرہ کی آیت 233' والوالدت یرضعن اولاد ھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعة ○ "اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلانا چاہے" کو خاندانی منصوبہ بندی میں وقفہ اولاد کے لئے (دو سال تک دودھ پلانے کو) بطور قرآنی دلیل استعمال کیا ہے جو صریحاً" غلط استدلال ہے کہ یہ آیت جس کا نصف حصہ محقق نے چھوڑ دیا ہے فی الواقعہ کسی عورت کے بیوہ یا طلاق یافتہ ہو جانے کے بعد اس کے ہاں بچے کی ولادت یا بچے کی ولادت کے ابتدائی ایام میں طلاق ہونے پر' بچے کے تحفظ کی خاطر (پالنے والے رب کا) ایک حکم ہے یوں اصلاً" اس کی زد بہبود آبادی پر پڑتی ہے کہ پیدا کرنے والا ہی حقیقی پالنے والا ہے' وسائل مہیا کرنے والا ہے' ہم تو اپنی کم علمی' کم فہمی اور کمزوری ایمان کے سبب وسائل کی کمی اور آبادی کی بڑھوتری سے خائف ہیں۔

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے معروف مصری مفسر سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں "دودھ پیتے بچے کے سلسلے میں ماں پر ایک فرض ہے' یہ فرض خود اللہ تعالی نے اس پر عائد کیا اور اسے ماں کی فطرت اور اس کی محبت پر --- جسے بعض اوقات میاں بیوی کے اختلافات خراب کر دیتے ہیں' نہیں چھوڑا ہے۔ اللہ تعالی لوگوں سے ان کی اپنی ذات سے زیادہ محبت کرنے والا اور ان کے والدین سے زیادہ ان پر مہربان ہے' اسی لئے وہ بچہ کے سلسلے میں ماں پر ذمہ داری ڈالتا ہے کہ وہ اسے پورے دو سال دودھ پلائے! اللہ سبحانہ و تعالی جانتا ہے کہ صحت اور نفسیات کے تمام پہلوؤں کے پیش نظر' یہ بچے کے لئے ایک مثالی مدت ہے۔ صحت اور نفسیات کی تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دو سال کی مدت صحت اور نفسیات کے پہلو سے بچے کی نشوونما کے لئے ضروری مدت ہے ...." (فی ظلال القران تفسیر آیت 233' صفحہ 612)

۲۔ ☆☆ سورہ بقرہ ہی کی آیت 286' ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنابه ○ "اے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں ہے" بھی مسلم گھرانوں کو اولاد کے بوجھ سے محفوظ رکھنے کے لئے محقق سامنے لائے ہیں اور انتہائی بدیانتی اور بدنیتی کے ساتھ آیت کا صرف مختصر حصہ لکھا ہے جو کھلی تحریف قرآن ہے کیونکہ پوری آیت 286 لکھ کر وہ مقصد براری نہ کر سکتے تھے۔ مکمل آیت کا آغاز ہی قابل توجہ

ہے لایکلف اللہ نفسا الا و سعھا لھا ماکسبت و علیھا ماکتسبت ربنا ولاتحمل علینا اصرا" کماحملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا مالا طاقۃ لنابہ واعف عنا' واغفرلنا' وارحمنا' انت مولنا' فانصرنا علی القوم الکافرین ○ "اللہ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اتنا ہی جس قدر اس کی طاقت ہو۔ اسی کے لئے ہیں وہ نیک کام جو اس نے کئے اور اسی پر ہے وبال ان برے کاموں کا جو اس نے کئے۔ اے ہمارے رب! ہم سے مواخذہ نہ کر' اگر ہم سے کچھ بھول چوک ہو جائے۔ اے ہمارے رب! ہم پر بوجھ نہ ڈال جس طرح تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب! ہم پر آزمائشوں کا وہ بوجھ نہ ڈال جس کو برداشت کرنے کی ہم میں طاقت نہ ہو' ہم سے درگزر کر' ہم پر رحم و کرم فرما' تو ہمارا کارساز مولیٰ ہے' تو اہل کفر کے مقابلے میں ہمیں فتح و نصرت دے"۔

بصیرت اور عقل و شعور کی معمولی سی مقدار کے ساتھ بھی' اگر کوئی ایمان کی سلامتی کا طلبگار' مذکورہ دعا پر توجہ دے گا تو اس میں سے بہبود آبادی کی روایتی ضرورت کی تکمیل میں کچھ دستیاب ہونے کے بجائے اسے تقویت ایمان کی دولت ملے گی کہ ہمارا رب ہم سے زیادہ ہمارا خیر خواہ ہونے کے ناطے' ہماری ہمت سے بڑھ کر ہم پر بوجھ نہ ڈالتا ہے اور نہ کبھی ڈالے گا مگر اس کے باوجود اسی کی سکھائی ہوئی دعا کرتے رہنا بھی نافع ہے کہ ہمارے رب ہماری طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالنا۔ یہ دعا جس سورۃ کا اختتام ہے اس میں بنی اسرائیل کو چارج شیٹ کیا گیا ہے۔ اہل ایمان کو بتایا گیا ہے کہ نافرمانی پر کیسا بوجھ ان کا مقدر بنا تھا۔ سورۃ بقرہ کے آغاز سے انجام تک اگر کہیں بھی بہبود آبادی کے موجودہ مروجہ لوازم کا ذکر ہوتا ہے تو کہا جا سکتا تھا کہ اختتام پر بندے کو تاکیداً" یہ دعا سکھائی گئی کہ وہ اولاد کے بوجھ سے بچے۔

۳۔ ☆☆ سورۃ الانفال کی آیت 28' واعلموا انما اموالکم و اولادکم فتنۃ وان اللہ عندہ اجر عظیم ○ "اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ (بڑی آزمائش) ہے اور یہ کہ اللہ ہی کے پاس اجر عظیم ہے" سورۃ انفال غزوہ بدر کے بعد نازل شدہ سورہ ہے جس میں غنیمت کے ضمن میں اہل ایمان کے اندر کچھ جزبز کی کیفیت نبی اکرم ﷺ کے سامنے آئی۔ رب العزت نے اصلاح احوال کے لئے فوراً" نوٹس لیا۔ اس سورہ میں اہل ایمان کو اپنی صفیں مستحکم رکھنے' باہمی تعلقات کی اصلاح اور اطاعت رسول ﷺ کے تقاضے پورے کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔

مذکورہ تقاضے بطریق احسن پورے کرنے میں جو محبتیں حائل ہو سکتی تھیں' مثلاً" مال اور اولاد کی محبت' ان کا ذکر بالتخصیص فرمایا گیا کہ دین کے تقاضے پورے کرنے میں کبھی مال رکاوٹ کا سبب بنتا ہے تو کبھی اولاد کی محبت غلط راستہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ چنانچہ اہل ایمان کو متوجہ کیا گیا۔

مال کمانے کی کوئی حد نہ قرآن نے مقرر کی اور نہ ہی کوئی تحدید زبان رسالت ﷺ سے سنی گئی البتہ یہ امر مسلمہ ہے کہ فرض عبادات کی ادائیگی کے بعد حصول رزق حلال کی سعی و جہد بھی عبادت ہے۔ پابندی ہے تو حرام ذرائع سے بچ کر حلال ذرائع بروئے کار لانا اور حلال ذرائع سے ہی خرچ کرنے کی۔ لہٰذا کسی

طرح بھی مال غیر مطلوب نہیں ہے۔ بعینہ اسی طرح اولاد کی پیدائش کی اللہ نے قرآن میں حد مقرر نہیں فرمائی کہ بچے دو ہی اچھے وغیرہ۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ معروف فرمان کم و بیش ہر مسلمان جانتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا' "محشر میں میں اپنی امت کی کثرت پر فخر کرونگا"۔ قادر مطلق نے قرآن میں جگہ جگہ اپنے "پالنہار" ہونے پر زور دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ کے فعل عزل پر فرمایا' "تم جو کچھ کرو' آنے والی روح کو نہ روک سکو گے" (مفہوم)

۴۔ ☆☆ سورۃ توبہ کی آیت 55' فلا تعجبک اموالهم و اولادهم انما يريد الله ليعذبهم بها في الحيوة الدنيا و تزهق انفسهم وهم كافرون ○ "پس تم ان کے اموال و اولاد کو کچھ وقعت نہ دو اللہ تو بس یہ چاہتا ہے کہ یہ چیزیں ان کے لئے اس دنیا کی زندگی میں موجب عذاب بنیں۔ اور ان کی جانیں حالت کفر میں نکلیں"۔ سے استدلال کر کے محکمہ بہبود آبادی' عامتہ الناس کو یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ کثرت اولاد کو خود خالق و مالک نے عذاب کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ [illegible] حکیم کی تفسیری تحریف ہے۔ سورۃ التوبہ' جہاں سے یہ آیت لی گئی ہے' رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ منافقین مدینہ کے رویوں پر روشنی ڈالتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی خواہش تھی کہ منافقین کھلے دل و دماغ کے ساتھ' ایمان کے کھرے پن کے ساتھ' اسلام کی صفوں میں داخل ہوں اور یوں ان کے اموال اور اولادیں' دین حنیف کی سربلندی کا حصہ بن جائیں۔ یہ خواہش رسالت تھی' اور خالق دونوں طرف کے دلوں کے بھید جانتا تھا۔

رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ سے فرمایا کہ تم ان کے اموال اور اولاد کو کچھ وقعت نہ دو' تم دیکھ لوگے کہ یہ ان کے لئے موجب عذاب ہونگے اور یہ سب حالت کفر میں مریں گے۔ اس سیاق سباق میں اس بات کی کہاں گنجائش ہے کہ اہل ایمان کی اولاد اور ان کے اموال بھی عذاب کا سبب ثابت ہونگے' جنہیں رب العزت نے اپنا انعام قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اموال اور اولاد کو قرب الہی اور رضائے الہی کے حصول کا ذریعہ قرار دیا' اطاعت کی شرط کے ساتھ' نیک اولاد کے حصول کے لئے' حلال وسائل رزق کی فراوانی کے لئے' اپنے امتیوں کو دعائیں سکھائیں۔ ربنا اتنا في الدنيا حسنة و في الاخرة حسنة ○

۵۔ ☆☆ سورۃ الرعد کی آیت ان الله لايغير مابقوم حتى يغيروا مابانفسهم ○ "اللہ تعالی کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنی حالت نہ بدلے" یہ بھی ادھورا استدلال ہے کہ قوم کو سعی و جہد کا درس دیا گیا ہے نہ کہ تحدید آبادی کا حکم۔ خالق کائنات نے تو اپنی مخلوق کے سامنے ایک مسلمہ اصول رکھا ہے کہ میری مدد و نصرت مشروط ہے' تمہاری انفرادی اور اجتماعی مثبت سعی و جہد کے ساتھ' ورنہ ہر شے اکارت جائے گی۔

اس آیت کریمہ میں سے کسی پہلو بھی یہ مطلب نہیں نکلتا کہ قوم اگر کم بچے پیدا کر کے (حالانکہ اٹل حقیقت کی رو سے پیدائش کسی انسان کے اپنے بس میں ہے ہی نہیں) اپنی حالت بدلنے پر آمادہ نہ ہو گی تو اللہ

تعالیٰ بھی اس کی حالت نہیں بدلے گا۔ بچے کم ہونگے تو لازما" خوشحالی ہو گی۔ امر واقع یہ ہے کہ کم اولاد نہ خوشحالی کی ضمانت ہے اور نہ معیاری تعلیم و تربیت کی۔ دونوں چیزوں کے لوازم بہت کچھ اور ہیں بشرطیکہ ہم شعور کے ساتھ جاننا چاہیں۔ اور یہ مسلمہ حقیقت گردوپیش دیکھی جا رہی ہے۔

۶۔ ☆☆ سورۃ النور کی آیت 33' ولیستعفف الذین لایجدون نکاحا" حتیٰ یغنیھم اللہ من فضلہ ○ "اور جو نکاح کا موقعہ نہ پائیں انہیں چاہیے کہ عفت مابی اختیار کریں یہاں تک کہ (نکاح کے لئے) اللہ ان کو غنی کر دے" کا مطلب براری کے لئے انتخاب بھی محل نظر ہے۔ سیاق و سباق سے اس آیت کو دیکھا جائے تو سورۃ النور میں عائلی زندگی سے متعلقہ احکامات ہیں۔ یہاں مجرو (بے نکاح) لوگوں کے نکاح کو معاشرتی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے جیسا کہ اس سے پہلی آیت ثابت کرتی ہے "تم میں سے جو لوگ مجرو ہوں اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کر دیا کرو' اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا۔ اللہ بڑی وسعت والا اور علیم ہے" اس کے بعد یہ کیلنڈر میں دی گئی آیت آتی ہے کہ "جو نکاح کا موقعہ نہ پائیں ....." اور یہ بھی نامکمل نقل کی گئی ہے جو سراسر زیادتی ہے' تحریف ہے۔

بہبود آبادی کے حوالے سے اس آیت پر اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان عرض کرنا کافی ہے' رحمت اللعالمین ﷺ نے فرمایا "نوجوانو! تم میں سے جو شخص شادی کر سکتا ہو اسے کر لینی چاہیے کہ یہ بدنظری سے بچانے اور عفت قائم رکھنے کا بڑا ذریعہ ہے' اور جو استطاعت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے کہ روزہ آدمی کی طبیعت کا جوش ٹھنڈا کرتا ہے" اس آیت سے شادی کا عدم جواز یا تاخیری حربے ثابت نہیں ہیں آج کے دور کے جرائد و رسائل' ہلکا پھلکا ادب' ریڈیو اور ٹی وی کے پروگرام جنہیں وی سی آر اور ڈش نے سہ آتشہ بنایا ہے اور جس کے عملاً" ہم شاہد ہیں' عفت مابی کا ماحول کسے دیتے ہیں۔ یہ تو کسی کو بیچ منجدھار دھکا دے کر اس سے جسم و لباس کو خشک رکھنے کے بھونڈے اور مضحکہ خیز مطالبے کے مترادف ہے۔

۷۔ ☆☆ سورۃ السباء کی آیت 37' وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنازلفیٰ ○ "اور تمہارا مال اور تمہاری اولاد ایسی چیز نہیں کہ تم کو ہمارا مقرب بنا دے"۔ بدترین تحریف ہے کہ مکمل آیت نقل نہیں کی گئی' مکمل آیت یوں ہے کہ عند نازلفیٰ کے بعد الامن امن و عمل صالحا" فاولٰک لھم جزاء الضعف بماعملوا وھم فی الغرفات امنون ○ "ہاں مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے یہی لوگ ہیں جن کے عمل کی دوہری جزا ہے اور وہ بلند و بالا عمارتوں میں اطمینان سے رہیں گے"۔

نصراللہ خان صاحب نے محکمہ بہبود آبادی سے چند ٹکوں کو "حلال" کرنے کے لئے جس طرح قرآنی تعلیمات کا مذاق اڑایا ہے وہ قابل مذمت ہے۔ اگر وہ ایمان کے ساتھ مرنا پسند کریں تو انہیں تجدید ایمان کی طرف پلٹنا چاہیے۔ مکمل آیت تو مال اور اولاد کو جنت کی خوشخبری بتا رہی ہے اور یہ محقق اسے قرب الٰہی سے دوری بتا رہے ہیں ان کی عقل کا ماتم کیا جائے یا ان محترم علما کرام پر آنسو بہائے جائیں جنہیں ایسی ہرزیات پر

متوجہ ہونے اور قوم کو آگاہ کرنے کی فرصت نہیں ہے۔

۸۔ ☆ ☆ سورۃ الشوریٰ کی آیت 30' وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ○ "اور جو مصیبت تم پر آتی ہے سو تمہارے فعلوں سے ہے"۔ اس آیت کو نقل کرتے ہوئے بھی' ویعفوا عن کثیرہ "اور بہت سے قصوروں سے وہ ویسے ہی درگزر کر جاتا ہے" آخری حصہ حذف کر دیا گیا ہے تا کہ لوگوں کو خوف زدہ کیا جا سکے' حالانکہ رحمٰن و رحیم رب نے اپنی کتاب میں اور مزید اپنے حبیب ﷺ کے ذریعے' امت مسلمہ کو ہمیشہ خوشخبری سے نوازا ہے اور مذکورہ تنبیہہ تو نافرمانوں کے لئے ہے۔ بہبود آبادی والوں نے بیوی سے مقاربت کو یہاں اپنے ہاتھ سے مصیبت سمیٹنے کا نام دیا ہے جبکہ نبی رحمت ﷺ نے بیوی سے مقاربت کو صدقہ فرمایا۔ اس عنوان پر آپ ﷺ کے بے شمار فرامین گواہ ہیں علما اس بات پر متفق ہیں کہ یہ خبر نافرمانوں کے لئے ہے۔ اللہ کے فرمانبرداروں کے لئے تو مصیبت' اللہ کی سنت کے مطابق آزمائش بن کر' درجات کی بلندی اور گناہوں سے صفائی کا ذریعہ ہوتی ہے۔ ولنبلونکم بشئی من الخوف .... ○

۹۔ ☆ ☆ سورۃ الحدید کی آیت 20 سے' وتکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور ○ "اور مال اور اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب کی مثال ایسی ہے جیسے بارش کہ اس سے اگی ہوئی کھیتی بھلی لگتی ہے۔ یہ دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے" محقق نصراللہ خان نے یہاں بھی آیت مقدسہ کو نقل کرتے ہوئے تحریف کی ہے۔ مکمل آیت کو نقل نہیں کیا بلکہ درمیانی حصہ جان بوجھ کر نظر انداز کر کے' آخری حصہ کو پہلے حصہ کے ساتھ ملا کر مطلب براری کے لئے استعمال کیا اور یوں ملت مسلمہ کو قرآنی آیات کے حوالے سے دھوکہ دینے کا ارتکاب کیا جو ملکی قانون کی نظر میں بھی قابل گرفت ہے۔ مکمل آیت یوں ہے۔ اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب ولھو و زینۃ و تفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم یھیج فتر مصفرا ثم یکون حطاما" وفی الاخرۃ عذاب شدید و مغفرۃ من اللہ و رضوان و ما الحیوۃ الدنیا الامتاع الغرور ○ "خوب جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی اور ظاہری ٹیپ ٹاپ ہے اور تمہارا ایک دوسرے پر فخر جتانا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بارش ہو گئی تو اس سے پیدا ہونے والی نباتات کو دیکھ کر کاشت کار خوش ہو گئے پھر وہی کھیتی پک جاتی ہے اور تم دیکھتے ہو کہ زرد ہو گئی پھر وہ بھس بن کر رہ جاتی ہے۔ اس کے برعکس آخرت وہ جگہ ہے جہاں سخت عذاب ہے اور اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی ہے دنیا کی زندگی ایک دھوکے کی ٹٹی کے سوا کچھ نہیں ہے"۔ یہ تحریف کی بدترین مثال ہے۔

محقق نصراللہ خان کا تحقیقی چناؤ' آیت کو کثرت مال و اولاد کی حوصلہ شکنی کے لئے استعمال کرتا ہے' جبکہ عملاً یہ آیت دنیا کی بے ثباتی کے مقابلے میں آخرت کی حقیقی زندگی کے تصور کو محکم ثابت کرنے کے ساتھ' منفی کردار کے لئے (تفاخر جتانے) جہنم' اور مثبت کردار کے لئے جنت کی خوشخبری دیتی ہے۔

۱۰۔ ☆☆ سورۃ النجم کی آیت 39' لیس للانسان الا ماسعیٰ ○ "انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے"۔ محکمہ بہبود آبادی نے اس آیت کو اپنے مطلب کے لئے مختص جانا کہ کثرت اولاد والوں کا اپنا کیا دھرا ہوتا ہے جو وہ بھگتے ہیں حالانکہ سورۃ نجم میں جہاں یہ آیت آئی ہے' وہاں پہلے انبیاء کی سعی و جہد کا ذکر ہے۔ اللہ تعالی نے اپنی تخلیق کی عظمت کا ذکر فرمایا اور پھر یہ فرمایا کہ "کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا .... اور یہ کہ انسان کے لئے کچھ نہیں مگر وہ یعنی جس کے لئے اس نے کوشش کی ہے" یعنی بھلائی کے لئے کوشش کی' تو اس کا پھل اس کا مقدر ہو گا' شر کے لئے محنت کی' تو اس کے ثمرات اس کی جھولی میں ہونگے' اور یہ بات عملی زندگی میں ہمہ جہت دیکھی جا سکتی ہے' کسی مخصوص زاویہ نظر سے اس آیت کو دیکھنا بصیرت سے عاری ہونے کی دلیل ہے۔

۱۱۔ ☆☆ سورۃ الممتحنہ کی آیت نمبر3' لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم یوم القیامۃ ○ "قیامت کے دن نہ تو رشتے ناطے کام آئیں گے اور نہ اولاد" آیت نقل کرتے یہاں بھی محقق نے ڈنڈی ماری کہ حضرت انسان کو رشتہ داری اور اولاد جیسی نعمت سے متنفر کرنے کے لئے یہی حصہ فائدہ مند ہے تاکہ آدمی یہ سوچے کہ جو رشتے اور جو اولاد آخرت میں میرے کسی کام نہ آئے گی اس کے لئے میں اپنے دل میں محبت کیوں رکھوں؟ یہ بھی تحریف ہے۔

اصل آیت یوں ہے لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم یوم القیامتہ یفصل بینکم واللہ بما تعملون بصیر ○ "قیامت کے دن نہ تمہاری رشتہ داریاں کسی کام آئینگی' نہ تمہاری اولاد' اس روز اللہ تمہارے درمیاں جدائی ڈال دیگا اور وہی تمہارے اعمال کا دیکھنے والا ہے" یہ آیات جس سیاق و سباق میں نازل ہوئیں اس کو جاننے کے بعد کوئی عقل کا اندھا ہی خاندانی منصوبہ بندی کے حق میں اس سے استدلال کریگا۔ زمانہ نزول کے وقت' دعوت اسلامی کے آغاز میں' اسلام قبول کرنے والے نفوس قدسیہ کی رشتہ داریاں تقسیم ہو چکی تھیں۔ آدھا گھر مسلمان ہے تو آدھا مشرک' باپ مسلمان ہے تو بیٹا کافر' (حضرت ابوبکرؓ میدان بدر میں عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ مشرک کے سامنے تھے) بیٹا مسلمان ہے تو باپ کافر' ان رشتوں کو ایک لمحہ کے اندر کاٹنا جہاں کچھ کے نزدیک آسان تھا وہاں بہتوں کے نزدیک مشکل بھی تھا۔ یہ آیت ان مشرک رشتہ داروں اور اولادوں کے سلسلے میں وضاحت ہے جسے خاندانی منصوبہ بندی نے چرا لیا۔

قرآن و حدیث کے علم سے محبت رکھنے والا کم علم بھی اس حقیقت سے بخوبی واقف ہے کہ اسلام نے قرابتداری اور اولاد کے حقوق کو کس قدر اہمیت دی ہے بلکہ ایک ایک رشتہ کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے اولاد کے ' والدین کی شفاعت کا ذریعہ بننے پر' اقوال نبوت کس کی نظر سے اوجھل ہیں!

۱۲۔ ☆☆ سورۃ المنافقون کی آیت 9' یایھا الذین امنوا لاتلھکم اموالکم ولا اولاد کم عن ذکر للہ ومن یفعل ذلک فاولٰئک ھم الخاسرون ○ "مومنو! تمہارا مال اور تمہاری اولاد تم کو خدا کی یاد سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کریگا تو وہ خسارے والوں میں شامل ہو گا" یہ سورۃ جس دور اور جن حالات میں نازل ہوئی وہ

مختصراً" یوں کہے جا سکتے ہیں کہ راسخ العقیدہ اہل ایمان کی تعداد کم تھی اور کم تربیت یافتہ مسلمان زیادہ تھے اور وہ ہر لحہ مدینہ کے منافقین کی زد میں رہتے تھے رب العزت نے اپنے بندوں کی عمومی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے اہل ایمان کو جس نصیحت سے نوازا اس کا یہاں آغاز اس بات سے فرمایا کہ بالعموم مال اور اولاد' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین پر عمل کی راہ میں حائل ہوتے ہیں لہٰذا اس میں محتاط رہو۔

اگر کثرت مال یا کثرت اولاد' اہل ایمان کے لئے خطرے کی لٹکتی تلوار ہوتی' تو خالق کے لئے قرآن حکیم میں منجملہ دوسرے تفصیلی عائلی احکامات کے' اس بات کی بھی وضاحت فرمانا مشکل نہ تھا کہ دیکھو اپنی اولاد کو اس حد سے آگے نہ بڑھنے دینا۔ یہ اس لئے نہیں ہوا' کہ خالق (اولاد کا حقیقی پیدا کنندہ) وہ خود ہے' رب (حقیقی پرورش کنندہ) وہ خود ہے' اور کائنات کے تمام تر وسائل' جن کی عملی زندگی میں انسان کو ضرورت ہو سکتی ہے' کا مالک بھی وہ خود ہے۔ (تمام تر وسائل بھی اسی نے پیدا کئے ہیں)۔ اس لئے اس وضاحت کی ضرورت ہی نہ تھی۔

مذکورہ تجزیہ ہر ذی شعور کے سامنے ہے خود فیصلہ کر لیں کہ خاندانی منصوبہ بندی کو قرآن سے ثابت کرنے کی انتہائی دیدہ دلیری سے کس قدر بھونڈی کوشش کی گئی ہے آخر میں رب کے' بندے کی پرورش کے ذمے ضمانت پر' نبی اکرم ﷺ کا فرمان درج کر کے بات ختم کرتے ہیں' اس دعا کے ساتھ کہ: "شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات"

> "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے کوئی شخص اپنے حصہ کا مکمل رزق لئے بغیر نہیں مرے گا۔ پس تم خدا سے ڈرو اور اس سے اچھی چیز مانگو۔ رزق کی کمی (یا کمی خوف) تمہیں گناہ (حرام طریقہ سے حصول) میں مبتلا نہ کر دے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کی اطاعت کے بغیر نہیں مل سکتا۔ وہ قلم توڑ دیئے گئے جن سے رزق لکھا تھا اور وہ کتب اٹھالی گئیں جن پر رزق لکھا گیا ہے (اب نہ دانہ کم کیا جا سکتا ہے نہ ہی زیادہ)"۔

تم اسے بے گانہ رکھو عالمِ کردار سے
تا بساطِ زندگی میں اس کے سب مہرے ہوں مات!
خیر اسی میں ہے قیامت تک رہے مومن غلام
چھوڑ کر اوروں کی خاطر یہ جہانِ بے ثبات

☆

"اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی"

جعفر شاہ پھلواروی

(محکمہ بہبود آبادی۔ کیلنڈر پر تحریف قرآن کے بعد)

مو۔ ، الحاج شاہ محمد جعفر پھلواروی کی کتاب "اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی" یکے از مطبوعات فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن آف پاکستان' 3 اے ٹمپل روڈ لاہور' ہمارے سامنے ہے' جس کے اندرونی ٹائیٹل پر مصنف کے نام کے نیچے لکھا ہے "جس میں قرآن' حدیث اور فقہ کی روشنی میں خاندانی منصوبہ بندی کی حقیقت وضاحت سے بیان کی گئی ہے"۔

قرآن و حدیث یا فقہ پر بات کرنے کی حقیقی صلاحیت رکھنے والے علماء اور طلبا آج تک اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن حکیم کی پہلی تفسیر قرآنی آیات ہی سے معتبر ہے اور اگر متعلقہ آیت کے کوئی واضح معنی متعین کرنے کے لئے دوسری آیت نہ مل سکے تو فرامین رسالت مآب ﷺ کا سہارا لیا جائے یعنی قرآن کو حدیث سے سمجھا جائے۔

کسی حدیث کے معنی متعین کرنے کے لئے بھی اس عنوان پر قرآن کی راہنمائی یا اسی عنوان پر رسول اکرمؐ کے فرامین کو سامنے رکھ کر ہی فیصلہ کن انداز میں بات کی جا سکتی ہے اور فقہ بھی مرہون منت ہے قرآن و حدیث کی۔ قرآن و حدیث پر بات کرنے کے لئے یہ کوئی سند (اتھارٹی) نہیں ہے کہ کہنے والا چونکہ مصری ہے اور مصر میں جامع ازھر ہے لہٰذا اس کی بات وزنی ہے۔

قرآن پاک کے حوالے سے ایک بات بڑی معروف ہے اور اس میں بہت حد تک صداقت بھی ہے کہ قرآن نازل تو ہوا خطہ عرب میں' پڑھنے (قرات) کا حق ادا کیا خطہ مصر کے قراء نے' اور سمجھنے' عمل کرنے' احترام کرنے کا حق ادا کیا عجمیوں نے' اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عرب یا مصر میں قرآن فہمی پر کام ہوا ہی نہیں یا عمل سرے سے مفقود ہے۔ الحمد اللہ ۔ت کچھ ہے مگر عجم کے مقابلے میں یقیناً" کم ہے۔

مذکورہ کسوٹی پر جب مولانا الحاج محمد ۔فر شاہ پھلواروی کی کتاب "اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی" کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ پوری طرح جہل مرکب نظر آتی ہے۔ معنف اگر واقعی اس کتاب کے مصنف ہیں (ہمارا حسن ظن ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے کسی بزر جمہر نے خود اوٹ پٹانگ لکھ کر ان سے منسوب کیا ہے) تو قرآن ۔ حدیث کے حقیقی علم سے کورے ہی نہیں' اپنی عاقبت سے بھی بے پروا ہیں کہ چند سکوں کے عوض دین لو فروخت کرنے کے مجرم ہیں۔ فرمان الہیٰ ہے "ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا" (البقرہ ۴۱)

اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی میں قرآن و حدیث سے ایسے بودے استدلال کئے ہیں کہ علم اور عقل

منہ چھپاتے پھر رہے ہیں اس وقت مکمل کتاب کا محاکمہ ہمارے پیش نظر نہیں ہے بلکہ نمونہ مشتے از خروارے کے مصداق بعض قبیح غلطیوں کی نشاندہی کرنا ہے تاکہ عامتہ الناس' خاندانی منصوبہ بندی کے لئے کم از کم قرآن و حدیث کی تحریف سے محفوظ رہیں۔ جنہیں عمل کرنا ہے وہ سائنسی بیداری کے حوالے سے کریں' دین و ایمان کا تقاضا سمجھ کر نہ کریں۔

سب سے پہلے ہم قرآن حکیم کے حوالے سے کی گئی تحقیق آپ کے سامنے لاتے ہیں تاکہ آپ کو ان کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو جائے۔ "اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی" صفحہ 33 پر باب 6 میں تحریر ہے۔

> "اس مسئلے پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم کا فیصلہ کیا ہے؟ ہمارے اس کتابچے کا سب سے اہم حصہ یہی ہے۔ اس لئے کہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں اپنے قیاسی فیصلوں سے پہلے یہی دیکھنا چاہیے کہ قرآن و سنت خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق کیا فیصلہ دیتے ہیں۔ جہاں تک قرآن کا تعلق ہے ایک آیت بھی ایسی نہیں ملتی جس میں ضبط اولاد کی ممانعت کی گئی ہو۔ لے دے کے صرف ایک آیت لاتقلوا لولادکم خشیة املاق .... الخ پیش کی جاتی ہے جس کا شافی جواب ہم ابھی باب نمبر 5 میں دے چکے ہیں۔ اب رہی سنت' تو اس کے کثیر شواہد سے ضبط تولید (بصورت عزل) کی اجازت اور جواز ثابت ہے"

پیشتر اس کے کہ ہم مذکورہ اقتباس پر کچھ عرض کریں' اس میں جس شافی جواب کا ذکر ہے وہ بھی انہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمایئے۔

> "کیا اس کا شمار قتل اولاد میں ہو سکتا ہے؟ ضبط ولادت کے خلاف دلیل دیتے ہوئے قرآن کا یہ حکم اکثر پیش کیا جاتا ہے کہ ولا تقتلو لولاد کم خشیة املاق نحن نرزقہم و ایاکم ان قتلہم کان خطا کبیرا۶ (۱۷'۳۱) دلیل یہ دی جاتی ہے کہ جو لوگ ضبط ولادت کے لئے مادہ تولید کو ضائع کرتے ہیں اور اسے اولاد بننے کا موقع ہی نہیں دیتے' وہ گویا اپنی اولاد کو خود اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیتے ہیں۔ بہت خوب!
>
> ایک شاعر کا شعر ہے
>
> "نگس کو باغ میں جانے نہ دینا۔ کہ ناحق خون پروانے کا ہو گا"....
>
> مادہ تولید کے ضائع کرنے کو قتل اولاد کسی طرح بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے کہ:۔

۱ ☆ جراثیم حیات اولاد نہیں ہوتے' وہ صرف تخم حیات ہوتے ہیں جن کے متعلق اولاد بننے کی صرف امید ہوتی ہے .....

۲ ☆ اگر تخم حیات کے اولاد بننے کی امید ہو بھی تو جب تک زندہ اولاد نہ بن چکے' اس وقت تک وہ اولاد نہیں کہی جائے گی۔ ہر درخت کا بیج درخت بننے کی صلاحیت رکھتا ہے' لیکن ایک بیج کے ضائع کرنے والے پر یہ الزام نہیں لگایا جا سکتا کہ اس نے پورا درخت برباد کر دیا۔ ہر مرغی کے انڈے میں مرغی بننے کی صلاحیت ہوتی ہے لیکن انڈا ضائع کرنے والے سے مرغی کا تاوان نہیں لیا جا سکتا.....(وغیرہ وغیرہ)(باب5'صفحہ25'26)

آیئے اب پھلواروی صاحب کی قرآن و سنت سے متعلق بصیرت کا علمی جائزہ لیتے ہیں اور قرآن و سنت سے ان کی محبت کو پرکھتے ہیں ان کا یہ استدال کہ قرآن میں سرے سے ضبط ولادت کی ممانعت ہے ہی میں' قرآنی بصیرت کی کمی کا ثبوت ہے۔ یہ کسی مومن کی سوچ نہیں ہے۔ خالق و مالک کا ہر باشعور بندہ اس بات کو یوں بیان کرے گا کہ قرآن پاک میں کوئی ایک آیت بھی ضبط ولادت کے حق میں نازل نہیں ہوئی۔ اور اس کی ممانعت میں اہل نظر کے لئے بہت کچھ موجود ہے' جسے کور چشم نہیں پا سکتے یا وہ جن کے پاپی پیٹ کے تقاضے' قرآنی تعلیم کو سمجھنے میں سدراہ ہیں۔

سب سے بڑھ کر مصنف کا انداز تخاطب' قرآن اور صاحب قرآن کے حوالہ سے گستاخانہ ہے'گویا خالق اور اس کی آخری کتاب' مکمل و مدلل کتاب کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ کسی عام مصنف کی تصنیف پر تبصرہ فرما رہے ہیں اور وہ بھی انتہائی غیر سنجیدہ لہجے میں' بقول ان کے' ان کے کتابچے (اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی) کا سب سے اہم حصہ یہی (قرآن و سنت کے حوالے سے جواز مہیا کرنا) ہے۔

جس کسوٹی کا اوپر ہم نے ذکر کیا ہے کہ قرآن کو قرآن سے یا احادیث نبوی صلعم سے ہی حقیقی روح کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے اس کی رو سے' مندرجہ ذیل آیات بہبود آبادی کے حامیوں کے نقطہ ہائے نظر کا تار پود بکھیرنے کے لئے کافی ہیں۔

۱ ☆ واذاتولی سعی فی الارض لیفسد فیھا و یھلک الحرث و النسل (۲-۲۰۵) اور

جب صاحب اختیار ہوا تو اس نے زمین میں فساد پھیلانے اور کھیتی اور نسل کو ہلاک کرنے کی تدبیریں کیں۔

۲ ☆ ولاتقتلوا اولادکم خشة املاق نحن نرزقھم و ایاکم ان قتلھم کان خطا" کبیرا" (بنی اسرائیل - ۳۱) تم اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ان کو رزق دینے والے بھی ہم ہی ہیں اور تم کو بھی' ان کو قتل کرنا بہت بڑی خطا ہے۔

۳ ☆ قدخسر الذین قتلوا اولادھم سفھا" بغیر علم و حرموا مارزقھم الله افتراء

علی اللہ (انعام ۱۴) وہ لوگ گھاٹے میں پڑ گئے جنھوں نے اپنی اولاد کو نادانی سے بغیر سوچے سمجھے قتل کیا اور اس نعمت کو جو اللہ نے ان کو عطا کی تھی۔ اللہ پر افترا باندھ کر اپنے اوپر حرام کر لیا۔

مذکورہ آیت نمبر3 کی تفسیر میں قدیم مفسرین نے اگرچہ یہی بیان کرنے تک اپنے آپ کو محدود رکھا کہ "وہ حلال غذاؤں کو اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں" مگر اللہ تعالیٰ نے،جس کا علم' ان تمام چیزوں پر حاوی ہے جو ہو چکی ہیں یا ہونے والی ہیں' ایسے وسیع المعانی الفاظ استعمال فرمائے ہیں جو ہر دور کے مسائل کے حل میں راہنمائی مہیا کریں' لغت اور محاورے کے اعتبار سے رزق' صرف سامان خوراک ہی کے لئے مستعمل نہیں ہے بلکہ اس کا اطلاق ہر عنایت و نعمت خداوندی پر ہوتا ہے جس مین اولاد کا عطیہ بھی شامل ہے اور چونکہ یہاں قتل اولاد کے ذکر کے بعد ہی تحریم رزق بیان ہوا ہے جس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ جس طرح وہ لوگ خسارے میں ہیں جو اولاد کو پیدا ہونے کے بعد قتل کر دیتے ہیں اسی طرح وہ لوگ بھی خسارے میں ہیں جو اولاد کی پیدائش ہی کو اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں۔

۴ ☆ ولاتقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم و ایاھم (انعام - ۱۵۶) اپنی الواد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو ہم تمہیں اور انہیں بھی رزق دیں گے۔

ان آیات پر نظر ڈالنے کے بعد کوئی شعور و بصیرت سے دیوالیہ قرار پانے والا ہی یہ دعوی کر سکتا ہے کہ قرآن میں کسی جگہ ضبط ولادت کی ممانعت نہیں ہے۔ آئندہ سطور میں ہم انشاء اللہ تعالیٰ فرمان رسول صلعم کی تائید بھی پیش کریں گے تاکہ کسی کے لئے قرآن و سنت سے ضبط ولادت ثابت کرنے کی گنجائش باقی نہ رہے مگر پہلے' مصنف کے ایک اور قرآنی استدلال کا تجزیہ ضروری ہے۔

> "حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ اور حضرت سعید بن مسیب کا مسلک (نمبر۱) میں بحوالہ المغنی گذر چکا ہے یہاں ان کا ایک استدلال بھی سن لیجئے جو ان دونوں بزرگوں نے آیت قرآنی سے کیا ہے الفاظ قرآنی یہ ہیں نساؤکم حرث لکم فاتواحرثکم ان شئتم (۲-۲۲۳) عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں جاؤ (عبداللہؓ بن عباسؓ اس آیت کے یہ معنی بتاتے ہیں کہ شوہر چاہے تو عزل کرے اور چاہے تو نہ کرے) یہی تفسیر سعیدؒ بن مسیب سے بھی منقول ہے بلکہ عبداللہؓ بن عمرؓ بھی اسی آیت سے جواز عزل کا استدلال فرماتے ہیں" (اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی - صفحہ ۵۰-۵۱)

جس طرح قرآن پاک میں ضبط ولادت کے حق میں کوئی لفظ' کوئی آیت نہیں ہے بعینہ اسی طرح قرآن کریم میں عزل کرنے یا نہ کرنے پر کوئی آیت نازل نہیں ہوئی اور اگر کوئی شخص بعض بزرگوں کا نام لے کر عام مسلمانوں کو دھوکہ دے تو وہ اس دھرتی پر بدترین شخص ہے۔ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر223 کی شان

نزول پر احادیث کا ذخیرہ گواہ ہے جس کی روشنی میں اسے عزل کے فعل کے ساتھ منتھی کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ ہاں اگر قرآن حکیم میں کوئی بھی آیت عزل کے بارے میں نازل ہوئی ہوتی تو سوچ کا یہ پہلو بھی نکل سکتا تھا۔

تفسیر ابن کثیر صفحہ 88، 89 اور 90 پر مکمل تفصیل جو چاہے دیکھ کر خود فیصلہ کر لے کہ جعفر شاہ پھلواروی نے قرآن کی تفسیر میں کس قدر ڈنڈی ماری ہے اس آیت کے حوالے سے کسی ایک روایت میں بھی عزل کا ذکر نہیں ہے آیت کی شان نزول میں دو باتیں زیادہ وزنی بیان کی جاتی ہیں۔

۱ ☆ "بخاری شریف میں ہے کہ یہود کہتے تھے کہ جب عورت سے مجامعت سامنے رخ کر کے نہ کی جائے اور حمل ٹھر جائے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اس کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی"۔ (ابن کثیر صفحہ ۸۸ کالم ۲)

۲ ☆ "مسند احمد میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے رسول ﷺ سے کہا کہ حضورؐ میں تو ہلاک ہو گیا آپ صلعم نے پوچھا کیا بات ہے؟ کہا میں نے رات کو اپنی سواری الٹی کر دی۔ آپ صلعم نے کچھ جواب نہ دیا۔ اسی وقت یہ آیت (نساؤ کم حرث لکم ....) نازل ہوئی اور آپؐ نے فرمایا سامنے سے آ، پیچھے سے آ، اختیار ہے لیکن پاخانہ کی جگہ نہ آ، یا حالت حیض میں نہ آ" (ابن کثیر صفحہ ۸۹)

اب آیئے اس آیت کی حضرت ابن عباسؓ سے منسوب تفسیر عزل کی طرف، مندرجہ ذیل روایات اس عنوان پر کافی ہیں۔

"حضرت مجاہد فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے قرآن شریف سیکھا اول سے آخر تک انہیں سنایا، ایک ایک آیت کی تفسیر اور مطلب پوچھا اس آیت پر پہنچ کر جب میں نے اس کا مطلب پوچھا تو انہوں نے یہی بیان کیا۔ (حضرت عمرؓ کے سوال پر نزول آیت) (ابن کثیر صفحہ ۸۹ کالم ۲)"۔ (کسی جگہ عزل کا ذکر نہیں ہے۔)

"ابن عمرؓ کا وہم یہ تھا (معمول یہ تھا) بعض روایتوں میں ہے کہ آپ قرآن پڑھتے ہوئے کسی سے بولتے چالتے نہ تھے لیکن ایک دن تلاوت کرتے ہوئے جب اس آیت تک پہنچے تو اپنے شاگرد حضرت نافعؒ سے فرمایا، جانتے ہو یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی؟ انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ عورتوں کی دوسری جگہ کی وطی کے بارے میں اتری ہے۔ (عزل

کا کوئی ذکر نہیں ہے) (صفحہ ۸۹ کالم ۲)

"حضرت ابن عباسؓ سے ایک شخص یہ مسئلہ پوچھتا ہے تو آپ فرماتے ہیں' کیا تو کفر کرنے کی بابت سوال کرتا ہے۔ ایک شخص نے آکر کہا کہ میں نے "انی شئتم" کا مطلب یہ سمجھا ہے اور میں نے اس پر عمل کیا تو آپ ناراض ہوئے اسے برا بھلا کہا اور فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ خواہ کھڑے ہو کر' خواہ بیٹھ کر' خواہ چت' خواہ پٹ' جگہ وہی ایک ہو" (اس میں بھی کہیں عزل کا ذکر نہیں ہے)۔ (ابن کثیر صفحہ ۹۰ کالم ۱)

قرآن حکیم سے' ممانعت ضبط ولادت پر بات کے بعد معلم قرآن کا ایک فرمان پیش کرتے ہیں' جس نبی رحمت صلعم کے بارے میں خود قرآن' اہل ایمان کو حکم دیتا ہے کہ وما اتکم الرسول فخذوہ..... رسول جو دے اسے لے لو' یا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ "رسول ﷺ تمہارے لئے بہترین نمونہ ہیں" رحمت اللعالمین ﷺ نے فرمایا۔

☆ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم "رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم بہت پیار کرنے والی' زیادہ بچے جننے والی سے شادی کرو' میں تمہاری کثرت کی وجہ سے کہہ سکونگا کہ میرے پیروکاروں کی تعداد دوسری امتوں سے زیادہ ہے" (مشکوۃ عن معقل بن یسار' کتاب النکاح بحوالہ ابوداؤد نسائی)

فی الواقعہ مولانا الحاج محمد جعفر شاہ پھلواروی کی "اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی" کا تمام تر روز حدیث عزل پر ہے رسالتماب ﷺ کی موجودگی میں' جب نزول قرآن ہو رہا ہے' بعض صحابہ کرامؓ اپنی لونڈیوں سے عزل کرتے تھے' جس پر نہ اللہ تعالی نے قرآن میں عزل کی مذمت فرمائی اور نہ ہی معلم برحق ﷺ نے روک ٹوک کی' یوں یہ فعل جاری رہا۔

عزل کے محرکات اس وقت کسی طور پر بھی ان معنوں میں معاشی نہ تھے کہ مفلسی کے خوف نے عزل کی ترغیب دی تھی بلکہ سماجی اور معاشرتی مصالح غالب تھے مندرجہ ذیل روایت اس عنوان پر روشنی ڈالتی ہے اور معاش کی قلت بسبب اولاد کے نقطہ نظر کی جڑ کاٹتی ہیں۔

۱ ☆ "ابن محیریزؒ نے کہا کہ میں اور ابو صرمہ دونوں ابو سعید خدریؓ کے پاس گئے اور ابو صرمہ نے ان سے پوچھا کہ آپ نے کبھی جناب رسول ﷺ کو عزل کا ذکر کرتے سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ہم نے جہاد کیا ہے' آپ صلعم کے ساتھ بنی المصطلق کا (یعنی جسے غزوہ مریسیع کہتے ہیں) اور عرب کی بڑی عمدہ' شریف عورتوں کو قید کیا اور ہم کو مدت تک (اپنی) عورتوں سے جدا رہنا پڑا اور خواہش کی ہم نے کہ ان عورتوں کے

بدلے کفار سے کچھ مال لیں اور ارادہ کیا ہم نے کہ ان سے نفع بھی اٹھائیں (یعنی صحبت کریں) عزل کریں (یعنی انزال باہر کریں) تاکہ حمل نہ ہو پھر ہم نے کہا کہ ہم عزل کرتے ہیں اور جناب رسول ﷺ ہماری درمیان موجود ہیں اور ہم ان سے نہ پوچھیں یہ کیا بات ہے پھر ہم نے پوچھا آپ صلعم سے تو آپ صلعم نے فرمایا کہ تم اگر نہ کرو تو بھی کچھ حرج نہیں (یعنی اگر کرو تو بھی کچھ حرج نہیں) اور اللہ تعالی نے جس روح کا پیدا کرنا قیامت تک لکھا ہے وہ تو ضرور پیدا ہو گی" (مسلم شریف باب حکم العزل' کتاب النکاح صفحہ ۵۸)

عزل کے اس انفرادی فعل کو قرآن و سنت سے جواز فراہم کرنے کی بلاجواز کوشش سے ملکی سطح پر یا عالمی سطح پر خاندانی منصوبہ بندی کی تحریک بنانا' قرآن و سنت سے بدترین استہزا ہے جو کسی مسلمان کہلوانے والے کو زیب نہیں دیتا۔ ملت مسلمہ کے کسی باشعور عالم نے انفرادی جواز کو اجتماعی تحریک بنانے کے لئے دلیل نہیں بنایا۔ اور خاندانی منصوبہ بندی کے داعی جن بزرگوں کی تحریروں کو عامتہ الناس کی گمراہی کے لئے بطور فتوے پیش کرتے ہیں وہ سیاق و سباق سے الگ کر کے مطلب براری کی قبیح ترین مثال ہے' ورنہ یہ انفرادی سوالات کے جواب ہیں یا علمی مباحث ہیں۔

"اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی" کے زیر تبصرہ کتابچے کے آخر میں مصنف یا محکمہ نے عوام کو اسلام کے نام پر دھوکہ دینے کی غرض سے 42 ایسے کتب و جرائد کی فہرست دی ہے' مسلمانوں کے دل میں جن کی عزت و محبت ہے' مگر ان میں سے کسی ایک کتاب سے بھی خاندانی منصوبہ بندی کی کسی اجتماعی تحریک کے حق میں کوئی کلمہ خیر نہ ملے گا اور کسی کو اگر دعوی ہے سامنے لائے۔ انفرادی مسائل و مشکلات کے جواب میں وقتاً" فوقتاً" علما نے عزل کی اجازت پر بات کی ہے اجازت دی ہے جیسی نبی رحمت صلعم کے دور میں تھی۔ نہ پہلے اجتماعی اجازت تھی نہ آج ہے۔

مذکورہ طویل بحث کے بعد اب مصنف کے اٹھائے گئے نقاط' کہ خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں سے مادہ منویہ کو رحم میں جانے سے روکنا' ادویات سے غیر موثر بنانا' قتل اولاد نہیں ہے بیج ضائع کرنے والے پر درخت ضائع کرنے کا الزام نہیں لگ سکتا' انڈہ توڑنے والا مرغی مارنے کا کفارہ نہیں دے گا' وغیرہ کی حقیقت ملاحظہ فرمایئے بحیثیت مسلمان ان سوالات پر غور کیا ہوتا تو خود مصنف کا ضمیر ان کے بودہ پن کا فتوی دیتا۔

نبی اکرم ﷺ کا بہت ہی معروف اور اساسی نوعیت کا فرمان کم وبیش ہر مسلمان کو زبانی یاد ہے اور بخاری شریف کی پہلی حدیث کا حصہ ہے فرمایا انما الاعمال بالنیات "اعمال کا دارومدار نیت پر ہے" جو جس نیت کے ساتھ عمل کرے گا اسی کی بنیاد پر فیصلہ ہو گا۔ بیج درخت اگانے کے لئے مختص ہے' کوئی شرارت سے' بدنیتی سے' سادگی سے بیج ضائع کر دے تو لامحالہ اس کے اس عمل پر اسی مناسبت سے فتوی

لگے گا۔ مرغی سے بچے لینے کی غرض سے انڈے مختص ہیں تو ان انڈوں کو جو جس نیت سے ضائع کرے گا اسی نیت سے مجرم یا بے گنا گردانا جائے گا۔ انسان کا بیج (مادہ تولید) نہ تو درخت کا بیج ہے نہ مرغی کا انڈہ اور نہ ہی کچھ اور ہے۔ انسان کو پیدا کرنے والے خالق نے اپنی کتاب میں خود اس کی غرض و غایت بیان فرما دی اور اس کے بالعکس سوچنے والے کی نشاندہی فرما دی۔

۱☆ ربنا الذی اعطی کل شئی خلقه ثم هدی (طه ۵۰) "ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کی خاص بناوٹ دی پھر اس کو ان اغراض کے پورا کرنے کی راہ بتا دی جس کے لئے وہ پیدا کی گئی۔

۲☆ ومن اضل ممن التبع هوه بغیر هدی من الله (القصص۔ ۵۰) "اس سے زیادہ گمراہ کون ہو گا جس نے اللہ کی راہنمائی کے بغیر اپنی خواہش نفس کی پیروی کی۔

۳☆ ولامرنهم فلیغیرن خلق الله (النساء ۱۱۹) اور ان سے کہونگا کہ اللہ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑ دیں۔ (شیطان کا دعوی ۔ بسلسلہ ترغیب)

مذکورہ نمبر 3 پر دیئے گئے النساء کی آیت ۱۱۹ کے اس حصے میں ' تغیر خلق اللہ سے مراد یہ ہے کہ ' اللہ تعالی نے جس چیز کو جس غرض کے لئے بنایا ہے اس کو اس کی اصلی غرض سے پھیر کر کسی دوسری غرض کے لئے استعمال کیا جائے یا اس انداز میں اس سے کام لیا جائے کہ اصلی غرض ہی ختم ہو جائے۔ اس اصول پر مرد اور عورت کی تخلیق اور ازدواجی تعلق میں خلق اللہ (فطری غرض) اور ضبط ولادت سے تغیر خلق اللہ لازم آتا ہے' یا نہیں۔ عقل تسلیم کرتی ہے کہ ضبط ولادت کے طریقے یقیناً" تغیر کا سبب ہیں۔ بدقسمتی سے ہم قرآن و سنت کی بجائے' مغربی سائنسی تحقیق کے نام پر ہر کڑوی گولی نگلنے پر ہمہ وقت آمادہ رہتے ہیں' لیجئے مغربی تحقیق ملاحظہ فرمایئے:۔

"عورت کے لئے وظائف تولیدی جو اہمیت رکھتے ہیں ان کا ابھی تک پورا شعور پیدا نہیں ہوا ہے اس وظیفہ کی انجام وہی عورت کی معیاری تکمیل کے لئے ناگزیر ہے پس یہ احمقانہ فعل ہے کہ عورتوں کو تولید اور زچگی سے برگشتہ کیا جائے"۔

("Man the unknown"

by Dr. Alixis Carrel 'nobale Prize Winner)

"جذبہ جنسی آخر کس چیز کا غماز ہے اور کس مقصد کے حصول کے لئے ہے یہ بات کہ اس کا تعلق افزائش نسل سے ہے بالکل واضح ہے۔ بیالوجی کا علم اس مسئلے کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتا ہے یہ ایک ثابت شدہ حیاتیاتی قانون ہے کہ جسم کا ہر عضو اپنا خاص وظیفہ انجام دینا چاہتا ہے اور اس کام کی تکمیل چاہتا ہے جو فطرت نے اس کے سپرد کیا ہے نیز اگر

اسے اپنے اس کام سے روک دیا جائے تو لازماً" الجھنیں اور مشکلات پیدا ہونگی۔ عورت کے جسم کا بڑا حصہ بنایا ہی گیا ہے استقرار حمل اور تولید کے لئے۔ اگر عورت کو اپنے جسمانی اور ذہنی نظام کا یہ فطری تقاضا پورا کرنے سے روک دیا جائے گا تو وہ اضمحلال اور شکستگی کا شکار ہو جائے گی اس کے برعکس ماں بن کر وہ ایک نیا حسن ایک روحانی بالیدگی پالیتی ہے جو اس جسمانی اضمحلال پر غالب آ جاتی ہے جس سے زچگی کے باعث عورت دوچار ہوتی ہے"۔

(The Psychdogy of sex 'page 17' Dr. Oswald Schwarz)

کیا قرآن و سنت اور مغربی سائنس دانوں کے مذکورہ دلائل کے بعد' خاندانی منصوبہ بندی کی ملک گیر تحریک کا جواز رہ جاتا ہے' جسکے لئے (مولانا) جعفر پھلواروی قسم کے لوگوں سے پیسے دے کر تحقیق کے نام پر گمراہی سے بھرپور کتب لکھوا کر' عام مسلمانوں کو گمراہ کیا جائے۔ ایک حدیث عزل کی بنیاد پر علماء کے نام استعمال کرکے 100 صفحات کی کتاب چھاپنے پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قومی خزانے کا لاکھوں روپیہ برباد کیا جائے۔

خاندانی منصوبہ بندی ملت مسلمہ کے خلاف یہود و نصاریٰ کی گھناونی سازش ہے کہ مسلم ممالک کی بڑھتی آبادی ان کے لئے خطرہ ہے۔ مسلمان کتنا ہی بے عمل کیوں نہ ہو' وقت پڑنے پر دین کے لئے تن من دھن نچھاور کرنے پر تیار ہو جاتا ہے' جہاد اس کے رگ و پے میں ہے جس کا ثبوت 65ء کی جنگ ہو یا 77 کی تحریک نظام مصطفیٰ' جسے قوم دیکھ چکی ہے۔ 67ء میں عرب اسرائیل جنگ میں سب سے زیادہ رد عمل اگر کسی جگہ ہوا تھا تو وہ پاکستان تھا۔ جسے اسرائیل نے واضح طور پر محسوس کیا اور جس کا اسرائیلی وزیر اعظم نے اپنے اجلاس میں ذکر کیا۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

"ملی سطح پر یہودیت کو پاکستان سے جو خطرہ ہے اسے کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور یہ کہ پاکستان ہمارا پہلا نشانہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ نظریاتی ریاست صیہونیت کی بقا کے لئے مستقل خطرہ ہے اور اس لئے بھی کہ مجموعی طور پر اہل پاکستان کو یہودیوں سے نفرت اور عربوں سے محبت ہے۔ عربوں سے ان کی محبت ہمارے لئے عربوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ اس سبب سے عالمی یہودی تنظیم کو پاکستان کے خلاف فوری اقدامات کرنے چاہیں۔" (اسرائیلی وزیر اعظم بن گوریاں' بحوالہ جیوش کرانیکل 19 اگست 67ء)

٭ مسلمان سے مغرب کی خیر خواہی نہیں' کہ پاکستان کے وسائل کم ہیں آبادی بڑھ رہی ہے' بلکہ یہی

اور کھری بات یہ ہے کہ غیر مسلم قوتیں مسلمان کے جذبہ جہاد اور افرادی قوت سے خائف ہیں۔ ملت مسلمہ کے پاس بے پناہ وسائل پر ان کی حریص نظریں گڑی ہیں اور وہ مسلمان کو :

☆ خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعے تعداد میں کم دیکھنے کے متمنی ہیں کہ حقیقی آقا کا مقام انہیں ہی ملے'

☆ خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعے وہ ہماری اخلاقی' سماجی' معاشرتی اقدار کی جڑ کاٹنا چاہتے ہیں' فحاشی او بے حیائی پھیلانا چاہتے ہیں' (اخبارات' رسائل و جرائد اور ٹی وی پروگرام سامنے ہیں۔)

☆ خاندانی منصوبہ بندی کے لئے آج کی امداد کے پردے میں کل کے وسائل اپنے قبضہ میں کرنا چاہتے ہیں۔

ہماری بدنصیبی کہ ہم میں سے انہیں مولانا الحاج شاہ محمد جعفر پھلواروی جیسے "محقق" مل جاتے ہیں جو قرآنی آیات سے استدلال کرکے فرماتے ہیں کہ : "قرآن نے عام قاعدہ کلیہ دے دیا کہ چند نقصانات کے ساتھ کثیر فوائد ہوں تو اسے قبول کر لینا چاہیے۔" اور بطور دلیل قرآن پاک سے آیت لائے ہیں۔ فیھما اثم کبیر و منافع للناس "ان دونوں میں کچھ فائدے ہیں تو کچھ نقصان ہیں۔" صفحہ 17'18 پر ان کی بے تکی دلیلیں موجود ہیں تمام دلائل کی تان ٹوٹتی ہے عزل پر' کہ نبی رحمت نے منع نہیں فرمایا اور قرآن نازل ہو رہا تھا' اور شعور و عقل کا فقدان' کہ انفرادی فعل سے جواز نکالنے کی کوشش کرتے ہیں اجتماعی تحریک کے لئے جس کی کسی طرح بھی کوئی گنجائش پیدا نہیں کی جا سکتی پھر کسی جگہ بھی اسلام میں عزل کے لئے معاش کا پہلو سامنے نہیں آیا۔ مگر خاندانی منصوبہ بندی کا لٹریچر ہو یا ٹی وی اور اخبارات کے اشتہار' وسائل کی کمی کو بنیاد بنا رہے ہیں۔

ہمارے ریڈیو' ٹی وی شور مچاتے ہیں کہ آبادی بڑھ رہی ہے وسائل گھٹ رہے ہیں حالانکہ سرکاری سطح پر وسائل کی بہتات کا بھری مجالس میں اقرار بھی کیا جاتا ہے۔ وسائل کی exploration کے لئے اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری کے لئے غیر ملکی سرمایہ کاروں کی نوید مسرت بھی قوم کو سنائی جاتی ہے۔ یہ کوئی نہیں سوچتا کہ آبادی میں اضافہ کرنے والا ہر فرد' "وسائل ہڑپ کرنے کے لئے" ایک منہ لاتا ہے تو وسائل پیدا کرنے کے لئے دو ہاتھ اور دو ٹانگیں لاتا ہے اس حقیقت پر نہ ماہرین معیشت کی نظر پڑتی ہے اور نہ ہی مولانا جعفر پھلواروی صاحب کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہبود آبادی کا اسلامی تصور

(پروفیسر رفیع اللہ شہاب)

قرآن و سنت کے نام پر تحقیق کے پردہ میں دھوکہ

ابتدائیہ:

آج ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ اسلام کا نام لے کر ہمیں لوٹا جا رہا ہے۔ زندگی کا شاید ہی کوئی شعبہ محفوظ رہ گیا ہو جہاں اسلام کو Exploit نہ کیا گیا ہو۔ اسلام کا نام لے کر ہم سے ہماری اقدار چھین لی گئی ہیں اور اگر کوئی بچ گئی ہے تو اسے چھیننے کے لئے ہر طرح کے ہتھکنڈے بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔ تعلیم ہو' معاش و معیشت ہو' سماج و معاشرت ہو یا خالصتاً" دینی اقدار ہوں۔ انحطاط سے بہت آگے بڑھ کر اب حالت دیوالیہ پن تک پہنچ چکی ہے۔

ہمارے ایمان پر ڈاکہ مارنے والے کچھ نام نہاد اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں جو قدیم و جدید علم کے حوالے سے مار دے رہے ہیں تو کچھ وہ ہیں جو خالص دین کے حوالے سے اپنی پہچان کراتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو صرف ملت مسلمہ کے مستقبل کے غم میں گھلے جا رہے ہیں کہ یہ کل کیا کرے گی' فاقوں بھی مرے گی اور سر چھپانے کی جگہ نہ ہونے کے سبب بے موت بھی مرجائے گی۔

یہ غمخوار' کبھی ضبط ولادت کے جھنڈے اٹھائے قوم کو خوشحالی کا درس دینے آتے ہیں تو کبھی اسے بہتر نام دے کر خاندانی منصوبہ بندی' کے علم تلے آگے بڑھتے ہیں' بات نہیں بنتی تو یہ پرانے شکاری نئے جال کے ساتھ بہبود آبادی' کی نئی شوگر کوٹڈ گولی کے ساتھ ملت کے دروازے کھٹکھٹاتے نظر آتے ہیں۔

مسلمان کے متعلق یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ اسے اسلام اور قرآن و سنت کے نام پر جس طرح چاہو چکر دے لو۔ ضبط ولادت کے حق میں کبھی قرآن کی آیات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جاتا ہے تو کبھی فرامین رسول ﷺ سے مطلب براری کی کوشش کی جاتی ہے' کبھی زعماء ملت کے فتووں کا سہارا لیا جاتا ہے مگر مسلمان ہے کہ اس ساری تگ و دو کے باوجود' "مغربی خیرخواہوں" کی مرضی کے مطابق نتائج سامنے نہیں لایا۔ ساری امداد بے کار گئی۔

اسلام میں' انفرادی مجبوریوں کے تحت اگر عزل کی گنجائش ہے (یہ مجبوریاں طبی ہوں یا اور طرح کی)

چند صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی برحق ﷺ کی اپنے درمیان موجودگی کے دوران اگر عزل پر عمل کیا، نبی ﷺ نے یہ فرما کر کہ "تم عزل کرو یا نہ کرو، جو پیدا ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا" پابندی عائد نہ فرمائی، تو اسے اجتماعی عمل کا نام دینے یا اسے باقاعدہ تحریک کی بنیاد بنا لینے کا جواز کہاں ہے؟۔ کیا صرف لفظ "ہم" کا استعمال (ہم عزل کرتے تھے اور نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے) کرنے سے مراد، یہ ساری جماعت صحابہؓ کا عمل قرار پاتا ہے کہ اس لفظ "ہم" کی بنیاد پر اسلام میں اجتماعی ضبط ولادت کی عمارت تعمیر کر دی جائے۔

ستم بالائے ستم یہ کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اسی مفروضہ کو پایہ ثبوت تک پہنچانے کے لئے قرآنی آیات کی معنوی، تفسیری بلکہ عملی تحریف تک کر ڈالی گئی۔ فرامین رسالت مآب ﷺ سے غلط معنی اہل ایمان کے سامنے رکھے جا رہے ہیں، اور عام مسلمان کو دھوکہ دینے کے لئے اصل ماخذ کا حوالہ دینے کی بجائے تفسیری ماخذوں کا انبار لگا کر اس کے بوجھ سے اسے مارنے کی کوشش کی جا رہی ہے، جیسی مثل مشہور ہے کہ "جاٹ رے جاٹ تیرے سر پر کھاٹ" جواب ملا "تیلی رے تیلی تیرے سر پر کوہلو۔" کہنے والے نے کہا کہ شعر سے شعر کا وزن بنا نہیں۔ کہا گیا مصرے کا وزن بنے نہ بنے کوہلو کے بوجھ سے تیلی تو مرے گا۔ (ویسے مذکورہ تصنیف کے آخر میں پروفیسر صاحب نے اپنی اردو، انگریزی کتب کی لمبی فہرست چھاپ کر قاری کو اپنی علمیت کے بوجھ تلے دبانے کی کوشش بھی کی ہے۔) یہی صورت یہاں ہے کہ قرآن و حدیث کے ماخذ کا حوالہ، ایسی کتب سے دیا گیا ہے جن کی حیثیت تفسیر کی ہے اصل ماخذ کی نہیں اور ہر کسی کی دسترس میں بھی یہ نہیں ہیں۔

ماخذ کی حیثیت:

قرآن و حدیث کا آسان اور قابل فہم ہونا مسلمہ امر ہے۔ معمولی عقل و شعور والا شخص بھی ان دونوں ماخذوں سے استفادہ کر سکتا ہے بشرطیکہ کوئی مخصوص عینک لگائے بغیر کھلے دل و دماغ سے استفادہ کرنا چاہے۔ رب العزت نے قرآن پاک میں فرمایا لقدانزلنا الیکم کتابا فیہ ذکر کم افلاتعقلون (۲۱-۱۰) "بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب اتاری جس میں تمہارا ذکر ہے۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے"۔ اس کتاب، قرآن حکیم، کا حقیقی مخاطب مومن ہے۔

ہم اپنے کسی عزیز کو خط لکھیں تو الفاظ کے چناؤ میں ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ بات اس کی سمجھ میں آ جائے، سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا یا عربی کا معروف مقولہ ہے: کلم الناس علی قدر عقولھم "لوگوں سے ان کی سطح پر بات کرو" پھر خالق و مالک سے یہ کیسے امید کی جا سکتی ہے کہ اس نے قرآن تو ہمارے لئے نازل کیا مگر اتنا مشکل، کہ بات ہماری سمجھ میں نہ آئے یا یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے جو کچھ فرمایا، مقصود ہماری راہنمائی تھا مگر فرمایا اس طرح کہ ہمیں سمجھ نہ آ سکے۔ رہے آئمہ کرامؒ تو انہوں نے قرآن و حدیث کی تعلیمات کو آسان ترین بنایا مگر کسوٹی صرف قرآن و حدیث ہی ہے یا اجماع۔

بہبود آبادی:

پیشتر اس کے کہ مصنف کی علمی کاوش' "بہبود آبادی کا اسلامی تصور" کا جائزہ لیں' ہم قرآن سے یہ تصور آپ کے سامنے لاتے ہیں تاکہ تقابلی مطالعہ سے آپ خود مصنف کی علمی تحقیق کا' علمی مقام و مرتبہ متعین کر سکیں۔ قرآن حکیم کا آغاز ہی ہر کسی کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ کہ ہر مسلمان اپنی نماز کا آغاز بھی یہیں سے کرتا ہے الحمد اللہ رب العالمین' شکر و سپاس (تعریف) ہے تو اللہ (خالق) کے لئے جو رب (پرورش کنندہ) ہے سارے جہانوں کا۔ یعنی اللہ نے خالق ہونے کے ناطے' جو مخلوق بھی تخلیق (پیدا) کی' وہ اس سب کا پرورش کنندہ ہے۔ اور پرورش کے سلسلے میں کسی کو بھی شک نہیں' کہ پرورش صرف کھلانے پلانے کا نام نہیں ہے بلکہ پیدائش سے زندگی کے اختتام تک' عملی زندگی کی ہر ضرورت کی تکمیل کا نام پرورش ہے۔ اور اس کی ذمہ داری قبول کی ہے اللہ تعالے نے' جس کے لئے شکر و ممنونیت کا ہم اظہار کرتے ہیں' الحمد اللہ رب العالمین کہہ کر۔

مقصد تخلیق:

☆ یایھاالناس اتقو ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا" کثیرا و نساء و تقوالله الذی تسائلون به والا رحام (النساء۔ ۱)

☆ ☆ "اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کو جوڑہ بنایا اور ان دونوں میں سے بہت سے مرد عورت پھیلائے۔ اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو"۔

☆ ھو الذی یصور کم فی الارحام کیف یشاء... (آل عمران۔ ٦)

☆ ☆ "وہی تو ہے کہ تمہاری تصویر (شکل و صورت) بناتا ہے تمہاری ماؤں کے پیٹ میں"۔

☆ و اذ قال ربک للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفة (البقرہ۔ ۳۰)

☆ ☆ "اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (پر) اپنا نائب (میرے احکام کو ٹھیک ٹھیک نافذ کرنے والا) بنانا چاہتا ہوں"۔

بہبود تخلیق:

☆ ومامن دابة فی الارض الا علی الله رزقھا و یعلم مستقرھا و مستودعھا کل فی کتاب مبین (ہود۔ ٦)

☆ ☆ "اور زمین میں چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہریگا اور کہاں دفن ہو گا اور یہ سب کتاب میں لکھا ہے"۔

☆ الم تروا ان الله سخر لکم ما فی السموت و ما فی الارض و اسبغ علیکم نعمه

ظاہرة وباطنة و من الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم و لا ھدی و لا کتاب منیر ○ (لقمن - ۲۰)

☆ ☆ "کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور تمہیں بھرپور دیں اپنی نعمتیں۔ ظاہر اور چھپی ہوئی اور بعض لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اس طرح کہ نہ (ان کے پاس حقیقی) علم نہ عقل اور نہ روشن کتاب (اتھارٹی) ہے"۔

☆ و سخر لکم ما فی السموت و ما فی الارض جمیعا منه ان فی ذلک لایات لقوم یتفکرون (الجاثیہ - ۱۳)

☆ ☆ اور تمہارے لئے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں اپنے حکم سے اور اس میں نشانیاں ہیں غور کرنے والوں کے لئے"۔

مذکورہ آیات کو بار بار توجہ سے پڑھیئے اور خود فیصلہ کیجئے کہ خالق نے اپنی تخلیق' خصوصاً" اپنے نائب (انسان)' اپنے خلیفہ کی پرورش کے لئے (بطور پالنہار) کیا کیا انتظام نہیں فرمایا' کیا کیا گارنٹی فراہم نہیں فرمائی۔ مگر انسان ہے کہ مرا جا رہا ہے فاقوں مرنے کے خوف سے۔

خالق کی گارنٹی پر ایمان:

اللہ رب العالمین کو' خالق اور پرورش کنندہ تسلیم کر لینے والوں کی شناخت بھی خود خالق نے اپنی کتاب میں کرائی ہے۔

☆ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیهم الملئکة الاتخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون نحن اولیاء کم فی الحیوة الدنیا و فی الاخرة و لکم فیها ماتشتهی انفسکم و لکم فیها ماتدعون نزلا من غفور الرحیم (حم سجدہ ۳۰ - ۳۱)

☆ ☆ "بلاشبہ جنہوں نے (پورے یقین اور عمل کی گواہی کے ساتھ) کہا کہ اللہ ہی ہمارا رب (پرورش کنندہ) ہے اور اپنے قول پر استقامت دکھائی ان پر فرشتے اترتے ہیں (اس خوشخبری کے ساتھ) کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دنیا کی زندگی میں بھی دوست ہیں اور آخرت میں بھی اور تمہارے لئے ہیں اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو' مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے"۔

انسانی تاریخ کا درخشندہ باب' خلافت راشدہ کی صورت میں اس بات پر گواہ ہے' کہ صحابہ کرامؓ کی جماعت نے جب اللہ کو پرورش کنندہ ماننے کا عملی ثبوت فراہم کر دیا تو بلاشبہ فرشتے خوشخبری لائے جو حرف بہ حرف درست ثابت ہوئی۔ کوئی ایک آواز آج تک اس حقیقت کو جھٹلا نہ سکی۔ یوں دنیا میں دوست بننے کا اللہ کا دعوی برحق رہا جس پر انسانی تاریخ گواہ ہے۔

خالق و مالک کی' اپنی کتاب میں ان ضمانتوں کے ساتھ' جب ہم "خاندانی منصوبہ بندی کے محققین" کے قرآن و سنت سے' ضبط ولادت یا خاندانی منصوبہ بندی یا بہبود آبادی کے نام پر دلائل اور "گھٹتے وسائل بڑھتی آبادی" کے واویلا کو دیکھتے ہیں تو ان کی عقل کا ماتم کرنے پر خود کو مجبور پاتے ہیں۔

مدینہ منورہ کے معروف قحط کے دوران' یا اس قحط کے آثار سامنے آتے ہی' اگر نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو عزل کا حکم دیا ہوتا یا کم از کم ترغیب دی ہوتی' تو ہم سمجھتے کہ معاشی تنگی میں اجتماعی طور پر یہ کام کیا جا سکتا ہے یا کسی صحابیؓ نے آنحضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنی معاشی تنگی کا رونا رویا ہوتا اور آنجناب نے اجازت دی ہوتی' تو فعل عزل کو جواز بنایا جا سکتا تھا۔ مگر خالصتاً سماجی مسئلہ کو معیشت کے ہوے سے منتھی کر کے قوم کو گمراہ کیا جا رہا ہے' کبھی مصری علماء کے فتاوی سے تو کبھی امام غزالیؒ کا نام لے کر' کبھی دیوبندی بزرگوں کے فتوے دکھائے جاتے ہیں تو کبھی شاہ عبدالعزیز محدثؒ کا نام استعمال کیا جاتا ہے حالانکہ یہ سب علمی مباحث ہیں جنہیں مقصد براری کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ وہ قرآن و سنت کو یقیناً اچھی طرح جانتے تھے۔ اور کسی بھی بزرگ نے عزل کی انفرادی اجازت کو اجتماعی تحریک بنانے کا فتوی نہیں دیا۔ کسی کو دعوی ہے تو ایسا فتوی سامنے لائے۔

پروفیسر شہاب کا قرآن سے استدلال:

"امام ابو حنیفہؒ کی طرح امام شافعیؒ بھی اس مطلب کے لئے قرآن مجید سے استدلال کرتے ہیں ..... امام شافعی نے اس آیت کی جو تفسیر کی ہے اور جسے بڑے ثقہ مفسرین نے ترجیح دی ہے ایسے معترض حضرات کے بے جا اعتراضات کا مسکت جواب ہے۔ پہلے وہ آیت اور اس کے عام متداول معنی ملاحظہ ہوں:۔

وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکحو اماطاب لکم من النساء مثنی و ثلاث و ربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ماملکت ایمانکم ذلک ادنی الاتعولوا

(النساء ۔ ۳)

"اگر تم یتیموں سے بے انصافی کرنے سے ڈرتے ہو تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو' تین تین' چار چار سے نکاح کر لو۔ لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا ان عورتوں کو زوجیت میں لاؤ جو تمہارے قبضہ میں آئی ہیں۔ بے انصافی سے بچنے کے لئے یہ زیادہ قرین انصاف ہے"۔

امام شافعیؒ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے شادی کو ایک' بیوی تک

محدود رکھنے کا مقصد یہ بیان فرمایا ہے کہ تم زیادہ عیالدار نہ ہو جاؤ ...
"امام شافعی نے ان لا تعلوا' کی تفسیر بیان فرمائی ہے تاکہ تم زیادہ عیالدار نہ جو جاؤ" (بہبود آبادی کا اسلامی تصور' صفحہ ۱۶'۱۷)

مذکورہ آیت کی تفسیر کو درست ثابت کرنے کے لئے پروفیسر صاحب نے لمبی بحث کی ہے مگر حضرت امام شافعیؒ کی اس توجیح سے اختلاف کرنے والوں کا سرسری ذکر کیا ہے بلکہ ان کے اسماگرامی تک لکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی' ان کی ارا کا حوالہ دینا مناسب نہیں سمجھا۔ صرف یہ کہنے پر اکتفا کیا ہے' "بعض حلقوں کی طرف سے اس تفسیر پر لغت کے اعتبار سے اعتراض بھی کیا گیا" (صفحہ ۱۷)

کسی بھی تحریر کے معنی متعین کرنے کے لئے' اہل علم کا اتفاق ہے' کہ سیاق و سباق کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ سورۃ النساء کی آیت ۳' (زیر تبصرہ) سے قبل اور بعد بلکہ سورۃ کے آغاز سے کئی رکوع تک عورتوں کے حقوق پر بات کی گئی ہے' بیوگان اور یتیمی کے ساتھ عدل کی بات ہے' ایک ایک رشتہ کے حقوق و فرائض کی بات ہے' اس میں کثیر العیال ہونے کے نقصانات کا کہیں اشارۃ بھی ذکر نہیں' اور اس حال میں ان لا تعو لوا سے عیالداری کا مفہوم نکالنا انوکھی تحقیق ہے۔ ہم یہاں مختلف ملکی اور مصری مفسرین کی تفسیر آپ کے سامنے رکھتے ہیں تاکہ آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ قرآن کا حقیقی پیغام کیا ہے۔ اور پروفیسر شہاب قوم کو قرآن کے نام پر کیا دے رہے ہیں۔

☆وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکحو اماطاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة او ماملکت ایمانکم ذلک ادنی الا تعولوا (النساء ۳)

☆ ☆ "اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں' دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو"۔ (ترجمہ امام احمد رضا خانؒ صاحب بریلوی ۔ صفحہ ۱۱۳)

☆ ☆ "اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے معاملے میں انصاف نہ کر سکو گے تو عورتوں میں جو تمہارے لئے جائز ہوں ان سے دو دو' تین تین' چار چار تک نکاح کر لو۔ اور اگر ڈر ہو کہ ان کے درمیان عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی پر بس کرو یا پھر کوئی لونڈی' جو تمہاری ملک میں ہو۔ یہ طریقہ اس بات سے زیادہ قریب ہے کہ تم انصاف سے نہ ہٹو"۔ (تدبر القرآن جلد دوم صفحہ ۲۴۹ ۔ مولانا امین احسن اصلاحی)

☆ ☆ "اور اگر تم یتیموں کے ساتھ بے انصافی کرنے سے ڈرتے ہو تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو' تین تین' چار چار سے نکاح کر لو' لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا ان عورتوں کو زوجیت میں لاؤ جو تمہارے قبضہ میں آئی ہیں' بے انصافی سے بچنے کے لئے

یہ زیادہ قرین صواب (صحیح) ہے"۔ (تفہیم القرآن جلد اول صفحہ ۳۲۰ ۔ ۳۲۱' سید ابوالا علی مودودیؒ)

☆ ☆ "اگر تمہیں ڈر ہے کہ تم یتیموں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو ان عورتوں سے' جو تمہارے نزدیک پسندیدہ ہوں نکاح کر لو' دو دو' تین تین' چار چار! لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک عورت یا اپنی مملوکہ باندیوں پر بس کرو' اس میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ تم ناانصافی نہ کرو"۔ (فی ظلال القرآن ۱۰۵ ۔ ۱۰۶ سید قطبؒ۔ مصری)

مفسر اسی آیت کی تشریح میں' "عدل و انصاف کے قیام" کے عنوان سے مزید تشریح فرماتے ہیں۔

"آخر میں ایت واضح کرتی ہے کہ ان تمام احکام کی حکمت کیا ہے' ان احکام کی حکمت اور لم ہے' ظلم و جور سے پرہیز اور عدل و انصاف کا قیام ذلک ادنی الاتعولوا "اس میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ تم ناانصافی نہ کرو"

☆ ☆ "اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کر کے تم انصاف نہ رکھ سکو گے تو اور عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کر لو' دو دو' تین تین' چار چار سے لیکن اگر تمہیں برابر نہ کر سکنے کا خوف ہو تو بس ایک ہی' یا تمہاری ملکیت کی لونڈی ہی۔ ممکن ہے ایسا کرنے سے ناانصافی اور ایک طرف جھک پڑنے سے بچ جاؤ"۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۷ جلد اول ۔ اسماعیلؒ ابوالفدا عمادالدین ابن کثیر)

مفسر نے اس آیت کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے جو کچھ آخری حصہ الاتعولوا کے بارے میں فرمایا قابل توجہ ہے۔

"اس کے بعد کے جملے کا مطلب بعضوں نے تو کہا ہے کہ یہ قریب ہے اس کے کہ تمہاری عیال یعنی فقیری زیادہ نہ ہو جیسے اور جگہ ہے "سورۃ توبہ میں وان خفتم عیلتہ یعنی اگر تمہیں فقر کا ڈر ہو"۔ (سورۃ التوبہ کی آیت ۲۸ میں' جب مشرکین کو مکہ سے دور رکھنے کا حکم نازل ہوا' تو اہل ایمان کے اس خوف پر کہ غیر مسلموں کے تجارتی قافلے نہ آنے کے سبب مکہ میں معاشی محتاجی ہو گی' انہیں اگاہ کیا گیا کہ اللہ تمہیں غنی کر دے گا' محتاج نہ رکھے گا' یہاں لفظ عیلتہ کثرت اولاد کے لئے استعمال نہیں ہوا' (ارشد)

عربی شاعر کہتا ہے "فمایدری الفقری متی غناہ ؍ مایدری الغنی متی یعیل" یعنی فقیر نہیں جانتا کب امیر ہو گا اور امیر نہیں جانتا کہ وہ کب غریب ہو گا" (اس میں بھی عیال کے معنی عیالدار کے نہیں ہیں۔ ارشد) جب کوئی محتاج مسکین ہو جائے تو عرب کہتے ہیں عال الرجل' یعنی یہ شخص فقیر ہو گیا' غرض اس معنی (فقر و فاقہ نہ کہ عیالدار) میں یہ لفظ مستعمل تو ہے لیکن یہاں یہ تفسیر کچھ زیادہ اچھی معلوم نہیں ہوتی کیونکہ اگر آزاد عورتوں کی کثرت فقیری کا سبب بن سکتی ہے تو لونڈیوں کی کثرت بھی فقیری کا سبب بن سکتی ہے۔ پس صحیح قول جمہور (علماء) کا ہے کہ مراد یہ ہے' کہ یہ قریب ہے اس سے کہ تم ظلم سے بچ جاؤ۔ عرب میں کہا جاتا ہے کہ عال فی الحکم جبکہ ظلم و جور کیا ہو۔ ابو طالب کے مشہور قصیدے میں ہے بمیزان قسط لایخبس شعیرۃ : لہ شاہد من نفسہ غیر عائل یعنی اگر ترازو سے تولتا ہے تو ایک جو برابر کی بھی کمی نہیں کرتی : اس کے پاس اس کا گواہ اس کا نفس ہے جو ظالم نہیں ہے۔ ابن جریر میں ہے کہ جب کوفیوں نے

حضرت عثمانؓ پر ایک خط میں کچھ الزام لکھ کر بھیجے تو ان کے جواب میں خلیفہ الرسولؓ نے لکھا کہ انی لست بمیزان اعول' میں ظلم کی ترازو نہیں ہوں۔ صحیح ابن حبان میں ایک مرفوع حدیث اس جملہ (الا تعولوا) کی تفسیر میں مروی ہے کہ اس کا معنی ہے تم ظلم نہ کرو' ..... ہاں یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول ہے۔

اسی طرح' لاتعولوا کے بھی معنی' یعنی تم ظلم نہ کرو' حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ ' حضرت عائشہؓ ' حضرت مجاہدؒ ' حضرت عکرمہؒ' حضرت حسنؒ' حضرت ابومالکؒ' حضرت ابورزینؒ' حضرت شعبیؒ' حضرت ضحاکؒ' حضرت عطا فراسانیؒ' حضرت قتادہؒ' حضرت سدیؒ' حضرت مقاتل بن حیانؒ وغیرہ سے بھی مروی ہیں۔ حضرت عکرمہؒ نے بھی ابو طالب کا مذکورہ شعر پیش کیا ہے۔ امام ابن جریرؒ نے اسے روایت کیا ہے اور خود امام صاحبؒ بھی اس کو پسند کرتے ہیں۔" (ابن کثیر جلد اول صفحہ 76)

ہم نے پروفیسر رفیع اللہ شہاب صاحب کی تحقیق' کہ بعض نے یہ فرمایا اور بعض نے یہ کہا' کے مقابل اصل ماخذوں سے پوری تفصیل کے ساتھ متعلقہ آیت کی' جسے بہبود آبادی یا خاندانی منصوبہ بندی یا ضبط ولادت کے لئے استعمال کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے' حقیقت آپ کے سامنے رکھ دی ہے۔ آپ خود فیصلہ فرمایئے کہ کثرت اولاد' (عیالداری کا خوف مسلط کرنے کا کہاں تک جواز ہے۔) عربی لغت میں یہ لفظ تنگی اور پریشان حالی کے لئے اگر استعمال ہوتا بھی ہے تو اس کا سبب اولاد ہی کو کیوں گردانا جائے۔ کتنے دوسرے اسباب ہر کسی کے سامنے ہیں جو معاشی تنگی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

حدیث سے استدلال:

قرآن حکیم سے اس انتہائی بودے استدلال' بلکہ تفسیری تحریف کی کوشش کی طرح' پروفیسر صاحب نے ایک فرمان رسول ﷺ کی تفسیر و تشریح میں بھی ڈنڈی ماری ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

☆ "قلت مال اور کثرت عیال کے متعلق حضور ﷺ کی دعا"

"ہمارا خیال ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کا مقصد یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے : اللھم انی اعوذبک من جھد البلاء اے اللہ میں جہد بلا سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (رواہ بخاری' مسلم و نسائی بروائیت ابو ہریرہؓ)

دوسری روایات میں آتا ہے کہ صحابہ کرام نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ جھد البلاء کیا ہے؟ حضور نے فرمایا المال و کثرۃ العیال مال کی کمی اور اولاد کی کثرت' کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ تشریح خود حضور ﷺ سے منقول نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا قول ہے" (بہبود آبادی کا اسلامی تصور صفحہ 11) پروفیسر شہاب جیسے اعلیٰ تعلیم یافتہ کی تحقیقی تصنیف کے الفاظ ملاحظہ فرمایئے' "ہمارا خیال ہے" "کچھ اہل علم کا کہنا ہے" وغیرہ

پیشتر اس کے کہ ہم اولاد میں برکت کے لئے رحمت دو عالم ﷺ کی دعاؤں کا ذکر کر کے محقق کی تحقیق کی قلعی کھولیں۔ یہ امر بھی آپ کے لئے "علمیت کے اضافے" کا سبب ہو گا کہ قرآن و حدیث میں کہیں بھی اولاد کے لئے عیال کا لفظ استعمال نہیں ہوا' قرآن کریم میں خالق نے' اولاد کے لئے' اولاد ہی کا لفظ استعمال فرمایا تو سرور دو عالم نے بھی یہی لفظ استعمال فرمایا۔ محقق صاحب کے قلب و ذہن پر چونکہ عیالداری بھوت سوار ہے اس لئے ہر جگہ کھینچ تان کر اسی پر اپنی تان توڑتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اردو یا فارسی کے الفاظ اور عربی میں' معنی کے اعتبار سے فرق ہے مثلاً" مباشرت اردو زبان میں جماع کے معنوں بالعموم استعمال ہوتا اور عربی میں مباشرت محض بوس و کنار ہے' یہی حال عیال کا ہے کہ اردو میں عیالدار' کثیر الاولاد ہے مگر عربی میں اس کے معنی معاشی تنگی کے ہیں جو کسی بھی وجہ سے ہو سکتی ہے۔

اولاد میں برکت کی دعا:

رسول اکرم ﷺ سے منسوب' اولاد کی کثرت سے پناہ' کے بالعکس اولاد میں برکت کی دعا ملاحظہ فرمائیے:

☆ "حدثنا عبد اللہ بن ابی الاسود' حدثنا حرمی' حدثنا شعبة عن قتادہ عن انس قال: قالت امی یا رسول اللہ خادمک انس ادع اللہ لہ' قال: اللھم اکثر مالہ وولدہ وبارک لہ فی ما اعطیتہ" (بخاری باب دعوۃ النبی ﷺ - 361' صفحہ 234 جلد ہشتم)

☆☆ "ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا' کہا ہم سے حرمی بن عمارہ نے' کہا ہم سے شعبہ نے' انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے' انہوں نے کہا میری والدہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ' آپ کا خادم انسؓ ہے۔ اس کے لئے دعا فرمائیے۔ آپ ﷺ نے دعا کی یا اللہ! اس کو مال و دولت اور اولاد بہت دے اور جو اس کو دے اس میں برکت عنایت فرما۔" (اس عنوان پر اور بھی روایات مروی ہیں۔)

جہد البلاء:

"عن ابی ھریرۃ کان رسول اللہ ﷺ یتعوذ من جھد البلاء و درک الشقاء وسوء القضاء و شماتۃ الاعداء... (باب التعوذ من جھد البلاء' حدیث نمبر 364 بخاری شریف)

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ بلا کی شدت اور بد بختی کی آفت اور تقدیر کی زحمت اور دشمنوں کی فرحت (جگ ہنسائی) سے پناہ مانگتے تھے۔" (اس میں کسی جگہ بھی کثرت اولاد کا ذکر نہیں ہے) (محقق کی کتاب کے صفحہ 11 پر درج حدیث کے الفاظ اور بخاری شریف میں حدیث کے الفاظ میں بھی فرق ہے)

بزرگوں سے سنا کرتے تھے کہ نمک سے چاول چکھ کر سارے نمک کے ذائقے کا پتہ لگ جاتا ہے۔ ہم

نے محقق کے' قرآن و سنت کے حوالے سے "بہبود آبادی" کے **اسلامی تصور" کی دیگ** سے نمونے آپ کے سامنے' بلا تاویل رکھ دیئے ہیں اور فیصلہ آپ پر چھوڑ دیا ہے۔ کیا کوئی مسلمان اس بات کا تصور کر سکتا ہے کہ خود تو نبی اکرم ﷺ اپنی ذات کے لئے' کثرت اولاد کے "عذاب" سے پناہ مانگیں اور اپنے خادم خاص صحابی حضرت انسؓ کے لئے کثرت اولاد کی دعا فرمائیں اور کوئی صحابیؓ سوال کرے تو اسے زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کی ترغیب بھی دیں۔ (تم بہت پیار کرنے والی' زیادہ بچے جننے والی سے شادی کرو .....)
(مشکوٰۃ عن معقل بن یسار)

اصل مسئلہ :

اصل مسئلہ ان محققین (مولانا الحاج شاہ محمد جعفر پھلواروی ہوں یا ان کے شاگرد رشید پروفیسر رفیع اللہ شہاب) کے نزدیک مسلمانوں کے سامنے قرآن و حدیث کی حقیقی تعلیمات کو رکھنا نہیں ہے بلکہ اصل مسئلہ قرآن و حدیث کا نام لے کر ملت مسلمہ کو گمراہی کے راستے پر چلا کر اپنے ملکی اور غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنا اور اپنی ذاتی معیشت کو (بصورت کتابوں سے آمدنی) مستحکم کرنا ہے۔ ان کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مسلمان اسلام کے نام پر یہ شوگر کوٹڈ گولی حلق سے نیچے با آسانی اتار لیگا' ورنہ ایک باشعور مسلمان تو قرآن و حدیث سے خاندانی منصوبہ بندی ثابت کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

ہفت روزہ تکبیر کے شمارہ 35' اگست 95ء میں یہود و نصاریٰ کے حقیقی منصوبے (یا ملکی آقاؤں کے اصل مسئلہ) کی جھلکیاں یوں دکھائی گئی ہیں :-

> "شیطانی منصوبہ (اصل مسئلہ) یہ ہے کہ اقوام متحدہ اور اس کے ذیلی ادارے ورلڈ بنک کے ذریعے پوری دنیا اور بالخصوص مسلم دنیا میں انسداد آبادی کے پر فریب نام سے خاندانی نظام کو تباہ و برباد کیا جائے' بچوں کی تعداد کے تعین کا اختیار عورت کو دیا جائے (4 ستمبر کو بیجنگ میں عورتوں کی عالمی کانفرنس اس کی طرف عملی قدم ہے) اسے نہ صرف مانع حمل اشیاء اور ادویات کے استعمال کا حق دیا جائے بلکہ اسقاط حمل کا قانونی حق بھی دیا جائے۔ اس کے لئے گھر سے باہر ہر شعبہ زندگی میں آزادانہ اور پیشہ ورانہ مصروفیات کی آزادی تسلیم کر لی جائے اور انسداد آبادی کی تمام تدابیر کے ساتھ ساتھ جنسی آسودگی یعنی آزادانہ شہوت رانی (زنا) کا حق عورت اور مرد کے لئے ہی نہیں سکولوں کے بچوں کے لئے بھی قانوناً" یقینی بنایا جائے اس کے لئے پرائمری سکولوں میں باقاعدہ جنسی تعلیم کا اہتمام کیا جائے اور اسکولوں کے علاوہ ہر ایسے ادارے اور فیکٹری وغیرہ میں

کنڈوم کی فراہمی کا بندوبست کیا جائے جہاں لڑکے اور لڑکیاں یا عورت اور مرد ساتھ کام کرتے ہوں اور جنسی آسودگی میں ہم جنس پرستی کو بھی شامل رکھا جائے۔ منصوبے کے اہم نکات یہ ہیں:-

۱ ☆ جنسی عمل کی لازمی تعلیم جس کا عنوان "تولیدی صحت" رکھا گیا ہے .... نصاب میں کنڈوم پر الگ باب ہے۔

۲ ☆ جنسی تولید کو خاندان کی روایتی حدود یعنی شادی کی قید سے نجات دلائی جائے۔

۳ ☆ کنڈوم کو ہر جگہ قابل حصول بنایا جائے اور ناگزیر ادویات کی فہرست میں شامل کیا جائے۔ مقامی سطح پر تیاری کو فروغ دیا جائے۔

۴ ☆ ہر تولد ہونے والا بچہ "مطلوب" ہو گا۔ نا مطلوب بذریعہ اسقاط ختم کر دینے کا حق عورت کو دیا جائے گا۔

۵ ☆ تمام ملکوں کی یہ ذمہ داری ہو گی کہ وہ مانع حمل اشیا اور ادویات کو ابتدائی صحت عامہ کے نظام کا جزو بنائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ نو آبادیاتی دور سے آج تک مسلم دنیا کی تہذیب' ثقافت' اخلاقی اقدار اور مذہبی عقائد پر جتنے حملے کئے گئے' ان میں تازہ منصوبہ سب پر بازی لے گیا ہے اور اقوام متحدہ نے اپنی اصل حدود سے تجاوز کر کے اب نیو ورلڈ آرڈر کے تحت دنیا بھر میں مختلف العقائد ممالک کے لئے "فقہ" مرتب کرنے کا' اور اسے جبرا" نافذ کرنے کا کام سنبھال لیا ہے۔ حرام و حلال اور جائز و ناجائز کی حدود بھی اب اسی کے ذریعے مرتب اور نافذ ہونگی۔ اقوام متحدہ کے منشور اور اس کے منشور انسانی حقوق میں مذہب اور عقیدہ کی آزادی کا جو حق تسلیم کیا گیا ہے اسے اب یہ ادارہ صیہونیت کے پروٹوکولز اور عالمگیر یہودی ریاست کے خواب کی تکمیل کے لئے سلب کرنے کی راہ پر چل نکلا ہے۔

مذکورہ تجزیہ' ملک میں اسلام کے حوالے سے خاندانی منصوبہ بندی یا بہبود آبادی کے لئے سرکاری مشینری کی روز افزوں دوڑ اور محکمہ کے خرید کردہ محققین کی اسلام کی روشنی میں کاوشوں کی نقاب کشائی کے لئے کافی ہے ایک طرف ریڈیو' ٹی وی قوم کو' ایڈز جیسے موذی مرض کا سبب' آزاد جنسی اختلاط بتاتے نہیں تھکتے اور دوسری طرف اسی آزاد شہوت رانی کے لئے ہر دروازہ کھولتے جا رہے ہیں۔ اور ہر رکاوٹ دور کرنے کے لئے مستعد ہیں۔

اختتامیہ:

ہم اپنی قوم کے علماء اور تعلیم یافتہ باشعور افراد کی خدمت میں پوری درد مندی کے ساتھ یہ استدعا کرتے ہیں کہ وقت کی نبض پر ہاتھ رکھیں' مستقبل کے حقیقی خطرات کا شعور حاصل کریں اور وطن عزیز کی کشتی میں سوراخ کرنے والوں کو شناخت کریں' ان کے ہاتھ پکڑیں' کشتی ڈوبی (خاکم بدہن) تو کوئی نہ بچ سکے گا۔ یہ وقت ہر اختلاف کو بھول کر' یہود و نصاریٰ کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے' بنیان مرصوص بننے کا وقت ہے ورنہ اس سیلاب بلا میں دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث گھرانے ہی نہیں' طاہر القادری گروپ' ڈاکٹر اسرار گروپ ہو یا نیازی اور فضل الرحمٰن گروپ سبھی بہہ جائیں گے۔

آراء

باسمہ الکریم سبحانہ' و تعالےٰ

"مکرمی جناب عبدالرشید ارشد صاحب سلام مسنون! آپ نے ملحدین اور محرفین قرآن کا' جہاد بقلم کے ساتھ جو تعاقب شروع کیا ہے وہ قابل صدر تبریک ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ بعض لوگ بکری کی کھال میں بھیڑیا کا کام کرتے ہیں۔ یہودیت کا نام ہی دجل و فریب ہے' اور قرآن کریم کے بارے میں خود اللہ رب العزت نے قرآن میں فرمایا کہ **یضل بہ کثیرا"** و **یہدی بہ کثیرا"** و **ما یضل بہ الاالفاسقین** اللہ پاک کا فیصلہ اس آیت کریمہ میں آپ کے سامنے ہے کہ جو لوگ اپنے ملحدانہ نظریات کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خود قرآن کا فیصلہ ان کے بارے میں یہ ہے کہ وہ لوگ فاسق ہیں۔ یعنی دائرہ اطاعت سے نکلے ہوئے ہیں۔ اللہ پاک آپ کی سعی سعیا" مشکورا" بنا کر نجات آخرت کا ذریعہ بنا دے۔ آمین "

والسلام

خیر اندیش

مولانا غلام ربانی

مہتمم و خطیب جامعہ اسلامیہ

بلاک نمبر 4 جوہر آباد

تاریخ 13-9-95

" اس پرفتن دور میں قرآن مجید کی صریحا" تحریف کا سلسلہ' فحاشی اور عریانی کو پھیلانے کے لئے' خاندانی منصوبہ بندی اور ضبط ولادت کے جواز پر شروع ہے۔

اس کے جواب میں محترم برادرم مولانا عبدالرشید ارشد صاحب نے کتاب و سنت سے استدلال کر کے ان ہفوات کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو قبولیت کا شرف بخشے اور ان کو جہاد بالقلم کا اجر جلیل نوازے۔

میں نے ان کی تحریر کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ یہ قرآن و حدیث کی ترجمانی کا حق ہے۔ "

مولانا ضیاء اللہ

تاریخ 13-9-95

ابتدائیہ

خاندانی منصوبہ بندی یا بہبود آبادی اس وقت ہماری حکومت کی اولین ترجیح ہے کہ 'اوپر' سے یہی حکم ہے۔ اوپر والے کون ہیں؟ ہر باشعور پاکستانی جانتا ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ ہیں اور ان کے کنٹرول میں ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف ہیں۔

اوپر والوں کی پہلی اور آخری خواہش اور اس کی تکمیل کے لئے سعی و جہد کا منتہا یہ ہے کہ مسلمان عددی برتری سے محروم رہے کہ استحکام اور حکمرانی کے لئے یہ ضروری ہے اور مسلمان کے قلب و ذہن سے اسلام کے حوالے سے سماجی، معاشرتی، تعلیمی، معاشی اور سیاسی اقدار کو کھرچ کر نکال دیا جائے اور یہ سب فحاشی اور بے حیائی کے پنپنے سے ہی کھرچی جا سکتی ہیں۔ یہ کام وہ بہبود آبادی کے کنڈوم کلچر اور ٹی وی کے لچر پروگراموں کو عوام کے گھر کے اندر پہنچا کر حاصل کر رہے ہیں اور بہت حد تک کامیاب ہو رہے ہیں کہ اسلام کے نام لیوا ان کے دست و بازو ہیں۔

توفیق باری تعالیٰ سے ہم پیشہ بہبود آبادی اور تحریف قرآن کے عنوان سے دو حصے آپ کے سامنے پیش کر چکے ہیں اسی سلسلے کی کڑی "بڑھتی آبادی، گھٹتے وسائل، سچ کیا ہے" حاضر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

بڑھتی آبادی - گھٹتے وسائل - سچ کیا ہے؟

کوئی بھی شخص جو شعور کے ساتھ مسلمان ہے اور اپنے ایمان کے ساتھ (خواہ بے عملی کو اسکی عملی زندگی میں خاصا عمل دخل ہو) دنیوی امتحان گاہ سے گذر کر بارگاہ رب العزت میں حاضری کا خواہشمند ہے تو اپنی ہر کمزوری کے باوجود وہ فرمان الٰہی اور فرمان رسالت کو پتھر پر لکیر سمجھے گا' سر تسلیم خم کرنے کے تقاضے پورے نہ بھی کر پائے تو قرآن و سنت کے مقابلے میں اپنی عقل و فکر کے گھوڑے نہ دوڑائے گا۔

آج ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ محض چند روزہ زندگی کے فوائد حاصل کرنے' مثلاً" سرکار دربار میں کرسی یا مستقل مقررین کی فہرست میں نام کا اندراج کرانے اور حق الخدمت کے نام پر چند روپوں کا لالچ' کئی مدعیان ایمان بلکہ سید زادوں تک کو شرف انسانیت سے گرا دیتا ہے عالمی یوم بہبود آبادی پر تقاریر اور بعض اخبارات میں اوٹ پٹانگ مضامین دیکھ کر دکھ ہوا کہ مسلمان کہلوانے والے اس کھلی گمراہی کا کس طرح شکار ہیں۔

فیزے بیلٹی کی اہمیت

آج کا گیا گذرا انسان بھی عملی زندگی میں کسی کام کے آغاز سے قبل سوچ بچار کرتا ہے' مختلف قسم کے تخمینے لگاتا ہے اور پڑھے لکھے وسائل والے عقلمند تو فیزیبلٹی (Feasibility) کے بغیر کام میں ہاتھ ڈالنے کو گناہ سمجھتے ہیں' ایسی رپورٹوں کے لئے لاکھوں روپیہ ماہرین کو ادا کرتے ہیں' مگر وہی عقلمند جب خود پیدا ہو کر اس دنیا کے شراکت دار بن بیٹھے تو انہیں عقل نے اس قدر بے عقل کر دیا کہ اپنے پیدا

کرنے والے کے متعلق انہوں نے یہ یقین کر لیا کہ اس نے انہیں بغیر فیزے ․بیلٹی کے پیدا کر دیا ہے اور انکے بعد مزید مخلوق بھی وہ الل ٹپ پیدا کر کے انہیں' یعنی ان عقل و دانش کے "پتلوں کو" نت نئے مسائل میں الجھا رہا ہے اور معاشی مار دے رہا ہے انکی زندگی روز بروز عذاب بن رہی ہے۔

خالق کائنات کی فیزے ․بیلٹی

تخلیق کائنات کے ضمن میں تمام "سیانے" اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت انسان کی تخلیق سے قبل' اربوں کھربوں سال گذرنے کے بعد' حضرت انسان کو' دنیا مکمل کر کے اس میں اشرف المخلوقات کے اعزاز کے ساتھ لایا گیا۔ تھوڑی سی عقل استعمال کرنے پر یہ انسان' خلیفتہ اللہ' بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ خالق کائنات نے ان اربوں کھربوں سالوں میں کچھ نہ کچھ ضرور بنایا ہو گا۔ انسان کی طرح ستایا نہ ہو گا جس فیزے ․بیلٹی میں انسان کی تخلیق سے قبل طویل عرصہ کی محنت شامل ہو' باریک ترین جزیات تک کا خیال رکھا گیا ہو اور ہر نوع کی تخلیق باہم مربوط ثابت شدہ ہو' اس میں خالق کا پیدا کردہ انسان عقل کل بن کر' مین میخ نکال کر مزید منصوبہ سازی اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرے تو اس سے بڑا باغی' اس سے بڑا احمق اور عاقبت نااندیش کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ خالق کے منصوبہ تخلیق کا مرکزی نقطہ تخلیق انسان تھا اور اس مقصد کے لئے تیار کردہ فیزے ․بیلٹی میں ہر دوسری چیز کی تخلیق اسی انسان کی پر سکون اور خوشحال زندگی کے لئے رکھی گئی اور اس کا دائرہ کار ازل سے ابد تک طے شدہ ہے۔

تکمیل فیزے ․بیلٹی کے لئے وسائل

اربوں کھربوں سال میں' پانی' پہاڑ' زمین و آسمان کے علاوہ بہت کچھ ایسا بھی تخلیق کیا گیا جو آج تک انتہائی ترقی کے باوجود ہمارے دائرہ ادراک سے باہر ہے مگر بتدریج سائنسی تحقیقات کچھ نہ کچھ حصہ سامنے لا رہی ہیں۔ اس کے باوجود کل تک رسائی کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا۔ انسانی زندگی کی احیا و بقا کے لئے پانی

کے اندر، پہاڑوں میں، سینہ دھرتی میں اور آسمان کی وسعتوں میں بادلوں سے پانی ہو یا سورج کی روشنی کی شکل میں، وہ سب کچھ موجود رکھا گیا جسکی ہر دور کے انسان کو ضرورت ہو سکتی ہے اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ انسان کو عملی زندگی گذارنے کے لئے تخلیق آدم سے آخری دور تک قدم قدم راہنمائی کے لئے انبیاء و رسل اور الہامی کتب سے بھی نوازا۔ ایسی مکمل و مدلل راہنمائی پر تاریخ شاہد ہے۔

پانی جو بذات خود نعمت رب قدیر ہے، اسکے اندر سمندروں اور دریاؤں میں انسانی خوراک کا نہ ختم ہونے والا حصہ رکھا، معیشت مستحکم کرنے کے لئے تیل و گیس کے ذخائر، معادن اور نہ جانے کیا کیا پیدا کیا گیا، پہاڑ اس بات پر گواہ ہیں کہ خوردنی نمک اور کوئلہ کے خزانوں سے لے کر تانبا، پیتل، سونا اور یورنیم وغیرہ کے بے بہا ذخائر سینہ کوہ میں کوہ کنوں کے انتظار میں ہیں اور رہی زمین تو اس نے محنت کرنے والے کو ہمیشہ ہی وافر خوراک کی خوشخبری دی ہے یہ ہماری اپنی محنت و ہمت کی کوتاہی ہو سکتی ہے، ہماری منصوبہ بندی کا فقدان ہو سکتا ہے جو ہمارے مصائب و مشکلات کا سبب بنا۔

آبادی کہاں اور کس قدر

ہر دور میں آبادی بڑھی ہے، یہ آج کا مسئلہ نہیں ہے اور ہر دور کے انسان کو اپنے وقت کے تقاضوں سے عہدہ برا ہونے کے لئے مطلوب صلاحیتوں اور وسائل کا ذمہ جو خالق نے لیا تھا بطریق احسن نبھتا رہا ہے۔ یہ سلسلہ بغیر کسی تعطل کے آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہیگا کہ اسے جاری رکھنے والا کوئی انسان نہیں، صرف انسانوں کا خالق نہیں بلکہ وہ انسان سمیت اس پوری کائنات کا خالق ہے، جو اپنی فیزے بیلٹی کی تکمیل کے تقاضوں سے پوری طرح باخبر ہے اور قادر بھی ہے۔

آبادی کہاں کس قدر مطلوب ہے اور کہاں کس قدر غیر مطلوب ہے یہ آبادی کا حقیقی کنٹرولر، خالق و مالک بہتر جانتا ہے کہ پیدائش اور موت پر اس کے علاوہ کسی دوسرے کو دسترس حاصل نہیں ہے۔ یہ بڑی عام فہم بات ہے کہ جو کوئی بھی جس چیز کا خالق ہے، مینوفیکچرر ہے، پروڈیوسر ہے وہ اپنی تخلیق، اپنی صنعت اور پروڈیوس کے

لئے عملاً" منصوبہ بندی بھی کر سکتا ہے۔ دل و دماغ کو زحمت دے کر جواب دیجئے کہ کیا واقعی انسان' انسان کا خالق ہے؟ کیا انسان اپنے خالق کی منصوبہ بندی کو توڑ کر اس کے مقابلے میں بہتر منصوبہ بندی پر قادر ہو سکتا ہے؟ تخلیق کائنات' تخلیق انسان اور تقسیم وسائل رزق و معیشت پر قرآن کی تعلیم ملاحظہ فرمایئے کہ یہ خالق حقیقی کا فرمان ہے:۔

مخلوق کے رزق کی ضمانت (قرآن پاک میں)

1 ☆ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا وَ یَعْلَمُ مُسْتَقَرَّھَا وَ مُسْتَوْدَعَھَا کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ (ھود - 6)

(ترجمہ) "زمین پر چلنے والا کوئی ذی روح ایسا نہیں جس کا رزق اللہ نے اپنے ذمہ نہ لیا ہو' اسے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ کہاں مقیم ہے اور کہاں دفن ہو گا۔ یہ سب ایک واضح کتاب (فیزے بیلٹی) میں لکھا ہے"

2 ☆ ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝ اِنَّا ھَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوْرًا

(الدھر - 1'2)

(ترجمہ) "بے شک انسان پر ایک لامتناہی دور ایسا گزرا کہ وہ اس دور میں کچھ نہ تھا (پھر) ہم نے انسان کو پانی کے ایک قطرہ (مادہ منویہ) سے آزمائش کی خاطر دیکھنے اور سننے کی صلاحیت کے ساتھ پیدا کیا اور بالتحقیق ہم نے اسے راہنمائی سے بھی نوازا' اب یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ شکر گزار بنے یا کفر کا رویہ اختیار کرے"۔

3 ☆ قُلْ اَئِنَّکُمْ لَتَکْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ذٰلِکَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَ جَعَلَ فِیْھَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِھَا وَ بٰرَکَ فِیْھَا وَ قَدَّرَ فِیْھَاۤ اَقْوَاتَھَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ ۝ ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ وَ ھِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَھَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْھًا قَالَتَاۤ اَتَیْنَا

طَآئِعِیْنَ ○ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَاَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَ حِفْظًا ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ○ (حٰمٓ السجدہ - 9 تا 11)

(ترجمہ) "اے نبیؐ! ان سے کہو' کیا تم اللہ سے کفر کرتے ہو اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہراتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں بنایا' وہی تو سارے جہانوں کا (مخلوق کا) رب (پرورش کنندہ) ہے اس نے (زمین کو وجود میں لانے کے بعد) اوپر سے اس پر پہاڑ جما دیے اور اس میں برکتیں (رزق کے خزانے) رکھ دیں اور اس کے اندر سب مانگنے والوں کے لئے ہر ایک کی طلب و حاجت کے مطابق' (پیدائش سے قبل طے کردہ) ٹھیک اندازے سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا۔ یہ سب کام 4 دن میں ہو گئے۔ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت محض دھواں تھا۔ اس نے آسمان اور زمین سے کہا وجود میں آ جاؤ خواہ تم چاہو نہ چاہو "ہم آ گئے فرمانبرداروں کی طرح" تب اس نے 2 دنوں کے اندر سات آسمان بنا دیے اور ہر آسمان میں اسکا قانون وحی کر دیا اور آسمان دنیا کو چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔ یہ سب کچھ ایک زبردست عظیم ہستی کا منصوبہ

مخلوق کے رزق کی ضمانت (حدیث میں)

فرمان الٰہی کے بعد اب فرمان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بھی' بحوالہ فراہمی رزق' ملاحظہ فرمائیے۔

1 ☆ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ' وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَنْ تَمُوْتَ نَفْسٌ قَبْلَ اَنْ تَسْتَکْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ وَلَا یَحْمِلَنَّکُمْ اسْتِبْطَآءُ الرِّزْقِ عَلٰی اَنْ تَطْلُبُوْهُ بِغَیْرِ طَاعَةِ اللّٰهِ فَاِنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ لَا یُنَالُ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ جُفَّتِ الْاَقْلَامُ وَ رُفِعَتِ الصُّحُفُ ○

(ترجمہ) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے کوئی شخص اپنے حصہ کا مکمل رزق لیے بغیر نہیں مرے گا۔ پس تم خدا سے ڈرو اور اس سے اچھی چیز مانگو۔ رزق کی کمی (یا کمی کا خوف)

تمہیں گناہ (ذریعہ حرام سے حصول رزق) میں مبتلا نہ کر دے کہ اللہ تعالی کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کی فرمانبرداری کے بغیر نہیں مل سکتا۔

نافرمانی یا کھلی بغاوت اور منافقت نہ ہو تو معمولی عقل و شعور والا مسلمان کوئی مزید شہادت طلب کیے بغیر مذکورہ جامع فرامین کے ساتھ سرتسلیم خم کر دے گا۔ خالق و مالک کے آبادی کو کنٹرول کرنے کے منصوبے پر مطمئن ہو جائے گا کہ یہی عقل و دانش کا تقاضا ہے آبادی کی تحدید بذریعہ فطری موت' وبا' زلزلہ اور سیلاب یا جنگ وغیرہ کیا غیر موثر ہیں کہ عدم اطمینان کا اظہار کیا جائے۔ ان کے علاوہ تحدید آبادی کے حق میں عزل کی کھلی چھٹی کو دلیل بنایا جاتا ہے۔ یہ درست ہے کہ عزل سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا گویا یہ اللہ اور اس کے محبوب کی اجازت ہے مگر یہ انفرادی اجازت ہے اسے تحریک بنانا یا اس کی ڈھال سے کنڈوم کلچر یا اسقاط کا جواز نکالنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

تحدید آبادی کے مقابلے میں کثرت آبادی کی ترغیب

جو لوگ قرآن و حدیث سے خاندانی منصوبہ بندی کا جواز نکالتے ہیں وہ سو فی صد جاہل ہیں کہ قرآن میں اشارہ کنایہ بھی تحدید کے حوالے سے نہیں ہے اور رہی حدیث' تو عزل کی اجازت کے ساتھ یہ فرمان رسالت بھی تو عزل کو تحریک بنانے کی جڑ کاٹتا ہے فرمایا'

1 ☆ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوْا الْوَدُوْدَ الْمَوْلُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ ○

(ترجمہ) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بہت پیار کرنے اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی سے شادی کرو کہ میں (محشر) میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں کے مقابلے میں کہہ سکوں گا کہ میری امت ہر امت سے بڑی ہے۔

(مشکوۃ کتاب النکاح عن معقل بن یسار' ابوداؤد' نسائی)

رب العزت نے قرآن پاک میں بچے کو اپنی چھاتی سے دو سال تک دودھ پلانے کی ہدایت فرمائی ہے۔ میڈیکل سائنس اس بات سے اتفاق کرتی ہے کہ بچے کو چھاتی سے دودھ پلانے کے عرصہ میں وہ تمام ہارمونز مشغول رہتے ہیں جن کی بصورت دیگر (چھاتی سے دودھ نہ پلانے کے سبب) فرصت عورت کے حاملہ ہونے میں مدد دیتی ہے (دودھ پلانے کے دوران حمل کے واقعات بہت کم ہوتے ہیں۔ ایک سبب باقاعدگی سے دودھ پلانے میں کوتاہی بھی ہوتا ہے۔) یہ بھی فطری تحدید آبادی ہے' جس کا خالق نے خود انتظام فرمایا ہے اور جو سائنس کی دی ہوئی منصوبہ بندی کی طرح عورت کی صحت کی قاتل نہیں ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کیوں؟

ضبط ولادت ہو' خاندانی منصوبہ بندی ہو یا بہبود آبادی کا خوشنما پروگرام' اس کی تہہ میں یہود و نصاریٰ کی مشترکہ خواہش اور منصوبہ بندی ہے کہ مسلمان عددی برتری حاصل نہ کر سکیں اور ہماری برتری قائم رہے' اس قوم کو ہر لحہ آبادی کی بڑھوتری کے عفریت سے خوف زدہ اور اس ضمن میں امداد سے ممنون احسان بھی رکھیں۔ یوں غلامی مسلمان کا مقدر بن جائے گی۔ وسائل ہم سمیٹیں گے۔

ماہر معاشیات رابرٹ مالتھس (نصرانی) وہ پہلا شخص ہے جس نے کثرت آبادی کا شوشہ چھوڑا۔ 1798 میں اس نے مشہور زمانہ کتاب "اصول آبادی" لکھی' جس کا پورا نام "An essay on the Principal of Population as it affects the Future Improvement of Society" تھا اس میں کثرت آبادی کے حوالے سے اس نے لکھا کہ:-

"آبادی' جب کہ وہ بے قید طور پر چھوڑ دی جائے جیومیٹری کے تناسب سے بڑھتی ہے اور اشیاء خوراک صرف ریاضی (ارتھمیٹک) کے تناسب سے بڑھتی ہیں۔" (یعنی آبادی اور خوراک ایک ہی نسبت سے نہیں بڑھتی مثلاً" آبادی میں اضافہ 1 - 2 - 4 - 8 - 16 - 32 - 64 کے تناسب سے ہوتا ہے اس کے برعکس خوراک کی اشیاء میں اضافہ کا تناسب 1 - 2 - 3 - 4 - 5 - 6 - 7 - 8 - 9 اور 10 رہتا ہے۔)

رابرٹ مالتھس پر کثرت آبادی کا خوف طاری ہوا اور ہر طرف اسے بھوک سے مرتے انسان نظر آنے لگے۔ اس کتاب نے بھی دنیا کو خوراک کی کمی کے خوف میں مبتلا کر دیا کہ کسی نے اس کا تجزیہ کرنا ضروری نہ سمجھا۔

اعداد و شمار کی حقیقت

وسائل کی کمی بیشی پر بات کرنے سے قبل کچھ ان اعداد و شمار کی فراہمی کے ضمن میں، جن اعداد و شمار کے ہوے سے امت مسلمہ کو ڈرایا جا رہا ہے بات کرنا ضروری ہے۔ تخلیق پاکستان سے قبل 'محکمہ دیہات سدھار' کی اعلیٰ قیادت نے دیہی سطح کے کارکنوں کو دیہات میں کھاد محفوظ کرنے کے لئے گڑھے کھدوانے کا حکم دیا کہ ہر دیہی کارکن اپنے حلقہ میں زیادہ سے زیادہ گڑھے کھدوائے۔ سہ ماہی گزرنے پر ہر کارکن سے اس ضمن میں کارکردگی رپورٹ لی گئی اور ہر ایک نے 'حسب توفیق' یہ رپورٹ دی۔ صوبے کی سطح پر جب رپورٹوں سے ایک رپورٹ بنی تو پورے صوبے کی اصل اراضی سے گڑھے بڑھ گئے' یعنی گڑھے تھے تو اراضی نہیں بچتی تھی اور اگر اراضی دیکھیں تو اسقدر گڑھے نہیں تھے۔

آج کے دور میں اعداد و شمار 'بنتے' ہیں جس طرح دوسری مصنوعات حسب ضرورت بنتی ہیں۔ آبادی بڑھتی ہے' وسائل بھی بڑھتے ہیں مگر مخصوص چشمہ لگے عقلمندوں کو صرف آبادی کی بڑھوتری نظر آتی ہے کہ آقا کا حکم یہی ہے۔ آبادی اور وسائل کے حقیقی سروے کی توفیق کسی کو نہیں ہے۔ 'ٹھنڈے کمروں میں گرم حقائق' بنتے ہیں اور پھر پوری قوم کو ہراساں کرنے کے لئے' آقاؤں کے زیر قبضہ میڈیا پر پھیلائے جاتے ہیں۔

عالمی بنک کی عالمی ترقیاتی رپورٹ 1986ء

شائع کردہ بہبود آبادی ڈویژن حکومت پاکستان اسلام آباد بحوالہ "دنیا میں 5 اربویں بچے کی پیدائش کا دن 1987"

پاکستان (84-1965ء) بیس سال شرح پیدائش 12.5 فیصد - شرح اموات 28.9 فیصد - شیر خوار بچوں کی اموات 22.7 فیصد

نقشہ نمبر2، صفحہ 32

سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ کے 'پیغام' برائے "پانچ اربویں بچے کا دن" کے مطابق

1930ء میں دنیا کی آبادی 2 ارب تھی
1960ء میں دنیا کی آبادی 3 ارب تھی
1975ء میں دنیا کی آبادی 4 ارب تھی
1987ء میں دنیا کی آبادی 5 ارب تھی

گویا 57 سال میں 2 سے 5 ارب ہو گئی کہا جاتا ہے کہ 2000ء تک یہ 9 ارب ہو جائے گی گویا 70 سال میں ساڑھے چار گنا ہو گئی

یہ صرف بڑھوتری کے اعداد و شمار ہیں مذکورہ رپورٹ کی طرح شرح پیدائش کے مقابلے میں شرح اموات کی زیادتی کو پیش نظر رکھ کر اس بڑھتی آبادی کا جائزہ لیا جائے تو یہ گھٹتی نظر آئے گی خود UNO کہتی ہے کہ شرح پیدائش 12.5 فیصد ہے تو شرح اموات 28.9 فیصد (اگرچہ یہ پاکستان کے اعداد ہیں مگر بڑھوتری کا ہوا بھی تو اہل پاکستان ہی کو دکھایا جا رہا ہے)

پاکستان سے متعلق یہی رپورٹ (بحوالہ غوث علی شاہ' صفحہ 8) ہمیں بتاتی ہے کہ 1947ء میں آبادی تین کروڑ بیس لاکھ تھی جبکہ 1986ء میں (29 سال میں) یہ نو کروڑ اسی لاکھ ہو گئی۔ تین سے نو کروڑ میں سے مذکورہ رپورٹ کی روشنی میں 12.5 فیصد پیدائش جمع کر کے 28.9 فیصد اموات منہا کرتے جائیے اور مرتب کردہ اعداد و شمار کی صحت و حقانیت پر سر دھنتے جائیے۔

یہ رپورٹیں ورلڈ بنک بنواتا ہے جو یہودی عزائم کا رکھوالا ہے اور یو این او کا ذیلی ادارہ F.A.O. ایسی یاسیت کی ماری رپورٹوں کی قلعی کھولتا ہے (حوالہ جات آگے دیئے جا رہے ہیں)۔

مطلوب کیا ہے!

امانت و دیانت اور جذبہ حب الوطنی کا حقیقی تقاضا تو یہ ہے کہ قوم کے سامنے اس کے اپنے ماہرین' ایمان و محبت وطن سے سرشار ماہرین' ہر شعبہ سے متعلق اعداد و شمار رکھیں: مثلاً"

☆ 1947ء سے 1995ء تک آبادی اتنے فی صد بڑھی ہے۔

☆ 1947ء سے 1995ء تک زرعی رقبہ میں (ناقابل کاشت کو قابل کاشت بنا کر) اتنے فی صد اضافہ کیا ہے۔

☆ 1947ء سے 1995ء تک صنعتی شعبہ میں اتنے فی صد اضافہ ہوا ہے۔

☆ 1947ء سے 1995ء تک زرعی اور صنعتی شعبے میں سائنس دانوں نے اتنے فی صد ترقی کی ہے۔

☆ 1947ء سے 1995ء تک دریاؤں اور پہاڑوں سے اتنے فی صد وسائل پر تحقیق ہوئی ہے۔ وغیرہ وغیرہ

وسائل نہیں تو بیرونی سرمایہ کاری کس لئے!

اس قوم کو یکطرفہ طور پر ایک ہی نعرہ دے کر کہ "آبادی ڈبل تھی گئی اور وسائل ہڑپ ہو گئے" اس کا خون خشک کیا ہوا ہے اس ملک کے تحقیقی اداروں نے یقیناً بڑھتی ضروریات کے پیش نظر ہمہ جہت محنت کی ہو گی اور عملاً کی بھی ہے مگر قوم کو بے خبر رکھا جا رہا ہے اگر واقعتاً وسائل نہیں ہیں تو غیر ملکی سرمایہ کاروں کو پاکستان میں سرمایہ کاری کی دعوت کس بنیاد پر اور انہیں اگر وسائل مل سکتے ہیں تو پاکستانی قوم کو وہی کچھ نصیب کیوں نہیں ہو سکتا۔ یہود و نصاریٰ کی غیر ملکی سرمایہ کار کمپنیاں ہر بندش سے آزاد اور تمام تر سہولیات کے ساتھ جس قدر چاہیں پاکستان کے وسائل سے فیضیاب ہوں مگر اہل وطن ہر لمحہ وسائل کی کمی کا نغمہ سنتے رہیں اور بڑھتی آبادی سے سہمے رہیں۔

جو لوگ آبادی کی بڑھوتری کے عفریت سے قوم کو ڈرا رہے ہیں اگر انہیں قوم سے ادنیٰ سی بھی محبت ہوتی' ایمان کی کچھ بھی رمک ان میں ہوتی' تو یہ قوم کے

سامنے حقائق رکھتے' یا قوم کو اس تاریخ سے آگاہ کر دیتے جس تاریخ تک ان کے علم میں آئے وسائل کفالت کر سکتے ہیں اور جس کے بعد وسائل بالکل ختم ہو نگے۔ روئے زمین خصوصاً" پاکستان کی آبادی بھوک کے سبب اوندھی مری پڑی ہو گی۔

علم و تحقیق کا دعویٰ ہے تو

قوم کو بتایا جاتا کہ:

☆ ہمارے پہاڑوں میں ہمارے سروے کے مطابق فلاں فلاں قسم کے معدنیات کے اس قدر ذخائر ہیں جو اتنی آبادی کی کفالت کر سکتے ہیں'

☆ ہمارے دریاؤں اور سمندروں' آبی خوراک اور دیگر معاون کی مقدار و مالیت اس قدر ہے اور فلاں تاریخ سے یہ خزانہ خالی ہو جائیگا'

☆ ہماری زرعی اراضی فلاں سال تک ہماری بے بسی' بے علمی اور بے وسیلگی کے سبب بانجھ ہو جائے گی'

☆ ہمارے بادل فلاں سال سے بارش برسانے سے انکار کر دیں گے کہ انہیں پانی نہیں ملے گا'

علم و تحقیق کا حقیقی مصرف

ہم ہر منصوبہ کے دعویدار ہیں' مگر ہم سے گزشتہ نصف صدی سے اگر کوئی منصوبہ بندی نہیں ہو سکی تو وہ یہ ہے کہ:-

☆ زرعی معیشت میں استحکام کے لئے بنجر و بے آباد اراضی کو قابل کاشت بنانا اور قومی طلب سے ہم آہنگ فصلوں کی کاشت کے جامع منصوبہ کو متعارف کرانا'

☆ بے روزگاری کے خاتمے' زرمبادلہ کے حصول اور عامتہ الناس کے معیار زندگی میں استحکام کے لئے پہاڑوں کا سینہ چاک کرنے والی صنعتوں کا قیام'

☆ # ملکی دفاع کے نقطہ نظر اور دیہی آبادی کی شہروں کو منتقلی روکنے' نیز بنجر اراضی کو زیر استعمال لا کر' زرعی اراضی بچانے کی غرض سے' صنعتی جگہوں کو غیر زرعی مقامات پر منتخب کرنا'

خاندانی منصوبہ بندی، تعلیم اور صحت

منصوبہ سازوں سے سوال کیا جا سکتا ہے کہ اگر فی الواقع وہ قوم کے خیر خواہ ہیں تو انہوں نے قوم کی تعلیم اور قوم کی صحت کے لئے 1947ء سے آج تک کس قدر رقوم بجٹ میں رکھیں۔ ہم پورے یقین و اعتماد سے یہ کہنے کی پوزیشن میں ہیں اور جس کا جی چاہے ہمیں جھٹلانے کے لئے خود ہر سال کے اعداد و شمار جمع کر کے تصدیق کر لے، کہ خاندانی منصوبہ بندی کے نام پر اخراجات کے مقابلے میں صحت عامہ اور تعلیم پر مصارف کی باہم کوئی نسبت ہی نہیں ہے حالانکہ تعلیم کے ساتھ صحت یا صحت کے ساتھ تعلیم ہی ہے جو قوم میں وہ شعور بیدار کرتی ہے جس سے خود بخود خاندان کی بہبود جنم لیتی ہے۔ جس قدر رقم آج تک خاندانی منصوبہ بندی پر پاکستان میں خرچ کی گئی ہے اگر فوجی فاؤنڈیشن کی طرز پر ادارہ بنا کر یہی امدادی رقوم اس کا حصہ بنتیں اور صنعت کے شعبہ میں کام ہوتا تو آج نہ بے روزگاری ہوتی اور نہ تعلیم و صحت عامہ کے مسائل ہوتے مگر یہ تو کسی طرح بھی مطلوب و مقصود نہ تھا کہ آقاؤں کا حکم نہیں۔

خاندانی منصوبہ بندی کا حقیقی مقصد

خاندانی منصوبہ بندی یا ضبط ولادت کے خالقوں کے پیش نظر مقاصد میں' مسلمانوں کی عددی برتری کے خاتمہ کے ساتھ ان میں اخلاقی بے راہ روی اور جنسی انار کی پیدا کرنا ہے اور ہر کوئی اس پر شاہد ہے کہ اس میں وہ کامیاب رہے انہوں نے مقاصد کی تکمیل کی خاطر مسلمان کہلوانے والوں کو ہی استعمال کیا ہے بلکہ بدستور مسلمان استعمال ہو رہے ہیں محکمہ بہبود آبادی ہو' الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا کام تو مسلمان ہی کرتے ہیں۔

وہ وقت دیکھنے والے ابھی بہت سے لوگ زندہ ہیں' جب مائیں اپنے بچوں کو چڑیوں کا اختلاط تک دیکھنے نہ دیتی تھیں' نوجوان لڑکا محلے گلی میں کھیل کے دوران یا ویسے کسی لڑکی کا بازو پکڑ لیتا تو لڑکی خائف ہو جاتی کہ کہیں "کچھ ہو نہ جائے" مگر بھلا ہو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے [illegible] جمہوں کا کہ انہوں نے میڈیا اور خاندانی منصوبہ بندی کے کنڈوم کلچر کے ذریعے نوجوانوں کے دلوں سے ہر خوف نکال دیا اور اب مادر پدر آزاد قوم وہ سب کچھ کر رہی ہے جس کا شرافت اور اخلاقی اقدار سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ غیر مسلم اسی مقصد کی تکمیل کے لئے اربوں روپہ کی امداد دیتے ہیں اور گھر کی دہلیز کے اندر تک بے حیائی پہنچانے کے لئے یہ خرچ ہو رہی ہے جبکہ اسکا زیادہ حصہ بعض کی 'انفرادی معیشت کے استحکام' کا سبب بھی ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق لٹریچر کی بھرمار' پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے غلیظ ترین اشتہارات کے بعد اسلامی اور اخلاقی اقدار کے بخیے ادھیڑنے والے ٹی وی ڈرامے مسلمان قوم کو بالالتزام دکھائے جا رہے ہیں' نوجوان لڑکے لڑکیوں کی موسیقی پروگراموں میں حیا سوز حرکات سے نوجوان نسل کے جنسی جذبات میں اشتعال پیدا کیا جاتا ہے اور ہر کوئی جانتا ہے کہ ایسی اشتعال انگیزی کا ردعمل کیا ہوتا ہے اور منطقی انجام سے معاشرتی زندگی کس قدر مسموم ہوتی ہے اس فضا کی موجودگی میں نوجوان نسل سے اسلامی و اخلاقی اقدار کی مکمل پاسداری کی توقع کرنا احمقانہ سوچ ہے کہ۔

بقول شاعر

درمیاں قعر دریا تختہ بندم کردہ ای -:- بازی گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش
(دریا میں بیچ منجدھار دھکا دے کر کہا یہ جاتا ہے خبردار کپڑے گیلے نہ ہوں)

جو قوم اپنی اصل سے بے وفائی کرتی ہے' مسلم ہو یا غیر مسلم' کبھی بھی استحکام اس کا مقدر نہیں بنتا۔ اس کا مقدر دنیا میں ذلت و رسوائی اور غلامی ہوتا ہے تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ اسلام جن کا اصل تھا' انکی وفا اور بے وفائی کو دیکھ لیں پرکھ لیں تاریخ کی شہادت پر اونچا نیچا گراف دیکھ لیں' کیمونزم اور سوشلزم کو اس کسوٹی پر پرکھ لیں۔ اصل سے' مقصدیت سے' غداری نہ تو فرد کو سنوارتی ہے نہ اقوام و ملل کو۔

ہم غیروں کی بات نہیں کرتے' 1947ء سے 1996ء تک اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تاریخ' جو ہر پاکستانی مسلمان کے سامنے کھلی کتاب ہے پیش کرتے ہیں۔ خدا لگتی کہیئے' ضمیر سے پوچھ لیجئے کیا کوئی لمحہ (ماسوائے 65 کی جنگ کے 17 دنوں کے) ایسا آیا جب ہم من حیث القوم اپنی اصل کے امین تھے؟ کیا ہمارا سارا قومی ماضی ہمارے سیاسی' معاشی' سماجی و معاشرتی' اخلاقی و دینی عدم استحکام کا ثبوت نہیں ہے جو ہمیں جھٹلانا چاہے وہ اس دور کی' مہ سال کی نشاندہی کر دے ہم ممنون احسان ہوں گے۔ بالعکس اگر اصل سے وفا اور استحکام دیکھنا ہو تو اسلام دشمن یہود اور انکے اسرائیل کو دیکھ لیجئے۔

عقل و شعور ہمارا سرمایہ ہے تو!

اگر ہم نے واقعتاً" اپنی قومی اجتماعی موت کا فیصلہ نہیں کر لیا اور زندگی کے لئے کوئی چنگاری ہمارا مقدر ہے تو آخری انگڑائی سے ماضی کی کوتاہیوں کو جھٹک کر نئے عزم و جذبہ کے ساتھ استحکام پاکستان کے لئے کمر ہمت باندھنے کا وقت ہے یہ ہاتھ سے نکل گیا تو ہاتھ ملنے سے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ زندگی کی حفاظت کرنے والی قوم کے شب و روز ہی اس کے منفی یا مثبت کردار کی گواہی ہوتے ہیں آپ بھی اپنے شب و روز سے اپنی سمت کا تعین کر سکتے ہیں۔

اگر ہم باوقار انداز میں زندہ رہنا چاہتے ہیں' عزت و وقار سے نئی صدی میں

داخل ہونا چاہتے ہیں اور مستقبل کی آمین نسل کو مضبوط و باوقار پاکستان دینا چاہتے ہیں تو

☆ ہمیں بڑھتی آبادی سے خائف رہ کر بہبود آبادی کے پردہ میں بے حیائی' فحاشی اور اخلاقی اسلامی اقدار کی تباہی کے لئے خرچ نہیں کرنا چاہیے

☆ ہمیں قومی صحت اور مقصد تخلیق پاکستان سے ہم آہنگ تعلیم پر زیادہ سے زیادہ رقوم خرچ کرنی چاہئیں اور نصاب تعلیم کا قبلہ درست کرنا چاہیے۔

☆ ہمیں نئے سرے سے اپنی صنعتی اور زرعی پالیسی مرتب کرنا ہو گی مثلاً" معدنیات اور زراعت سے متعلقہ صنعتیں شہروں سے دور بے آباد اراضیوں پر جہاں خام مال قریب' لیبر سستی اور لیبر مسائل کم از کم' زرعی اراضی کی بچت اور بنجر اراضی کارآمد' ملکی دفاع کے نقطہ نظر سے بکھری صنعت دشمن کے ہوائی حملوں سے محفوظ بھی ہوتی ہے۔

☆ ہمیں غیروں کو سرمایہ کاری کی دعوت دے کر پاکستان فروخت کرنے کے بجائے' ملکی سرمایہ داروں اور انکے سرمایہ کو تحفظ دینا ہو گا۔ زرمبادلہ ملک سے باہر نہیں جائے گا۔ ہر سطح پر پاکستانی نوجوان کام کریں گے۔ غیر ملکی اثر نفوذ سے ملکی راز' ملی کمزوریاں باہر نہیں جائیں گی جو عدم استحکام کا سبب ہوتی ہیں۔ (اسی طرح کی ایک غلطی نے شام میں گولان کی پہاڑیاں' بہترین دفاعی مورچہ' چند گھنٹوں میں اسرائیل کے قبضہ میں دلا دیئے تھے)

☆ ہمیں کثرت آبادی کو صحتمند اور تعلیمیافتہ بنا کر (خاندانی منصوبہ بندی کا بجٹ بھی اس مقصد کے لئے استعمال کر کے) مسلمان لیبر' کاریگر اور منتظم بنا کر اپنے ملک کے پہاڑوں' دریاؤں اور میدانوں میں قدرت کے ودیعت کردہ لامتناہی وسائل کو ملک و ملت کی معیشت مستحکم کرنے میں لگانا ہے۔ فاضل مین پاور دوسرے ممالک کو دے کر زرمبادلہ کی ضروریات میں استحکام پیدا کرنا ہے کثرت کا خوف بلاوجہ ہے کہ آنے والا کھانے کے لئے ایک منہ اور کمانے کے لئے دو ہاتھ لے کر آتا ہے۔

☆ ہمیں بہبود آبادی کے لئے قرآن و سنت کی راہنمائی پر مکمل توجہ سے عمل کرنا ہے کہ ولادت میں "مطلوبہ' صحتمند وقفہ" دو سال دودھ پلانے سے ممکن ہے

اور بچہ بھی صحتمند رہتا ہے حقیقی خالق' جو ہماری صلاحیتوں' ہماری نفسیات اور ہماری ضروریات بخوبی جانتا ہے' کی حکیمانہ ہدایات سے روگردانی کر کے ہم مسائل پر قابو نہیں پا سکتے۔

کچھ 'انہی' ہی کی زبان میں

قومی سطح پر ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ اسلام کے حوالے سے بات کرتے ہم شرما جاتے ہیں کہ ہمیں رجعت پسندی کا طعنہ دیا جائے گا' ہمارا رویہ معذرت خواہانہ ہوتا ہے کہ ترقی پسند ناراض نہ ہو جائیں اور جونہی کسی سمت سے تحقیق کے نام پر کچھ سامنے آ جائے ہماری باچھیں کھل جاتی ہیں ہم سکھ کا سانس لیتے ہیں کہ اب ہم چار آدمیوں میں بات کرنے کے قابل ہو گئے۔ وہی لوگ جو ہمیں اعداد و شمار کے حوالے سے بڑھتی آبادی' گھٹتے وسائل سے ڈرا رہے ہیں ذرا ان کا یہ نقطہ نظر بھی دیکھ لیجئے کہ شاید اسی سے ہمارا قبلہ درست ہو جائے:

سب سے پہلے رابرٹ مالتھس کے چھوڑے شوشہ کا ہی جائزہ ملاحظہ فرمایئے:

مالتھس کے نظریہ کا جائزہ سب سے پہلے مسٹر گوائن ڈائر (Dyer) (Gwynne) نے اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں لیا جس کا عنوان تھا (Malthus : The False Prophet)

"مالتھس کی موت کو اب 150 سال گذر چکے ہیں اور اس کی سنگین پیشین گوئیاں ابھی تک پوری نہیں ہوئیں۔ دنیا کی آبادی جیومیٹری کے حساب سے دگنا چوگنا ہو گئی جیسا کہ اس نے کہا تھا' اس میں جنگوں اور حوادث کی وجہ سے بس تھوڑا سا فرق پڑا ہے۔ جب مالتھس نے کتاب لکھی تھی اس وقت کی آبادی کے مقابلہ میں آج دنیا کی آبادی 8 گنا ہو چکی ہے مگر غذائی پیداوار بھی کچھ اضافہ ہی کے ساتھ بڑھتی رہی اور انسان کی موجودہ نسل کو اوسط سطح پر تاریخ کی سب سے بہتر غذا مل رہی ہے"

مسٹر گوائن ڈائر نے اپنا مقالہ اس بات پر ختم کیا:

"مالتھس غلطی پر تھا۔ ہمارے لئے یہ مقدر نہیں کہ ہماری اگلی نسلیں قحط میں پیدا ہوں"

(G-Dyer-Indian Times-Dec:28'1984)

"اب سے ایک صدی بعد آبادی دگنی یا تگنی ہو جائے گی' یعنی اندازہ ہے کہ اکیسویں صدی کے نصف آخر تک آبادی 6 ارب سے 12 ارب کے درمیان ہو گی اب تخمینہ یہ ہے کہ موجودہ زرعی طریقوں پر کوئی غیر معمولی بوجھ ڈالے بغیر' یعنی تمام دنیا میں ان طریقوں کو اختیار کر کے جو وہاں کے لئے موزوں ہوں اور جو فنی اعتبار سے اس معیار کے ہوں جو آج نیم صنعتی ممالک میں استعمال ہو رہے ہیں' اس آبادی کی خوراک کی ضرورت پورا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اگلے 100 سالوں میں قلت خوراک کے لئے کوئی بنیاد موجود نہیں ہے اگر کوئی قحط آئے تو وہ انسان کی اپنی حماقت یا خود غرضی کی وجہ سے ہو گا۔"

(Bernel J.D. world without war - page 66)

"یہ تمام چیزیں اس یقین کے لئے مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہیں کہ اگلے سو سال کے اندر دنیا کے باقی دو تہائی حصے میں بھی وہی زرعی انقلاب واقع ہو جائے گا جو ابھی تک صرف ایک تہائی حصہ میں رونما ہوا ہے۔"

(F.A.O. - 10 year Report on Agricultural Dev: 45-55)

"یہ قطعی ممکن نظر آتا ہے کہ اس پروگرام کے مجموعی اثرات بالاخر ان تمام امید افزا اندازوں سے بھی کہیں زیادہ ہوں جو شدید ترین رجائیت پسندوں نے قائم کئے ہیں۔"

(So Bold an Aim - Dr. La martine yates - F.A.O.1955, p-130)

"آبادی اور خوراک اور زراعت و صنعت کے متعلق بحث و مباحثہ میں جو انتشار فکری Confusion ہے اس کا سبب موجودہ اور آئندہ وسائل کے بارے میں ہماری معلومات کی کمی ہے کبھی کبھی تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زرعی زمین کی پیداواری حیثیت کو ختم ہو جانے والا Exhaustable سمجھ لیا گیا ہے بالکل اس

طرح جس طرح کہ کوئلہ کی ایک کان ختم ہونے والی ہے بلاشبہ دور اندیشی کی کمی اور غلط طریقے پر کام کر کے اسے ختم کیا جا سکتا ہے مگر زمینوں کی پیدا آوری Productivity کو بحال بھی کیا جا سکتا ہے اور بڑھایا بھی جا سکتا ہے یاس زدہ خیالات آج بڑے عام ہیں اور ان کا ٹیپ بند یہ ہے کہ قابل کاشت زمین اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے لیکن جدید ماہرین اس مایوسانہ نقطہ نظر سے قطعاً اتفاق نہیں کرتے"

Dr. Lamartine yates.

("Agriculture in the World Economy"),

(Rome) F.A.O.1956, p-35

"اگر دنیا کی زمین ٹھیک ٹھاک استعمال کی جائے تو موجودہ معلوم طریقوں کو استعمال کر کے بھی، موجودہ آبادی سے دس گنا زیادہ آبادی کو یعنی 28 ارب افراد کو، مغربی ممالک کی خوراک کے اعلیٰ معیار پر قائم رکھا جا سکتا ہے اور کثرت آبادی کا کوئی مسئلہ پیدا نہ ہو گا۔"

(Clark, Colin, (Economist)

"Population and living Standards"

Inernational Labour Review, Aug ; 53)

"آبادی میں عظیم اضافہ - ایسا اضافہ جو بے ضبط و بے لگام تھا - یورپ کو دنیا کی درجہ اول کی طاقت بنانے میں فیصلہ کن تھا، یورپ کی آبادی کے اس دھماکہ کے ساتھ پھٹ پڑنے ہی کا نتیجہ تھا کہ ملک میں نئی صنعتوں کو چلانے کے لئے کارندے بھی ملے اور دوسری طرف یورپ سے باہر دنیا بھی میں پھیل جانے کے لئے مہاجر اور ایسے سپاہی ملے جو دور دراز علاقوں میں پھیلی سلطنت کی سربراہی کر سکیں۔"

Prof: F.K. Organski and Stuart Laure

Population Explosion in Europe - July 17.1961

"غالباً" جدید معاشرہ میں صنعتوں کی اکثریت ایسی ہے جو بڑھتی ہوئی آبادی سے خاص طور پر مستفید ہوتی ہے۔"

(Clark, Colin. "Population Growth and Living Standards.)

مذکورہ تفصیلی بحث کو، جو قرآن و حدیث اور مغربی مفکرین کی آرا سے مزین ہے ہم آپ کے سپرد کرکے علامہ اقبالؒ کے اس فرمان سے سمیٹتے ہیں:

اغیار کے افکار و تخیل کی گدائی!
کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

بہبودِ آبادی یا خاندانی منصوبہ بندی اور فتوے

☆

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں پاپی پیٹ کے لئے ایمان فروشوں کی تعداد کم نہیں ہے۔ عاقبت سے نالاں یہ لوگ مسلمان کہلوا کر یہود و نصاریٰ کی فوج کے ہراول کے طور پر ہمہ وقت' ہمہ جہت مصروف دیکھے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان کی ڈھٹائی کے بد ترین مظاہر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ مثلاً ایک' جس پر اہل وطن کا بچہ بچہ گواہ ہے' ٹیلی ویژن پر روزانہ بہبود آبادی کا اشتہار قرآنی آیت کی روشنی میں آتا ہے' جو بصورت دعا ہے کہ "یا اللہ ہم پر (کثرتِ اولاد کا) وہ بوجھ نہ ڈال جس کو اٹھانے کی ہم میں ہمت نہیں ہے۔"

امت مسلمہ نے گذشتہ ساڑھے چودہ سو سال سے سورۃ بقرہ کی اس آیت سے یہ مطلب کبھی اخذ نہ کیا تھا۔ آیت کا یہ حصہ کبھی بھی کثرت اولاد کے حوالے سے نازل نہ ہوا تھا مگر آج کا بد بخت انسان پیٹ کا دوزخ بھرنے کی خاطر چند روپے کے لالچ میں تحریف قرآن سے نہیں چوکتا۔ ماضی قریب میں اسی طرح کی ایک حماقت تحقیق کے نام بہبودِ آبادی کے کیلنڈر پر قرآنی آیات کی معنوی اور حقیقی تحریف کی صورت میں بھی کی جا چکی ہے اور اس سے بڑھ کر بد نصیبی کی بات یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے کسی

شہری کو حکومت کی اس دیدہ دلیری پر ٹوکنے کی توفیق نہیں ہوئی۔

عوام الناس کو ہر پہلو سے گمراہ کرنے کے لئے محکمہ بہبود آبادی نے اپنے زر خرید نام نہاد علماء و دانشوروں سے اپنے حق میں کتب لکھوائیں۔ ان لکھنے والوں میں جعفر پھلواری اور رفیع اللہ شہاب جیسے لوگ شامل ہیں جو چند ٹکوں کے مفاد پر بک گئے۔ ہم نے ان کے خیالات اور قرآن و حدیث سے متعلق توجیہات کا جائزہ عوام کی عدالت میں دو سال قبل پیش کر دیا تھا۔

اب ہمیں اپنے محترم دوست کی طرف سے ایک کتابچہ "خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق علمائے دین کے افکار اور فتاویٰ" موصول ہوا تاکہ اس ضمن میں ہماری رائے سامنے آسکے۔ اس کتابچہ میں فتاویٰ عالمگیری، فتویٰ مولانا محمد شفیع صاحب، فتویٰ مولانا ابو الکلام صاحب، فتویٰ حضرت عمروؓ ابن العاص فاتح مصر، فتویٰ شیخ عطا اللہ حاجی، شیخ بہاؤ الدین خلتی ایران، فتویٰ ابوبکر حصاص، فتویٰ شاہ عبدالعزیزؒ بن امام شاہ ولی اللہؒ دہلوی اور حاجی عبدالجلیل بن حاجی حسن مفتی جاہور ملیشیا کے فتاویٰ ہیں، خاندانی منصوبہ بندی کے حق میں۔

دنیوی مفادات کے کھونٹے سے بندھے گمراہ حضرات جب دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کا بیڑہ اٹھاتے ہیں تو دوستی اور دین داری کا لبادہ اوڑھتے ہیں اور طریقہ واردات کم و بیش سب کا ایک ہی جیسا دیکھنے میں آتا ہے اور وہ یوں کہ اسلام کے حوالے سے جوبات کرو اس کے لئے مسلمانوں میں بہت معروف بزرگوں کے نام اور معروف دینی کتب کا نام استعمال کرو، خصوصاً ایسی کتب جن تک عام مسلمان کی رسائی نہ ہو۔ اس پر مستزاد یہ کہ عوام تو رہے ایک طرف، خواص بھی توجہ نہیں دیتے کہ ایسے دجل کا تار پود بکھیر اجائے جس کے سبب ایسے گمراہوں کے موقف کو تقویت ملتی ہے۔

قوم کو گمراہی کی راہ پر لے جانے والے بے شمار ڈائجسٹ اٹھا کر دیکھئے ہر شمارے میں آپ کو ایک اسلامی تاریخی کہانی ملے گی جس کے ماخذ کے حوالے سے آٹھ دس معروف اسلامی کتابوں کا نام آغاز میں لکھا ملے گا' مضمون میں حقیقی اسلام کے نام پر جو گمراہی پہنچائی جارہی ہے ان کتب میں اس کا کہیں ذکر نہ ہوگا۔ بعینہ یہی صورت حال محکمہ خاندانی منصوبہ بندی کے فراہم کردہ فتووں کی ہے جو محکمہ نے زر خرید بے ضمیر دانشوروں سے مرتب کروائے ہیں۔

مذکورہ فتاویٰ کے حوالے سے ایک بنیادی طور پر سمجھ لینے کی بات یہ ہے کہ کبھی کسی عالم دین نے اس انداز میں کسی بھی عنوان پر فتویٰ جاری نہیں کیا۔ فتویٰ کا ایک مخصوص طریقہ کار ہے انداز ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ مذکورہ فہرست میں بعض بزرگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنی ساری زندگی فتویٰ دیا ہی نہیں مثلاً مولانا ابو الکلامؒ یا صحابی رسول ﷺ حضرت عمروؓ ابن العاص۔ ان کی رائے ہو سکتی ہے۔ تیسری اہم ترین بنیادی بات یہ کہ اہل ایمان کے لئے ہر بات کی کسوٹی قرآن و حدیث ہے۔ شخصیت نہیں ہے اور ہم یہاں پورے اعتماد کے ساتھ یہ کہنے کی پوزیشن میں ہیں کہ یہ سب فتاویٰ ان بزرگوں کے نام انتہائی بددیانتی سے غلط منسوب کئے گئے ہیں۔ اگر بات وہی ہوتی تو ان کی تحریروں کے ثبوت میں کتب کے نام اور صفحات کے حوالہ جات ضرور دیئے جاتے یا الگ فتویٰ ہونے کی صورت میں عکس فتویٰ ضرور شائع کیا جاتا' مگر دجل و فریب کے پاؤں کہاں!

جن قابل قدر بزرگان کے نام کو مسلمان قوم کو گمراہ کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ ان سے متعلق ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ قرآن و سنت کی واضح ہدایت کے برعکس اپنی کسی رائے کا اظہار بھی کر سکتے ہیں۔ اس ضمن میں ہم مختصراً جائزہ پیش کریں گے تاکہ ہماری بات بآسانی سمجھی جا سکے۔ ویسے جو لوگ محکمہ بہبودِ آبادی کے کیلنڈر پر

انتہائی دیدہ دلیری کے ساتھ قرآنی آیات میں معنوی اور حقیقی تحریف کر سکتے ہیں۔ ان کے متعلق کسی حسن ظن کی گنجائش کہاں رہ جاتی ہے۔ حسن ظن کو زحمت دینے کا دوسرا نام گمراہی پر اطمینان ہے جو کم از کم کسی باشعور مسلمان کو قبول نہیں ہو سکتا۔

زیر نظر فتاویٰ کا تجزیہ کریں تو بہبود آبادی کے غبارے سے ہوا نکل جاتی ہے مثلاً فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے کہی گئی دو باتیں محل نظر ہیں۔

پہلی، اسلام میں بیوی کی اجازت سے عزل پر کوئی پابندی نہیں، دوسری، حمل کے نتیجے میں ماں کے رحم میں جب تک بچے کے اعضا بن نہیں جاتے اس وقت تک عورت کے لئے اسقاطِ حمل جائز ہے۔ (بہبود آبادی کی اپنی تشریح ساتھ ہے کہ اعضاء حمل کے 120 دن کے اندر مکمل نہیں ہوتے)۔ عقل و شعور رکھنے والا کوئی بھی شخص مذکورہ عبارت کو بار بار پڑھے تو اس عبارت سے خاندانی منصوبہ بندی کا جواز نہ نکال سکے گا۔ عزل میاں اور بیوی باہمی رضا مندی سے کئی مقاصد کے لئے کر سکتے ہیں مثلاً بیوی بیمار ہے حمل اس کے مرض میں اضافہ کا سبب ہو سکتا ہے۔ رہا مسئلہ اسقاطِ حمل کا تو اس کی گنجائش صرف ایک ہی صورت میں نکلتی ہے کہ کوئی ماہر مسلمان طبیب اپنی ماہرانہ نصیحت میں یہ کہے کہ اگر اسقاط نہ ہوا تو حاملہ مر سکتی ہے یا حمل پیٹ میں مردہ لوتھڑہ ہے یا پھر کسی حادثے کے سبب اسقاط تک نوبت پہنچے تو اسقاط جائز نہیں اس کی گنجائش ہے۔

مولانا مفتی محمد شفیعؒ کے نام منسوب تحریر جسے فتویٰ کا نام دیا گیا ہے اور جس کیلئے کسی کتاب اور اسکے صفحہ کا حوالہ دینا بھی بوجوہ مناسب نہیں سمجھا گیا۔ ایک مہمل تحریر ہے اور اگر اس تحریر پر ہی انحصار کیا جائے تو بھی اس سے ملک گیر موجودہ خاندانی منصوبہ بندی کی تحریک کا جواز نہیں نکلتا۔ عزل کو نس بندی کا جواز بنانا عقل و دانش کی نفی ہے یا کسی دوسرے مصنوعی طریقے سے مادہ کو رحم میں جانے سے روکنے کو عزل سے مشابہت

دینے والے عزل کے وقت کی نفسیاتی اور ہیجانی کیفیت کو کنڈوم یا اپریشن ، جیسی ہ کی اطمینان بخش حالت سے تطبیق دیں تو عقل کا ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔ علماء سے فتویٰ کا طریقہ یہ ہے کہ سائل مفتی کے سامنے ایک سوال رکھتا ہے اور مفتی اس سوال کو قرآن و سنت کی روشنی میں پرکھ کر قرآن و حدیث و فقہ کے مصدقہ حوالوں کے ساتھ فتویٰ دیتا ہے۔ کسی گول مول بات پر گول مول جواب یا کسی نجی مجلس میں گفتگو فتویٰ نہیں کہلاتی۔

مولانا ابو الکلام آزادؒ مفتی نہ تھے۔ انہوں نے ساری زندگی فتویٰ نہ دیا۔ ان کی ایک رائے ہے جو قرآن و سنت کی روشنی میں قبول یا رد کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح حضرت عمروؓ ابن العاص کے ایک مبینہ خطبہ سے لئے گئے اقتباس کی ہے جس میں ان سے منسوب کیا گیا کہ لوگو تم چار خصلتوں سے بچو :

☆ کثرتِ اولاد سے ☆ بہت گھٹیا معیار زندگی سے
☆ مال ضائع کرنے سے ☆ لایعنی گفتگو سے

ہم یہاں صرف کثرتِ اولاد کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔

حضرت عمروؓ ابن العاص جلیل القدر صحابی تھے اور کیا کوئی گیا گزرا شخص بھی اس بات کا تصور کر سکتا ہے کہ صحابیؓ فرمانِ رسالت ﷺ سامنے آنے کے بعد اس کے برعکس رائے رکھ سکتا ہے یا قرآن کے واضح احکامات کو نظر انداز کر سکتا ہے۔ یہ سوچ کسی احمق کی تو ہو سکتی ہے کسی مومن کی نہیں۔ سرور دو عالم ﷺ تو امت کو حکم دیں کہ :

"تزوجوا الودود المولود فانی مکاثر بکم الامم" تم بہت پیار کرنے والی، زیادہ بچے جننے والی سے شادی کرو تاکہ محشر میں تمہاری کثرت پر فخر کر

سکوں۔ (مشکوٰۃ عن معقل بن یسار کتاب النکاح ابوداؤد، نسائی)

قرآن میں فرمایا جاتا ہے کہ "اولاد کو غربت کے خوف سے قتل نہ کرو۔"

کثرت اولاد مطلوب ہونے کے حوالے سے ایک اور روایت بخاری شریف میں یوں ملتی ہے کہ:

"ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا' کہا ہم سے حرمی بن عمارہ نے کہا ہم سے شعبہ نے' انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے' انہوں (انسؓ) نے کہا میری والدہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ آپ کا خادم انس ہے اس کے لئے دعا فرمائیے۔ آپ ﷺ نے دعا کی "یا اللہ اس کو مال و دولت اور اولاد بہت دے اور جو اس کو دے اس میں برکت عطا فرما"۔ (بخاری باب الدعوۃ صفحہ 361)

خاندانی منصوبہ بندی کے لال بجھکڑ جس طرح عزل کو غلط مقاصد کے لئے استعمال پر مصر ہیں بعینہ اس طرح بخاری شریف کی ایک روایت میں فرمائے گئے ایک لفظ جھد البلاء کے معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے نزدیک اس سے مراد کثرتِ اولاد تھی حالانکہ عربی لغت سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ اس حدیث کا حقیقی مطلب کچھ اور ہے۔ ملاحظہ فرمائیے بخاری شریف باب التعوذ "من جھد البلاء" حدیث نمبر 364 (اصل حدیث کے الفاظ و معانی یوں ہیں)۔:

"حضرت ابوھریرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ بلا کی شدت اور بدبختی کی آفت اور دشمنوں کی فرحت (جگ ہنسائی) سے پناہ مانگتے تھے"۔

اس میں کثرت اولاد کہاں! ویسے بھی یہ محسن انسانیت ﷺ پر (نعوذ باللہ) تہمت ہے کہ آپ ﷺ ایک طرف حضرت انسؓ کو کثرت اولاد کی دعا دیں اور دوسری طرف کثرت اولاد سے پناہ مانگیں۔

اگر یہ جان لیا جائے کہ خاندانی منصوبہ بندی یا بہبودِ آبادی کی 'خیر خواہی' کے پس پردہ مقاصد کیا ہیں تو تحریف قرآن و حدیث و فقہ کو سمجھنا آسان ہوگا۔ یہود و نصارٰی کی طے شدہ منصوبہ بندی' جس کے دستاویزی شواہد ہمارے پاس محفوظ ہیں' کے مطابق ملت مسلمہ میں بے حیائی اور بے غیرتی کو فروغ دے کر جذبہ ایمانی کو سرد تر کرنا اور ملت مسلمہ کو بانجھ بنانا وغیرہ ہے۔ بے حیائی اور بے غیرتی کے حوالے سے خاندانی منصوبہ بندی کے ذرائع' پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا' ریڈیو اور ٹیلی ویژن اور مسیحی سماجی اداروں کے ذریعے حقوق نسواں کی آڑ میں خاندانی نظام کو درہم برہم کرنا ہے۔ ملت مسلمہ کو بانجھ بنانے کے لئے عالمی اداروں کے دباؤ سے آیوڈین ملا نمک کھلانا' خاندانی منصوبہ بندی کے اپریشن اور سبزیوں' فصلوں' باغات پر انتہائی مہلک کیڑے مار ادویات کی ترویج کہ اس سلوپائیزننگ سے انسان' حیوان بلکہ زمین بھی بتدریج بانجھ ہو۔ اور عملاً یہ سب کچھ پاکستان میں ہو رہا ہے۔ امریکہ کی طرف سے عراق کو دی گئی زہر آلود گندم گواہ ہے' جس کا انکشاف بھی امریکی اخبار نے کیا۔

اہل وطن کے لئے خصوصاً ذی شعور طبقے مثلاً علماء و وکلاء کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ وہ ان باتوں کا نوٹس لیں اور قوم میں شعور بیدار کریں' قوم کو اغیار کے ہمہ جہت ہتھکنڈوں سے آگاہ کریں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر اپنے اندر ان کے تعاقب کی صلاحیت پیدا کریں۔ یہود و نصارٰی ہوں یا پاکستان کے ازلی دشمن ہنود' باہم منظم بھی ہیں اور مستعد و فعال بھی۔ رہا مسئلہ خوراک کی کمی اور آبادی کی کثرت کا تو یہ محض پراپیگنڈہ ہے۔ بر لحاظ

سے وسائل، آبادی کے مقابلے میں زیادہ ہیں اور یہ بات انکے اپنے کہتے ہیں ہم نہیں کہتے۔

خاندانی منصوبہ بندی والوں کا سب سے زیادہ زور اس بات پر ہے کہ آبادی بڑھ رہی ہے اور وسائل (خوراک) گھٹ رہے ہیں۔ جب کہ حقائق برعکس ہیں، پیدائش اور اموات کی شرح سے آبادی کی بڑھوتری نکالی جائے تو بڑھوتری کی شرح بہت کم ہے اور وسائل کے بڑھنے کی شرح زیادہ ہے۔

"خوراک کی فراہمی: دنیا کی آبادی میں اضافے کی شرح، خوراک کی عالمی پیداوار میں اضافے کی شرح سے کم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں خوراک کی فی کس فراہمی، حتیٰ کہ ترقی پذیر ملکوں میں بھی زیادہ ہے۔ افریقہ میں خوراک کی فی کس فراہمی جمود کا شکار ہے بلکہ اس میں کمی آرہی ہے مگر اس کمی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قدرتی پیداوار کم ہو رہی ہے۔ اگر افریقہ کے قدرتی وسائل صحیح طور پر بروئے کار لائے جائیں تو افریقہ نہ صرف اپنی تمام غذائی ضروریات پوری کر سکتا ہے بلکہ خوراک برآمد بھی کر سکتا ہے اگر افریقہ میں لوگ فاقہ کشی کا شکار ہیں تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ قدرتی پیداواری صلاحیتیں کم ہیں بلکہ یہ ہے کہ پیداواری صلاحیت کو بہتر انداز میں استعمال نہیں کیا جارہا۔ اصولی بات یہ ہے کہ شرح کچھ بھی ہو فراہمی خوراک کا مسئلہ حل کیا جاسکتا ہے۔"

"قدرتی وسائل: 1970ء کے عشرے سے ہمارے قدرتی وسائل ختم ہونے کا اندیشہ بڑھتا جارہا ہے۔ اب ہمیں علم ہے کہ عالمی آبادی اور اقتصادی ترقی کے باوجود تیل سمیت تمام اہم قدرتی وسائل کے معروف ذخائر کم ہونے

کی بجائے بڑھ گئے ہیں...... گویا مقدار کے لحاظ سے قدرتی وسائل کی کمی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔" (بحوالہ "دنیا کی آبادی ۔ حرکیات اور امکانات" معلومات جرمنی مارچ اپریل 98ء)

بڑھتی آبادی۔ گھٹتے وسائل پر یہ کسی رجعت پسند مولوی کی گواہی نہیں بلکہ یہ ان کا کہنا ہے جنہیں ہم ہر سچائی کی سند دینے کے لئے بے قرار رہتے ہیں۔ پھر یہ ماضی بعید کی شہادت نہیں۔ بات کہنے والے نے صرف ایک سال قبل اپنی تحقیق عالمی سطح پر عامۃ الناس کے سامنے رکھی ہے۔

"اگر دنیا کی زمین ٹھیک ٹھاک استعمال کی جائے تو موجودہ معلوم طریقوں کے استعمال سے بھی موجودہ آبادی سے دس گنا زیادہ آبادی کو یعنی 28 ارب افراد کو مغربی ممالک کی خوراک کے اعلیٰ معیار پر قائم رکھا جا سکتا ہے۔ اور کثرت آبادی کا کوئی مسئلہ پیدا نہ ہوگا۔"

(Clark, Colin (Economist) "Poloulation and Living Standards" International Labour Review Ag. 1953)

مختصراً ایک دو اقتباسات اور دیکھتے چلئے:

"...... یہ تمام چیزیں اس یقین کو مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہیں کہ اگلے سو سال کے اندر دنیا کے باقی دو تہائی حصے میں بھی وہی زرعی انقلاب واقع ہو جائے گا جو ابھی تک صرف ایک تہائی حصہ میں رونما ہوا ہے"۔

(FAO-10 Year Report on Agriculture. Dec. 43-55)

"آبادی اور خوراک اور زراعت و صنعت کے متعلق بحث و مباحثہ میں جو انتشار فکری (Confusion) ہے اس کا سبب موجودہ اور آئندہ وسائل کے بارے میں ہماری معلومات کی کمی ہے۔"

(Dr. Lamartine Yates, "Agriculture. in World Economy", Page 35, FAO Rome)

امر واقع یہ نہیں ہے کہ کثرت آبادی کے سبب وسائل کم رہ جائیں گے بلکہ یورپ اور امریکہ کے لئے شدید ترین خطرہ ایک طرف مسلم ممالک کی عددی برتری ہے تو دوسری طرف یہ کہ مسلم ممالک کی آبادی کم ہونے کے سبب یہاں کے وسائل ہمارے کام آئیں گے بصورت دیگر سارے وسائل یہیں استعمال ہوتے رہیں گے۔

"مسلم ممالک کی بڑھتی ہوئی آبادی اگلے 25 سالوں میں امریکہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ ان ممالک کی سیاسی' معاشی اور اقتصادی و عسکری قوت میں اضافہ ہوگا۔ ان ممالک سے نکلنے والا خام مال جس سے امریکہ و یورپ کے کارخانوں کی چمنیاں گرم ہوتی ہیں' آنا بند ہو جائے گا۔ لوگوں میں قدرتی وسائل کو اپنے قبضے میں رکھنے کا شعور پیدا ہوگا اور مراعات یافتہ طبقہ (امریکی یورپی مفادات کی رکھوالی کرنے والا) کے خلاف نفرت باقاعدہ تحریکوں کی شکل اختیار کرلے گی' جو تیسری دنیا میں امریکی مفادات کی نگرانی کرتا ہے۔"

(Amarican Report S-200 approved under No: 314 on 26-11-75)

مذکورہ تفصیل کے بعد ہر باشعور یہ جان سکتا ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی یا بہبود آبادی کی امداد کے پس پردہ 'خیر خواہی' کے بھیس میں اصل مقاصد کیا جن کے لئے ابلیس ایک گنجائش عزل کو توڑ مروڑ کر اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی خاطر معزز و محترم علماء کرام کے نام سے عوام کو دھوکہ دے رہا ہے۔ عزل کی گنجائش انفرادی سطح پر ہے۔ یہ کسی طرح بھی منظم تحریک یا محکمہ کی بنیاد نہیں ہے۔ خصوصاً کمی رزق کے خوف سے تو عزل کی اجازت ہی نہیں کہ اس کا آغاز اس دور میں ہوا تھا جب غزوات میں لونڈیاں اصحاب الرسول ﷺ کے تصرف میں آئیں اور چونکہ لونڈیاں ایک سے دوسرے کی ملکیت میں آتی جاتی تھیں اس لئے ان سے اولاد کے سبب پیدا مسائل سے بچنے کی خاطر ایک تدبیر تھی اور جب کوئی لونڈی آزادی کے بعد کسی کے باضابطہ عقد میں آتی تو اس سے بھی اولاد مطلوب ٹھہرتی۔ صحابہ کرامؓ کے متعلق فرامینِ رسول ﷺ کو نظر انداز کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

خاندانی منصوبہ بندی کے جسمانی اور اخلاقی نقصانات

☆

اگرچہ عقل و شعور اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ خالق و مالک نے قرآن حکیم میں اور محسن انسانیت ﷺ کے ذریعے انسان سے جو بھی مطالبات کئے ہیں وہ انسان ہی کی بھلائی کے لئے ہیں مگر عقل و شعور کا دعویدار کم فہم انسان اسے مُلا کی سوچ' قرآن و حدیث کے لئے مُلا کی "فرسودہ تاویلات" کہہ کر رد کر دیتا ہے اور "جدید مُلا کی' زمانے سے ہم آہنگ" تحقیقات پر فریفتہ نظر آتا ہے اور دنیوی لذت کے لئے من پسند فتووں پر عمل کرتے ہوئے اپنی "عملی زندگی بمطابق شریعت" پر نازاں ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی یا بہبود آبادی کی "ملک گیر تحریک یا باضابطہ محکمانہ سرگرمیوں" کے لئے قرآن و حدیث میں کوئی حکم کوئی اجازت یا کوئی گنجائش موجود نہیں ہے البتہ ممانعت قرآن و حدیث میں واضح طور پر ملتی ہے۔ انفرادی سطح پر بہ امر حقیقی مجبوری اور ضرورت یا محدود گنجائش بہ کراہت پائی جاتی ہے' وہ بھی شرائط کے ساتھ' خدا خوفی کی ساتھ۔

انسان کے خالق کو اس امر کا بخوبی علم تھا کہ میری تخلیق کردہ انسانی مشین کے

فطری فعل میں رکاوٹ اس مشین کو اس کے اصل مقاصد سے نہ صرف یہ کہ دور لے جائے گی بلکہ پوری مشین ہی کو تہس نہس کر دے گی۔ عمومی زندگی میں اس بات کو کسی بھی شعبہ زندگی پر منطبق کریں تو یہی کیفیت دیکھنے کو ملتی ہے اور یہی کچھ حال حضرت انسان کی اپنی جسمانی مشینری کا ہے۔

پیشتر اس کے کہ ہم خاندانی منصوبہ بندی کے انسانی جسم و جان پر' اس کے اخلاق و کردار پر پڑنے والے اثرات بد کا ذکر کریں ہم قرآن حکیم کا حکمت و دانائی سے بھرپور حکم آپکے سامنے رکھتے ہیں تاکہ حکم کی حکمت کے انحراف پر آپ بخوبی آگاہ ہوں۔

☆ فلیغیرن خلق اللّٰہ (النساء : 119)

پس وہ ضرور ہی اللہ کی تخلیق میں ردوبدل کرینگے

خاندانی منصوبہ بندی والے فوراً کہیں گے کہ ہم تو کوئی قطع برید نہیں کرتے۔ مگر اس دعوے کے باوجود وہ تغیر کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مثلاً عورت اور مرد کا مقصد تخلیق' بندگی کے دیگر تمام تقاضوں کی طرح ایک تقاضے کے طور پر اولاد پیدا کرنا ہے اور اس میں رکاوٹ خواہ کسی بھی طریقہ سے ہو غیر حکیمانہ اور مقصد سے بغاوت ہے۔ جس کے مثبت نتائج کبھی سامنے نہیں آسکتے۔ یہ عملاً محال ہے اور فطرت سے کھلی جنگ ہے۔ تغیر کے معنی صرف یہی نہیں ہیں کہ قطع برید کی جائے تغیر تو دریا کے فطری بہاؤ کو نیا رخ دینا بھی ہے۔

انسانی جسم و جان پر مرتب بد اثرات :

ہم یہاں بعض ماہرین کی آرا سامنے لاتے ہیں تاکہ فنڈامینٹلزم کے طعنے سے بچ

سکیں۔ یہ انہیں میں سے ہیں جو ہمیں تو گولیاں کھلانے اور نس بندی کرنے پر مصر ہیں مگر خود اس سے محفوظ رہتے ہیں :-

”جذبہ جنسی آخر کس چیز کا غماز ہے اور کس مقصد کے حصول کے لئے ہے ؟ یہ بات کہ اس کا تعلق افزائش نسل سے ہے بالکل واضح ہے۔ حیاتیات (بیالوجی) کا علم اس معاملے کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتا ہے۔ یہ ایک ثابت شدہ حیاتیاتی قانون ہے کہ جسم کا ہر عضو اپنا خاص وظیفہ انجام دینا چاہتا ہے اور اس کام کو پورا کرنا چاہتا ہے جو فطرت نے اس کی سپرد کیا ہے۔ نیز یہ کہ اگر اسے اپنا کام کرنے سے روک دیا جائے تو لازماً الجھنیں اور مشکلات پیدا ہو کر رہتی ہیں۔ عورت کے جسم کا بڑا حصہ بنایا ہی گیا ہے استقرار حمل اور تولید کیلئے۔ اگر ایک عورت کو اپنے جسمانی اور ذہنی نظام کا یہ تقاضا پورا کرنے سے روک دیا جائے تو وہ اضمحلال اور اندرونی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گی۔ اسکے برعکس ماں بن کر وہ ایک نیا حُسن، ایک روحانی بالیدگی پا لیتی ہے، جسمانی اضمحلال پر قابو پا لیتی ہے۔“

”ایک عورت کو اولاد کی ضرورت صرف اس بنا پر نہیں ہے کہ یہ اس کی مادری جبلت کا تقاضہ ہے یا یہ کہ اس خدمت کی انجام دہی وہ اوپر سے عائد کردہ اخلاقی ضابطے کی بنا پر فرض سمجھتی ہے بلکہ دراصل اسے اس کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ اس کے جسم کا سارا نظام بنا ہی اس کام کے لئے ہے۔ اگر اسے جسم کے مقصد تخلیق سے ہی باز رکھا جائے یا محروم کر دیا جائے تو اس کی پوری شخصیت بے کیفی، محرومی اور شکست و ریخت کا شکار رہے گی۔“

(Dr. Oswald Schwars, The Psychology of Sex)

بحوالہ اسلام اور ضبط اولات' صفحہ 76-75)

"...... وظائف تولیدی کی انجام دہی عورت کی تکمیل کے لئے ناگزیر ہے۔ یہ ایک احمقانہ فعل ہے کہ عورتوں کو تولید اور زچگی سے برگشتہ کیا جائے......"

("Man the Unkown" Dr. Alixis Carl بحوالہ اسلام اور ضبط ولادت' صفحہ 75)

ان فطری تقاضوں کے آگے غیر فطری بند باندھنا ہی خلق اللہ کو بدلنے کی جسارت ہے جس کے سبب نسل کی تباہی یقینی ہے کیونکہ ایک مرد کی یوں تباہی کا دائرہ محدود ہے اور اس کے مقابلے میں ایک عورت کی تباہی ایک خاندان کی تباہی پر رکتی ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر نسل پر اثر انداز ہوتی ہے' ذرا دیکھئے :-

"مانع حمل وسائل کے استعمال سے مردوں کے جسمانی نظام میں برہمی پیدا ہو سکتی ہے۔ عارضی طور پر ان میں مردانہ کمزوری یا نامردی بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ مجموعی حیثیت سے کہا جا سکتا ہے کہ ان وسائل کا کوئی زیادہ برا اثر بظاہر مرد کی صحت پر نہیں پڑتا۔ مگر اس بات کا ہمیشہ خطرہ ہے کہ مانع حمل وسائل کے استعمال سے جب مرد کو دورانِ مباشرت اپنی خواہش کی مکمل تسکین نہ ہو گی تو اس کی عائلی زندگی کی مسرتیں غائب ہو جائیں گی اور وہ دوسرے ذرائع سے تسکین حاصل کرنے کی کوشش کرے گا جو اس کی صحت برباد کر دیں گے اور ممکن ہے امراض خبیثہ میں مبتلا کر دیں۔"

"جہاں طبی لحاظ سے منع حمل ناگزیر ہو' وہاں تو منع حمل کی (انفرادی) تدبیر عورت کی صحت پر اچھا اثر ڈالتی ہے۔ لیکن جہاں یہ ناگزیر ضرورت نہ ہو وہاں

منع حمل کی تدابیر کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عورت کے عصبی نظام میں سخت برہمی پیدا ہو جاتی ہے اس میں بدمزاجی اور چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے۔ جب اس کے جذبات کی تسکین نہیں ہوتی تو شوہر کے ساتھ تعلقات خراب ہو جاتے ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں میں زیادہ نمایاں دیکھے گئے ہیں جو 'عزل' (Coitus Interruptus) کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔"

(Report-British National Birth Rate Commission)

"...... ضبط ولادت کے طریقے' فرزجے ہوں' جراثیم کش دوائیں' گولیاں' کنڈوم وغیرہ جو بھی ہوں' کے مسلسل استعمال سے عورت میں عصبی ناہمواری' پژمردگی' افسردہ دلی' طبیعت کا چڑچڑاپن' اشتعال پذیری' غمگین خیالات کا ہجوم' بے خوابی' پریشان خیالی' دل و دماغ کی کمزوری' دوران خون کی کمی' ہاتھ پاؤں کا سن ہو جانا' جسم میں کہیں کہیں ٹیسیں اٹھنا' ایام ماہواری میں بے قاعدگی پیدا ہونا ان کے لازمی اثرات ہیں۔" (چالیس سالہ تجربہ کے بعد لیڈی ڈاکٹر کی رائے۔ (بحوالہ اسلام اور ضبط ولادت: Dr. Mary Scharlaib)

"اسقاط کی وجہ سے بہت بڑی تعداد میں ایسے مریضانہ (Pathological) اثرات مرتب ہوتے ہیں جو آئندہ تولید کے امکانات کو بری طرح مجروح کر دیتے ہیں۔"

("The Abortion Problem"- Taussig Fredrick J. Proceedings of the Conference of National Committee on Maternal Health, Baltimore, Page 39)

"......مانع حمل ذرائع میں کوئی طریقہ بھی ایسا نہیں ہے جو بداثر ت ۔ چھوڑ تا ہو۔"

(Family Planning- Dr. Sitawati, Pakistan Times Sept 21, 59)

"ضبط ولادت کی گولیاں خطرناک نتائج کی حامل ہیں۔ ان کے استعمال سے سر چکرانا اور دیگر اعصابی تکالیف ہی نہیں بلکہ سرطان (Cancer) جیسے موذی مرض کے پیدا ہونے کا خدشہ بھی ہے۔"

(Dr. Ranial Deucas-Brftisher) بحوالہ صدق جدید لکھنو 18 نومبر 60ء

انسان، خصوصاً خواتین کی جس صحت کی محافظت کے نام پر خاندانی منصوبہ بندی والے اس کو دم کٹی لومڑی کی طرح بہلا پھسلا کر اپنے ڈھب پر لا کر صحت اور خوشحالی کے سبز باغ دکھاتے ہیں، وہ صحت کس طرح برباد ہوتی ہے، اس پر خود خالقین خاندانی منصوبہ بندی کے گھر کے بھیدیوں کی جلتی آرا جو طویل تجربات اور تجزیوں پر مبنی ہے پانی پھیرنے کے لئے کافی ہیں۔ قرآن و حدیث کی بات تو مُلا کی تاویل سہی، یہ روشن خیال انگریز، کیا کہتے ہیں اسے بار بار پڑھیئے اور ہمت ہے تو فنی بنیادوں پر جھٹلایئے بھی۔

یہ آرا اپنی جگہ، امر واقع یہ ہے کہ ہمارے ہسپتال میں ایسی مریض خواتین علاج کے لئے آتی ہیں۔ جن کی ہسٹری لینے کے دوران اکثر مرض کی ابتداء کی تہہ میں چھلا، گولیاں، اپریشن پایا جاتا ہے۔ آج ریڈیو، ٹی وی پر قوم کو زیادہ بچوں کے سبب کینسر سے ڈرایا جارہا ہے حالانکہ بات الٹ ہے۔ تحقیق کہتی ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے طور طریقے اور ادویات کینسر کا سبب بن سکتے ہیں۔

صرف یہی قابل توجہ اور عملاً تحقیق طلب مسئلہ نہیں ہے، بلکہ خاندانی منصوبہ

بندی کی داعی خواتین سے سوال کیا جا سکتا ہے کہ خود ان کی اپنی برادری میں کتنے فی صد خواتین خود خاندانی منصوبہ بندی کے مانع حمل ذرائع سے متمتع ہیں یا وہ خود تو 'محفوظ و مامون' ہیں مگر گردوپیش ہر کسی کی ''دم کٹوانے'' پر مصر ہیں۔ یہ سروے بہر حال دلچسپ بھی ہوگا اور عبرت انگیز بھی۔ یہی سوال عمائدین حکومت سے بھی پوچھا جا سکتا ہے جو ورلڈ بنک اور IMF کی خوشنودی کے لئے ہر سیمینار میں خاندانی منصوبہ بندی کی برکات بیان کرتے نہیں تھکتے بلکہ ٹی وی پر اس فحاشی کو فروغ بھی دے رہے ہیں۔

خاندانی منصوبہ بندی اور اخلاقی کینسر

ماضی اس بات پر گواہ ہے کہ آج سے نصف صدی قبل تک لڑکے لڑکیوں میں 'کچھ ہو جانے' کا خوف انہیں اخلاقی بے راہ روی سے بہت دور رکھتا تھا۔ برائی کی آٹے میں نمک سے بھی کم شرح اگر تھی بھی تو انتہائی زیر زمین تھی مگر بتدریج جوں جوں قوم کے قدم 'ترقی' کی طرف بڑھتے گئے' قوم مغربی آقاؤں کے 'فیض' سے فیضیاب ہوتی گئی اور تعلیم و صحت کے لئے نہیں بلکہ تعلیم و صحت بذریعہ خاندانی منصوبہ بندی کی چھت پھاڑ امداد کا ہن برسنا شروع ہوا اسی تدریج کے ساتھ قوم اخلاقی زوال کے راستے کی راہی بنتی چلی گئی اور آج پہلے کے 'کچھ ہو نہ جائے' کو اس خاندانی منصوبہ بندی نے 'کچھ نہ ہوگا' کے یقین میں بدل دیا۔ اس تبدیلی سے جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو رہا ہے اس پر قومی اخبارات سے بڑھ کر کس کی گواہی معتبر ہو سکتی ہے۔ کسی ایک دن کا اخبار اٹھا کر جنسی بے راہ روی کی خبریں دیکھ لیں۔

خاندانی منصوبہ بندی کے 'محفوظ طریقوں' نے قوم کے نوجوانوں میں بے راہ روی کو محلوں' گلی کوچوں تک پھیلایا اور یوں ملک میں اخلاقی بے راہ روی کا سیلاب آ گیا۔ جس کے افراد پر انفرادی حیثیت میں اور معاشرہ پر اجتماعی حیثیت بدترین نتائج مرتب

ہوئے۔ اس پر گواہی درکار ہو تو ہسپتالوں سے ہٹ کر چھوٹے ذاتی کلینکوں اور دائیوں کے 'خصوصی کیسوں' کا محتاط سروے کر لیجئے اس بھیانک تصویر کا شاید آپ نے کبھی تصور نہ کیا ہوگا۔ اسی پہلو سے ذرا ماہرین کی آرا پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے تاکہ آپ مذکورہ سطور کو مُلاں کی دقیانوسیت کہہ کر رہ نہ کردیں۔ فطری بات ہے کہ جب 'کچھ نہ ہونے' کا یقین ہو تو لذت کی جبلت بے قابو ہونے لگتی ہے خصوصاً جب چاروں طرف بے ہودہ فحش لٹریچر اور ٹی وی چینل مصروف عمل ہوں۔

"مانع حمل ذرائع کا علم' ہو سکتا ہے کہ شرح مناکحت کو بڑھا دے لیکن اس کے ساتھ ساتھ (یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ) یہ بیرونِ نکاح جنسی تعلق کے مواقع کو بھی عام کر دیتا ہے' جن کا عام چلن خود ہمارے اپنے زمانے میں شادی کے تنگ و تاریک مستقبل کا ایک اور مظہر سمجھا جاتا ہے۔"

(Dr. Westermark-"Future of Marriage in the West")

"مرد کی زوجیت کا رخ اگر کلیۃً نفسانی خواہشات کی بندگی کی طرف پھر جائے اور اس کو قابو میں رکھنے کے لئے کوئی (اخلاقی) قوتِ ضابطہ نہ رہے تو اس سے جو حالت پیدا ہوگی وہ اپنی نجاست و دنائیت اور زہریلے نتائج میں ہر اس نقصان سے کہیں زیادہ ہوگی جو "بے حد و حساب بچے پیدا کرنے" سے رونما ہو سکتی ہے۔" (بحوالہ اسلام اور ضبط ولادت۔ **Dr. Foster**)

خاندانی منصوبہ بندی کے طور طریقوں نے دراصل ملک میں زنا کے 'محفوظ لائسنس' جاری کئے ہیں مگر اس کے باوجود 'کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں پر اور گندے نالوں سے 'پھول برامد' ہونے کی خبریں روزمرہ کا معمول ہیں۔ ان کے (مانع حمل ذرائع)

سبب لذت پرستی بڑھ گئی ہے بلکہ یہ وبا کی طرح چہار سو پھیلی نظر آتی ہے۔ بچوں کے درمیان جس غیر فطری (کیونکہ فطری وقفہ قدرت کا طے کردہ ہے) وقفے پر زور دے کر "خوشحال اور صحت مند گھرانے کی خوشخبری" اکثر دی جاتی ہے اس پر ان کے اپنے طبّی ماہرین کی رائے کیا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمالیجئے' یہ لوگ عمرانیات اور نفسیات کے شعبے میں برس ہابرس تجربہ کی بنا پر یہ رائے رکھتے ہیں۔

"...... قریب العمر بچوں (بہن بھائیوں) کی کمی مخملہ اور چیزوں کے بچے کو مشکلات میں مبتلا کر دیتی ہے اور وہ چیخنے چلانے یا تخریبی نوعیت کے کام کرنے میں لگ جاتا ہے۔"

("The Middle Class Child and Neurosis" Arnold W. Green)

"اگر دو بچوں کے درمیان عمر کا بہت فرق ہو تو بڑے بچے میں قریب العمر ساتھی نہ ہونے کی وجہ سے ذہنی خلل (Neurosis) تک واقع ہو جاتا ہے' بلکہ بعض ماہرین اس پر بھی متفق ہیں کہ بچے کا ذہنی ارتقارک جاتا ہے۔"

("Maternal Over Protection" Dr. David M. Lovy)

اختصار کے نکتہ نظر سے ہم مذکورہ چار آرا پر اکتفا کرتے ہیں اور یہ آرا بھی مغربی آقاؤں کی ہیں کہ ہمارے نزدیک بالعموم "سچ ہے ان کا فرمایا ہوا" معتبر ٹھہرتا ہے ورنہ کیا یہ امر واقع نہیں ہے جسے خود ہمارا قلب و ذہن قبول کرتا ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کا تعارف جوں جوں بڑھ رہا ہے توں توں ہماری سماجی' معاشرتی اور اخلاقی اقدار دم توڑتی جارہی ہیں۔ ہمہ جہت اقدار کا معیاری سرمایہ رکھنے والی ملت مسلمہ اخلاقی دیوالیہ پن

کا شکار ہی نہیں ہر طرح کی اقدار سے ہاتھ دھو بیٹھی ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی اور ملکی دفاع :

خاندانی منصوبہ بندی کے داعی 'کم بچے خوشحال گھرانہ' کی مالا جپتے نہیں تھکتے کہ اس 'ورد' پر انہیں مغربی آقاؤں نے لگایا ہے۔ عقل کے یہ اندھے اس خیر خواہی کی تہہ میں چھپی بد خواہی کی تہہ تک نہیں پہنچتے یا دانستہ پہنچنا نہیں چاہتے۔ جبکہ انہیں خاندانی منصوبہ بندی کی ثانی دینے والے اپنے لئے یہ رائے رکھتے ہیں کہ :

"آبادی میں عظیم اضافہ ...... ایسا اضافہ جو بے ضبط و بے لگام تھا...... یورپ کو دنیا کی درجہ اول کی طاقت بنانے میں فیصلہ کن تھا۔ یورپ کی آبادی کے اس دھماکہ کے ساتھ پھٹ پڑنے ہی کا نتیجہ تھا کہ ملک میں نئی صنعتی معیشت کو چلانے کے لئے کارندے بھی مل گئے اور دوسری طرف یورپ سے باہر پھیل کر حکمرانی کرنے کے لئے فوج میسر آئی جس کے دائرہ میں دنیا کے رقبے کا نصف اور آبادی کا تہائی حصہ آگیا۔"

(117 صفحہ بحوالہ اسلام اور ضبط ولادت "Population Explosion"- Steurt)

"شادی شدہ جوڑوں کو زیادہ بچے پیدا کرنے کے لئے اعلیٰ سطح کی کونسل قائم کر دی گئی۔ جاپان میں بوڑھے زیادہ اور بچے اقلیت بن گئے۔ شرح پیدائش میں اضافہ کیا جائے گا۔ جاپانی حکومت کچھ عرصہ سے زیادہ بچے پیدا کرنے پر زور دے رہی ہے۔" (روزنامہ اوصاف (اسلام آباد) صفحہ 4، 24 مئی 99ء)

جنگ ایٹمی ہو یا کنوینشنل ہتھیاروں سے، نیوی اور ہوائی فوج کتنی ہی موثر

کاروائی کرے، ہر کاروائی کو موثر تر اور مستحکم بنانے کا بنیادی کردار بری افواج ہی ادا کرتی ہیں اور یہ بات کس سے چھپی ہے کہ بری فوج کی عددی برتری ہر ملک کی بنیادی ضرورت ہے۔ اہل ایمان اس عددی برتری کی کمی دولت ایمان اور جذبہ جہاد سے پوری کرتے ہیں مگر جذبہ جہاد اور ایمان کے تقاضوں میں یہ کہیں شامل نہیں ہے کہ ان کی بنیاد پر فوج کی تعداد لازماً کم رہے۔

خاندانی منصوبہ کے 'خالق' دو اہم باتوں کے سبب ہمیں "منصوبہ بندی کی محفوظ اور مہر لگی تصدیق شدہ" گولی کھلانے پر مصر ہیں کہ :

1☆ عالم اسلام میں صرف پاکستان ہے جس سے یہود و نصاریٰ کے عالمی مفادات کو حقیقی خطرہ ہے اور اس کی بڑھتی آبادی لحہ لحہ خطرے میں اضافہ کر رہی ہے۔ لہذا ہر قیمت پر انکی آبادی کو بالخصوص اور دیگر مسلم ممالک کی آبادی کو بالعموم روکنے کیلئے معاشری، سماجی، تعلیمی اور ثقافتی ذرائع استعمال کئے جائیں۔

2☆ عالم اسلام قدرتی ذرائع سے مالا مال ہے اور یہ زرعی، صنعتی اور معدنی وسائل ان ممالک کی آبادی سے چھین کر یورپ و امریکہ کی کفالت پر خرچ ہونے چاہیں لہذا ہر حربہ استعمال کر کے ان کی آبادی میں کمی کی جائے اور جو آبادی ابھی آبادی نہیں بني، مستقبل کی آبادی ہے اس کے سامنے خاندانی منصوبہ بندی کا بند باندھا جائے۔ جس سے آبادی بھی کم ہو گی اور فحاشی بے حیائی بھی پھیلے گی۔

مذکورہ مقاصد کے حصول کے لئے یہ آقا :

1☆ مسلم ممالک میں اپنی ایجنسیوں کے ذریعے 'یو این او اور اس کے ذیلی اداروں کی چھتری تلے' کاروائی کرتے ہوئے کبھی آیوڈین ملا نمک کھلانے پر مصر ہیں تو کبھی بار بار تھوڑے وقفوں کے ساتھ پولیو کے قطرے پلانے پر مصر ہیں۔

2☆ عراق کو زہر آلود گندم سپلائی کی جاتی ہے۔(اس کا انکشاف بھی امریکی اخبارات نے ہی کیا)

3☆ زرعی ادویات کی بھر مار جو دشمن کیڑوں کے ساتھ دوست کیڑے اور پرندے بھی ختم کر دیں بلکہ بتدریج معیاری زمین کو بانجھ کر رہی ہیں۔ یہ ادویات باغات اور سبزیوں پر سپرے ہو کر پھلوں اور سبزیوں کے ذریعے 'سلوپائزن' بن کر انسان میں پیچیدہ بیماریوں کو جنم دیتی ہیں۔

4☆ اپنے ممالک میں عرصہ دراز سے متروک ادویات' ملٹی نیشنل کمپنیوں یا امپورٹرز کے ذریعے' انسانی علاج کے لئے ایکسپورٹ کر رہے ہیں۔ ادویات جن کے اثراتِ بد پر زمانہ گواہ ہے 'ڈاکٹر کے لئے "گاڑی کی چابی" کے ساتھ مشروط ہو کر مریضوں کے حلق تک پہنچتی ہیں۔

کیا یہ امر واقع نہیں ہے کہ افراد سے قوم بنتی ہے اور بیمار افراد سے بیمار قوم ہی تشکیل پا سکتی ہے اور بیمار قوم کے افراد نہ اپنا دفاع کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور نہ ہی قومی سطح پر وطن کا۔ بیمار جسم کے اندر طاقتور ایمان اور جذبہ جہاد ٹھکانہ کرے تو آخر کس بنیاد پر! یہی کچھ ہم سے اقوام غرب چھین لینے کی فکر میں شب و روز کوشاں ہیں۔

گذشتہ دنوں ملک کے مایہ ناز ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے ٹی وی پر خاندانی منصوبہ بندی کی وکالت کرتے یہ فرمایا کہ ملک کی آبادی بہت ہو چکی اب پیدائش روک دینی چاہیئے۔ ہم نے ڈاکٹر صاحب کو اخبار کے ذریعے اور ذاتی طور پر بھی خط لکھ کر سوال کیا کہ ایٹم چلانے کے بعد پابندی کا بم بھی اگر چلالیں گے اور نتیجتاً ملک کی افواج میں بتدریج بھرتی ختم ہوتی جائے گی تو پھر ایٹم چلانے کے لئے آپ نے کس ملک کو ٹھیکہ دینے کا فیصلہ کیا ہے ؟ ابھی تک موصوف کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا۔ آبادی نہ ہو گی تو دفاع کے لئے ٹھیکہ ناگزیر ہو گا۔

خاندانی منصوبہ بندی سرے سے معاشی خوشحالی کا مسئلہ نہیں ہے۔ فلپائن میں ہر گھرانے میں اوسطاً 10' 12 بچے ہیں وہاں تو آج تک قحط نہیں پڑا۔ ہمیں فلپینیوں کے ساتھ برسوں اکٹھے رہنے کا بھی موقع ملا ہے۔ ہم نے ان کے چہروں پر محنت کی عظمت اور اطمینان ہی دیکھا کسی ایک کے منہ سے ہائے وائے نہیں سنی بلکہ ان کا کہنا تو یہ ہے کہ گھر میں 10 بچے یکدم تو آ نہیں گئے جو پہلے پیدا ہوئے انہوں نے پہلے کمانا شروع کر کے والدین کا ہاتھ بٹایا پھر چھوٹے' بڑے بنتے گئے' کماتے گئے اور 20 سال بعد جب سب کی آمدنی آنے لگی تو خوشحالی نے ہمارے گھر ڈیرے ڈال دیئے۔ ہمیں الٹ پٹی پڑھائی جارہی ہے اور ہم عقل و شعور کو زحمت دیئے بغیر گردن ہلائے جارہے ہیں' ہم نے جان بوجھ کر دم ہلانا نہیں لکھا' ورنہ ہماری وفاداری کا ثبوت تو اس بھی بڑھ کر ہے۔

انا لله وانا اليه راجعون

ضمیمہ

خراب صحت سے چھٹکارا

شاہدہ پیشے کے اعتبار سے ایک سائنس دان ہے۔ وہ کہتی ہے کہ شادی سے پہلے میرے لئے صحت کا کوئی مسئلہ کھڑا نہیں ہوا تھا، لیکن شادی کے بعد جب میں نے مانع حمل گولیاں استعمال کیں تو وہ گولیاں میری بیماری کا سبب بن گئیں، لیکن صرف میں ہی نہیں بلکہ میرے شوہر بھی بیمار رہنے لگے۔ اس طرح ہم طرح طرح کی بیماریوں اور پریشانیوں میں مبتلا رہنے لگے۔ پھر ہم نے خرابی صحت سے متعلق اپنا رویہ تبدیل کر دیا۔ اس کے بعد ہمیں خرابی صحت کی گرفت سے چھٹکارا مل گیا۔ شاہدہ لکھتی ہے :

میرے ہونے والے شوہر سے پہلے پہل میری ملاقات اس وقت ہوئی تھی کہ جب ہم ڈگری کلاس میں پڑھ رہے تھے۔ پھر جب ہماری شادی ہوئی تو ان دنوں ہم پی، ایچ ڈی کیلئے ریسرچ کر رہے تھے۔ تعلیم کے دوران ہمارے لئے بچے کی ولادت دقتیں پیدا کر سکتی تھی، لہٰذا مانع حمل گولیوں کے استعمال ہی میں عافیت نظر آئی۔ چنانچہ ہم نے ان گولیوں کا استعمال شروع کر دیا۔ اور اب ہمیں یہ سوچ کر قطعی حیرت نہیں ہوتی کہ ہماری صحت کی خرابی کی وجہ یہی گولیاں تھیں۔ مانع حمل گولیوں کے استعمال کے تقریباً ایک سال بعد ہماری صحت خراب رہنے لگی۔ میرا وزن گھٹنے لگا۔ مزاج میں ہیجان اور چڑچڑا پن پیدا ہو گیا اور اکثر و بیشتر مجھ پر افسردگی طاری رہنے لگی۔ اس وقت میری سمجھ میں قطعی نہیں آتا تھا کہ آخر یہ سب کچھ کیوں ہے۔ جیسا کہ میں بتا چکی ہوں میرے ساتھ ہی میرے شوہر بھی علیل رہنے لگے۔ بلکہ ان کی صحت مجھ سے زیادہ بگڑ گئی۔ وہ اعصابی بد نظمیوں کا شکار رہنے لگے اور کبھی کبھی ان پر بھی ہیجانی کیفیت طاری ہونے لگی۔

ہم نے پی 'ایچ' ڈی کر لیا اور اپنے پیشے میں لگ گئے۔ اب ہمارا کنبہ باضابطہ وجود میں آنے لگا تھا۔ حیرت کی بات ہے کہ دورانِ حمل میری صحت کافی بہتر ہو گئی۔ میں خود کو تندرست محسوس کرنے لگی۔ اس طرح میری فکر مندی بڑی حد تک دور ہو گئی۔ شادی کے بعد سے اب تک مجھے اپنی صحت کبھی اس قدر بہتر نہیں معلوم ہوئی تھی۔

بشکریہ ہمدرد صحت' جولائی 1985ء

کیا ضبطِ تولید کی گولیوں سے فالج ہوتا ہے؟

ضبطِ تولید کی گولیاں استعمال کرنے والی خواتین فالج کا شکار ہوتی ہیں۔ اونٹاریو' کینیڈا' کے ایک ممتاز ماہر امراضِ اعصاب کے مطابق اس نے اب تک جو مشاہدات کیے ہیں ان کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ ضبطِ تولید کی گولیاں جب سے استعمال ہونے لگی ہیں خواتین پر فالج کے حملوں کا سلسلہ بھی تیز ہو گیا ہے۔ اس ماہر کے مطابق اس نے اونٹاریو میں جو مشاہدات کیے ہیں ان کے مطابق 1967ء اور 1968ء کے دوران ان گولیوں کو عوام میں متعارف کرانے کے بعد انہیں استعمال کرنے والی 57 فیصد خواتین فالج کے مرض میں مبتلا ہوئیں۔ جب کہ 1958ء اور 1959ء میں یہ صورتِ حال نہیں تھی۔

ڈاکٹر والدیمیر ہاچنسکی کے مطابق اونٹاریو میں فالج کے مریضوں کی مجموعی تعداد میں 17 فیصد اضافہ ہوا۔ ڈاکٹر ہاچنسکی نے یہ بات سپریم کورٹ میں دائر کردہ ایک مقدمے کی سماعت کے دوران بتائی۔ پالین بخان نامی ایک خاتون نے اورتھو فارماسیوٹیکل (کینیڈا) لمیٹڈ کے خلاف عدالت میں اپنی درخواست میں بتایا ہے کہ اس کمپنی کی تیار کردہ ضبطِ تولید کی گولیوں کے استعمال سے اس پر 1971ء میں فالج کا حملہ ہوا جسکی وجہ سے اس کا بایاں ہاتھ اور پاؤں مستقل طور پر بیکار ہو گیا ہے۔ اس پر یہ حملہ 23 سال کی عمر میں ہوا تھا۔

بشکریہ ہمدرد صحت' ستمبر 1985ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور اسلام

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے شہریوں کے دلوں میں انتہائی محبت و احترام سے بسنے والے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا ٹیلی ویژن مذاکرہ اور روزنامہ خبریں 27 جنوری میں رپورٹ دیکھ کر صدمہ ہوا کہ ایٹم کے حوالے سے محسنِ پاکستان اسلام کے حوالے سے کس قدر کورے ہیں اور آبادی و وسائل پر ان کی نظر کس قدر سطحی ہے اور دفاعِ وطن کے حوالے سے ان کا نکتہ نظر کس قدر کمزور ہے۔

انتہائی آزاد خیال امریکہ زدہ (ان کی بی سی سی آئی BCCI کے حسن عابدی کی بانہوں میں ڈانس کی تصویر اس پر گواہ ہے) وزیر بہبودِ آبادی عابدہ حسین کے پہلو میں بیٹھ کر ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا یہ کہنا کہ: (بقول خبریں)

> "آبادی میں اضافے کا سوچنا بالکل غلط ہے' ٹیلی ویژن پروگرام میں گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان بہت بنا دیئے ہیں جو اس وقت ایک بلین سے زیادہ ہیں اور اب یہ ضرورت نہیں رہی کہ ہم بہت زیادہ بچے پیدا کریں۔ زیادہ سے زیادہ مسلمان کریں' بلکہ اب ہم یہ کر سکتے ہیں کہ جو لوگ مسلمان نہیں انہیں تبلیغ کر کے مسلمان بنائیں اور وسائل کو اپنی بہتری کے لئے استعمال کریں۔ انہوں نے کہا کہ بڑھتی ہوئی آبادی ملکی دفاع پر دباؤ کا باعث بنتی ہے جبکہ اس سے ماحولیات کی آلودگی میں اضافہ ہوتا ہے۔"

ایٹم بم کی تحقیق کے حوالے سے ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب اتھارٹی ہو سکتے ہیں' ان کا ہر فتویٰ حرفِ آخر کہلوا سکتا ہے (اگرچہ ایسا حقیقتاً ہوتا نہیں) مگر اسلام کے حوالے سے ان کا' مبلغ علم کی بنیاد پر' مفتی بن جانا ہر لحاظ سے محلِ نظر ہے۔ ہمیں ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے محبت ہے اور اسی لئے ہم نے پوری دردمندی کے ساتھ ان کی دینِ حنیف سے لاعلمی کا نوٹس لیا ہے کہ اگر وہ صاحبِ ایمان بن کر مالکِ حقیقی کے روبرو پیش ہونا چاہتے ہیں تو توبہ کریں۔ انہیں علم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کو اپنے رسول ﷺ کی اطاعت سے مشروط کیا ہے اور محسنِ انسانیت ﷺ نے فرمایا کہ:

"رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم بہت پیار کرنیوالی اور زیادہ بچے پیدا کرنیوالی سے شادی کرو کہ میں (محشر میں) تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں کے مقابلے میں کہہ سکوں کہ میری امت ہر امت سے بڑی ہے۔"

(مشکوٰۃ باب النکاح' ابوداؤد' نسائی)

رہا مسئلہ وسائل کی کمی کا تو یہ قادر مطلق پر بہتان ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کہوٹہ پراجیکٹ کی فیزیبلیٹی پر اطمینانِ قلب سے' ہر طرح کے وسائل کا جائزہ لے کر کام شروع کریں مگر خالقِ کائنات وسائل کا انتظام کئے بغیر انسان پہ انسان پیدا کئے جائے۔ حکمران ٹولے کی کھلی منافقت کہ آبادی کے حوالے سے بات کریں تو یہ کہیں کہ آبادی بڑھ رہی ہے وسائل گھٹ رہے ہیں اور بیرونی سرمایہ کاری کے حوالے سے بات ہو تو ریڈیو' ٹی وی پر' سیمیناروں اور تقاریر میں یہ کہتے نہ تھکیں کہ پاکستان میں بے پناہ وسائل ہیں جن کے لئے آپ کو دعوت دی جاتی ہے' سہولتیں دی جائیں گی (کہ سب کچھ سمیٹ کر اپنے وطن لے جائیں)۔ عالمی اداروں کی رپورٹیں بتا رہی ہیں کہ آبادی کے مقابلے میں وسائل بہت زیادہ ہیں۔

'دفاع پر بوجھ' کے ضمن میں ڈاکٹر قدیر خان کا موقف مضحکہ خیز ہے۔ پیدائش کا تسلسل بقاء کی ضمانت ہے۔ آج ڈاکٹر قدیر کے قیمتی مشورہ پر عمل کرتے ہوئے دو تین بچوں والے اپریشن کروالیں' نسل کشی بند ہو جائے یا یورپ کی طرح کم ہو جائے تو کل کے دفاع کی فوج کہاں سے بنے گی۔ ڈاکٹر قدیر مستقبل کی دفاع کا ٹھیکہ کس ملک کو دلوانا چاہتے ہیں۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ ہوائی فوج کتنی ہی موثر کاروائی کرے' ہار جیت کا فیصلہ' قلیل ہوائی بیڑے کے برعکس کثیر بری فوج کی کاروائی پر ہوتا ہے۔ افواج کے جذبہ اور تربیت کے ساتھ سامانِ حرب اور اسے استعمال کرنے والوں کی عددی برتری سے آنکھیں بند کرنے والے نقصان اٹھاتے ہیں۔

ماحول کی آلودگی والا جملہ بھی کم مضحکہ خیز نہیں ہے۔ یوں لگتا ہے کہ اوزون کہ تہہ میں شگاف ڈالنے کا جرم مسلم ممالک میں کثرتِ اولاد کے سبب ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے۔ کثرتِ اولاد کے سبب ماحول کی آلودگی کی سطح چین' جاپان' فلپائن وغیرہ میں انتہاء تک ہو گی۔ بعض یورپی ممالک انتہائی احمق ہیں کہ کثرتِ اولاد کے لئے اپنے عوام کو ترغیب دیتے ہیں اور یوں ماحول کو جان بوجھ کر آلودہ کرنے کے در پہ ہیں مگر ہمیں بچانا چاہتے ہیں۔ انتہائی احترام کے ساتھ ڈاکٹر صاحب سے ایک سوال' کہ جب ہم پیدا ہوئے تھے تو ہماری وجہ سے بھی ماحول خراب تو ہوا ہوگا۔ تاریخ کیا بتاتی ہے؟

(ارشد)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلامی تعلیمات اور اسلامی اقدار

پر

آزادی و حقوق نسواں

کی آڑ میں

نام نہاد مسیحی سماجی اداروں کی نشتر زنی

مسلمانوں کے لئے
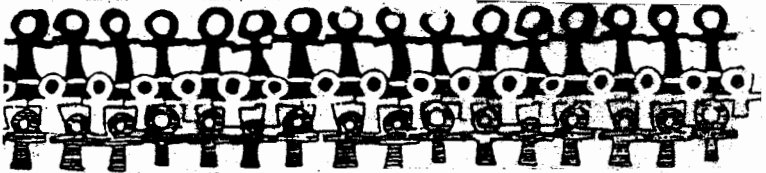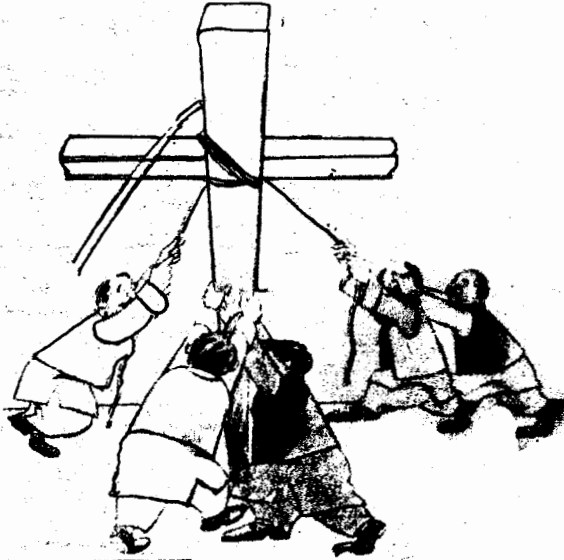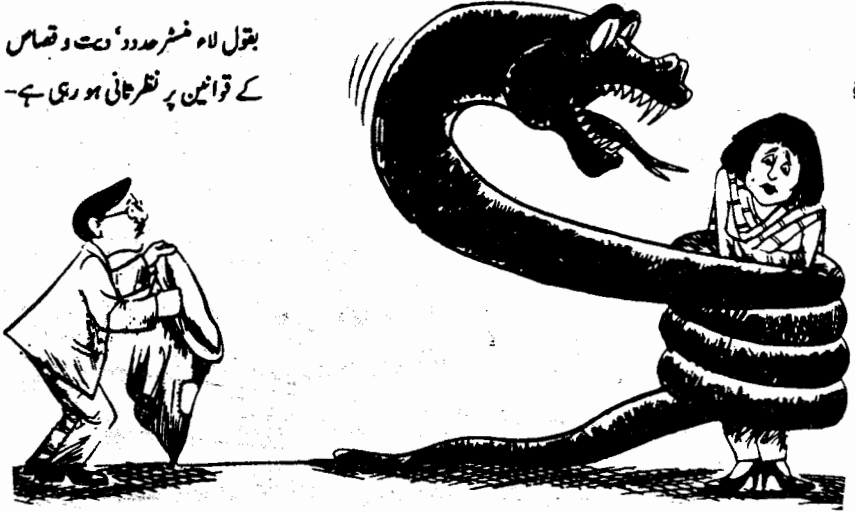
صلیب میں عورت اور عورت میں صلیب۔
خبرنامہ 1994ء ' جلد 6' شمارہ 1 ' صفحہ 3

حرف اول

☆

اقلیتوں کے وجود سے کوئی ملک خالی نہیں ہے' کسی ملک میں مسلمان اقلیت میں ہیں تو کسی میں عیسائی' یہودی' ہندو' بدھ' پارسی اور سکھ وغیرہ ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان دوسری طرز کی جمہوریہ ہے جس میں اکثریت کا مذہب اسلام ہے۔

ہر ملک کی یہ قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ملک میں آباد اقلیتوں کو ہر طرح کے تحفظ کی ضمانت دے۔ اسی طرح ہر ملک کی اقلیتوں کی قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اکثریت کے دین' مذہبی عقائد و رسوم اور مروجہ ملکی قوانین کا احترام کریں۔ اپنے دستوری تحفظات سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کریں۔

اسلام کی ساڑھے چودہ سو سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اپنے ہر دور حکمرانی میں' ہر خطہ میں' اس نے اپنی اقلیتوں کو تمام تر تحفظات سے نوازا اور تاریخ اس بات پر بھی گواہ ہے کہ اقلیت ہوتے ہوئے یہود و نصاریٰ نے ہمیشہ ناجائز فائدہ اٹھانے کے کسی موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ یہ اپنے اپنے ظرف کی بات ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عیسائی اقلیت کو ہر تحفظ میسر ہے' شہری حقوق میں برابری کی نعمت میسر ہے مگر اکثریت کے دینی تقاضوں کو پامال کرنے کی جہاں صورت میسر آئی' یہ بھرپور استفادہ کرنے کے لئے میدان عمل میں' ہر اخلاق سے عاری' مصروف عمل پائے گئے اور یہود و ہنود نے ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ ہماری اس بات پر پاکستان کی نصف صدی کی تاریخ گواہ ہے۔

مذکورہ بات' جسے سطحی نظر رکھنے والے الزام تراشی کہہ سکتے ہیں' کی تائید میں' ہم نے وطن عزیز میں مسیحی اداروں کی' سماجی اداروں کی بہروپ میں' سرگرمیوں کا جائزہ لیا ہے اور مسیحی سماجی ادارے "شرکت گاہ" کی سرگرمیوں میں اشتراک کرنے

والے ملکی اور غیر ملکی اداروں/ تنظیموں سے' انہی کے ترجمان "خبرنامہ" کے ذریعے اہل وطن کو روشناس کرایا۔ اس طویل فہرست میں یہودی اور مسیحی عالمی تنظیموں کے نام موجود ہیں اور اس کے علاوہ وہ بھی جو بالواسطہ ان کی سرپرستی میں پیش پیش ہیں۔

اس سماجی ادارے "شرکت گاہ" لاہور اور اس کے اشتراک عمل والے دیگر سماجی اداروں کا دائرہ کار' بقول ان کے' "خواتین زیر اثر مسلم قوانین" ہے گویا عورت کے حقوق اور عورت کی آزادی دنیا کے ہر خطہ میں تو محفوظ و مامون ہے مگر شدید ترین خطرات لاحق ہیں تو ان ممالک میں جہاں کسی نہ کسی پہلو اسلام اور اسلام کے ضوابط موجود ہیں۔ اس بات کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ مسلمان ممالک میں مسلمان خواتین کی اکثریت کو بالخصوص اور اقلیتی خواتین کو بالعموم' اسلام کے ضابطہ حیات سے جو "ممکنہ خطرات" ہو سکتے ہیں' ان سے بچاؤ یہود و نصاریٰ اور ہنود کے " سماجی اداروں" کے توسط سے ہی ممکن ہے۔ جنہوں نے اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے والی بعض دین بیزار بیگمات کو اپنی صفوں میں شامل کر رکھا ہے کہ انہیں بطور ڈھال استعمال کیا جا سکے۔

یہ حقیقت کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے کہ آغاز اسلام سے ہی یہود و نصاریٰ اس دین کے دشمن رہے ہیں اور ہر دور میں' ہر خطہ میں جو کچھ ان سے بن پڑا وہ عملاً کیا گیا اور آج بھی کیا جا رہا ہے۔ یہود و نصاریٰ کی تحقیق کا نقطہ عروج یہ ہے کہ مسلمان کی تعداد بھی ہمارے لئے خطرناک ہے اور اسلامی اقدار سے اس کی وابستگی تو خطرناک ترین ہے۔ دونوں مقاصد کے حصول کی خاطر مردوں پر محنت کرنا وہ نتائج نہیں دے سکتا جو ہماری منزل (مسلمان کو مغلوب رکھنا) کو قریب تر کریں اس کے برعکس اگر عورت کو ترجیح دے کر اس پر محنت کی جائے' پوری توجہ دی جائے' اسے محرومیوں' کا احساس ہی نہیں یقین دلا دیا جائے' اسلامی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر اور مغرب کی چکا چوند کو حسین ترین بنا کر اس کے سامنے رکھا جائے' تو اس کے پاؤں ڈگمگا جائیں گے اور منزل قریب ترین آ جائے گی۔ ایک مرد کا بگاڑ صرف ایک اکائی کا

بگاڑ ہے مگر ایک عورت کی گمراہی ایک خاندان کی گمراہی ہے' لہذا عورت کے گرد گھیرا تنگ سے تنگ کیا جائے' پھر یہی عورت مرد کے بگاڑ کا سبب خود ہی بن جائے گی۔ ہم نے "شرکت گاہ" کے لٹریچر سے اسی زہر کو آپ کے سامنے رکھا ہے۔

کاش مسلمان عورت اپنی ان مسیحی "محسنات" سے سوال کر سکتی کہ جن ممالک میں (ان کی سوچ اور دعوی کے مطابق غیر مسلم ممالک) عورت کو تمام تر تحفظات' حاصل ہیں' وہاں جنسی تشدد' اغوا' قتل' گینگ ریپ' خود کشی کے معاملات کی شرح فیصد مسلم ممالک کی نسبت کیا ہے؟۔ سویڈن' ناروے اور ڈنمارک میں عورت جس "آزادی کے مزے" چکھتی ہے اور امریکہ میں حقوق کے علمبرداروں کی ناک کے عین نیچے نیویارک میں' چند گھنٹے بجلی بند ہونے پر' حقوق یافتہ خواتین کی کتنی تعداد نے "آزادی اور حق" کا مزہ چکھا تھا' مغرب زدہ خواتین کا سر جھکانے کے لئے تو اسی کا جواب کافی ہے۔

آزادی و حقوق کی ضمانت ہر اکثریت و اقلیت کے لئے صرف اور صرف اسلام کے نظام عدل کے عملی نفاذ میں ہے۔ اس پر خلافت راشدہ کا 40 سالہ دور گواہ ہے۔ اگر ہمارا عقلمند ہونے کا دعوی محض و مجذوب کی بڑ' نہیں ہے تو اخلاص نیت کے ساتھ اسی نظام کو واپس لانے اور عملاً" نافذ کرنے کی کوشش کیجئے کسی کو آزادی و حقوق نہ ملنے کا شکوہ ہی نہ رہے گا۔ یہ سنہرا دور تو آزمودہ ہے۔

عبدالرشید ارشد

آزادی و حقوق نسواں

لکھنے کے لئے قلم ہاتھ میں لیا ہی تھا کہ شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ اپنی فکر کے ساتھ سامنے آ کھڑے ہوئے اور جو بات انہوں نے میرے کان میں کہی وہ سو فی صد درست ہے کہ تجربہ میں اکثر آتی رہتی ہے۔ یہ راز کی بات آپ بھی سن لیجئے پر "آگے نہ کہئے گا"۔

کیا فائدہ کچھ کہہ کے بنوں اور بھی معتوب : پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند
اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش : مجبور ہیں، معذور ہیں، مردان خرودمند
کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ : آزادی نسواں کہ زمرد کا گلو بند

میرے سامنے اس وقت ایسے لٹریچر کا انبار ہے جو مسیحی سماجی ادارے "شرکت گاہ" لاہور نے، "خواتین زیر اثر مسلم قوانین" کے حوالہ سے 91ء سے آج تک طبع کیا اور ہزاروں کی تعداد میں یہ "خبرنامہ" لاکھوں کے خرچ سے، اسلامی جمہوریہ پاکستان میں پھیلایا گیا۔ اہل وطن یقیناً "خوش نصیب" ہیں کہ پاکستان کی مسیحی اقلیت کو، عالمی نصرانی اور یہودی تنظیموں کی عملی سرپرستی میں، مسلم معاشرے کی خواتین کو مسلم قوانین کے شکنجے سے نجات دلانے کے لئے، میدان عمل میں آ کر اس "کار خیر" کے لئے بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہونا پڑا۔

"خواتین زیر اثر مسلم قوانین" کے نعرے (سلوگن) سے یہ "حقیقت" بھی ہمارے سامنے آئی کہ دنیا کے ہر اس ملک میں، جہاں مسلم قوانین کے "ناگ" نہیں ہیں، عورت ہر طرح آزاد اپنے تمام تر حقوق سے "فیضیاب" زندگی گزار رہی ہے مگر صرف مسلم ممالک میں ہی، اقلیت و اکثریت کی تمیز کئے بغیر، عورت آزادی و حقوق کے ناطے ظلم کی چکی میں پس رہی ہے اور سکنڈے نیوین ممالک میں تو حقوق و آزادی

کا "معیار" ہر ملک سے اونچا ہے۔

نصف صدی کا سفر یقیناً ایک طویل سفر ہوتا ہے' خصوصاً" ایک قوم کے لئے' اور اگر بصیرت اس کا ساتھ نہ چھوڑ گئی ہو تو نصف صدی پر محیط اقوام کی تاریخ کے نشیب و فراز' سیانوں کی باتوں کو پرکھنے اور مستقبل کے حوالے سے اپنی راہیں متعین کرنے کے لئے بہت لمبا عرصہ ہے۔ مفکر ملت شاعر مشرقؒ نے تہذیب فرنگی کے حوالے سے فرمایا تھا۔

تہذیب فرنگی ہے اگر مرگ امومت : ہے حضرت انسان کے لئے اس کا ثمر موت
جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن : کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت
بیگانہ رہے دین سے اگر مدرسہ زن : ہے عشق و محبت کے لئے علم و ہنر موت

تہذیب فرنگی نے عورت کو عملاً آزادی و حقوق کے نام پر جو کچھ دیا' اس کے ثمرات بد پر تو خود فرنگی معاشرہ چیخ اٹھا ہے۔ جس طرح ان کا سماجی و معاشرتی ڈھانچہ ہلا' ان کی عائلی زندگی تباہی کے دہانہ پر پہنچی وہ کھلی کتاب کی طرح ہر صاحب بصیرت کے سامنے ہے۔ ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے تو بہت پہلے فرما دیا تھا۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے تہذیب یورپ کی : مگر یہ جھوٹے نگینوں کی ملمع سازی ہے

یہ بات کہنے والا کسی مسجد کا "بنیاد پرستی" کا طعنہ زدہ مولوی نہ تھا بلکہ برسوں تہذیب یورپ کو وہاں رہ کر پرکھنے والا اعلی تعلیم یافتہ بالغ النظر شخص تھا جس نے مغربی تہذیب کے لئے بہ بانگ دہل فرمایا تھا کہ :

فساد قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب : کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف

مغربی عورت نے' جس کی اپنی "دم کٹ چکی تھی" گردوپیش بسنے والی مسلم عورت کی دم کاٹ کر اپنے زمرہ میں اسے شامل کرنے کے لئے آزادی و حقوق نسواں کے ایسے سبز باغ دکھائے کہ وہ اپنے دین کے حوالے سے ملنے والے حقوق و تحفظات کو یکسر نظرانداز کر کے وارفتہ اس کی طرف لپکی۔ اس کے لپکنے پر میں اور آپ سبھی

شاہد ہیں۔ آج تک کوئی ایک ایسی مغرب گزیدہ یا مغرب زدہ ترقی پسند اور آزادی و حقوق سے "فیضاب" خاتون متعین انداز میں ان "برکات" کو گنوا نہیں سکی' جو آزادی اور حقوق نے فی الواقع اس کی جھولی میں ڈالے ہیں۔ اس کے برعکس جو کچھ اس نے گنوایا ہے اس پر وہ خود بھی گواہ ہے' اقرار کرے نہ کرے' اور ہر صاحب بصیرت بھی گواہ ہے۔

انسانی تاریخ اس بات پر شہادت دیتی ہے کہ اسلام نے عورت کو جن اعلیٰ و ارفع اقدار سے متعارف کرایا۔ جن حقوق سے اسے نوازا اور جس حقیقی آزادی سے وہ متمتع ہوئی' کوئی دوسرا معاشرہ' کوئی دوسرا دین اسے نہ دے سکا۔ یہ اس لئے ممکن ہوا کہ جس خالق نے اسے تخلیق کیا' اس کی نفسیات اور اس کی ضروریات سے وہی کماحقہ واقف ہو سکتا ہے' لہٰذا اس نے اس کے حقوق' بحیثیت بیوی' بحیثیت ماں' بیٹی اور بہن بلکہ لونڈی کی حیثیت میں بھی' اس کے حق میں طے کر کے' اپنی کتاب قرآن حکیم' کے ذریعے قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیئے۔ کیا کسی باعزت اور شریف عورت کی ان کے علاوہ کوئی اور حیثیت بھی ہو سکتی ہے۔ جبکہ ترقی پسند خدا بیزار معاشروں نے آزادی اور حقوق کے نام پر عورت کو داشتہ اور بیسوا بنا کر رسوائی اس کی جھولی میں ڈالی ہے۔

بات آزادی نسواں اور حقوق نسواں کی نہیں ہے' سچی اور کھری بات یہ ہے کہ مسلم معاشرے سے دینی اقدار کا سرمایہ چھیننے کی خاطر جو منصوبہ بندی یہود و نصاریٰ نے کی ہے' اور ہنود مسلم دشمنی کے سبب جس میں مددگار ہیں' وہ یہ ہے کہ مسلمان عورت کو ترقی کا سبز باغ دکھا کر اپنے ڈھب پر لے آیا جائے اور پھر اس گمراہ عورت کے ذریعے مردوں کی عقل پر پردہ ڈالتے ہوئے' مسلم خاندانوں کو بڑی آسانی سے تباہ کیا جائے۔ اکبر الہ آبادی کا مشہور شعر' کہ بے پردہ عورتوں سے پوچھا تمہارا پردہ کدھر گیا' جواباً" کہا کہ "عقل پہ مردوں کی پڑ گیا"۔ گویا اسلامی اقدار کا شکار مسلم عورت کے ذریعے۔

آزادی و حقوق نسواں کے کسی علمبردار سے آپ پوچھ لیجئے کہ کیا آپ نے

شعور سے قرآن و حدیث سے حقوق حاصل کرنے کے لئے کوئی سنجیدہ علمی کوشش کی ہے' جس کے نتیجے میں ناکام ہو کر آپ نے یہود و نصاری کے ذریعے حقوق و آزادی کے لئے اس "مقدس جہاد" میں شمولیت کا فیصلہ کیا ہے۔ آٹے میں نمک کی شرح سے بھی کم آپ کو حقوق نسواں کے چیمپئن ملیں گے جنہیں یہ معلوم ہو کہ قرآن میں ہر کسی کے محفوظ حق کا ذکر ہے' ہر کسی کے لئے آزادی کی حدود و قیود متعین ہیں۔ اگر کسی کو یہ سب کچھ نظر نہیں آتا تو یہ وہی ہیں جو بصیرت سے عاری کور چشم ہیں اور تقلید مغرب میں اندھے ہو چکے ہیں۔

آزادی و حقوق نسواں کی علمبردار خواتین' غیر مسلم خواتین کی لے میں لے ملا کر جس طرح کی آزادی اور حقوق کی طلبگار ہیں' اس کے تصور سے ہی ہر ہوشمند شخص کو' جسے خالق نے فطرت سلیم سے نوازا ہے' گھن آتی ہے۔ عورت اپنے آپ کو عقل کل منوانا چاہتی ہے مگر خود ہی اپنے ناقص العقل ہونے کا اٹل ثبوت فراہم کر رہی ہے کہ اس کے خالق نے تو عزت و احترام اور حقوق کے حوالے سے' اسے اپنے' اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ماں کے ناطے سے تیسرے نمبر پر رکھا اور مرد باپ ہونے کی حیثیت میں چوتھے نمبر پر آیا' اب مرد کے برابر حقوق لینے کے چکر میں عورت نمبر 3 ہونے کے اعزاز کو چھوڑ کر چوتھی نچلی سیڑھی پر مرد کے برابر کھڑی ہونے پر مصر ہے۔ یہ کیسی عقلمندی ہے جس کے سبب یہ اوپر کی سیڑھی سے نچلی سیڑھی پر آنے کے لئے' سڑکوں پر آنے تک کو تیار ہے کہ یہ "حقوق کی جنگ" ہے۔

مسیحی اقلیت کی' اسلامی جمہوریہ پاکستان میں آزادی و حقوق کی سعی و جہد' بھی محل نظر ہے۔ موجودہ حالات میں اقلیتی خواتین جن سرگرمیوں میں عملاً ملوث ہیں وہ مملکت کے آئین کے صریحاً خلاف ہے بلکہ نرم سے نرم الفاظ میں اکثریت کے مذہب پر متعصبانہ حملے کے علاوہ آئین کے خلاف لوگوں (عورتوں) کو بغاوت پر آمادہ کرنے کے مترادف ہے' جسے کوئی ملک برداشت نہیں کرتا۔ ایسی قبیح حرکات کے باوجود گلا ہے کہ یہاں عورتوں کو آزادی نہیں' یہاں عورتوں کے حقوق نہیں ہیں۔ اسلامی ملک میں اکثریت کے مذہب کو نشانہ تمسخر بنایا جائے اور پھر عوام الناس اور حکومت

دونوں اس کو برداشت کر لیں، کسی رد عمل کا اظہار نہ ہو اور اس پر بھی شکوہ ہو کہ عورت آزاد نہیں ہے، عورت کے حقوق پامال ہو رہے ہیں، یہ کوئی عقل کا اندھا ہی کہہ سکتا ہے اور عقل سے عاری ہی اسکا یقین کر سکتا ہے۔

ریڈیو، ٹی وی، اور اخبار و جرائد میں عورت کے حوالہ سے جو سماجی ثقافتی پروگرام عامتہ الناس کے سامنے رکھے جا رہے ہیں وہ انتہائی شرمناک ہیں۔ باشعور مسلمان مرد و زن کی دینی حمیت و غیرت کے قاتل ہیں، دینی غیرت و حمیت کیلئے چیلنج بھی ہیں لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ پوری شدت اور محنت کے ساتھ منظم ہو کر تباہ کن ثقافتی سیلاب اور تحریری مواد پر اپنے رد عمل کا اظہار کیا جائے۔ اگر آج ہم اپنی ذمہ داری پہچان کر میدان عمل میں نہ نکلے تو کل ہماری گمراہ اولاد محشر میں ہمارا گریبان پکڑے بارگاہ رب العزت میں ہمیں مجرم ثابت کریگی اور اگر اولاد والدین کے خلاف مدعی ہو تو کسی دوسرے شاہد کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔

عقل مند اقلیت وہ ہوتی ہے جو اکثریت کے ملکی آئین و قانون، مذہبی عقائد، رسوم و رواج اور سماجی معاشرتی اقدار کا خیال رکھے، احترام کرے اور جواباً" اپنے عقائد اور رسوم کا احترام کروائے۔ بعینہ اسی طرح کوئی ملک چھوٹا ہو یا بڑا اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسرے کسی بھی چھوٹے یا بڑے ملک کے اندرونی معاملات کو درہم برہم کرنے کے لئے وہاں کی اقلیت کو امداد کے نام پر خریدے یا اکثریت میں سے بعض گمراہوں کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے بطور چارہ استعمال کرے۔ یہ حرکت تو عمومی انسانی اخلاق کے بھی خلاف ہے۔

پاکستان میں آزادی و حقوق نسواں کی تحریک کی پشت پر بلاشک و شبہ یہود و نصاریٰ اور ہنود کی سوچ، منظم منصوبہ بندی اور سرمایہ کار فرما ہے، جس کا دل چاہے تحقیق کر لے پھر تسلی ہونے کے بعد یہ چاہئے کہ وہ اپنی ہر صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے اس شر کا راستہ روکے اور قومی اخبارات بھی اپنا کردار ادا کریں۔

یہ نتیجہ ہے ہماری ان کوتاہیوں کا کہ ہم نے اپنا نظام تعلیم قرآن اور مدرسہ نبی رحمت سے لینے کے بجائے، سب کچھ مغرب سے لیا ہے۔ شاعر مشرق نے قیام

پاکستان سے قبل ہماری راہنمائی کیلئے جو کچھ فرمایا تھا ہم نے اس سے بھی استفادہ نہ کیا' اپنی راہیں متعین نہ کر سکے۔ انہوں نے فرمایا تھا۔

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر: لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائیگی فراغت تعلیم : کیا خبر تھی کہ چلا آیگا الحاد بھی ساتھ

آزادی و حقوق نسواں کے علمبردار ہمیں اگر متعین طور پر یہ بتا دیں کہ قرآن و سنت نے عورت کو کس کس حق اور کس باوقار آزادی سے محروم کیا ہے تو ہم ان کے ممنون احسان ہونگے۔ اسلام نے جو "حق" سلب کیا ہے' جو آزادی "چھینی" ہے اسے ایک جملہ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ اسلام عورت کو جسم فروشی کا حق نہیں دیتا' بن ٹھن کر گڑیا بن کر گھر سے نکلنے کی آزادی نہیں دیتا۔ نادان عورت اپنے جسم پر جس "حق" کی طلبگار ہے اور جو حقوق نسواں کے علمبرداروں کی حقیقی منزل ہے' اس حق اور آزادی پر ہر شریف آدمی کو گھن آئیگی۔

قرآن و حدیث میں کس جگہ لکھا ہے کہ عورت کے معلمہ' ڈاکٹر' انجینئر بننے پر پابندی ہے' اسکے گھر سے نکلنے کی آزادی سلب کی جا چکی ہے' عورت کو میک اپ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے' کہاں لکھا ہے کہ وہ ملازمت نہیں کر سکتی۔ حقوق و آزادی کے چیمپئین کوئی ایک آیت' کوئی ایک حدیث سامنے لائیں۔ عورت کی بد نصیبی کہ اس نے اسلام کو قرآن و حدیث سے سیکھنے کے بجائے' ان ناولوں' افسانوں اور ڈراموں سے سیکھا ہے جو دین بیزار اور غیر مسلموں کے ہاتھ بکے ضمیر فروشوں کے قلم سے نکلے' جنہیں یہود و نصاریٰ نے کھلی منڈی سے خریدا ہے۔

عورت جو اس کائنات میں قیمتی متاع ہے' اپنے پاس ایک قیمتی ترین متاع رکھتی ہے' یہ گوہر عفت و عصمت ہے اور اسی کی حفاظت اسے کائنات میں اعلیٰ وارفع مقام دلانے کا سبب ہے۔ خالق نے عورت کو تخلیق کیا اسمیں جبلتیں رکھیں اور اسکی جبلتوں' اسکی نفسیات کے پیش نظر' اسکے گوہر عصمت کی حفاظت کے نقطہ نظر سے' پوری خیر خواہی کے ساتھ' قابل عمل حفاظتی تقاضے وضع کیے اور اپنی محکم' مکمل

و مدلل کتاب میں قیامت تک کیلئے انہیں محفوظ فرما دیا۔ یہ محسن کا اپنی تخلیق پر خصوصی احسان ہے مگر یہ کم عقل تخلیق، محسن کیلئے احسان شناسی کا جذبہ رکھنے اور ممنون احسان ہونے کے بجائے الٹا بغاوت پر آمادہ ہے۔ خالق کے دیئے حقوق سے آنکھیں بند کر کے بندوں سے حقوق کا مطالبہ کرتی ہے۔

عورت کے خالق نے اسے علم سیکھنے، علم سکھانے، ڈاکٹر انجینئر بننے کی اجازت دی ہے، صرف تقاضا یہ کیا کہ وہ گھر سے باوقار انداز میں باپردہ نکلے تاکہ گلی محلوں اور راستوں کی نگاہ بد سے محفوظ رہے، مخلوط ادارے نہ ہوں کہ یہ اخلاق کے قاتل ہیں معاشرتی زندگی میں ناگزیر حفاظت کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے پہلے باپ، پھر شوہر اور بیٹوں کو ذمہ دار بنایا اور ذمہ داری پوری نہ نبھانے کی صورت میں اسے محشر میں قابل مواخذہ ٹھہرایا۔ عورت کو میک اپ کی اجازت ہی نہیں دی، ترغیب دی مگر اپنے خاوند کیلئے اور گھر کی محفوظ چاردیواری کے اندر۔ کون نہیں جانتا کہ میک اپ کر کے گھر سے بے پردہ نکلنے والی خواتین کے ساتھ ہمارا معاشرہ کیا سلوک کرتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اب تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ برقعہ میں لپٹی عورت جب گھر کی دہلیز سے باہر بہ امر مجبوری قدم رکھتی ہے، تو راہ میں ملنے والوں کی آنکھیں سر سے پاؤں تک اس کے محاسن کی سکریننگ کرتی ہیں۔ گلی محلوں کے کونوں پر بیٹھے اوباش ہوں یا دفاتر جانے والے بس سٹاپوں پر کھڑے لوگ، جنکے اپنے گھروں میں ویسی ہی خواتین ہوتی ہیں، کس کس طرح کے تبصرے کرتے ہیں، یہ سب جانتے ہیں۔ کیا عورت یہ آزادی اور یہ حق چاہتی ہے کہ راستوں میں گدھ نوچیں اور کوئی اعتراض نہ کرے۔ دفتر میں بیٹھی ہو تو لوگ کام کے بجائے اسے دیکھیں، اسے موضوع بنائیں، یا یہ کہ وہ رات کو جب چاہے واپس گھر پلٹے کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ معاشرتی زندگی میں عورت اور مرد کی بے راہ روی حقیقی مرض ہے جس سے تمام دوسرے امراض پیدا ہوئے اور عورت کو آزادی و حقوق کے چکر میں الجھانے کا سبب بنے۔ مرض کی تشخیص کے بعد، (رجوع الی اللہ۔ یعنی) حقیقی معالج کی طرف رجوع کرنے کے بجائے، مسلم قوم کی خواتین نے "اسی عطار کے لونڈے" (مغربی تہذیب) سے رجوع کیا جس

نے انکو بیماری کی اس سٹیج تک پہنچایا ہے' کیا یہاں سے شفاء کی گارنٹی مل سکتی ہے؟

آزادی و حقوق نسواں کے طلبگاروں کی یہ منطق کس قدر عجیب و مضحکہ خیز ہے کہ خود' دین و اخلاق عامہ سے عاری آزادی' اور دین بیزار اقدار کا حق مانگتے ہیں جن سے یہ مانگتے ہیں' وہ بھی انہی ہی طرح اسلام بیزار اور بے راہ رو ہیں جو انہیں حق نہیں دیتے' مگر گلا ہے مولوی سے کہ راستے کی رکاوٹ ہے۔ علماء نے کس سے کہا کہ علم حاصل نہ کرو' علماء نے کس کو منع کیا کہ معلمہ نہ بنو' لیڈی ڈاکٹر نہ بنو' علماء نے تو عوام الناس کو بے دینی اور بے راہ روی سے روکا کہ یہ روک' یہ سد سکندری' عورت کی ناموس کی حفاظت اور معاشرتی سکھ اور سکون کی ضمانت ہے۔ عقل و بصیرت کو استعمال کیئے بغیر' اسلام اور مولوی کو آزادی نسواں کا دشمن قرار دے گیا ہے۔

یورپ کے مفکرین اپنے ہاں عورت کی آزادی پر شاکی ہیں' مرد و زن کے آزادانہ میل جول کو زہر ہلاہل قرار دیتے ہیں' ایک نظر پڑھ کر دیکھئے کیمرج یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر جے ڈی انون کی کتاب "Sex and Culture" ذرا دیکھئے جناب کار لائل کی کتاب "Woman and Islam" جسمیں موصوف کا کہنا ہے کہ "اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں' آج کی پوری انسانی دنیا مل کر اس کا عشر عشیر بھی نہیں دے سکتی" برٹرنڈرسل کا نقطہ نظر برائے اخلاق و شادی' جس کو اسلام مرد و زن کے لئے ترجیحا" بیان کرتا' انکی کتاب

"Burtrand Russll on Sex, Ethies and Marrage" میں ملاحظہ فرمالیجئے

جس آزادی کے ثمرات سے یورپ کا دل بھر چکا ہے' وہ زہراب مسلم خواتین کو حقوق کے حسیں جام میں پلانے کی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ مسلم معاشرہ تباہ کیا جا سکے۔ حقیقی آزادی اور تمام تر حقوق تو صرف اور صرف قرانی معاشرہ ہی سے مکمل ضمانت کے ساتھ مل سکتے ہیں۔ ایسی ضمانت جس میں مرد و زن ہر طرح خوش و خرم' ہر طرح کے حقوق و آزادی سے متمتع' خوشحال زندگی گذاریں اور عورت کی عزت و عصمت بھی محفوظ رہے۔

سماجی اداروں کے روپ میں اسلام دشمنی

ایک مسلمان ملک میں' غیر مسلم' سماجی ادارے مستحکم کر کے' اکثریت کے دین کے مسلمہ امور کا تمسخر اڑائیں' انکی مسلمہ اقدار پر تیشہ چلائیں تو یہ شرمناک قسم کی ڈھٹائی ہے اور اہل وطن اس پر ٹس سے مس نہ ہوں' دین کی حفاظت کے دعوایدار منقار زیر پر رہیں' تو یہ بے حسی اس سے بھی زیادہ شرمناک ہے اور یہ دونوں باتیں مسلمہ حقیقت ہیں۔ پاکستان مسلم اکثریت کا ملک ہے۔ جہاں غیر مسلم اقلیت پوری آزادی اور تحفظ کے مزے لوٹتی ہیں' مگر اس انتہائی رواداری سے ناجائز فائدہ اٹھانے پر ہمہ وقت اور ہمہ جہت مصروف عمل پائی جاتی ہیں یہ محنت خواہ تعلیم بالغاں مراکز کی آڑ میں ہو یا سماجی اداروں کے قیام اور انکے ذریعے سرگرمیوں کی تشہیر کے نام پر' اور سرپرستی ہے یورپی ممالک کی۔

وطن عزیز میں مقامی آبادی کیلئے اپنے وسائل سے سماجی ادارے چلانا مشکل ترین مرحلہ ہے۔ جو چاہے سروے کر کے ہماری بات کی تائید حاصل کر لے مگر غیر ملکی آقاؤں کی سرپرستی اور مالی معاونت سے چلنے والے سماجی ادارے جس طرح زرکثیر خرچ کرتے ہیں اسکا تصور بھی عام پاکستانی کیلئے محال ہے اور جس طرح یہ اسلامی دینی اقدار کے بخیے ادھیڑتے ہیں' اسکا بھی کسی کو حقیقی ادراک نصیب نہیں کہ اہل وطن اپنے اپنے خول میں بند' اپنے اپنے حصار میں قید اور اپنی اپنی آرزؤں کے بھنور میں پریشاں حال' زندگی کی گاڑی کھینچنے کی مصیبت میں مبتلا ہیں' دین دار ہوں' سیاسی ہوں یا سماج کے سرخیل' کسی کو فرصت نہیں کہ مستقبل کی نسل کو تباہ کرنے کی اس کوشش کا جائزہ لے' اپنی آنکھیں کھولے اور قوم کو آنکھ کھولنے کے لئے کہے۔

پاکستان میں بے شمار غیر مسلم تنظیمیں سماجی خدمت کے نام پر مصروف کار ہیں اور پاکستان کے انتہائی اہمیت کے حامل شمالی علاقہ جات میں اربوں' کھربوں روپے صرف کرنے والے اسماعیلی بھی ہیں جو وہاں اسلام کی حقیقی تعلیمات سے عوام کو برگشتہ کرنے میں مصروف ہیں اور بدقسمتی سے انہیں سرکاری سرپرستی بھی حاصل ہے۔ اس حقیقت کو جو کوئی اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہے ایک ہفتہ بلتستان میں کھلی آنکھوں اور

کھلے کانوں سے گزار آئے۔ (عرصہ ہوا جب ہفت روزہ تکبیر نے بھی اسکا نوٹس لیا
اس وقت ہم صرف لاہور میں رجسٹرڈ ایک سماجی ادارے "شرکت گاہ" کا
جائزہ' اس کے سرکاری ترجمان "خبرنامہ" کی روشنی میں' آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔
آپ خود ملاحظہ فرمائیے کہ اسلام کے حوالے سے یہ ادارہ ملت مسلمہ کو کیا دے رہا
ہے۔ اس سماجی ادارے کا سارا کام "خواتین زیر اثر مسلم قونین" کے نعرہ کے حوالہ
سے ہے۔ نمونہ مشتے از خروارے:۔

کیوں تیری گواہی آدھی ہے؟

"محبوب خدا خود جس سے کہے جنت ہے تیرے قدموں کے تلے
اے عقل کے اندھو ! سوچو ذرا کیا اسکی گواہی آدھی ہے
جس روز پکارے جاؤ گے تم نام سے اپنی ماؤں کے
اس روز انہیں بھی کہہ دینا' جا تیری گواہی آدھی ہے
یہ موتی علم و دانش کے یہ حدیثیں رحمت عالم کی
کیوں تم کو یقین ہے ان پہ اگر عائشہؓ کی گواہی آدھی ہے
قران میں گر یوں ہی ہوتا خود ☆شیر خدا کیوں نہ کہتا
قصاص نہیں میں لے سکتا' نائلہ کی گواہی آدھی ہے

"(ریحانہ توفیق کی نظم سے صرف چند اشعار' بحوالہ خبرنامہ' جلد اول شمارہ اول 1990ء صفحہ 20) ☆حضرت علی رضی اللہ عنہ"

"ہم حیران ہیں کہ ملاؤں کا اسلام عورتوں کے ساتھ شروع اور ختم کیوں ہوتا ہے' یہی ایک مسئلہ" ہے۔ جس مین ان کا ذہن ہروقت الجھا رہتا ہے باقی تمام معاشرتی اور معاشی مسائل ان کی نظروں سے اوجھل رہتے ہیں"۔

" ضیاء کے نافذ کردہ پہلے نام نہاد اسلامی قانون' حدود آرڈینس' نے ایک پدرانہ (Parochial) معاشرے میں عورتوں کی حیثیت اور مقام کو شدید خطرے میں ڈال دیا ہے"۔
(مذکورہ شمارہ صفحہ 4 کالم 1)

" جبر قران کی روح کے خلاف ہے جو کہتا ہے کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ (لا اکراہ فی الدین)

دراصل قران عورتوں کی حفاظت کیلئے (سورۃ النور 30-31-24) پہلے آدمیوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اگر ایمان رکھتے ہیں تو انہیں اپنی نگاہ نیچی رکھنی چاہیے اور اپنی حرمت کی حفاظت کرنی چاہیے۔ کچھ مردوں نے اس ذمہ داری کا لحاظ نہیں کیا بلکہ عورتوں کو مجبور کر رہے ہیں کہ وہ پردے اور علیحدگی کو کسی نہ کسی شکل میں قبول کر لیں۔ عورتوں کو مردوں کی نفسانی خواہشات میں کمی اور ان کے ذاتی کنٹرول کھونے کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔"
(خبرنامہ جلد 4 شمارہ 1 92ء صفحہ 23 کالم 1' پیرہ 20 اور 4)

"خبرنامہ" نے' پیش کئے گئے مذکورہ اقتباسات میں' اسلام کی جس طرح خبرلی ہے وہ آپ نے ملاحظہ فرمالی ہے' اس پر کسی تبصرہ سے پہلے ہم آپ کے رو برو خبرنامہ ہی سے ان کے اپنے اس موقف کی تائید میں کارٹون بھی پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ مکمل تصویر آپ دیکھ سکیں۔ یہ کارٹون کسی تبصرہ کے محتاج نہیں ہیں۔

☆ خبرنامہ جلد 5 ' شمارہ 3 ' 1993ء ' صفحہ 3
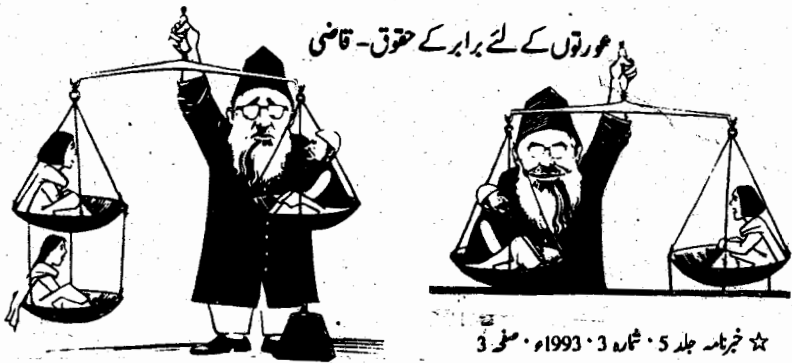
(پاکستان اسلامی فرنٹ کے رہنما قاضی حسین احمد عورتوں کے لئے برابری کے حقوق کا دعویٰ کرتے ہیں مگر کارٹون بنانے والوں کو بیوقوف نہیں بنا سکے)

☆ خبرنامہ 1993ء ' جلد 5 ' شمارہ 2 ' صفحہ 9
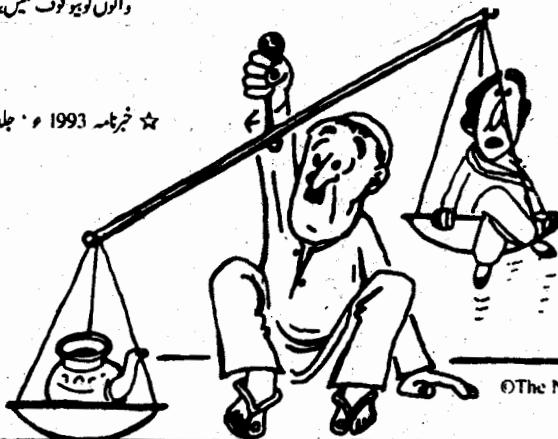
روایت پسندی کو چیلنج

خبرنامہ 1992ء ۰ جلد 4 ۰ شمارہ 3 ۰ صفحہ 11

بقول لاء منسٹر حدود، دیت و قصاص
کے قوانین پر نظرثانی ہو رہی ہے۔

قانونی اصلاحات کے لئے ایکشن

خبرنامہ 1994ء ۰ جلد 6 ۰ شمارہ 1 ۰ صفحہ 5

☆ خبرنامہ 1992ء ، جلد 4 ، شمارہ 3 ، صفحہ 7

گورنر پنجاب
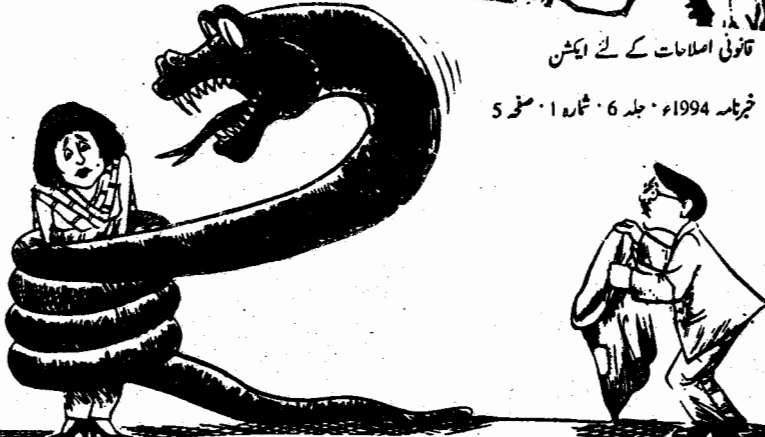
☆ خبرنامہ 1992ء ، جلد 4 ، شمارہ 2 ، صفحہ 32

☆ قرآن میں پردہ کے حکم کا تمسخر

خبرنامہ 1995ء ، جلد 7
شمارہ 2 ، صفحہ 11

عالمی صلیب، ہلال (اسلام کی علامت) کو اپنے گھیرے میں لئے، مائل بہ عروج

عورت کی نصف گواہی اور قرآن

(ترجمہ) "اور اگر وہ' جس پر حق عائد ہوتا ہو' نادان یا ضعیف ہو یا لکھوا نہ سکتا ہو' تو جو اس کا ولی ہو وہ انصاف کے ساتھ لکھوا دے اور اس پر اپنے لوگوں میں سے دو مردوں کو گواہ ٹھہراے' اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں سہی' یہ گواہ تمہارے پسندیدہ لوگوں میں سے ہوں۔ دو عورتیں اس لئے کہ اگر ایک بھول جائے گی تو دوسری یاد دلا دے گی"۔ (ترجمہ آیت نمبر282 (متعلقہ حصہ) تدبر القرآن)

(تفسیر) "اگر مذکورہ صفات کے دو مرد میسر نہ آسکیں (عاقل بالغ' امانتدار' پسندیدہ اخلاق اور اچھی شہرت والے) تو اسکے لئے ایک مرد اور دو عورتوں کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔ دو عورتوں کی شرط اس لئے ہے کہ اگر ایک سے کسی لغزش کا صدور ہو گا تو دوسری کی تذکیر و تنبیہہ سے اس کا سدباب ہو سکے گا۔ یہ فرق عورت کی تحقیر کے پہلو سے نہیں ہے بلکہ اس کی مزاجی خصوصیات اور اس کے حالات و مشاغل کے لحاظ سے ہے کہ یہ ذمہ داری' اس کے لئے ایک بھاری ذمہ داری ہے۔ اس وجہ سے شریعت نے اس کے اٹھانے میں اس کے لئے سہارے کا بھی انتظام فرما دیا"۔ (تدبر القرآن۔ مولانا امین احسن اصلاحی' صفحہ 641۔ تفسیر آیت 282)

عورت کی گواہی اور فرمان نبویؐ

"حضور ﷺ نے فرمایا' اے عورتو! صدقہ اور بکثرت استغفار کرتی رہو' میں نے دیکھا ہے کہ جہنم میں تم بہت زیادہ تعداد میں جاؤ گی۔ ایک عورت نے پوچھا' حضور یہ کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لعنت زیادہ بھیجا کرتی ہو اور اپنے خاوند کی ناشکری کرتی ہو' میں نے نہیں دیکھا کہ باوجود عقل و دین کی کمی کے مردوں کی عقل مارنے والی تم سے زیادہ کوئی ہو۔ اس نے پھر پوچھا کہ حضورؐ ہم میں دین کی اور عقل کی کمی کیسے ہے؟ فرمایا عقل کی کمی تو اس سے ظاہر ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے۔ اور دین کی کمی یہ ہے کہ ایام حیض (و نفاس) میں نہ نماز ہے نہ روزہ"۔ (صحیح مسلم بحوالہ ابن کثیر صفحہ 34 تفسیر آیت 282)

عورت کی گواہی اور حضرت علیؓ کی رائے

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول روایتیں اس امر پر متفق ہیں کہ

(ا) "آپ رضی اللہ تعالی نے فرمایا' طلاق' نکاح' حدود اور خون کے معاملات (قصاص) میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں ہے" (عبدالرزاق جلد ہشتم ص 511' المحلی جلد نہم ص 397' کنز العمال 17794)

(ب) "اگر گواہی مالی معاملات میں ہو تو شرط یہ ہے کہ ہر مرد کے بجائے دو عورتیں ہوں" (المحلی نہم ص 399)"

(بحوالہ فقہ حضرت علیؓ' مرتبہ ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی' ص 48-447)

ریحانہ توفیق نے عورت کی آدھی گواہی پر قرآن و حدیث اور فقہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے جو ٹھوس دلائل اپنی نظم میں آزادی و حقوق نسواں کے طلبگاروں کے سامنے رکھے ہیں ان پر قرآن حکیم' فرمان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فقہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقابل تردید شواہد ہم بھی آپ کے سامنے لائے ہیں خود موازنہ کر لیجئے کہ درست کیا ہے' غلط کیا ہے؟ اور کیوں ہے؟؟ کیا یہ دھوکہ دہی تو نہیں ہے!

عورت کی آدھی گواہی کا فلسفہ

یہ حقیقت کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے کہ کسی بھی چیز کا خالق' صناع اور موجد اس کی کارکردگی کے تعین پر' اپنی رائے کیلئے فائنل اتھارٹی تسلیم کیا جاتا ہے کہ آغاز تخلیق سے تکمیل اور کارکردگی کی جملہ جزیات سے وہی پوری طرح باخبر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی کی بات بھی حرف آخر کے طور تسلیم نہیں کی جاتی۔ زیادہ سے زیادہ وزن کسی کو ملے تو اسے ماہرانہ رائے کا نام دیا جاتا ہے۔ اتھارٹی صرف ایک ہی تسلیم کی جاتی ہے۔

خالق کائنات اس پوری کائنات کا اور بالخصوص حضرت انسان کا تخلیق کنندہ ہے اور اس انسان کی تخلیق میں مردوزن اگرچہ ایک ہی طرز کے مراحل سے گزرتے' شکم مادر میں ایک ہی طرز کی خوراک لیکر' بلکہ ولادت سے لحد تک بھی ایک ہی طرح کی خوراک سے نشوونما پا کر زندہ رہتے ہیں مگر جسمانی طور پر داخلی اور خارجی تبدیلی انہیں مختلف نوعیت کے امور کی انجام دہی کیلئے مختص رکھتی ہے۔

مرد و زن کی الگ الگ خصوصیت اور صلاحیتوں میں استعمال کے کمال کو خالق سے زیادہ کوئی نہیں جان سکتا تھا لہٰذا اگر خالق نے' اپنی ہر شبہ سے بالا تر کتاب ہدائت میں' بطور فائنل اتھارٹی' یہ فرمایا کہ عورت کی گواہی میں ایک مرد اور ایک دوسری عورت کا ساتھ ہونا ضروری ہے تو اس میں تعجب کس بات پر! نبی رحمت صلی

اللہ علیہ وسلم نے (مسلم شریف کی روایت کے مطابق) مزید تشریح فرما دی ہے اور اللہ تعالیٰ' اس کے برحق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر مبہم فرامین کان میں پڑنے کے بعد بھی اگر کوئی ایمان اور اسلام کا دعوی کرنے والا شک میں رہے یا انہیں قابل عمل نہ سمجھے تو اسے اپنے اسلام اور اپنے ایمان پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔

عورت کی آدھی گواہی اور طب

اوپر ہم عورت کی گواہی اور قران کے حوالے سے ایک تفسیری اقتباس پیش کر چکے ہیں۔ جسمیں سے ایک جملہ بطور یاداشت درج کر کے' طبی نقطہ نظر آپ کے سامنے رکھیں گے۔ مفسر محترم نے فرمایا " یہ فرق عورت کی تحقیر کے پہلو سے نہیں ہے بلکہ اسکی مزاجی خصوصیات اور اسکے حالات و مشاغل کے لحاظ سے ہے کہ یہ ذمہ داری' اس کے لئے ایک بھاری ذمہ داری ہے" اب ملاحظہ فرمائیے کہ طبی تحقیق کن حقائق کی نشاندہی کرتی ہے۔

عورت کے بالغ ہونے کے ساتھ ہی ہر ماہ کی معین اور متعین تاریخوں میں (مکمل صحت مند ہونے کی صورت میں' ورنہ جس میں جس قدر صحت کا فقدان ہو گا اسی قدر ایام حیض آگے پیچھے ہوتے رہیں گے) حیض کا خون جاری ہونے کے دوران اس کے جسم میں مندرجہ ذیل تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔

☆ جسم کا درجہ حرارت گر جاتا ہے'
☆ خون کا دباؤ کم ہونے کے سبب نبض بھی اپنی عمومی رفتار کی نسبت سست پڑ جاتی ہے'
☆ جسم کے اندر مختلف جگہوں پر موجود گلینٹوں کی پہلی قدرتی ساخت میں تغیر رونما ہوتا ہے اور یہ صورت جسم کے باقی نظام پر بھی اثر انداز ہوتی ہے'
☆ نظام ہضم اور جسم کے اندر مختلف نمکیات یا دوسرے مادوں کی حل پذیری کا نظام بھی اس دوران متاثر ہوتا ہے'
☆ سانس' اعصاب اور پٹھوں کا نظام سست پڑ جاتا ہے اور عورت کو آزادی عمل سے محروم کر دیتا ہے'

عورت کے جسم میں ہونے والی اس ماہانہ ٹوٹ پھوٹ پر غور کیجئے اور سوچئے کہ اس مجبوری کے ساتھ، جو اس کے خالق نے اعلیٰ وارفع تولیدی مقاصد کیلئے ناگزیر طور پر طے کر رکھی ہے، وہ کس قدر نارمل ہوتی ہے اور کس قدر ابنارمل رہتی ہے۔ لہٰذا ایسے حالات میں، جو ہر عورت کیلئے یقیناً" مختلف ہوتے ہیں، اگر اسی کی سہولت کیلئے گواہی جیسی اہم ذمہ داری کی خاطر، ایک دوسری عورت کا ساتھ ہونا خود خالق ہی طے کر دے تو اس پر ناک بھوں چڑانا یا حق تلفی اور بے عزتی کے درجہ تک اسے لے جانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ ماہرانہ آراء ملاحظہ فرمائیے:-

"ڈاکٹر کریگر نے جتنی عورتوں کا معائنہ کیا ان میں آدھی ایسی تھی جن کو ایام ماہواری میں بد ہضمی کی شکائت ہو جاتی ہے اور آخری دنوں میں قبض ہو جاتا تھا۔ ڈاکٹر گب بارڈ کا بیان ہے کہ ایسی عورتیں بہت کم مشاہدہ میں آئیں جنکو زمانہ حیض میں کوئی تکلیف نہ ہوتی ہو، بیشتر ایسی دیکھی گئیں جنہیں سردرد، تھکان، زیر ناف درد اور تھوک کی کمی لاحق تھی۔ طبیعت میں چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے، رونے کو جی چاہتا ہے" (پردہ صفحہ 88-187)

"ڈاکٹر کرافٹ ایبک کا کہنا ہے کہ "عام حالات میں جو خواتین نرم مزاج، سلیقہ شعار اور خوش خلق ہوتی ہیں، ماہواری شروع ہوتے ہی بدل جاتی ہیں، پھر وہ بہت جھگڑالو اور چڑچڑی ہو جاتی ہیں، نوکر، بچے اور شوہر سبھی ان سے ناخوش نظر آتے ہیں۔ عورتوں سے اکثر جرائم زمانہ حیض میں سرزد ہوتے ہیں" (عورت۔ صفحہ 50-49)

"ڈاکٹر وائن برگ کا کہنا ہے کہ "مشاہدات کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ خودکشی میں ملوث خواتین میں سے آدھی نے حالت حیض میں خودکشی کی ہے" (عورت: صفحہ 50)

مساوات مرد و زن

مسیحی سماجی ادارے کے ترجمان نے مساوات کو بھی ذریعہ استہزا بنایا ہے جس کا ثبوت پہلے دو کارٹون ہیں۔ عورت خود اپنے وجود کے اندر ہونے والی مسلسل ٹوٹ پھوٹ پر گواہ ہے اور بخوبی جانتی ہے کہ وہ مرد کے مقابلے میں ہمہ جہت، ہمہ وقت ایک جیسی قوت کار اور صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنے سے عاری ہے مگر پھر بھی اپنے غیر حقیقی مطالبے پر مصر ہے کہ ہر میدان میں اس کو برابر کا درجہ دیا جائے۔

عورت کا حقیقی مقام

خالق، جس نے عورت کو تخلیق کیا، اس نے عورت کے مقام و مرتبہ کو مرد

کے مقابلہ میں فوقیت دی ہے جس کا ادراک عورت کر ہی نہیں پائی۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اس کائنات میں' خالق کائنات ہونے کے ناطے' سب سے پہلا حق خود خالق کا ہے' دوسرا حق سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور مذکورہ دونوں حقوق کے بعد تیسرا حق جس ہستی کا متعین فرمایا وہ عورت ہے ماں کے روپ میں اور چوتھے نمبر پر مرد ہے باپ کے روپ میں۔ اس حقیقت کی موجودگی میں کیا یہ ثابت نہیں ہو جاتا کہ بقول سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم واقعی عورت کم عقل ہے۔ کہ تیسرے مرتبہ سے نیچے گر کر چوتھے درجے پر مرد کے برابر آنا چاہتی ہے۔ یہ عورت ہی تو ہے جنت جس کے قدموں تلے ہے اور یہ وجہ سکون ہے خاوند کیلئے۔ عورت بلا شبہ مساوی حقوق شہریت کی حقدار ہے اور اسلام سے بڑھ کر کس معاشرے نے اسے یہ عزت دی ہے۔ یورپی اور دوسرے لا دین معاشروں نے تو اسے منڈی کا مال بنا کر رکھ دیا ہے جس پر تاریخ کے اوراق گواہ ہیں۔ عقل و شعور رکھنے والے کھلی آنکھوں سے گرد و پیش اسے دیکھ بھی سکتے ہیں۔ ڈھکا چھپا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ مولوی بدنام ہے صرف اس لئے کہ وہ مرد و زن کو انکے مقام و مرتبہ اور مقصد حیات سے آگاہ رکھتا ہے۔ اپنے محسنوں کو طنز کر تیروں سے چھلنی کرنے والے کبھی عقلمند نہیں کہلواتے۔

جبر قران کی روح کے خلاف

اسلام اور قران کو سمجھنے والے بہت سے مسلمان بھی قرآن پاک سے سورۃ بقرہ کی آیت 'لا اکراہ فی الدین' "دین میں جبر نہیں ہے" سے انتہائی غیر حقیقی استدلال کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ دین (کے تقاضوں کی تکمیل کیلئے) میں کوئی جبر نہیں ہے' رہے غیر مسلم تو دین کے نام پر مسلمانوں کو گمراہ کرنا ان کی زندگیوں کا نصب العین ہے لہٰذا اگر مسیحی سماجی ادارے شرکت گاہ کا ترجمان "خبر نامہ" یہ کہے کہ "جبر قران کی روح کے خلاف ہے" تو بات سمجھ میں آتی ہے۔

"دین میں جبر نہیں" کا حقیقی مطلب تو یہ ہے کہ دائرہ اسلام میں آنے کیلئے کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا' بہ جبر کسی کو مسلمان نہیں بنایا جا سکتا۔ مگر یہ بھی حقیقت

ہے کہ بہ رضا و رغبت دین قبول کر کے دائرہ اسلام میں آنے والے اگر اس دائرہ سے نکلیں تو مرتد ہونے کے ناطے واجب القتل ٹھہرتے ہیں اور دائرہ اسلام میں رہتے ہوئے بد عملی کا مظاہرہ کریں مثلاً دین کی تعلیم کے خلاف زنا میں ملوث ہوں' شراب پیئں یا چوری کا ارتکاب کریں تو دین کے تقاضے اسے سیدھا کرنے کیلئے حد جاری کریں گے' "دین میں جبر نہیں" کا نعرہ انہیں تحفظ فراہم نہیں کرے گا۔ اسلام جبراً کسی کو مطیع نہیں کرتا مگر برضا و رغبت مطیع سے بہ جبر عمل ضرور کراتا ہے۔

پردہ کے لئے عورت پر جبر

اوپر جبر کا ذکر پردہ کے حوالے سے کرتے ہوئے "خبر نامہ" نے یہ کہا کہ "دراصل قرآن عورتوں کی حفاظت کیلئے پہلے آدمیوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اگر ایمان رکھتے ہیں تو انہیں اپنی نگاہ نیچی رکھنی چاہئے اور اپنی حرمت کی حفاظت کرنی چاہیے" (بحوالہ سورۃ نور) اس اقتباس سے یکطرفہ طور پر یہ تاثر ملتا ہے کہ عورت کی حفاظت کیلئے مرد کو نظر نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے مگر عورت ہر طرح آزاد ہے۔ یہ مرد ہیں جو عورت کو مجبور کر رہے ہیں کہ پردے اور علیحدگی کو کسی نہ کسی شکل میں قبول کر لیں وغیرہ وغیرہ۔ حقیقت چھپانے کی یہ بد ترین کوشش ہے۔

عورت کیلئے پردہ کا فیصلہ عورت کے خالق نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا اور یہ اسے مشقت میں ڈالنے کیلئے نہیں بلکہ اسے تحفظ فراہم کرنے کیلئے ہے کہ خالق سے بڑھ کر اس کا کوئی خیر خواہ نہیں ہے جسکا ہر حکم' ہر فیصلہ حکمت سے خالی ہو۔ پردہ کے حکم کے قرآنی الفاظ پر ذرا توجہ دی جائے تو ہر بات بڑی آسانی سے سمجھ آتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:-

"مومنو کو ہدایت کرو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ طریقہ ان کیلئے پاکیزہ ہے بے شک اللہ باخبر ہے ان چیزوں سے جو وہ کرتے ہیں۔ اور مومنہ عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کی چیزوں کا اظہار نہ کریں مگر جو ناگزیر طور پر ظاہر ہو جائے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنوں کے بکل مار کر لپیٹ لیا کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں کے سامنے

یا اپنے باپوں کے سامنے یا اپنے شوہروں کے باپوں کے سامنے یا اپنے بیٹوں کے سامنے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنے بھائیوں کے سامنے یا بھائیوں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنی بہنوں کے سامنے یا اپنے تعلق کی عورتوں کے سامنے' یا اپنے مملوکوں کے سامنے یا ایسے زیر کفالت مردوں کے سامنے جو عورت کی ضرورت کی عمر سے نکل چکے ہوں' یا ایسے بچوں کے سامنے جو ابھی عورتوں کی پس پردہ چیزوں سے آشنا نہ ہوں اور عورتیں اپنے پاؤں زمین پر مار کر نہ چلیں کہ انکی مخفی زینت ظاہر ہو اور اے ایمان والو! سب ملکر اللہ کی طرف رجوع کرو تاکہ تم فلاح پاؤ" (النور (31-30)

"اے نبی اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو ہدایت کردو کہ وہ اپنے اوپر اپنی بڑی چادروں کے گھونگھٹ لٹکا لیا کریں۔ یہ اس بات کے قرین ہے کہ ان کا امتیاز ہو جائے' پس انکو کوئی ایذا نہ پہنچائی جائے اور اللہ غفور الرحیم ہے۔" (احزاب-59)

پردہ کے ضمن میں شرکت گاہ کے خبرنامہ نے جو ڈنڈی ماری ہے' وہ ہر طرح قابل مذمت ہے۔ آپ آغاز میں درج کی گئی عبارت' جو بقول انکے سورۃ نور کی آیت کا ترجمہ ہے' اور سورۃ نور و سورۃ احزاب سے پردہ کیلئے خالق و مالک کی حقیقی ہدایت کا موازنہ کر کے خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ گمراہی پھیلانے میں اس ادارے کا کس قدر حصہ ہے۔ سیاق و سباق سے الگ کر کے قرانی آیت کا ترجمہ عامتہ الناس کے سامنے اپنی مطلب براری کیلئے رکھنا کسی طرح بھی سادگی نہیں بلکہ واضح عیاری ہے۔

پردہ اور معاشرتی زندگی

روز مرہ زندگی میں عموی وطیرہ' جو ہر کسی کے تجربہ میں آتا ہے' یہ ہے کہ کوئی کسی کو بھلی بات کہے جس پر عمل سے فائدہ پہنچے' تو ایسی بات کہنے والے کو محسن کہا جاتا ہے' اس کے بعد اس کے خلاف بات کہنے والا محسن کش کہلواتا ہے جو معاشرتی سطح پر گالی سے کسی طرح کم نہیں سمجھا جاتا۔ محسن کش کو ہر کوئی بے عقل کہتا ہے۔ روز مرہ زندگی میں بے شمار مثالیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔

یہ بات بھی اپنی جگہ بڑی وزنی سمجھی جاتی ہے کہ سربراہ خانہ' باپ' خاندان کا محسن ہوتا ہے' خصوصاً" اولاد کیلئے' کہ وسائل رزق وغیرہ مہیا کرتا ہے' خاندان کی آسائش کا خیال رکھتا ہے اور انسان ہونے کے ناطے جو ممکن ہو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ جس طرح باغ کیلئے مالی محسن ہے' اسی طرح خالق کائنات' اپنی مخلوق کا محسن ہے کہ

اس نے زندگی دی' صحت و تندرستی دی' صلاحیتوں سے نوازا' معاشرتی زندگی گزارنے کیلئے دور قریب کے رشتے دئے' عملی زندگی کا مکمل ڈھانچہ فراہم کیا' عملی زندگی کے سکھ اور سکون کی خاطر ہمہ جہت راہنمائی کیلئے کتاب اور عملی ترتیب کیلئے صاحب کتاب سے نوازا' غرض پیدائش کی ابتدا سے لحد تک ہر قدم پر مطلوب سامان زیست اور ہدایت کا سامان فراہم کر کے وہ محسنوں کی فہرست میں پہلے پر نمبر آیا' دنیا کا ہر محسن اس کے بعد ہے۔ اب اگر کوئی اس محسن کی خیر خواہی کو ٹھکرائے تو اس کے بے عقل اور محسن کش ہونے میں کیا شبہ ہے؟۔

انسان اسقدر کمزور و لاچار ہے کہ اسے اپنے اگلے لمحہ کی حقیقی خبر نہیں ہے عملی زندگی میں قدم قدم پر اسکی بے بسی دیدنی ہے۔ اس کمزور انسان' مرد و زن' کو اس نے معاشرتی زندگی میں تحفظات فراہم کرنے کیلئے خود احکامات جاری فرمائے' قوانین کا مجموعہ بنایا کہ میرا بندہ (مرد و زن) سکھ چین سے زندگی گزارے۔ وہ چونکہ خود انسان کا تخلیق کنندہ ہے' اس میں خیرو شر کے مادہ سے پوری طرح باخبر ہے اس لئے خوبیوں اور کمزوریوں کو نظر میں رکھتے ہوئے انتہائی خیر خواہی سے جو ہدایت اس نے مرد و زن کو دی' اس سے بڑھ کر کوئی دوسری خیر خواہی ممکن ہی نہیں اور خدانخواستہ اگر یہ خیر خواہی کسی کو قبول نہیں تو اس سے بڑھ کر بے عقل بھی کوئی نہیں ہے۔

عورت کا اس معاشرے میں جو مقام خود خالق نے مقرر کر دیا ہے اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں' کہ خالق اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کا تیسرا مرتبہ ہے۔ اب اگر عورت خود اس مقام سے نیچے آنے پر مصر ہے تو کوئی بھی اسے عقلمند نہ کہے گا۔ عورت بیوی ہو' ماں ہو' بہن ہو' یا بیٹی ہر حالت میں اسے اس کے پیدا کرنے والے نے بہترین تحفظ فراہم کیا ہے اور اس کا حکم اپنی محکم کتاب' قرآن میں درج فرما دیا۔ بدقسمتی تو یہ ہے کہ مسلم عورت نے قران سے حقوق کا تحفظ لینے کی بجائے' مغربی لادینیت زدہ معاشرے سے تلاش کرنا شروع کیا ہے۔ جب کہ مغرب کے دانشور کار لائل اپنی کتاب Woman and Islam میں یہ کہ رہے ہیں کہ " اسلام نے عورت کو جس آزادی اور جن حقوق سے نوازا ہے۔ وہ انسانیت کی فلاح و

ثابت ہو سکتی ہیں اور ان پابندیوں میں کوئی معمولی سے معمولی جز بھی غیر حکیمانہ نہیں ہے۔

اگر کوئی عورت یا مرد اپنے شعوری اسلام اور اپنے دعویٰ ایمان میں کھرا ہے تو اسے اس بات کی چنداں حاجت نہیں ہے کہ خالق کے ہر حکم کی حکمت لازماً" اسکی سمجھ میں آئے اور پھر عمل کیا جائے۔ اس کیلئے تو یہی کافی ہے کہ یہ خالق کا حکم ہے' یہ قرآن حکیم میں درج ہے' یہ زبان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے لہٰذا سر تسلیم خم ہے۔ سوچا جائے تو انسانی فہم و فراست کی' خالق کی فہم و فراست کے مقابلے میں حیثیت ہی کیا ہے؟۔انسانی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جو کل نامعلوم تھا آج معلوم ہے اور جو آج نامعلوم ہے' آج ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا وہ کل آنے والے لوگوں کی سمجھ میں آ جائیگا' کہ اسلام جامد دین نہیں ہے بلکہ ہمہ پہلو متحرک دین ہے اور انسانی زندگی سے ہر لحہ عہدہ برابر ہو سکتا۔

پردہ پر جن لوگوں نے مکمل پاسداری کے ساتھ عمل کیا' ہماری مراد (عرب کے انتہائی بگڑے معاشرے نے قبول اسلام کے بعد) خلافت راشدہ کا چالیس سالہ دور ہے' اس کے مقابلے میں تاریخ انسانی سے کوئی ایک مثال لائیے جسمیں عورت کو ویسا تحفظ نصیب ہوا ہو' جس میں معاشرتی اور سماجی اقدار کو استحکام ملا ہو' جسمیں ملکی معیشت کو استحکام میسر آیا ہوا' جسمیں عورت کے مقام و مرتبہ کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ بالعکس تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ عورت کو ہر دور میں معاشرتی سطح پر پاؤں کی بہبود کیلئے اتنے کافی ہیں کہ آج تک کوئی دوسرا معاشرہ اس کا عشر عشیر بھی عورت کو نہ دے سکا" کارلائل کی بات کو ماضی اور حال کی تاریخ کی کسوٹی پر جو چاہے پرکھ لے۔

انسانی معاشرے کی سب سی قیمتی چیز (King Pin) عورت ہے اور اس کے پاس سب سے قیمتی چیز' عفت و عصمت ہے۔ اس گوہر نایاب کی حفاظت کیلئے اس کے پرورش کنندہ' رب العالمین نے' جو اس کے معاشرے کے افراد کی ہمہ جہت نفسیاتی کیفیات سے' تخلیق کنندہ ہونے کے ناطے' پوری طرح باخبر ہے' پردہ کے احکامات اور مخلوط میل جول پر پابندیاں عائد کیں' جو صحت مند سماجی ڈھانچے کی ضمانت

جوتی، گناہوں کی پوٹ اور بیسوا بنایا گیا۔ اس حوالے سے یورپ کو دیکھ لیں، ہندوستان کو دیکھ لیں یا کسی دوسرے ملک کی تاریخ پڑھ لیں۔

"طعنہ" ہماری معاشرتی زندگی میں چونکہ جان لیوا بھی ثابت ہو جاتا ہے اس لئے "بنیاد پرستی" اور "رجعت پسندی" وغیرہ کے طعنے سے بچنے کی خاطر اور اس لئے بھی کہ آج کا مسلمان قرآن و سنت کی حتمی تعلیم کے مقابلہ میں، ہر لحہ نئی تحقیق کو زیادہ وزن دیتا ہے، ہم یہاں صرف ایک یورپی محقق اور دانشور کی فاضلانہ تحقیق کا ثمرہ آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ قوانین فطرت کی روشنی میں قرآن کی تعلیم اور اس تحقیق کو پرکھ لیجئے، ماڈرن ازم کا بخار اتارنے کے لئے یہی کافی ہے، بشرطیکہ فہم و بصیرت ہمیں تنہا نہ چھوڑ گئے ہوں۔

"انسانیت کی پوری تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی اس قسم کی نہیں ملتی، کہ کوئی ایسی سوسائٹی تمدن کی بلندی تک پہنچ گئی ہو، جس کی لڑکیوں کی پرورش اور تربیت ایسے ماحول میں ہوئی ہو جس میں مرد و زن مخلوط رہے ہوں۔ تاریخ عالم میں کوئی بھی ایسی مثال نہیں ملے گی کہ وہ قوم اپنی تمدنی بلندی کو قائم رکھ سکی ہو۔ اس کے برعکس صرف وہی اقوام تہذیب کی انتہائی بلندیوں پر پہنچ سکی ہیں جنہوں نے مخلوط میل جول پر پابندی عائد کی"۔

"کوئی گروہ کیسے ہی جغرافیائی ماحول میں رہتا ہو، اس کی تمدنی سطح بلند ہو گئی تھی یا نیچے گر گئی تھی، اس بات کا انحصار صرف ان حالات پر ہے کہ اس نے اپنے ماضی اور حال میں مرد اور عورت کے میل جول کے لئے کس قسم کے ضوابط مرتب اور نافذ کر رکھے تھے"۔

"اگر کسی قوم کی تاریخ آپ دیکھیں کہ کس وقت اس کی تمدنی سطح بلند تھی یا پست تو تحقیق سے معلوم ہو گا کہ اس قوم نے اپنے مرد و زن کے تعلقات میں کیا تبدیلی کی تھی جس کے نتیجہ میں اس کی تمدنی سطح میں بلندی تھی یا پستی"۔

(Sex and Culture - Page 340 Prof: J.D. Unwin, C.U)

قرآنی تعلیمات اور جدید تحقیق کے باوجود ہم عقل کے انتہائی اندھاپن کا شکار ہیں کہ غیر مسلم قوتیں ہمیں ہماری اقدار سے دور لے جا کر کالا "کھوکھلا" کر کے اپنی بالادستی کے لئے کوشاں ہیں۔ ہم بلا سوچے سمجھے ان کا نوالہ تر بنے ہوئے ہیں۔ کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر جے ڈی انون نے جو کچھ کہا وہی علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال ان سے پہلے فرما چکے تھے۔

بڑھ جاتا ہے جب ذوق نظر اپنی حدوں سے : ہو جاتے ہیں افکار پر اگندہ و ابتر

یا یہ کہ :-

تہذیب فرنگی ہے اگر مرگ اومت : ہے حضرت انسان کے لئے اس کا ثمر موت

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نا زن : کہتے ہیں اسی علم کو ارباب وفا موت

پردہ کے عنوان پر بہت کچھ کہا جا سکتا ہے مگر ہم یہاں اختصار سے مسیحی سماجی اداروں کی جانب سے اسلامی اقدار کے جائزہ کے ضمن صرف اشارات پر اکتفا کرنے پر مجبور ہیں کہ یہ مقالہ کسی طوالت کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ پردہ پر طعن کرنے والے یا تو مسلمانوں کے ناموں کے بھیس میں غیر مسلم ہیں جو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے ہر حربہ سے پاکستانی عورت کو گمراہ کر رہے ہیں یا کالے انگریز ہیں جو وطن عزیز میں سفید انگریز کی باقیات میں سے ہیں' ورنہ مسلمان کہلوانے والا مرد ہو یا عورت' عمل میں کتنا بھی گیا گزرا کیوں نہ ہو' اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین سے روگردانی کا تصور تک کرتے کانپ اٹھتا ہے۔ شاعر مشرق کے اس شعر پر اس بحث کو ختم کرتے ہیں کہ :-

"یورپ کی غلامی پہ رضا مند ہوا تو : مجھ کو تو گلا تجھ سے ہے یورپ سے نہیں"

شرکت گاہ کے خبرنامہ کی مزید ہرزہ سرائی

مسیحی سماجی ادارے "شرکت گاہ" کی برسوں پر پھیلی "علمی و سماجی کاوش" کا جائزہ چند صفحات میں ناممکن ہے اس لئے اختصار کے ساتھ' اقلیت کا اکثریت کے دین پر حملہ آور ہونا ثابت کرنے کے لئے' "خبرنامہ" کے مختلف شماروں سے وہ سرخیاں پیش کرتے ہیں' جو مسلمہ اسلامی اقدار کا مذاق اڑاتی ہیں اور ان سرخیوں سے پہلے کارٹوں کی زبان میں طنز کے چند اور تیر بھی ملاحظہ فرمالیجئے' جو ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ مسلمان ملک میں اس حد تک اسلام کا تمسخر اڑانے والی بیبیاں اب بھی اس امر پر شاکی ہیں کہ انہیں آزادی حاصل نہیں ہے اور اگر ان کی مطلوبہ آزادی انہیں میسر آگئی تو نہ جانے گاڑی کہاں رکے گی۔ محسوس یوں ہوتا ہے کہ ان

کی مطلوبہ آزادی کی تکمیل کا دن وہ ہو گا' جب مسلمان عورت ان کے مذموم مقاصد کے لئے مکمل طور پر ان کی آلہ کار ہو گی اور انہیں یقین آ جائے گا کہ ہم نے جس قدر مسلمان عورتوں کو گمراہ کیا ہے' دراصل اتنے خاندانوں کی تباہی کی ہم نے ضمانت لے لی ہے کہ ایک عورت ایک گھر ہے' ایک خاندان ہے

گمراہ کن سرخیاں بحوالہ اسلامائزیشن:

☆ "مسیحی راہنما نے شریعت بل کو رد کر دیا"۔(انتہائی شرمناک اور اشتعال انگیز)
"شریعت بل پر تبصرہ کرتے ہوئے پاکستان کرسچن نیشنل پارٹی کے سیکرٹری جنرل' ایم جوزف فرانسس نے کہا ہے کہ یہ بل انسان دوست حقوق کی خلاف ورزی کرتا ہے' ایک اخباری بیان میں انہوں نے کہا کہ پاکستان کے بننے کے وقت واضح الفاظ میں کہا گیا تھا کہ مذہب کا مملکت کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو گا" (خبرنامہ' جلد 4' شمارہ 2' 1992ء' صفحہ 4)

☆ "وفاقی شرعی عدالت کے رباء پر فیصلے کے پریشان کن مضمرات"۔(صفحہ 7)

☆ "ربا پر کوئی اجماع نہیں ہوا"۔(صفحہ 7)

☆ "ناچ گانا بند"۔(خواتین کے اداروں میں موسیقی' ناچ' گانے والے کلچرل پروگرام سے بچا جائے)(صفحہ 18)

☆ "پاکستان ٹیلی ویژن کی سنسرشپ پالیسی"۔ سنسرشپ پالیسی کے ایک نئے ہدایت نامے کے تحت عورتوں کو "اپنے سر موڑنے یا ہلانے سے منع کر دیا گیا ہے' جسم کے تمام پیچ و خم کو دوپٹے سے ڈھانکنے اور عورت ماڈلوں کو غیر ضروری ابھارنے سے اجتناب کرنے کا کہا گیا"۔ (صفحہ 19)

"جھوٹے مذہبی ہتھیار کا دوبارہ استعمال"۔ نام نہاد اسلامائزیشن کے حمیتین یہ دلیل دیتے ہیں کہ ایک مسلم اکثریتی ملک کو لازمی طور پر شریعت کے مطابق چلایا جانا چاہیے اور کچھ بھی ہو یہی وہ مقصد تھا جس کے لئے پاکستان وجود میں آیا تھا بہت سے عالموں نے پہلے مفروضے پر بحث کی ہے اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اسلام کوئی ملکی آئین یا طرز حکومت نہیں دیتا صرف اس بات کی نصیحت کرتا ہے کہ ایمان والے باہمی مشورے سے معاملات طے کریں۔ مزید یہ کہ اسلام جبراً لاگو نہیں کیا جا سکتا" (خبرنامہ' جلد 4' شمارہ 3' 1992ء' صفحہ 10)۔

"نام نہاد توہین رسالت کے قانون نے جس طرح مذہبی جنونیت کی شیطانی لہر کو بے لگام کیا ہے اس کا ثبوت مذہب کے نام پر بہایا جانے والا مزید خون ہے"۔(خبرنامہ جلد' شمارہ 3' صفحہ 3' 1994ء)۔

"وزیر اعظم بے نظیر نے مولانا فضل الرحمٰن کے مطالبات تسلیم نہ کرنے پر سکھ کا سانس لیا ہے" (صفحہ 8)۔

سرخیوں کا مختصر جائزہ۔

مسیحی برادری کا شریعت بل رد کرنا' مسلمان اکثریت کے ملکی اور مذہبی اصول و ضوابط کے خلاف کھلم کھلا بغاوت ہے۔ عقلمند اقلیت ہمیشہ اکثریت کے قوانین کا احترام کرتی ہے اور کوئی بھی غیرت مند ملک' اقلیت کو اسقدر آزادی نہیں دیتا کہ وہ اکثریت کے مذہبی معاملات کو رد یا قبول کرنے کا فیصلہ کریں۔ اقلیت کی اس دیدہ دلیری پر گرفت نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں اقلیت مادر پدر آزاد ہے۔ یہی کچھ وفاقی شرعی عدالت کے ضمن میں اقلیت کی' اپنی حدود سے تجاوز کی عادت کے بارے میں کہا جا سکتا ہے اور یہ قانون کی نظر میں قابل مواخذہ بھی ہے۔ شرعی عدالت کے فیصلوں کے مضمرات پر اقلیت کی بے چینی کا سبب اور اس دلیرانہ تبصرہ کو آپ انکے سرپرستوں کے رویہ کی روشنی میں بخوبی جان سکتے ہیں۔

رباء (سود) پر اجماع نہیں ہو سکا' یہ بھی مجذوب کی بڑ سے زیادہ نہیں کہ مسلمان کیلئے رباء کا مسئلہ ہمیشہ کیلئے' مسلمان کے رب نے اپنی محکم کتاب قرآن میں طے کر دیا۔ ہر طرح کا جلی خفی سود' اپنی تمام تر جزیات کے ساتھ قیامت تک کیلئے حرام قرار دیا گیا اور اس میں کسی بھی پہلو سے ملوث ہونے کو اللہ اور رسول کے خلاف جنگ قرار دیا گیا۔ قرآن کے فرمان پر اجماع نہ ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس سودی کاروبار میں ملوث مسلمان گناہ کبیرہ کے مرتکب قرار پاتے ہیں اگر کوئی مسلمان سود کو حلال کرے تو وہ اپنے ایمان کی فکر بھی کرے کہ حرام پر دلیل لانا کفر ہے۔

اسلامائزیشن
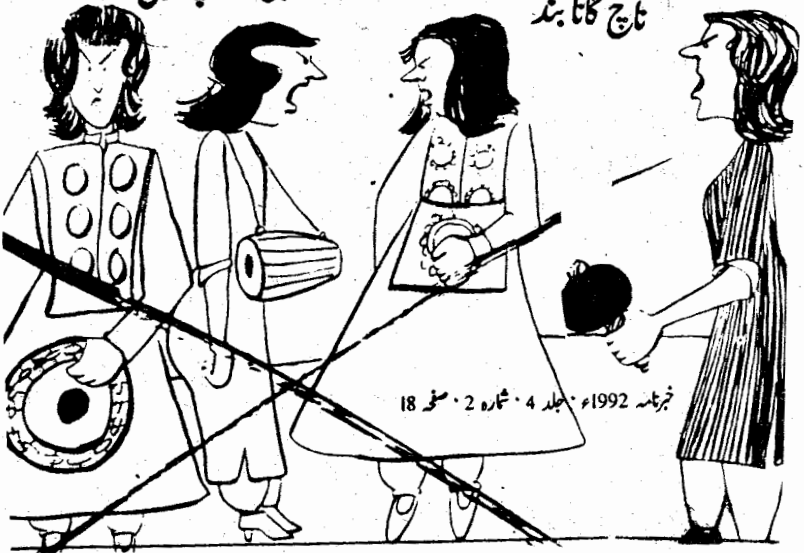
خبرنامہ 1992ء • جلد 4 • شمارہ 2 • صفحہ 21

"مردوں کے حقوق!! ان کی حفاظت کوئی بھی ہماری طرح نہیں کر سکتا"
خبرنامہ 1993ء، جلد 5، شمارہ 2، صفحہ اول

خبرنامہ 1995ء، جلد 5
، شمارہ 4، صفحہ 18

ظالم مسلمان مرد (مولوی) عورت کو زنجیر میں جکڑ کر رکھتا ہے جبکہ
عالمی صلیب عورت کی آزادی و حقوق اور انصاف کی ضامن ہے۔
(گول دائرہ دراصل گلوب ہے)

ناچ گانا بند' قرآن و حدیث سے ناچ گانے کے حرام ثابت ہونے کے بعد اسے اپنانا مسلمان کے ایمان کی ضد ہے۔ ایمان اور جانتے بوجھتے نافرمانی ساتھ نہیں نبھ سکتے۔ قوموں کے استحکام میں ناچ گانا ہمیشہ گھن ثابت ہوا ہے کہ ناچ گانے والی قوم کبھی عروج و استحکام کی منزل نہ پا سکی' افراد کو صاحب کردار نہ بنا سکی جب کہ قوم کا حقیقی سرمایہ صاحب کردار افراد ہی ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں مسیحی محقق پروفیسر ڈاکٹر جے ڈی انون کی فاضلانہ رائے ہم پیش کر چکے ہیں۔

اسلام کوئی ملکی آئین یا طرز حکومت نہیں دیتا' یہ بات کوئی عقل کا اندھا ہی کہہ سکتا ہے کہ خلافت راشدہ کا کم و بیش چالیس سالہ دور حکومت' پوری انسانی تاریخ کا درخشندہ باب ہے' جسکے مقابلے میں کار حکومت چلانے کیلئے قواعد و ضوابط آج تک کوئی قوم سامنے نہیں لا سکی۔ قرآن حکیم اور فرامین رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی زندگی کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا' خواہ یہ مسجد سے متعلق ہو' معیشت یا سیاست سے متعلقہ ہو یا سماجی اور معاشرتی تعلقات و معاملات سے واسطہ رکھنے والا ہو بلکہ اس سے بھی بڑھ کر نجی خاندانی زندگی پر تعلیمات تک کے لئے مفصل ہدایات موجود ہیں جو کسی مخصوص دور تک محدود نہیں ہیں بلکہ ہر دور کیلئے تابندہ ہیں۔

مسیحی راہنماؤں کا شریعت بل مسترد کرنا ہو یا انکی یہ درید دہنی ہو کہ پاکستان کے بننے کے وقت واضح الفاظ میں کہا گیا تھا کہ مذہب کا مملکت سے کوئی تعلق نہ ہو گا' حقیقت سے کس قدر بعید ہے' ثابت کرنے کے لئے ہم آپ کے سامنے قائداعظم محمد علی جناحؒ کے مصدقہ اقوال رکھتے ہیں اور اسی کے ساتھ ہی آئین پاکستان' قرارداد مقاصد اور شریعت ایکٹ 1991ء کی وہ دفعات پیش کرتے ہیں جنکا تعلق مملکت کے دین' شہریوں کے حقوق' اقلیتوں کے حقوق اور عورتوں کے حقوق کے تحفظات سے ہے۔ کیا اس کے بعد بھی اس بات کی گنجائش رہ جاتی ہے کہ آزادی و حقوق کے نام پر مسلمان عورت کو گمراہ کرنے کی خاطر واویلا کیا جائے۔

قائداعظم اور پاکستان

"اس قوم کو ایک جداگانہ گھر کی ضرورت ہے۔ ان دس کروڑ مسلمانوں کو جو اپنی تمدنی معاشرتی صلاحیتوں کو اسلامی خطوط پر ترقی دینا چاہتے ہیں ایک اسلامی ریاست کی ضرورت ہے (قرارداد لاہور 23 مارچ حیات قائداعظم چودھری سردار محمد خان عزیز صفحہ 226)

"مسلمان غلامی کو خدا کا عذاب سمجھتا ہے۔ مسلمان اور غلام دو متضاد چیزیں ہیں ایک آزاد اسلامی سلطنت کے بغیر اسلام کا تصور ہی باطل ہے۔ مسلمان کے نزدیک صحیح آزادی کا تصور یہ ہے کہ وہ ایسی اسلامی حکومت کو معرض وجود میں لائے جو قران کریم کے ضابطہ خداوندی کی تشکل ہو...... مسلمان کے نزدیک ہر وہ نظام حکومت باطل ہے جو کسی انسان کا وضع کردہ ہو کیونکہ اسکے پاس ایک محکم دستور ہے جو اسکی ہر موقع اور ہر زمانہ میں راہنمائی کر سکتا ہے" (بحوالہ مذکورہ صفحہ 252)

سوال = مذہب اور مذہبی حکومت کے لوازم کیا ہیں؟

جواب = (قائداعظم) "جب میں انگریزی زبان میں مذہب کا لفظ سنتا ہوں تو اس زبان اور محاورے کے مطابق لا محالہ میرا ذہن خدا اور بندے کی باہمی نسبت اور رابطہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ لیکن میں بخوبی جانتا ہوں کہ اسلام اور مسلمانوں کے نزدیک مذہب کا یہ محدود اور مقید مفہوم یا تصور نہیں ہے۔ میں نے قرآن مجید اور قوانین اسلامیہ کے مطالعہ کی اپنے طور پر کوشش کی ہے۔ اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے ہر باب کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ زندگی کا روحانی پہلو ہو یا معاشرتی' سیاسی ہو یا معاشی' غرضیکہ کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو قرآنی تعلیمات کے احاطہ سے باہر ہو۔ قرآن کریم کی اصولی ہدایات اور طریق کار نہ صرف مسلمانوں کے لئے ہے بلکہ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کے لئے حسن سلوک اور آئینی حقوق کا جو حصہ ہے اس سے بہتر کا تصور نا ممکن ہے"۔

(اگست 1941ء مسلمانوں نوجوانان سے حیدر آباد دکن میں سوال و جواب کی نشست' حیات قائداعظم چوہدری سردار محمد خان عزیز۔ صفحہ 255)

"پاکستان کی بنیاد فی الحقیقت اس وقت پڑ چکی تھی جب اس برصغیر کے پہلے غیر مسلم نے اسلام قبول کیا تھا"

(قائداعظم محمد علی جناح سالانہ اجلاس مسلم لیگ' لاہور 1940ء)

(بحوالہ قیام پاکستان میں مولانا مودودی کا فکری حصہ سید نظر زیدی۔ صفحہ۔8)

آئین 1973ء

تعارف

دفعہ 2: اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب ہو گا۔

(الف) قرار داد مقاصد میں دیئے گئے اصولوں اور شقوں کو دستور کا موثر حصہ بنا دیا گیا ہے اور یہ اسی طرح لاگو ہوں گی۔

دفعہ 4: ہر شہری خواہ وہ کسی جگہ بھی ہو، کو قانون کی حفاظت کے دائرے میں رہنے اور قانونی سلوک کے مستحق ہونے کا حق ہے اور یہ حق نا قابل انتقال ہے۔

دفعہ 5: (ا) ریاست سے وفاداری ہر شہری کا بنیادی فرض ہے۔

(2) ہر شہری خواہ وہ کہیں بھی ہو یا وقتی طور پر مقیم ہو، آئین و قانون کا بنیادی طور پر پابند ہے۔

بنیادی حقوق

دفعہ 1- حق زندگی اور آزادی:

"دستور کے آرٹیکل نمبر9 کے مطابق پاکستان کے شہریوں کو آزادی اور زندگی کا تحفظ بہم پہنچایا گیا ہے۔ انسانی زندگی انہی دو عناصر، زندگی اور آزادی سے مرکب ہے اور کسی بھی فرد کو ان دونوں نعمتوں سے محروم نہیں کیا جا سکتا ماسوائے ایسی صورت کے جسکی دستور اجازت دیتا ہو"۔

دفعہ 5- تحفظ و وقار

"موجودہ دستور کے مطابق پاکستان کے شہریوں کے وقار کے تحفظ کی بھی ضمانت دی گئی ہے۔ لیکن یہ تحفظ صرف قانون کے دائرے میں حاصل ہو گا۔ اسی طرح یہ افراد کو ذاتی اور گھریلو زندگی میں بھی حاصل ہو گا.........."

دفعہ 12- "قانون، امن عامہ اور اخلاقی حدود کے اندر، ہر شخص کو کسی بھی مذہب پر کاربند ہونے اور اسکی ترویج کا حق حاصل ہو گا اسی طرح ہر مذہبی فرقے کو اپنی عبادت گاہیں بنانے اور انکی حفاظت کا حق حاصل ہو گا"

دفعہ 17 - "پاکستان کے آئین نے تمام شہریوں کو یکساں درجہ دے کر تمام امتیازات ختم کر دیئے ہیں.......... آرٹیکل نمبر25 نے جنسی امتیازات بھی ختم کر دیا ہے اور عورتوں مردوں کو بحیثیت شہری یکساں درجہ دیا ہے.........."

پالیسی کے اصول

دفعہ 3- تعصبات کا انسداد

"حکومت گروہی، نسلی، مذہبی اور قبائلی تعصبات کے انسداد کے لئے جدوجہد کرتی رہیگی"۔

دفعہ 4- خواتین کے حقوق

"حکومت اس بات کا اہتمام کرے گی کہ خواتین قومی زندگی میں بھرپور حصہ لیں"۔

دفعہ 6- اقلیتوں کا تحفظ

"حکومت اقلیتوں کے جائز حقوق کی حفاظت اور اسکی مناسب نمائندگی کا اہتمام کرے گی"۔

(آئین پاکستان، ڈاکٹر صفدر محمود، صفحات 58-43)

قرارداد مقاصد

"جسکی رو سے جمہوریت' حریت' مساوات' رواداری اور عدل عمرانی کے اصولوں کو' جس طرح اسلام نے انکی تشریح کی ہے' پورے طور پر ملحوظ رکھا جائیگا"۔ (پیرہ-4)

"جسکی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائیگا کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق' جسطرح قرآن و سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے' ترتیب دے سکیں"۔ (پیرہ 5-)

"جسکی رو سے اس امر کا قرار واقعی انتظام کیا جائیگا کہ اقلیتیں آزادی کے ساتھ اپنے مذہبوں پر عقیدہ رکھ سکیں اور اس پر عمل کر سکیں اور اپنی ثقافتوں کو ترقی دے سکیں"۔ (پیرہ-6)

بحوالہ آئین پاکستان۔ڈاکٹر صفدر محمود
(ضمیمہ-4' آرٹیکل- 2الف' صفحہ-175)

شریعت بل کا متن

"اور ہر گاہ کہ اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دیا جا چکا ہے اور اس طرح تمام مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ قرآن مجید اور سنت کے احکام پر عمل کریں تاکہ انکی زندگیاں مکمل طور پر خدائی قوانین کے تحت آجائیں"۔ (پیرہ-2)

"اور ہر گاہ کہ قرارداد مقاصد کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مستقل جزو کے طور پر شامل کیا گیا ہے اور ہر گاہ کہ اسلامی ریاست کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ شہریوں کی عزت' زندگی' آزادی' جائیداد اور بنیادی حقوق کا تحفظ کرے اور یقینی بنائے اور اسلامی نظام عدل کے ذریعے تمام عوام کو سستا اور جلد انصاف فراہم کرے" (پیرہ-3)

"اور ہر گاہ کہ اسلام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اسلامی اقدار کی بنیاد پر سماجی نظام قائم کرنے کا حکم دیتا ہے" (پیرہ-4)

شریعت ایکٹ 1991ء

2-اس ایکٹ کو نفاذ شریعت ایکٹ مجریہ 1991ء کا نام دیا گیا ہے۔

3-اس کا اطلاق پورے پاکستان پر ہوگا۔

5-اس ایکٹ کا کوئی جزو غیر مسلموں کے پرسنل لا' مذہبی آزادی' روایات' رسوم و رواج اور طرز زندگی پر اثر انداز نہیں ہوگا۔

دفعہ 9-ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلامی اقدار کا فروغ

1- حکومت ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلامی اقدار کو فروغ دینے کے سلسلے میں ضروری اقدامات کریگی۔

2- شریعت کے خلاف توہین آمیز مواد جسمیں فحاشی کی ترغیب دی گئی ہو' کی اشاعت پر مکمل پابندی ہوگی۔

دفعہ 10- ہر شہری کی جان و مال اور شخصی آزادی کی ضمانت

"پاکستان کے ہر شہری کے جان و مال عزت' حقوق اور آزادی کے تحفظ کی خاطر حکومت قانونی اور انتظامی اقدامات کریگی"۔

دفعہ 20- عورتوں کے حقوق اثر انداز نہیں ہونگے

اس ایکٹ میں شامل کسی بھی جزو کے باوجود آئین کے تحت عورتوں کو دیئے جانے والے کوئی بھی حقوق اثر انداز نہیں ہونگے۔

(آئین پاکستان ڈاکٹر صفدر محمود صفحہ 193-189)

تولیدی حقوق پر "خواتین زیر اثر مسلم قوانین" کا موقف

خبرنامہ 1994ء · جلد 6 · شمارہ 2 · صفحہ 26

عورت نہ کہ بچہ پیدا کرنے کی مشین

عورت کی آزادی اور اسلامائزیشن کے حوالے سے مذکورہ کارٹون' جو فحاشی کے زمرہ میں بھی آتا ہے' قابل توجہ ہے۔ عورت کو اس میں مادر پدر آزاد جھولتا دکھایا گیا ہے۔ اور یہی غالباً" آزادی و حقوق نسواں کے علمبرداروں کی منزل ہے۔ کارٹون کے نیچے تحریر ہے "عورت ہے یا بچے پیدا کرنے کی مشین" گویا عورت "کسی اور مصرف' کے لئے تھی مگر اسے بچے پیدا کرنے کی مشین بنا دیا گیا ہے۔ ہم بصد احترام' حوا کی بیٹیوں سے' جنہیں یہ حقیقت ناگوار گذرتی ہے' سوال کرتے ہیں کہ پھر عورت کا مقصد تخلیق ہے کیا؟

عورت کے خالق نے تو مرد اور عورت کا مقصد تخلیق یوں بیان فرمایا اور اسے خلافت ارضی کے لئے اشرف المخلوقات کے مرتبہ پر فائز کیا۔

1- واذقال ربک للملکتہ انی جاعل فی الارض خلیفتہ (البقرہ-30)
"اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (پر) اپنا نائب (میرے احکام کو ٹھیک ٹھیک نافذ کرنے والا) بنانا چاہتا ہوں"۔

2- یاایھا الناس اتقو ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا" کثیرا ونساء و تقو اللہ الذی تسئالون بہ ولا رحام (النساء-1)
"اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کو جوڑہ بنایا اور ان دونوں میں سے بہت سے مرد عورت پھیلائے۔ اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔"

قرآن کا فرمان چونکہ 'رجعت پسندی' ہے اور مغربی تہذیب کے دلدادہ یا اسیر مسلمان مرد و زن' قرآن کے حوالہ سے بات کرتے یا بات سنتے شرماتے ہیں' اس لئے ہم جدید سائنسی و طبی تحقیق بھی آپ کے سامنے رکھتے ہیں' جو عورت کے مقصد حیات کی تکمیل پر روشنی ڈالتی ہے۔

"عورت کے لئے وظائف تولیدی جو اہمیت رکھتے ہیں ان کا ابھی تک پورا شعور پیدا نہیں ہوا ہے اس وظیفہ کی انجام وہی عورت کی معیاری تکمیل کے لئے ناگزیر ہے پس یہ احمقانہ فعل ہے کہ عورتوں کو تولید اور زچگی سے برگشتہ کیا جائے۔"

("Man the unknown" by Dr. Alixis Carrel ' Nobale Prize Winner)

"جذبہ جنسی آخر کس چیز کا غماز ہے اور کس مقصد کے حصول کے لئے ہے یہ بات کہ اس کا تعلق افزائش نسل سے ہے بالکل واضح ہے۔ بیالوجی کا علم اس مسئلے کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتا ہے یہ ایک ثابت شدہ حیاتیاتی قانون ہے کہ جسم کا ہر عضو اپنا خاص وظیفہ انجام دینا چاہتا ہے اور اس کام کی تکمیل چاہتا ہے جو فطرت نے اس کے سپرد کیا ہے نیز اگر اسے اپنے اس کام سے روک دیا جائے تو لازما" الجھنیں اور مشکلات

پیدا ہوں گی۔ عورت کے جسم کا بڑا حصہ بنایا ہی گیا ہے استقرار حمل اور تولید کے لئے۔ اگر عورت کو اپنے جسمانی اور ذہنی نظام کا یہ فطری تقاضا پورا کرنے سے روک دیا جائے گا تو وہ اضمحلال اور شکستگی کا شکار ہو جائے گی اس کے برعکس ماں بن کر وہ ایک نیا حسن ایک روحانی بالیدگی پالیتی ہے جو اس کے جسمانی اضمحلال پر غالب آجاتی ہے جس سے زچگی کے باعث عورت دوچار ہوتی ہے۔"

(The Psychology of sex' page 17' Dr. Oswald Schwarz)

مذکورہ طبی تحقیقات کے ساتھ اس امر کو بھی شامل کر لیجئے کہ عورت کی چھاتی اور شرمگاہ کے کینسر پر تحقیق کے دوران یہ حقائق بھی سامنے آئے ہیں کہ شادی شدہ عورتوں میں دونوں قسم کے کینسر کی شرح انتہائی کم تھی جبکہ لمبی عمر تک غیر شادی شدہ خواتین یا بچوں کو اپنا دودھ نہ پلانے والی عورتوں میں یہ شرح زیادہ تھی۔ اب تو محکمہ صحت نے اشتہارات اور ٹی وی اعلانات کے ذریعے عورتوں کو' اپنے بچوں کو چھاتی سے دودھ پلانے کی ترغیب پر توجہ دینی شروع کی ہے جس کے دو طرفہ بہتر نتائج ہیں کہ بچے کی صحت اور قوت مدافعت معیاری اور ماں' چھاتی کے کینسر کے خطرہ سے محفوظ۔ سروے نے تو یہ بھی بتایا ہے کہ کلیسا کی پاکباز ننوں میں شرمگاہ کا کینسر زیادہ پایا گیا۔ اسلام کا شادی کا فلسفہ ہمہ جہت خیر کے اثرات کا حامل ہے اور بے شمار قسم کی شر اور بیماریوں سے حفاظت کی ضمانت بھی ہے۔ اسی طرح ایڈز کے لئے بھی اب 'جائز قربت' کی ترجیح کو باربار دہرایا جاتا ہے گویا جدید طبی تحقیق لمبا سفر طے کر کے بالآخر اسلام کی حقانیت کو بتدریج تسلیم کرتی جا رہی ہے۔ اسلام نے تو آغاز ہی سے جائز قربت کے علاوہ ہر دوسرا دروازہ بند کیا ہے۔

مسیحی' مسلمان عورت کیلئے غم خوار کیوں؟

ہماری مذکورہ بات بظاہر تلخ ہے مگر "شرکت گاہ" کے مذکورہ "فرامین" سے یقیناً تلخ نہیں ہے۔ کچھ حلقے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم پاکستانی عورت کی جدوجہد آزادی کو مسیحت کے ساتھ نتھی کر کے اپنے تعصب کا ثبوت فراہم کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ نہیں بلکہ اسے "خبرنامہ" ہی کی زبان میں دیکھیے:-

مسلمان خواتین کے حقوق کی علمبردار تنظیمیں:

پاکستان میں خواتین کے حقوق کی جنگ لڑنے والی تنظیمیں' جن عالمی تنظیموں

کے اشتراک سے "میدان جہاد" میں برسرپیکار ہیں ان پر ایک نظر ڈالنے سے یہ امر روز روشن کی طرح ہر شخص پر عیاں ہو جاتا ہے کہ ان سب تنظیموں کے سامنے ہدف کیا ہے اسے اختصار سے یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ مسلمان ممالک کی عورتوں میں "بیداری" پیدا کر کے، انہیں غیر مسلم معاشروں کی خواتین کی سطح پر لا کر، مسلم ملت کے حصار پر کاری ضرب لگائی جائے۔ مسلم عورت اپنا مقام، اپنا مقصد حیات بھول کر ہماری راہ لگ جائیگی تو ملت مسلمہ کا شیرازہ بکھر جائیگا کہ اصل سے کٹ کر کبھی کوئی بھی اپنا مقام و مرتبہ برقرار نہیں رکھ سکا۔ غیر مسلم اس حقیقت کو بخوبی جانتے ہیں کہ ایک عورت کو گمراہ کرنا، ایک خاندان کی گمراہی ہے اور خاندانوں کی بربادی قوم کی بربادی بنتی ہے۔

عالمی سطح کی تنظیموں کی ایک فہرست، خبرنامہ 92 (جلد 4 شمارہ 3، صفحہ 25) کے شکریہ کے ساتھ درج ذیل ہے۔

"افریقن ایسوسی ایشن آف ایجوکیشن فار ڈویلپمنٹ، ایفرو ایشین پیپلز سولیڈریٹی

آرگنائزیشن، امریکن ایسوسی ایشن آف جیورسٹس، امریکن ایسوسی ایشن آف ریٹائرڈ پرسنز، اینٹی انٹر نیشنل، اینڈین کمشن آف جیورسٹس، اینٹی سلیوری انٹر نیشنل فار دی پروٹیکشن آف ہیومن رائٹس، ایسوسی ایٹڈ کنٹری ویمن آف دی ورلڈ، بہائی انٹر نیشنل کیمونٹی، ریتاس انٹر نیشنلز، کرسچین ڈیموکریٹ انٹر نیشنل، کمیشن آف دی چرچز آن انٹر نیشنل افیرز آف دی ورلڈ کونسل آف چرچز، کوآرڈینیٹنگ بورڈ آف جیوشن آرگنائزیشنز، ڈیفنس فار چلڈرن انٹر نیشنل مومنٹ، ڈویلپمنٹ انوسٹنز اینڈ نیٹ ورک، فرینڈز ورلڈ کمیٹی فار کنسلٹیشن (کویکرز)، ہیومن رائٹس ایڈوو کیٹس، انٹر نیشنل ایسوسی ایشن آف ڈیموکریٹک لائرز، انٹر نیشنل ایسوسی ایشن آف ایجوکیٹرز فار ورلڈ پیس، انٹر نیشنل ایسوسی ایشن فار پینل لاء، انٹر نیشنل سنٹر آف سوشیو لاجیکل پینل اینڈ پینیٹری ریسرچ اینڈ سٹڈیز، انٹر نیشنل کمیشن آف جیورسٹس، انٹر نیشنل کونسل آف انوائرنمنٹل لاء، انٹر نیشنل کونسل آف جیوش ویمن، انٹر نیشنل فیڈریشن آف یونیورسٹی

ویمن، انٹر نیشنل فیڈریشن آف ویمن ان لیگل کیریرز، انٹر نیشنل فیڈریشن آف ویمن لائرز، انٹر نیشنل فیڈریشن ٹیرے ڈی ہومز، انٹر نیشنل فیلو شپ آف ریکو نسیلیشن، انٹر نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہو مینٹیرین لاء، انٹر نیشنل لیگ فار دی رائٹس اینڈ بریشن آف پیپل، انٹر نیشنل موومنٹ فار فریٹرنل یونین امنگ ریسز اینڈ پیپلز، انٹر نیشنل موومنٹ فار ڈویلپمنٹ آف فریڈم آف ایجوکیشن، انٹر نیشنل آرگنائزیشن فار دی ایلیمیش آف آل فارمز آف ریشل ڈسکر منیشن، انٹر نیشنل سروس فار ہیومن رائٹس، لین امریکن فیڈریشن آف ایسوسی ایشن ریلٹوز آف ڈس اپیئرڈ ڈیٹینیز، لاء ایسوسی ایشن فار ایشیا اینڈ دی پیسیفک (ایل اے ڈبلیو اے ایس آئی اے)، میڈیکل ویمنز انٹر نیشنل ایسوسی ایشن، پیکس کرسٹی انٹر نیشنل، سروس جسٹس اینڈ پیس ان لیٹن امریکہ، یونین آف عرب جیورسٹس، ویمنز انٹر نیشنل لیگ فارپیس اینڈ فریڈم، ویمنز انٹر نیشنل زیونسٹ آرگنائزیشن، ورلڈ ایسوسی ایشن فار ورلڈ فیڈریشن، ورلڈ ایسوسی ایشن آف گرل گائیڈ اینڈ گرل سکاوٹس، ورلڈ فیڈریشن آف میتھوڈسٹ ویمن، ورلڈ جیوش کانگریس، ورلڈ یونین آف کیتھولک ویمنز آرگنائزیشن، ورلڈ یونیورسٹی سروس، ورلڈ فیڈریشن آف مینٹل ہیلتھ"۔

اس طویل فہرست میں اکثر مسیحی تنظیمیں ہیں یا مسیحی سرپرستی میں کام کر رہی ہیں، کچھ یہودی ہیں اور اکثر یہودی سرپرستی میں مصروف عمل ہیں۔ عقل و شعور کی معمولی سی مقدار استعمال کرکے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ ان تنظیموں کی تگ و دو برائے "خواتین زیر اثر مسلم قوانین" کی تہہ میں حقیقی مقاصد کیا ہیں۔

حقوق نسواں کیلئے پاکستان میں تنظیموں کا مشترکہ ایکشن:

اس عنوان پر اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے ہم "خبرنامہ" ہی کے صفحات کو من و عن آپ کے سامنے رکھتے ہیں کہ آپ اس "جہاد" میں حصہ لینے والوں کے چہرے بھی دیکھ لیں اور مطالبات کے حسن و قبح کو بھی جان لیں کہ ہم تبصرہ کر کے بنیاد پرست اور متعصب کہلوانا پسند نہیں کرتے۔

قانونی اصلاحات کے لئے ایکشن (کاروائی)

پاکستان میں خواتین کی تنظیمیں کئی سال سے ایسا ماحول پیدا کرنے کی جدوجہد کر رہی ہیں جو ان کی اہلیت کو معاشرے کے دوسرے ممبران کے مکمل مقابل اور برابر ہونے کا احساس دلانے کا باعث بنے۔ ایک طرف تو ان کا مقصد نرمی سے خواتین کے حقوق میں رکاوٹوں کا اندازہ لگانا ہے اور دوسری طرف ایسے اقدامات کی تلاش ہے جو مساوات کی طرف ان کی کوشش کو تیز کر سکیں۔ اب بہت سی خواتین کی تنظیمیں، انسانی حقوق کی ایسوسی ایشنز اور تعمیری غیر سرکاری تنظیمیں "ایکشن فار لیگل ریفارمز" کے پلیٹ فارم پر متحد ہو گئی ہیں۔

پاکستان میں بسنے والوں کے تمام گروہوں اور قبیلوں کی نمائندگی کرنے والی چاروں صوبوں میں کام کرنے والی تنظیموں نے مندرجہ ذیل مطالبات پیش کئے ہیں۔

1 - حدود آرڈیننس کی تنسیخ

2 - قصاص اور دیت کے قانون کی تنسیخ

3 - قانون شہادت کی تنسیخ

4 - تمام پرسنل لاز میں ٹھوس اصلاحات جیسا کہ مطالبات بالا میں تحریر ہے

مطالبہ کنندہ تنظیموں کے نام یہ ہیں۔

ای جی ایس ایس لیگل ایڈ سیل، اجو کا تھیٹر، بیداری، ڈیمو کریٹک وومن ایسوسی ایشن ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان، ہیومن رائٹس اینڈ سول لبرٹیز ٹرسٹ، ہندو ویلفیئر ایسوسی ایشن، ہندو پنچائت، ادارہ امن و انصاف، جسٹس اینڈ پیس کمیشن، نوائے خواتین، پائیلر، پنجاب وومن لائرز ایسوسی ایشن، پاکستان وومن انسٹیٹیوٹ، پاکستان مائناریٹی ویلفیئر آرگنائزیشن پنجاب نوجوان محاذ، پنجاب لوک رہس، پاکستان کرسچین نیشنل پارٹی، ساؤتھ ایشیا پارٹنرز شپ پاکستان، شرکت گاہ، سین ایبل ڈویلپمنٹ پالیسی انسٹیٹیوٹ، سیوک تھیٹر، تحریک نسواں، خواتین محاذ عمل، وارننگ اگینسٹ ریپ، وائی۔ ڈبلیو۔ سی۔ اے، نیشنل عورت فاونڈیشن، سیمرغ۔

"خبر نامہ" جلد 6، شمارہ 1، 1994ء صفحہ 3 -

قانونی اصلاحات کے لئے ایکشن

.... ہائی کورٹس کے لئے بھی اسی طرح کا طریقہ اپنانا چاہیے کہ چیف جسٹس آف سپریم کورٹ اور صوبائی چیف جسٹس' متعلقہ ہائی کورٹ کا سینئر جج' وزیر اعلیٰ اور قائد حزب مخالف۔

6 - جج صاحبان کی مدت ملازمت کی جانچ پڑتال کو یقینی بنانے کے لئے اور آئین کے آرٹیکل 209 کے تحت ان کی معزولی ایک وسیع سپریم عدالتی کونسل کے ذریعے ہونی چاہئے۔ سپریم کورٹ کے جج کی معزولی کے لئے وزیراعظم اور قائد حزب اختلاف کو بحیثیت عہدہ ممبر ہونا چاہیے۔

ہائی کورٹ کے جج کی معزولی کے لئے وزیراعلیٰ اور قائد حزب مخالف کو بحیثیت عہدہ ممبر ہونا چاہیے۔

سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کے جج کے خلاف ریفرنس صرف صدر ہی دائر کر سکتا ہے۔ اس اختیار کا استعمال بھی سپریم جوڈیشل کونسل سے مشورہ کرکے کرنا چاہیے۔

7 - چیف جسٹس صاحبان کو قائمقام گورنر مقرر نہیں کرنا چاہیے اور جج صاحبان کو چیف الیکشن کمشنر یا سیکرٹری لاء مقرر نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ عہدے انتظامی امور میں تجربہ کے متقاضی ہیں اور عدلیہ کی آزادی کو نگل جاتے ہیں۔

8 - اپیل کرنے کا حق قانون کا بنیادی اصول ہے اس لئے سپریم کورٹ کو آرٹیکل 184 جز تین کے مطابق تفویض کردہ اصل دائرہ کار کو منسوخ کر دینا چاہیے۔

9 - وفاقی شرعی عدالت اور تمام خصوصی عدالتیں ختم کر دینی چاہئیں۔

10 - اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ غیر سرکاری تنظیمیں معاشرے کی اجتماعی آواز کی نمائندگی کرتی ہیں اس لئے یہ سفارش کی جاتی ہے کہ غیر سرکاری تنظیموں اور پارلیمنٹرین کے مابین باقاعدہ رابطے قائم کرنے کے لئے نئی راہیں تجویز کی جائیں اور پارلیمنٹ کو ایسی کمیٹیاں بنانی چاہئیں جن کے ذریعے عورتوں کے گروپ اور اقلیتیں اپنی آواز اسمبلی میں پہنچانے کے قابل ہو سکیں۔

11 - یہ بھی سفارش کی جاتی ہے کہ خواتین کی نشستیں فوراً بحال کر دی جائیں اور یہ کہ حکومت اور حزب اختلاف اس مقصد کے حصول کے لئے بغیر کسی تاخیر کے کام کا آغاز کریں۔ خواتین کو منتخب کرانے کے طریقہ کار اور معیار کو غیر سرکاری تنظیموں کے اتحاد۔ "ایکشن فار لیگل ریفامز" کے مدد سے طے کرنا چاہیے۔

مزید برآں' سیاسی پارٹیوں کے ایکٹ میں ترمیم کی جانی چاہیے جس کے ذریعے سیاسی پارٹیوں کو حکم جاری کیا جائے کہ وہ خواتین کو بلدیاتی نمائندوں' قومی اور صوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کے الیکشن کے لئے کافی تعداد میں نشستیں الاٹ کریں۔

12 - ان تمام قوانین کو منسوخ کر دینا چاہیے جو خواتین اور اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھتے ہیں کیونکہ وہ انصاف اور مساوات کے بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

13 - پاکستان کے آئین میں اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے نظرثانی کرنا چاہیے کہ خواتین اور اقلیتوں کے خلاف بلاواسطہ امتیاز اور اختلاف ختم کیا جا سکے۔

14 - کافر قرار دینے کا قانون خصوصاً" سیکشن 295 سی غیر منصفانہ' مطلق العنان اور امتیازی ہے اس لئے اسے منسوخ کر دینا چاہیے۔

15 - اسلامی نظریاتی کونسل پارلیمنٹ کی خود مختاری سے متصادم ہے اور اپنا قانونی استحقاق کھو بیٹھی ہے اس لئے اس کو ختم کر دینا چاہیے۔

16 - کوئی کمیشن یا حکومتی کمیٹی جو خواتین کے مقام یا حیثیت اور حقوق متعین کرنے کے لئے قائم کی جائے۔ کسی مذہبی پیشوا کو اس کا ہرگز ممبر نہ بنایا جائے اور اگر ایسا کیا گیا تو انسانی حقوق کی تنظیمیں ایسے کمیشن یا کمیٹی کا بائیکاٹ کریں گی۔

17 - خواتین کو ریاست کے تمام محکموں میں ہر سطح کے فیصلے کرنے والی کمیٹیوں میں شامل کرنا چاہیے۔

18 - ایکشن فار لیگل ریفارمز اپنی سفارشات کو عملی جامہ پہنانے اور ان پر عمل در آمد کرانے کیلئے اپنی جدوجہد کو جاری رکھنے کا حلف اٹھاتا ہے اس مقصد کے حصول کے لئے سلسلہ وار کام کیا جائے گا اور آئندہ خواتین کے عالمی دن کے موقع پر اس پر نظرثانی کی جائے گی۔

یہ سفارشات 19 مارچ 1994ء کو اسلام آباد میں قومی کنونشن برائے لیگل ریفارمز کے لئے اختیار کی گئی ہیں۔

خبرنامہ 1992ء • جلد 4 • شمارہ 3 • صفحہ 3

عورت اپنے جسم پر جس حق اور آزادی' کے لئے کوشاں ہے وہ حق اور آزادی نہ تو اسے عزت و وقار دیتے ہیں اور نہ ہی صحت و تندرستی کی ضمانت۔ یورپ کی عورت یہ حق لے کر رسوائی کے گڑھے میں گر چکی ہے۔ مغربی معاشرہ میں عورت کے مقام پر گہری نظر ڈال لیجئے وہاں چند ہفتے چند ماہ رہ کر خود مشاہدہ کر لیجئے۔ اس حق نے اسے عزت و وقار سے یقیناً محروم رکھا۔ مغرب میں لباس سے نکال کر عورت کو قدآدم دیواری تصاویر' مجسموں' اخباروں اور کلینڈروں بلکہ بلیو فلموں میں جس طرح محو اختلاط دکھایا جاتا ہے' کیا یہی کچھ یہاں مطلوب ہے؟ کیا یہی آزادی و حقوق کی منزل ہے؟؟

عورت کا اپنے جسم پر حق لینے کا مطلب کردار کی عظمت سے محروم ہونے کے مترادف ہے۔ ہر ملک میں ایسے حق سے "فیضیاب" کوٹھے کی زینت بنی دیکھی جا سکتی ہیں' جن کے پاس "حق" ہے' شاید پیسہ اور میک اپ بھی ہے' مگر معاشرتی عزت و مقام نام کی کوئی چیز ان کا مقدر نہیں ہے۔

پرانی اور معروف ضرب المثل ہے:-

If wealth is lost, nothing is lost;

If health is lost, something is lost; and

If character is lost everything is lost.

مذہب کا تمسخر:-

آپ نے حقوق نسواں کے نام پر، وطن عزیز میں سماجی ادارے "شرکت گاہ" کی محنت اور اس تگ و دو میں اشتراک اور تحفظ دینے والی ملکی اور غیر ملکی عالمی تنظیموں کے چہرے بھی دیکھ لئے اب آخر میں، مذہب کی شناخت مولوی اور مسلمان کے عقیدہ پر چوٹ بھی دیکھ لیجئے۔

یہ تبصرہ ہمارے علماء کرام اور باشعور مسلمانوں کیلئے لمحہ فکریہ بھی ہے۔ غیر مسلموں کو یہ مواقع ہم خود فراہم کرتے ہیں۔ کاش یہ کارٹون ہمیں سنوارنے کا سبب بن سکتے۔

NAME: ASLAM BHATTI
FATHERS NAME: RASHEED BHATTI
RELIGION: ISLAM
DATE OF BIRTH: 10 TH FEB 62
DISTINGUISHING MARK: MOLE ON LEFT CHEEK
ADDRESS: 22, NICHOLSON ROAD, ANARKALI CHOWK LHR.
1 2 1 - 6 2 - 1 1 6 6 3 0

جب مذہبی تعصب کم تھا

بحوالہ فرائیڈے
22-28 اکتوبر 1992 جلد ۱، شمارہ ۱۴
1992

1995

جب مذہبی تعصب بڑھ گیا ۔ طنز کے تیر ملاحظہ کیجیے:

NAME: ASLAM BIN BHATTI
FATHER'S NAME: BHATTI BIN BHATTI
RELIGION: ISLAM
SECT: SUNNI
SUB SECT: DEOBANDI.
POL PARTY: JUI GROUP (SAMI Gr)
CASTE: ARIAN
DISTINGUISHING MARK: MEHRAB ON FOREHEAD.
ADDRESS: 22, AURANGZEB ROAD, DEOBAND CHOWK LHR.
1 2 1 - 6 2 - 1 1 6 6 3 0

بنیاد پرستی
خبرنامہ 1994ء، جلد 6، شمارہ 3، صفحہ 5

خبرنامہ 1993ء، جلد 5،
شمارہ 2، صفحہ 29

تنگ نظری میں اضافہ
خبرنامہ 1992ء،
جلد 4، شمارہ 4، صفحہ 4
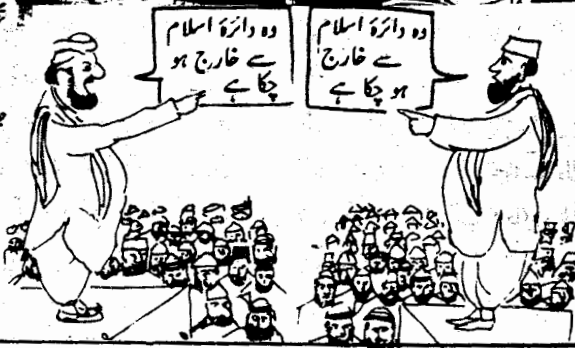
علماء اور باشعور مسلمانوں کیلئے لمحہ فکریہ!

غیر مسلم اسلام کے لئے کیا نقطہ نظر رکھتے ہیں یہ ہم پڑھ چکے ہیں اور کارٹون بھی ہم دیکھ چکے ہیں۔ بلا شبہ جو کچھ انہوں نے کیا یا ان کے ساتھ مل کر مسلمان کہلوانے والی بعض خواتین کر رہی ہیں وہ آئین پاکستان اور ملکی قوانین سے کھلم کھلا بغاوت ہے۔ مگر اس جگ ہنسائی میں ہمارا اپنا کس قدر حصہ ہے' ہم میں سے کوئی بھی اس سے غافل نہیں کیا ہم نے ایک اللہ ایک قران اور ایک رسول پر ایمان کے دعوی کے ساتھ کبھی "واعتصموا بحبل للہ جمیعا" کے تقاضے پورے کرنے پر توجہ دی ہے؟۔ امت کو تقسیم در تقسیم کس نے کیا ہے؟ غیر مسلموں نے یا خود ہم تقسیم ہوئے ہیں؟؟ ہم نے اپنا شیرازہ آپ بکھیرا ہے یا باہر سے کچھ دشمن آئے تھے؟؟؟

آج کسی سے پوچھیں کہ آپ کون ہیں؟۔ وہ مسلمان کہنے کے بجائے یہ کہے گا کہ میں سنی ہوں' میں بریلوی ہوں' میں دیو بندی ہوں' میں اہلحدیث ہوں' یا میں شیعہ ہوں' پھر اس پر مزید ردا چڑھے گا کہ میرا تعلق فلاں گروپ سے ہے

کاش ہم اول آخر صرف اور صرف مسلمان ہوتے اور اپنی اپنی پسند کی فقہ پر' دوسروں کے فقہی مسلک کا احترام کرتے ہوئے عمل کرتے' ہماری صفوں میں اتحاد و یکجہتی ہوتا' ہم مسلمان بن کر اپنی قوت مجتمع رکھتے اور اللہ تعالی کا ان تنصر وا للہ ینصرکم و یثبت اقدامکم کا برحق وعدہ پورا ہوتا۔

کاش ہم یہ جان سکتے کہ ہماری فروعی مذہبی چپقلش کے سبب کتنے مسلمان اسلام سے متنفر ہو کر عیسائیت کے لئے مرغوب چارہ ثابت ہوئے' کتنے گھر عیسائیت کی گود میں چلے گئے یا دیگر بے ایمان اور گمراہ صفوں میں شامل ہوئے۔ مرتدوں کی آئے دن بڑھتی تعداد کا اگر آپ کو شعور ہو جائے تو یہ آپ کو رلانے اور بے چین کرنے کے لئے کافی ہے کہ محشر میں یہ سب آپ کے خلاف گواہ ہونگے۔

کاش ہم اب بھی سمجھنے پر آمادہ ہو پاتے اور ہمار عمل ہماری اس آمادگی پر گواہی دیتا۔

علامہ اقبالؒ فرما گئے ہیں:

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے مسلمانوں : تمہاری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

میرے بھائی! میری بہن !! ابھی سنبھلنے کا وقت ہے۔ سنبھل جائیے قرآن کو پڑھیئے اس پر عمل کیجئے' ہر حق اور ہر آزادی آپ کا مقدر ہو گی (انشاء اللہ) بشرطیکہ ہر سو شر پھیلانے والوں کی رفتار کے مقابلے میں جذبہ کے ساتھ آپ کی رفتار بڑھ جائے۔ اللہ تعالی آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بائبل کورس کے نام پر
پھیلائی جانے والی کتاب
"توریت شریف اور انجیل شریف"
کی
صحت و حقانیت
کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

ابتدائیہ

اقلیت کی مذہبی آزادی اور حقوق شہریت ہمیشہ فرائض کے ساتھ مشروط ہوتے ہیں۔ مادر پدر آزادی جو اکثریت کے مذہب اور اساسی اقدار سے متصادم ہو ہر جگہ ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ تخلیق پاکستان سے آج تک کا سفر اس بات کی عملی گواہی دیتا ہے کہ مسیحی اقلیت نے مسلم اکثریت کی دینی اقدار کا کبھی پاس نہیں رکھا بلکہ وہ شروع سے ہی یہاں اقلیت کو اکثریت میں بدل کر' خداوند یسوع کی حکومت قائم کرنے کے لئے کوشاں ہے۔

کم و بیش 30' 35 سال قبل پنجاب یونیورسٹی کے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے مسیحی سربراہ نے پاکستان کونسل آف چرچز کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے مسیحی برادری کے سامنے جو منصوبہ بندی رکھی تھی اور جو بقول اس کے' پاکستان میں آئندہ 25 سال میں خداوند یسوع مسیح کی حکومت کے قیام کا یقین بن سکتی تھی' کا مرکزی نقطہ یہ تھا کہ آئندہ مسیحی اپنے بچوں کے نام مسلمانوں جیسے رکھیں مثلاً اعجاز کھوکھر' ریحانہ توفیق وغیرہ اور لٹریچر بھی ایسے ہی ناموں کے ساتھ مسلمانوں کے عموماً پسندیدہ سٹائل کے ٹائیٹل اور مسلمانوں میں مقبول دینی اصطلاحات استعمال کرتے ہوئے مارکیٹ میں لایا جائے تاکہ اس مغالطہ میں لوگ مسیحی لٹریچر پڑھیں اور مسیحی برادری کو اپنے ڈھب کے لوگ با آسانی ملتے رہیں۔

مذکورہ بات کی صداقت پرکھنے کے لئے آپ 60ء کے عشرہ کے آخر میں' مسیحی کنٹرول میں چلنے والے گوجرانوالہ کے مرکز تعلیم بالغاں کا تیار کردہ لٹریچر دیکھ لیں یا وقتاً" فوقتاً" دوسرے مقامات پر تیار شدہ لٹریچر کا مواد یا اس کے ٹائیٹل ملاحظہ فرمالیں بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگی۔ اب برکت مسیح' نواب مسیح یا الیگزینڈر اور وکٹر مسیح

بتدریج معدوم ہوتے جا رہے ہیں خود راقم الحروف کے ایک پروفیسر چودھری حبیب اللہ باجوہ تھے اور ایک شاگرد خالد جن کے متعلق بہت دیر سے معلوم ہو سکا کہ اسلام کی حقانیت سے منہ موڑ کر یہ دنیوی لالچ میں گمراہی خرید چکے ہیں۔

اس وقت ہمارے سامنے بائبل کارسپانڈنس کورس (تعلیم بذریعہ ڈاک) کے حوالے سے چند مسیحی کتب پڑی ہیں مثلاً"

1- "توریت شریف اور انجیل شریف کی صحت و حقانیت" دی گڈوے' سو-ٹزر لینڈ۔
2- "شخصیت المسیح فی الانجیل و القران" دی گڈوے' سو-ٹزر لینڈ۔
3- "اسلام اور مسیحت میں گناہ و کفارہ" دی گڈوے' سو-ٹزر لینڈ۔
4- "تصلیب و قیامت مسیح" دی گڈوے' سو-ٹزر لینڈ۔
5- "مسیح کے بارے میں بھی کیا آپ نے کبھی سوچا" دی گڈوے' سو-ٹزر لینڈ۔
6- "اثمار شیریں" دی گڈوے' سو-ٹزر لینڈ۔
7- "مباحث المجتہدین" دی گڈوے' سو-ٹزر لینڈ۔
8- "ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ" دی گڈوے' سو-ٹزر لینڈ۔
9- "A Question that Demands an Answer" دی گڈوے' سو-ٹزر لینڈ۔

علاوہ ازیں کچھ دو ورقے ہیں جنکی طباعت بھی بڑی دیدہ زیب ہے اور جن پر کسی لکھنے والے کا نام نہیں مثلاً" "آپ گناہ پر کس طرح غلبہ پا سکتے ہیں"، "خدا نے انسان کو اپنی صورت میں پیدا کیا"، "ہم سچ مچ کس طرح بچ سکتے ہیں"، "کیا آپ خدا کے وجود کے قائل ہیں"، "اے محنت اٹھانے والو!"

چند سرکلر لیٹر ہیں جن میں کسی جگہ مسیحت اور اسلام کا تقابلی مطالعہ ہے تو کہیں قرآن و انجیل کا موازنہ کر کے مسیحیت اور انجیل کی برتری ثابت کی گئی ہے یا سرٹیفکیٹ اور عمدہ کتابوں کی ترسیل کی خوشخبری سنائی گئی ہے ان میں سے ایک مراسلے کا اقتباس ہم آپ کے سامنے رکھتے ہیں:۔

☆ "ادارہ کے تمام سرکلر لیٹرز کو بے حد احتیاط سے پڑھیں تاکہ آپ حالات کی نزاکت کے پیش نظر ہر خطرہ سے بچ کر یسوع مسیح کی بابت حقیقی صداقت کو جان سکیں ایمان لا

کر ابدی نجات اور ابدی زندگی کے وارث ٹھہر سکیں۔ ہر خط میں دلچسپی رکھنے والے مسلم دوستوں کے نام ادارہ کو ارسال کیا کیجئے گا تاکہ آپکا نام رازداری میں رکھتے ہوئے بہترے لوگوں کو بھی آفتاب صداقت کا پیغام ادارہ کی جانب سے تحفہ کے طور پر بھیجا جا سکے آپکی گرانقدر کاوش اور دعاؤں کے لئے ادارہ ممنون ہوگا۔ اب آپ کو آداب سلام - دعاگو - عبدالمسیح 95-12-11 (گڈوے سوئٹزر لینڈ)" ☆

ان ذاتی خطوط میں اس دعا کی بھی تاکید کی جاتی ہے کہ کوئی "دشمن" راستے میں پارسل گم نہ کر دے اور انہیں سنبھال کر احتیاط سے پڑھیں کہ "شرپسند مسلمان" کے ہاتھ نہ لگیں۔ اس خط کے ساتھ ایک اہم سرکلر "Islam - The False Gospal" "اسلام جھوٹا دین" بھی ہے' جس میں سے ایک ہی جملہ مومن کی غیرت کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہے۔ جملہ یہ ہے "کئی سالوں سے اسلام ایک جھوٹا مذہب قرار پا چکا ہے اور مسیحی' مسلمان کو واحد سچے دین عیسائیت کی طرف لانے کے لئے فکر مند ہیں"۔ یہ کہا جا رہا ہے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اکثریت کے برحق دین کے لئے۔
بات آگے بڑھانے سے پہلے ذرا رکیے اور مذکورہ اقتباس اور سرکلر لیٹر کی دعا و احتیاط کا جائزہ لیجئے ہر "صحت و حقانیت" کا بھرم یہیں کھل جائیگا۔

عقلمند اس بات پر ہمیشہ سے اتفاق کرتے آئے ہیں کہ اگر دو افراد بات کر رہے ہوں اور کسی تیسرے کے آنے سے یہ روک دی جائے' اگر کوئی کتاب رسالہ یا خط کسی کے آنے پر چھپانا پڑے تو نہ وہ بات درست ہوتی ہے اور نہ ہی وہ کتاب' رسالہ یا خط' کیونکہ اگر وہ نافع ہے اس میں کوئی جھوٹ یا غلاظت نہیں ہے تو چھپانا کس لئے۔ حق کبھی بھی چھپانے کے لئے نہیں ہوتا صرف گمراہی سطح کے نیچے سفر کرتی ہے سچائی ببانگ دہل بیان کرتے (بقول مسیحی برادری) حضرت یسوع مسیح صلیب پر چڑھ گئے مگر ان کے پیروکار بننے کے خواہشمندوں کو "دشمن" سے محتاط رہنے کی تلقین کی جا رہی ہے کہ "کتب ہدایت" چھپا کر پڑھو۔

دوسری اہم مگر تکلیف دہ بات یہ کہ "شرپسند مسلمان" اور "دشمن" ان لوگوں کو کہا جا رہا ہے جو گزشتہ نصف صدی سے تسلسل کے ساتھ فتنہ پھیلانے والے

مسیحی طبقے کو مسیحی بھائی کہتے چلے آ رہے ہیں اور اپنے عقیدے کا تمسخر اڑانے والوں کو صبر و تحمل سے برداشت کر رہے ہیں کہ یہ ان کے سچے مذہب کی تعلیم کا تقاضا ہے۔ مسیحی برادری سے سوال کیا جا سکتا ہے کہ ان دشمنوں اور شرپسند مسلمانوں کے ہاتھوں نصف صدی کے دوران کتنے لاکھ مسیحی پاکستان میں قتل ہوئے اور کتنے ہزار انجیل کے نسخے یہاں جلائے گئے اور بالعکس بوسنیا میں کتنے لاکھ تم نے قتل کئے کتنی مساجد شہید کیں، کتنی مسلمان عورتوں کی صلیب برداروں نے بے حرمتی کی اور کتنے معصوم بچے بچیوں کا خون تمہاری صلیب کے سر ہے۔ یہ کل کی بات ہے آج کی کہانی ہے کیا پاکستان کے شرپسند مسلمانوں نے، دشمنوں نے، ردعمل سے مغلوب ہو کر کسی پاکستانی مسیحی سے کوئی انتقام لیا، کوئی معمولی سے معمولی ردعمل سامنے آیا۔ انکا سر جھکانے کے لئے یہی کافی ہے اگر ان میں غیرت اور عقل شعور ہو۔

مسیحت کی بنیاد عقیدہ تثلیث ہے اور پورے اعتماد و یقین کے ساتھ فاضل مسیحی دوستوں سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس تورات، انجیل کی غیر محرف حیثیت ثابت کرنے کے لئے ایڑھی چوٹی کا زور لگا ہے ہو اس میں سے کوئی ایک آیت کوئی ایک جامع پیرہ گراف عقیدہ تثلیث کے ثبوت میں لے آو۔ حضرت عیسیٰؑ نے تو یقیناً" ایسی بات نہیں فرمائی ان کے مسلمہ سچے پیروکار، جنہوں نے بلاواسطہ ان سے فیض حاصل کیا، ہماری مراد حواری برنباس سے ہے، نے اپنی مرتب کردہ انجیل میں عقیدہ تثلیث کا ذکر نہیں کیا تو ان کے بعد یہ عقیدہ آ کہاں سے گیا۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ یہ محض کلیسا کے چند بڑوں کا کارنامہ ہے۔

مذکورہ لسٹ میں دی گئی کتب کا تجزیہ چونکہ ایک ضخیم کتاب کا متقاضی ہے اور کم و بیش سب کا مرکزی نقطہ بھی ایک ہی ہے لہٰذا ہم نے نمونہ مشتے از خروارے، دیگ میں سے ایک چاول لیا ہے کہ وہ دیگ کے باقی چاولوں کی کیفیت بتا دیتا ہے۔" تورات انجیل کی صحت و حقانیت" اگر ثابت ہو جائے تو مسیحی دوست سچے اور اگر ان کے اپنے ہی پورے اعتماد و شواہد کے ساتھ "صحت و حقانیت" میں رخنہ ڈال دیں تو ہم خود یہ بدنامی کیوں مول لیں۔ لہٰذا ہم نے انہی کے سیانوں کا لکھا مع حوالہ جات، جوں کا توں، سب کے سامنے رکھ دیا ہے۔ رہا مسئلہ قرآن سے حقانیت کا ثبوت تو قرآن کی

آیات سے اس مطلب براری کو بھی ہم نے ثابت کیا ہے۔ آیات ربانی کی شان نزول کی اپنی تاریخ ہے' اپنی حیثیت ہے' جو معنی متعین کرنے میں مددگار ہے اس سے ہٹ کر معنی نکالنا تحقیقی بصیرت کی نفی ہے۔

ان کتابوں کے حوالہ سے' جان لینے کی ایک بات یہ بھی ہے کہ ان کے بیشتر مصنف اصلی نہیں ہیں' اسلام چھوڑ کر مسیحت کی سچائی' قبول کرنے کی کہانیاں من گھڑت ہیں اور چرب زبانی کا شاہکار بھی۔ بیشتر کتب کو عربی کتب کا ترجمہ ظاہر کیا گیا ہے۔ واقعات اس قدر پرانے بیان کئے گئے ہیں جن کی تصدیق عام "شکار" کے لئے ممکن نہ ہو اور پھر ایک فنکاری یہ بھی ہے کہ مسلمانوں میں معروف بڑی بڑی کتابوں کے حوالے لکھ کر انہیں گمراہ کرنے کا سامان کیا گیا ہے کہ یہ کتب ہر کسی کی دسترس میں نہیں بالخصوص اس طبقہ کے' جنہیں یہ اپنے جال میں لانا چاہتے ہیں مثلاً" بیضاوی' جلالین' طبری وغیرہ۔

اپنی بات کی تائید میں ہم اختصار کے ساتھ ایک کتاب "ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ۔ تجھ خدائے واحد و برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے' جانیں" جو کسی سلطان محمد پال کی آپ بیتی بتائی جاتی ہے۔ کتاب کے حقوق دی گڈوے' سوئٹزر لینڈ کے حق میں محفوظ ہیں۔ مختصراً" آپ بیتی یہ ہے کہ:

"میرا وطن افغانستان ہے۔ والد کا نام پائندہ خان تھا۔ امیر عبدالرحمن نے میرے خاندان کے افراد کو قتل کرایا تو ماموں کے ساتھ ہندوستان آیا۔ حسن ابدال میں مقیم ہوئے۔ میں بخارا کے لئے روانہ ہوا مگر اسلام آباد' جموں' امرت سر ہوتا ہوا دلی پہنچا اور عربی کی تکمیل کے لئے مدرسہ فتح پوری میں داخلہ لیا۔ میں نے علم فقہ' علم الحدیث اور علم التفسیر کی تکمیل کی۔ میں نے جگہ جگہ عیسائیوں سے مناظرے کئے اور ہر جگہ ان کو بھگاتا رہا۔ اس دوران درس نظامی مکمل کی میں نے عیسائی مبلغین سے مباحثوں کی تیاری کے لئے انجمن ندوۃ المتکلمین بنائی اور مباحثوں کے لئے مبلغ تیار کرنے لگا۔ میں حج کے لئے شاہ نور جہاز پر جدہ گیا جہاں سے مکہ گیا مولوی حسام الدین سے ملاقات ہوئی۔ احرام باندھا اور عرفات پہنچ گیا میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور خیال آیا کہ "اگر اسلام سچا مذہب نہیں ہے تو قیامت میں میری حالت کیا ہو گی" اسی وقت میں

نے خدا سے دعا مانگی کہ "الہی تو اپنا سچا مذہب اور سچا راستہ مجھے بتا اگر اسلام سچا مذہب ہے تو مجھ کو اس پر قائم رکھ اور مجھ کو یہ توفیق دے کہ میں اسلام کے مخالفین کا منہ بند رکھ سکوں اور اگر مسیحی مذہب سچا ہے تو تو اس کی سچائی مجھ پر ظاہر کر دے۔"
قرآن پڑھنے سے مجھے معلوم تھا کہ نجات اعمال پر موقوف ہے "جو ذرہ بھر نیکی کا کام کریگا اس کا اجر پائیگا اور جو ذرہ بھر بدی کا کام کرے گا وہ اسکی سزا پائیگا۔ میں چار چیزوں میں پھنسا ہوا تھا' شیطان' دنیا' شہوات اور لالچ۔ تمام انبیاء نے اللہ سے گناہوں کی معافی مانگی یہاں تک نبی آخر محمد نے بھی مگر قرآن میں کہیں بھی حضرت عیسی کے کسی گناہ کا ذکر نہیں ہے اس سے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آخر حضرت عیسی بھی انسان تھے ان سے گناہ سرزد نہیں ہوئے اس لئے میں نے انجیل سے رجوع کیا۔ احادیث کے مطابق نجات کی تین صورتیں ہیں۔ اولا" نجات اور اعمال میں کوئی تعلق نہیں' ثانیا" نجات خدا کے فضل و احسان پر منحصر ہے اور ثالثا" یہ کہ آنحضرت کسی کو بھی نہیں بچا سکتے۔ (اس سلسلے میں' سلطان پال نے بعض احادیث کا سہارا لیا ہے جن میں ایک بحوالہ بخاری صفحہ 702 کرزن گزٹ دہلی ہے) (بحوالہ - ہمیشہ کی زندگی صفحہ 29)

پھر بھی میرے ذہن میں خیال آیا کہ حضرت مسیح کے اس غیر معمولی دعوے پر کس طرح اعتماد کیا جائے؟ میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اس دعوے پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ اول تو مسلمان بھی حضرت مسیح کو بری عن الخطا کلمتہ اللہ اور روح اللہ مانتے ہیں جو آپ کی کاملیت پر دلیل ہے ۔ متی کی آیت 28:20 پڑھ کر خوشی سے مجھ پر بیخودی طاری ہو گئی اور مجھے عرفات میں مانگی دعا کا جواب مل گیا پس میں نے ندوۃ المتکلمین کے اجلاس میں 'ارتداد' کا اعلان کر دیا اور مسیحی دوستوں نے 'دشمنوں' سے بچانے کا اہتمام کیا"

یہ ہے اپنے 'عزیز مسلم برادران کے روحانی بھی خواہ سلطان محمد خان' کی آپ بیتی' جو اس نے نصف صدی قبل لکھی تھی' اور جس کا پہلا انگریزی ترجمہ 1927ء میں شائع ہو تھا' بعد میں یہی سلطان محمد خان پادری سلطان محمد پال بنے۔ اس فرضی کہانی پر مفصل تبصرہ بذات خود ایک کتاب بن جائیگا ہم یہاں صرف چند امور پر اپنے دلائل

آپ کے سامنے رکھتے ہیں جن سے کہانی کی صحت یا عدم صحت کا فیصلہ ہو جائیگا۔ دروغ گورا حافظہ نہ باشد کے مصداق کتابچہ تضادات کا مجموعہ ہے۔

افغانستان کے پائینده خان کا بیٹا پال کیسے بن گیا کہ پورے افغانستان میں اس نام کا کوئی قبیلہ نہیں رہا بلکہ امر واقع یہ ہے کہ ہندوؤں کا ایک معروف قبیلہ لکھنپال تھا جسمیں سے بے شمار لوگوں نے اسلام قبول کیا اور ان کی پہچان وہی لکھنپال رہی اور پھر پڑھے لکھے لوگوں نے صرف پال اپنا لیا اس صداقت کی جسے تحقیق کرنی ہو وہ گوجرانوالہ میں قلعہ دیدار سنگھ کے گردونواح میں آباد اس قبیلہ کے بزرگوں سے پوچھ لے رہا مسئلہ عیسائیت کے ساتھ مباحثوں اور مناظروں کا تو یہ عنوانات آغاز سے آج تک کم و بیش وہی ہیں۔ مسیحیت کی طرف سے کسی نئی ریسرچ کے نتیجے میں کبھی نئے سوال سامنے نہیں آئے۔ قرآن و حدیث کی جس بنیاد پر فاضل درس نظامی اور صدر ندوة المتکلمین سلطان محمد خان یا پال مسیحیوں کا منہ بند کرتے رہے کیا اس وقت وہ سب کچھ ان کے علم میں نہ تھا اور اگر واقعتاً" خود ان کا کوئی وجود تھا اور واقعی نہیں جانتے تھے تو وہ نہ فاضل عربی تھے نہ فاضل درس نظامی۔ یہ بات اور بھی مضحکہ خیز بن جاتی ہے جب یہ فاضل درس نظامی' بخاری شریف جیسی حدیث کی معتبر و معروف کتاب کا حوالہ 'لارڈ کرزن گزٹ دہلی' سے دیتا ہے۔ یہ کیسا حج سے متمتع فاضل درس نظامی ہے جسے پورے قرآن میں ہر پیغمبر گنہگار نظر آتا ہے۔ سلطان پال اس دنیا میں نہیں ہیں ہم 'انکی آپ بیتی' پھیلانے والوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ قرآن کی اس آیت پر انگلی رکھ کر بتائیں جو عصمت انبیاء کی ضد ہے خصوصاً" حضرت محمد ﷺ کے گناہ کی نشاندہی کرتی ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ یہ لوگ اخلاق و کردار کی گراوٹ کا اس حد تک شکار ہوں گے کہ خالص جھوٹ پر اپنی 'صداقت' کی بنیاد رکھیں گے۔

The Bible, The Quran & Science کا غیر مسلم سائنسدان اور سرجن مصنف قرآن اور بائبل کا الہامی کلام کی صحت و حقانیت کے حوالے کھلے دل و دماغ سے مطالعہ کرتا ہے تو ہدایت اسکا مقدر بنتی ہے مگر فاضل درس نظامی (اگر واقعی" کوئی تھا) تو عرفات کی دعا کے نتیجے میں قرآن سے ہدایت نہ پا سکا اور محرف بائبل سے اسے ہدایت مل گئی۔ یوں حقائق سے بعید قصے کہانیوں سے مسلمانوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔

یہی صورت حال ایک سرکلر لیٹر میں یسوع مسیح کی عظمت ثابت کرنے کے لئے حضرت محمد ﷺ سے انکا موازنہ کیا گیا ہے یہ سرکلر ڈلاس ٹیکساس USA سے ہے اس میں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ کا والدہ کے بطن سے' بن باپ اور باپ سے پیدا ہونے کے ذکر کے بعد حضرت عیسیٰؑ کا غیر شادی شدہ ہونا اور حضرت محمد ﷺ کی 15 شادیوں کا ذکر ہے حضرت عیسیٰؑ نے کبھی گناہوں کی معافی نہیں مانگی جبکہ موخر الذکر توبہ کیا کرتے تھے' ایک کا مشن محبت تھا تو دوسرے کا جنگ' ایک نے کسی کی موت کا حکم نہیں دیا جبکہ دوسرے نے لوگوں کو موت کی سزا سنائی۔ ایک نے روحانی حکومت قائم کی جبکہ دوسرے نے زمین پر حکومت قائم کی' ایک 33 سال کی عمر میں صلیب پر چڑھ گیا دوسرا 63 سال بعد طبعی موت کا لقمہ بنا' ایک (یسوع) کا ذکر قرآن میں 97 بار آیا تو دوسرے کا صرف 25 بار' ایک نے ایک ہی شادی کا پرچار کیا دوسرے نے زیادہ شادیوں کی بات کی۔

عقل و شعور رکھنے والا کوئی بھی شخص اِس موازنہ پر ایک نظر ڈالتے ہی 'دلائل کی قوت' کا قائل ہو جائیگا۔ انصاف کرنے والوں کا ایک متفقہ فیصلہ ہے کہ اگر کسی کی ایک بات جھوٹی ثابت ہو جائے تو اسکی بقیہ باتوں کا بھی اعتبار اٹھ جاتا ہے اور ایسے شخص کی شہادت یا گواہی قبول نہیں کی جاتی۔ اب مذکورہ موازنہ میں کہا جا رہا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے 15 شادیاں کیں جو سرا سر جھوٹ ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر قران میں 97 بار ہے اور حضرت محمد ﷺ کا ذکر صرف 25 بار ہے۔ یہ کوئی عقل کا اندھا ہی دعویٰ کر سکتا ہے کہ دانش کا ساتھ نصیب ہو تو قرآن ہے ہی حضرت محمد ﷺ کے ذکر سے معمور صرف جاننے والی بصیرت کی ضرورت ہے۔

مسیحی دانشوروں سے سوال کیا جا سکتا ہے کہ وہ ہمیں یہ بتا دیں کہ انجیل مقدس میں حضرت عیسیٰ کا نام کتنی جگہ مذکور ہے اگر کسی الہامی کتاب میں نام کی تکرار ہی معیار ہے تو بائیبل اس معیار پر کس قدر پوری اترتی ہے۔ انجیل میں یسوع اور مسیح توصفاتی نام ہیں اور انجیل میں کسی ایک مقام پر یہ تخصیص نہیں ملتی کہ حضرت عیسی ہی یسوع اور مسیح ہیں یا یسوع اور مسیح ہی عیسی ہوں گے۔ جنکی والدہ کا نام مریم ہو گا۔ کہیں یہ تصریح ہے تو دکھا دیجئے۔

میری اس کاوش کے محرک میرے فاضل و محترم دوست جناب محمد نواز جنجوعہ ہیں یہ مواد مجھے انہی کی وساطت سے ملا۔ جنجوعہ صاحب محترم اسلام کے حوالے سے جو دردمندی رکھتے ہیں وہ محض ایک ایڈمن آفیسر کو دیکھ کر سامنے نہیں آتی بلکہ ان کے اندر جھانک کر ہی اس کی گہرائی وگیرائی کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ اس محنت کو آپ تک پہنچانے کے لئے میرے چھوٹے بھائی میاں عبدالطیف صاحب' جو ہر خیر میں میرے دست راست ہیں' کے علاوہ دامے درمے سخنے مدد کرنے والے احباب خصوصا" صدیقی ٹرسٹ کراچی کا عملی تعاون شامل ہے۔ میں بارگاہ رب العزت میں خلوص قلب سے' صرف اپنی ذات کے لئے نہیں سب کے لئے دعا کرتا ہوں کہ ہماری محنت کو قبول فرما کر آخرت کا سرمایہ بنادے اور اسے بہت سے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنادے آمین۔

عبدالرشید ارشد

جوہر آباد - 6 ستمبر96

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

☆

"توریت شریف اور انجیل شریف"
صحت و حقانیت

☆

یوں تو عیسائیت کا پراپیگنڈا تاریخ کے ہر دور کا حصہ رہا ہے مگر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے اس کی تیزی میں جس قدر اہم رول ادا کیا ہے وہ کسی محب وطن اور باشعور کی نظر سے اوجھل نہیں ہے۔ پاکستان میں مسلم عوام کے دل نرم کرنے کے لئے اگر ایک طرف ولائیتی دودھ اور گھی کا سہارا 'استعمال' کیا گیا تو دوسری طرف تعلیمی سرٹیفکیٹ کے بہت سے بھوکوں کی بھوک مٹانے کے لئے "بائبل کورس بذریعہ خط و کتابت" کے خوبصورت سرٹفکیٹ کا انتظام ہے اور یوں "ہدایت" گھر گھر پہنچ رہی ہے جس طرح گزشتہ نصف صدی سے بھی زائد عرصہ سے مدینہ منورہ کے کسی نام نہاد شیخ احمد کا وصیت نامہ' 30 نقول کی تقسیم کی ہدایت کے ساتھ بلکہ عمل نہ کرنے کی صورت میں تباہی کی دھمکی کے ساتھ' عیسائی بڑی مہارت کے ساتھ مسلمان گھروں میں پہنچا رہے تھے۔

یہ حقیقت قطعاً" غیر متنازعہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ تک ایک کے بعد دوسرے نبی کے آنے کا بنیادی سبب ہی یہ تھا کہ یا تو متعلقہ نبی کا دائرہ کار کسی مخصوص علاقہ تک محدود تھا یا اس کی امت اس کی شریعت سے منحرف زندگی گذار رہی تھی۔ انبیاء ورسل کے حوالہ سے تاریخ کا مطالعہ کریں تو تاریخی حقائق اس کی تائید کرتے ہیں اور یہ سب کچھ اس کائنات کے خالق و مالک کی طے شدہ پالیسی کے عین مطابق تھا اور یہی وجہ ہے کہ سرور دو عالم ﷺ کی شریعت سے قبل کسی نبی کی شریعت کو مکمل و اکمل کی گارنٹی سے نہیں نوازا گیا۔ (الیوم اکملت لکم دینکم)

چونکہ ہر دور کا نبی اللہ رب العزت کا فرستادہ' اس کا محبوب و منتخب تھا اور جس جس کو اس نے کتاب شریعت سے نوازا وہ اس دور کی برحق شریعت تھی اس لئے نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کی امت کے ایمان کی تکمیل کے لئے یہ حکم دیا گیا کہ ہر امتی پہلے گزرے ہر نبی اور اور ہر پہلی کتاب پر' خواہ وہ ہر نبی اور ہر کتاب کا نام نہ جانتا ہو' ایمان لائے۔ اگر امتی کسی نبی یا کسی کتاب کی نفی کرے تو ایمان کی تکمیل کا سرٹیفکیٹ اسے نہیں مل سکتا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہر مسلمان کے ایمان کا جزو قرار پایا کہ وہ پہلی کتابوں کو تحریف شدہ تسلیم کرے اور صرف قرآن کو ہی راہنما کتاب مانے کہ یہ محفوظ ہے۔

اسلام پر ہمہ جہت حملے ہوئے مگر آج تک قرآن میں کسی معمولی سے معمولی تحریف کا الزام سامنے نہیں آ سکا جسے کسی عقل و شعور والے نے ثابت کیا ہو اس کے برعکس پہلی کتب سماوی خصوصا" توریت اور انجیل کی تحریف پر تو خود عیسائیت کے بڑوں کا اتفاق ہے اور تاریخی تسلسل اس پر گواہ ہے مگر دیدہ دلیری کی انتہا کہ معصوم ذہنوں کو گمراہ کرنے کے لئے آج تحقیق کے نام پر توریت اور انجیل کی 'صحت و حقانیت' ثابت کی جا رہی ہے۔

ہمارے سامنے اس وقت سوئیزر لینڈ سے کسی "گڈوے" (Good Way) کے طبع کردہ' خط و کتابت سکول کے کتابچوں کا ڈھیر ہے جو بذریعہ ڈاک غیر مسیحی مسلم نوجوانوں کو ارسال کر کے' برائے نام امتحان کا ڈھونگ رچا کر' (کہ ہر کتابچے کے آخر میں عیسائیت کی طرف مائل کرنے اور اسلام سے برگشتہ کرنے والے سوالات ہیں) ایک سرٹیفکیٹ بھیجا جاتا ہے جو اس کی دم کاٹنے (اگرچہ شہ رگ کاٹنے) کے مترادف ہے کہ اسے بائبل کی حقانیت منظر آنے لگتی ہے اور حقانیت سے بھرپور قرآن پر اس کی نظر چندھیا جاتی ہے۔

مذکورہ کتابوں میں سے اس وقت ہمارے پیش نظر "توریت اور انجیل کی صحت و حقانیت" والا 65 صفحات کا کتابچہ ہے جس میں 'صحت و حقانیت' کو وحی کی شہادت' انبیاء و رسل کی گواہی' اتصال و تواتر' قدیم ترین نسخے' قدیم مخطوطات کی شہادت' علم

آثار قدیمہ کی گواہی' سے ثابت کر کے مسلم مخالفین سے ایک ناگزیر سوال پوچھا گیا ہے اور پھر آخر میں تحریف کے مسئلہ پر کچھ مسلم علماء کی آراء پیش کی گئی ہیں۔ کتاب کے آغاز میں کہا یہ گیا ہے کہ یہ ایک عربی کتاب "عصمت التوراۃ والانجیل" کا ترجمہ ہے جس کے مصنف کا نام اسکندر جدید ہے۔ یہ کتاب انگریزی اور جرمن زبان میں بھی ترجمہ شدہ ہے۔ کتاب کے آخر میں یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ "ان سوالات کے جوابات کے ساتھ ہم آپ کے خطوط کے بھی منتظر ہیں۔ اگر آپ نے 12 جوابات صحیح دیئے تو اپنی سلسلہ مطبوعات میں سے ایک کتاب ہم آپ کو 'بطور انعام' دیں گے۔

زیر نظر کتابچے کو من و عن نقل کر کے جواب لکھنا ممکن نہیں ہے کہ یہ ایک بڑی کتاب کا مواد بنتا ہے ہم نموتہ" بڑے بڑے دلائل درج کر کے' اپنے قاری کے سامنے حقائق رکھیں گے۔ اس سے 'صحت و حقانیت' کھل کر سامنے آ جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

1 - "ہزاروں سال ہوئے اللہ نے یہودیوں یعنی بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ کے ذریعے ایک وصیت کی تھی کہ" ☆ جس بات کا میں تم کو حکم دے چکا ہوں اس میں نہ تو کچھ بڑھانا اور نہ کچھ گھٹانا تاکہ تم خداوند اپنے خدا کے احکام جو میں تم کو بتاتا ہوں مان سکو۔ ☆ (بائبل : استثناء 4 : 2) (صحت و حقانیت صفحہ 5)"

2 - "عہد عتیق میں تین ادوار و زمانے پائے جاتے ہیں : ....
اللہ آدم سے کس طرح کلام کرتا تھا یہ بات آیات بالا سے نہیں معلوم دیتی اس کے لئے انسان کو اپنی پرواز خیال پر بھروسہ کرنا پڑے گا یہ بھی یاد رہے کہ اس کتاب کی فصل اول (حضرت آدم سے موسیٰ تک) میں بیان کئے گئے واقعات میں کروڑوں سال کا درمیانی فرق ہے اسی طرح یہ بات بھی کہ بشر کے لئے اللہ کے اعلان و احکام کا آغاز کب ہوا تھا معلوم نہیں دیتی ......" (صفحہ 7'8)

3- "نوح بھی سچائی اور راستبازی سے بھرپور تھے ......" (صفحہ 9)

4 - "اللہ کی باتوں کو کبھی زوال نہیں" - شہادۃ الوحی - (صفحہ 13)

☆ "کتاب مقدس میں اللہ کے وعدہ اور اعلانات کی اتنی کثرت ہے

کہ یہ ممکن نہیں کہ وہ زائل یا تبدیل ہو سکیں ۔۔۔ میں 'خدا' اپنے عہد کو نہ توڑوں گا اور اپنے منہ کی بات کو نہ بدلوں گا☆ (زبور 34:89)"

5 - "اتصال و تواتر - تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ دین کے علما اور آئمہ نے جو کہ رسولوں کے ہم عصر تھے (یہاں رسول سے مراد حواریوں یعنی خلفاء کے ہم عصر مراد ہیں۔ ارشد)۔ کلیسا .... جن اخلاف کے سپرد تھی انہوں نے اپنے وعظ و مواعیظ' مولفات تصانیف میں کتب مقدسہ سے لئے گئے اقتباسات بھی درج کئے ہیں خاص کر انجیل شریف کے حوالے سے کیونکہ ان کا ایمان یہ تھا کہ وہ سب اللہ کی طرف سے وحی کردہ ایسی الہامی کتب ہیں جن میں نہ سامنے سے' نہ پیچھے سے' نہ کسی اور طرف سے باطل کا عمل دخل ہو سکتا ہے" (صفحہ 17' 18) (کلیسا کے بعد خالی جگہ اصل کتاب میں ہے)

6 - "قدیم نسخے - مسیحیوں نے جن ذخیروں کی .... حفاظت کی ہے ان میں ایسے ذخائر بھی ہیں جن میں کتاب مقدس کے صحائف کے مخطوطات بھی ہیں۔ جن کی قدامت تاریخ اسلام سے بھی کئی صدیوں پہلے کی ہے" (صفحہ 23) (یہ خالی جگہ اصل میں بھی اسی طرح ہے)

7 - "کتاب مقدس کی صحت پر قدیم مخطوطات کی شہادت - قمران کے مخطوطات - یردن (اصل اردن ہے) کے قریب قمران کے غار ہیں جن میں سے ایک مکمل مخطوطہ عبرانی زبان میں یسعیاہ نبی کے صحیفہ کا ملا ہے کتابت اور لغوی مفردات کی تحقیق سے یہ پتہ چلا ہے کہ یہ مخطوطہ دوسری صدی قبل مسیح کا ہے۔ ہمارے درمیان جو صحیفہ اب تک رائج رہا اس میں اور اس مخطوطہ میں یکسانیت پائی جاتی ہے" (صفحہ 25)

"ڈاکٹر برائٹ ماہر آثار قدیمہ کا قول ہے' قمران میں ملے مخطوطوں کے بل پر اب کوئی بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ "نیا عہد نامہ" بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ مسیح اور اس کے حواریوں' رسولوں شاگردوں اور ان مسیحیوں کی

تعلیم تھی جو کہ سابقون الاولون کا درجہ رکھتے تھے اور جن کی تاریخ نقل و تدوین 25ء تا 80ء سے زائد نہیں ہے" (صفحہ 27)

8 - "اسلام کی شہادت و تصدیق - یہ صحت و تصدیق کئی سورتوں میں بار بار وارد ہوئی ہے "مثلاً" سورۃ مائدہ آیت 44" - یعنی بے شک ہم نے _ (خدا نے) توریت نازل فرمای جس میں ہدایت بھی ہے اور نور و روشنی بھی۔ اسی تورات کے مطابق اللہ کے فرمانبردار انبیا، یہودیوں کو حکم دیا کرتے تھے۔ ان کے مشائخ اور علما بھی (ایسے ہی کرتے چلے آئے) کیونکہ یہ لوگ اللہ کی کتاب کے نگہبان مقرر ہوئے تھے اور اس توریت کے مصدق اور گواہ بھی۔ "مائدہ آیت 46" - یعنی ان نبیوں کے بعد انہیں کے آثار قدیم پر ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھیجا جو اپنے سامنے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتے اور اسے سچی کتاب بتاتے تھے اور ہم نے انہیں الانجیل عنایت کی اس میں بھی ہدایت و روشنی ہے وہ بھی اپنے سامنے کی کتاب توریت کو سچی کتاب بتاتی ہے اور خدا ترسوں کو راہ بتاتی ہے اور نصیحت دیتی ہے۔ (المائدہ 48) (صفحہ 36، 37)

"یعنی (اے محمد) ہم نے تم پر بھی سچی کتاب اتاری ہے وہ بھی اپنے سامنے موجود الکتاب کو سچا بتانے والی اور تصدیق کرنے والی ہے اور اس کی محافظ ہے اور جو کچھ اللہ کا نازل کیا ہوا ہے اسی کے مطابق ان کے درمیان فیصلے کرو اور حکم و احکام صادر کرو اور جو کچھ تمہارے پاس سچائی ہے اس سے منہ موڑ کر لوگوں کی من مانی خواہشوں کو نہ اپناؤ ہم نے تم سب کے لئے ایک شریعت و راہ اور دستور و طریقہ مقرر کر دیا ہے اگر خدا کو منظور ہوتا تو وہ سب کو ایک ہی امت و گروہ کی شکل میں قائم رکھتا لیکن چونکہ اس نے تم کو اپنی تنزیلات دے رکھی ہیں اس لئے اللہ تم کو ان کے ذریعے آزمانا چاہتا ہے، چنانچہ بھلائی کے کاموں کے لئے مسابقت کرو (یعنی یہ کہ سب سے پہلے کون دوڑ کر انہیں کر ڈالے) اللہ ہی کی طرف آخر کار تم سب کو لوٹنا ہے وہی تم کو ان ساری باتوں کی خبر دے گا جن کو تم نے باعث اختلاف بنا

رکھا ہے" (صفحہ 37' 38)

"یعنی (اے محمد) کہہ دو کہ اے کتاب والو جب تک تم توریت و انجیل اور تمام تنزیلات الہیہ کو قائم نہ کرو تم کسی بھی بنیاد و اصل پر نہیں ہو " (المائدہ 68) (صفحہ 39)

"سورۃ نساء آیت 136 - "یعنی اے ایمان لانے والو" ایمان رکھنا ضروری ہے اللہ پر' اللہ کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس سے پیشتر نازل ہو چکی ہے۔ اب جو اللہ کا' اس کے فرشتوں کا اس کی کتابوں' اس کے رسولوں کا اور آخرت کے دن کا انکار کرے اور جو نہ مانے وہ راہ سے بھٹک کر بہت دور جا پڑا ہے" (صفحہ 39)

چنانچہ آیات بالا سے یہ نتائج اخذ ہوئے ☆ قرآن شریف نے توریت و انجیل کے احکامات کو قائم و رائج کرنے کے سلسلے میں حوصلہ افزائی کی ہے۔ کسی قسم کی تحریف و تبدیل سے بچے رہنے اور دونوں کتابوں کی صحت و سلامتی و اصلیت کا یہ ضمنی اعتراف ہے ...... تیسرے یہ کہ سارے ایمان کے مدعیوں کو جن میں مسلمان بھی شامل ہیں' یہ حکم ہے کہ قرآن اور الکتاب توریت و انجیل سب پر ایمان رکھیں جو قرآن سے پہلے نازل ہو چکی ہیں ☆ (صفحہ 40)

"سورۃ انعام آیت 91 - ☆ یہ سارے کے سارے وہ ہستیاں ہیں جن کو اللہ نے سیدھی راہ دکھائی ہے' (اے محمد) تم بھی ان کی ہدایت و راہ کی پیروی کرو ☆ (صفحہ 40)

"سورۃ القصص آیت 49 - ☆ یعنی (اے محمد) کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو خدا کے پاس سے ان دو کتابوں سے بڑھ کر ہدایت دینے والی کوئی اور کتاب لا دو تو میں اسکی اتباع کرنے لگوں گا ☆ (صفحہ 41)

"سورۃ النحل آیت 43 - ☆ یعنی اور ہم (خدا) نے تم سے پہلے بھی ایسے مرد بھیجے تھے (اے محمد) جنکی طرف ہم نے وحی کی تھی اگر تم نہیں

جانتے تو ذکر والوں یعنی اہل کتاب سے پوچھ لو ☆ (صفحہ 42)

(تفسیر جلالین میں لکھا ہے "اہل ذکر علماء توریت و انجیل ہیں اگر تم نہیں جانتے تو نہ جانو وہ تو جانتے ہیں کہ تم کو اتنی زیادہ ان کی تصدیق کرنی ہے جتنا ایماندار لوگ محمد کی تصدیق کرتے ہیں) (صفحہ 42)

" ایک ناگزیر سوال - اب اس منزل پر پہنچ کر کیا ہم کتاب مقدس کے صحائف کی تحریف کے مدعیوں سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ ان کے پاس وہ کون سی علمی اور تاریخی دلیل ہے جس سے وہ ثابت کر سکیں کہ کس زمانے میں اور کس وقت واقع ہوئی۔ اگر جواب یہ دیتے ہیں کہ تحریف کا وقوع قبل مسیح ہوا تھا تو ہم کہیں گے کہ کتب مقدس کی صحت تو جناب مسیح تصدیق فرما چکے ہیں ...... (صفحہ 44)

ہمیں بھی ایسا (تحریف) ماننے والوں سے یہ پوچھنا ہے کہ کب (یہ زبردستی تھوپی ہوئی تحریف) واقع ہوئی قبل قرآن یا بعد قرآن؟ ..... اگر وہ یہ کہیں کہ قبل قرآن تحریف واقع ہوئی تھی تو یہ کہنا ان کو ایک ایسی مشکل اور مخمصہ میں ڈال دے گا جس سے ان کا نکلنا دوبھر ہو جائے گا کیوں کہ حضرت محمد کو خود قرآن یہ حکم دیتا ہے کہ مشکوکات سے خلاصی پانے کے لئے انہیں قارئین کتاب مقدس سے مدد لینی چاہئے .... (دیکھئے سورۃ یونس آیت 94)

☆ یعنی اے محمد اگر کبھی تم کو کوئی شک و شبہ لاحق ہو تو تم اپنے پہلے نازل شدہ الکتاب (بائبل) کے پڑھنے والوں سے پوچھ لیا کرو۔

☆ اللہ ہر چیز کے علم کا احاطہ کیے ہوئے ہے اس لئے یہ اس کے شایان شان نہیں کہ حضرت محمد کو ازالہ شکوک کے لئے کسی محرف اور تبدیل شدہ کتاب کے قاری اور تلاوت کرنے والوں کی طرف رجوع ہونے کا مشورہ دے۔" (صفحہ 49)

تورات و انجیل کی صحت و حقانیت پر بات کرنے سے پہلے ہمیں اس حقیقت کو

جان لینا چاہئے کہ انبیاء و رسل ہوں یا ان میں سے بعض پر نازل الہامی کتاب اس پر اگر کوئی سپریم اتھارٹی ہے تو وہ اس کائنات اور اپنے ارضی خلیفہ (آدم اور اولاد آدم) کا تخلیق کنندہ ہے' یعنی چہار سو حاکمیت صرف اللہ' احسن الخالقین کی ہے' پالیسی اسی کی ہے' کہ کائنات اور اسکے اندر ہر ذی روح کے آغاز سے انجام کو آخری لمحے تک نبھانا اسی کے حکمت بھرے فیصلوں سے ممکن ہے۔

دھرتی پر بھیجے گئے انسان اول' حضرت آدمؑ اور ان کی ذریت قدم قدم راہنمائی کی محتاج ہے اور یقیناً" محتاج رہے گی۔ راہنمائی کے حقیقی تقاضے اسی وقت پورے ہو سکتے ہیں جب انسان' جس کی راہنمائی مطلوب ہے' کی فطرت' جبلتوں' سماجی و معاشرتی' معاشی و سیاسی' اخلاقی اور عقیدہ کی اقدار کی گہرائی و گیرائی سے کسی کو مکمل آگہی نصیب ہو اور اس پر صرف خالق ہی قادر ہو سکتا ہے کہ وہ ان ابدی تقاضوں سے باخبر ہے۔

خالق نے پوری انسانیت کے لئے ایک ضابطہ حیات تشکیل دیا' ازل سے ابد تک کے لئے' وہ اسلام ہے' (یعنی اس کا نام اسلام ہے)۔ ہر دور کے انسان تک اس اسلام کو پہنچانے کیلئے انہی انسانوں میں سے بندے منتخب کئے جاتے رہے اور ان کے ذریعے' ان نفوس قدسیہ کے ذریعے' اپنے بندوں تک اسلام کو عملاً" پہنچایا گیا۔ یہ کام فرشتوں سے اس لئے نہ لیا گیا کہ فرشتے ان تمام فطری تقاضوں اور جبلتوں کے بغیر ہیں جو حضرت انسان کا مقدر ہیں۔ انسان اپنے خالق سے گلا کر سکتا تھا کہ ہم فرشتوں جیسا عمل کیسے کر سکتے تھے اس لئے پاکیزہ پسندیدہ بندوں کو ہی اس کام کے لئے ہمیشہ چنا گیا اور ان چنے گئے مصلحین - انبیاء و رسل تک بارگاہ رب العزت سے اسلام' حضرت جبریلؑ کے ذریعے پہنچتا رہا۔

مذکورہ وضاحت یہ ثابت کرتی ہے کہ حضرت آدمؑ سے نبی آخر الزماں ﷺ تک تمام انبیاء و رسل داعیان اسلام تھے محض ادوار کی تخصیص کے لئے یا تحریف کے سبب لوگ دین ابراہیمی یا دین عیسوی اور دین موسوی کے نام سے اسے موسوم کرتے ہیں کہ ان کے پیروان نے اسے اسلام کے بجائے من مرضی کی تحریفات سے اس نوبت تک پہنچا دیا تھا۔ ہر آنے والے نبی نے اپنے سے پہلے انبیاء او

پہلی کتب کی تائید کی کہ وہ الہامی' منزل من اللہ تھیں مگر اس سے یہ مطلب نکالنا کہ یہ محرف کتب کی تائید تھی' عقل و شعور کا ماتم کرنے کے مترادف ہے۔

جیسا کہ آغاز میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ اللہ تعالی نے انسان کی ہدایت کے لئے انبیاء و رسل کو حکیمانہ تقاضوں کے ساتھ کتابوں سے نوازا یا پہلی کتابوں کی ٹھیک تعلیم کو زندہ رکھنے کی ذمہ داری ان کے سپرد کی۔ انبیاء و رسل کے اپنے اپنے علاقے اور اپنی اپنی امتیں تھیں مثلا" ایک ہی دور میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کے درمیان فاصلے کا زیادہ بعد بھی نہ تھا مگر وہ اپنی اپنی امت کے راہنما تھے۔ حضرت موسیؑ کے سسر مدائین میں تھے تو حضرت موسیؑ کو حضرت ہارونؑ کی معیت میں فرعون مصر کے پاس جانے کی ہدایت ہوئی۔ کسی نبی کو' سرور دو عالم ﷺ کی طرح پوری انسانیت کی اصلاح کے لئے مقرر نہ فرمایا گیا تھا' نہ ہی کسی پہلی کتاب کو مکمل و اکمل کا سرٹیفکیٹ ملا اور نہ ہی قیامت تک کتاب کی صحت و حقانیت کی حفاظت کی گارنٹی ملی۔

پہلے آنے والے اپنے بعد آنے والوں سے متعلق بشارت دیں اور آنے والے کی حقانیت کی گواہی دیں' اسکی واضح نشانیاں بتا کر امت کو ہر مخمصے سے نجات دلا دیں تو عقلمند امتی اپنے نبی' اپنے محسن' کے احسان سے فیضیاب ہونے کا ثبوت' اسکی بات کو عملی جامہ پہنا کر فراہم کرتا ہے۔ اور وہ امتی ہونے کا دعوایدار عقل و شعور سے عاری سمجھا جاتا ہے جو کمال ہٹ دھرمی سے اپنے نبی کے فرمان کو جھٹلائے۔ نئے آنے والے کو تسلیم کرنا ہی اپنے نبی کی حقیقی تعبداری قرار پاتی ہے۔ تورات و انجیل میں تحریف کے مسلمہ شواہد کے باوجود کئی مقامات پر حضرت محمد ﷺ کی نبوت پر گواہی موجود ہے۔ عقل سلیم رکھنے والے انہی بشارتوں کے سبب تاریکی سے نور کی طرف پلٹے ہیں اور عقل و شعور سے عاری بھٹکتے رہنے کی ضد پر قائم ہیں (دیکھئے یوحنا)

"اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی روح حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ نہ اسے دیکھتی ہے نہ جانتی ہے تم اسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہے" (16-17:14)

"اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں" (30:14)

"لیکن جب وہ مددگار آئے گا جسکو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا' یعنی سچائی کا روح جو باپ سے صادر ہوتا ہے' تو وہ میری گواہی دے گا"(26:15)

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا وہ میرا جلال ظاہر کرے گا اس لئے مجھ ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دے گا۔ جو کچھ باپ کا ہے وہ سب میرا ہے اس لئے میں نے کہا کہ وہ مجھ ہی سے حاصل کرتا ہے اور تمہیں خبریں دے گا" (15-12:16) (یہ ہیں انجیل یوحنا سے چند گواہیاں آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے لئے۔

حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی زبان' جو اہل فلسطین کی زبان تھی آرامی اور لہجہ dialect سریانی تھا۔ لامحالہ تعلیمات مسیح علیہ السلام بھی اسی زبان میں ہوں گی مگر یہ بھی مصدقہ امر ہے کہ چاروں انجیلوں کے مرتبین وہ یونانی تھے جنہوں نے مسیحیت قبول کی اور جن کی مادری زبان یونانی تھی لہٰذا اصل تعلیمات کو سریانی میں ڈھالا گیا اور یہ بھی کہ اناجیل میں سے کوئی بھی انجیل 70 عیسوی سے پہلے کی لکھی ہوئی نہیں ہے اور انجیل یوحنا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک صدی بعد ایشیائے کوچک کے شہر انسس میں لکھی گئی۔ اناجیل کے مرتبین میں سے کوئی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حواری یا شاگرد نہ تھا ماسوائے برناباس کے' آج کے عیسائی جس کا نہ نام سننا پسند کرتے ہیں اور نہ ان کی مرتب کردہ انجیل کو' جو شاگرد ہوئے اور خود سماعت کلام کے حوالے سے معتبر ہونے کا ہر حق رکھتی ہے' تسلیم کرنے پر آمادہ ہیں۔ ایک شخص نے خود سن کر لکھا ان کی زندگی میں قدم قدم ساتھ رہا ہر واقعے کا عینی شاہد رہا وہ معتبر قرار پائے گا یا وہ جنہوں نے کم و پیش صدی بعد ادھر ادھر سے معلومات اکٹھی کیں۔

ہم یہاں ان کی محنت و اخلاص کی نفی نہیں کر رہے۔

توریت و انجیل - صحت و حقانیت:

ہم اپنی بات کا آغاز تورات و بائبل کے حوالہ سے' اردو انسائیکلو پیڈیا کے بیانات سے کرتے ہیں پھر مصنف کے اٹھائے گئے نکات پر بات کریں گے:

"انجیل - یونانی لفظ بمعنی خوشخبری - کتب سماوی (توریت' زبور' انجیل' قرآن) میں سے ایک صحیفہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا۔ اس کتاب مقدسہ کے اصلی اور ابتدائی نسخے ناپید ہیں۔ اگر ہوتے بھی تب بھی بعد نزول قران پاک اس کو منسوخ تصور کیا جاتا۔ اہل اسلام اسے بھی الہامی کتاب مانتے ہیں اور اس کا ذکر قرآن شریف میں جگہ جگہ آیا ہے .... اناجیل موجودہ صورت میں چار ہیں انجیل متی' انجیل مرقس' انجیل لوقا اور انجیل یوحنا۔ ان میں سے پہلے تین کو اناجیل خلاصہ کہتے ہیں کیونکہ ان میں واقعات ایک ہی سلسلے کے خلاصہ جات دیئے گئے ہیں۔ برخلاف یوحنا کی انجیل کے کہ اس میں دوسری قسم کے واقعات کا بیان ہے۔ یہ اناجیل مصدقہ کہلاتی ہیں۔

عیسائیوں کی چرچ ہسٹری کی رو سے اور کئی اناجیل بھی ہیں لیکن کلیسا ان کو مقدس نہیں مانتا۔ ان میں سے ایک انجیل برنا باس کی جاتی ہے جس میں نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا نام فار قلیط دیا گیا ہے اور جس کا ترجمہ محمد ہے۔ ان انجیلوں میں وقتاً" فوقتاً" تحریف ہوتی رہی ہے کیونکہ کئی جگہ سے آئیتیں اڑا دی گئی ہیں اور کئی فقرات کے معنی بدل کر ان کے معنی تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ اس قسم کی تحریفات کی وجہ جواز یہ بیان کی جاتی ہیں کہ نئے اور زیادہ مصدقہ نسخے دستیاب ہونے کے باعث موجودہ نسخوں کی تطبیق اور تصحیح لازمی ہے" (صفحہ (134:135)

مذکورہ اقتباس "اردو انسائیکلو پیڈیا" فیروز سنز لاہور' تیسرا ایڈیشن' طباعت دوم 1987ء سے لیا گیا ہے اب ایک دوسرا اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

"اینٹی ڈو کمینا۔ بائبل کے عہد نامہ جدید کی وہ کتب یا صحائف جن کو اوائل میں مختلف فرقوں کے سرکردہ پادری مقدس نہیں مانتے تھے گو بعد میں ان کو تقدس کا درجہ دے دیا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ صحائف عبرانی زبان میں نہیں ملتے تھے بلکہ ابتدا" یونانی زبان میں تحریر کئے گئے تھے۔ ان کی تعداد بہت تھی لیکن جو صحائف مقدس تسلیم کئے گئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:- پولوس کا مراسلہ عبرانیوں کے نام' مقدس جیمز کا مراسلہ' مقدس پطرس کا دوسرا مراسلہ' یوحنا کا دوسرا اور تیسرا مراسلہ' مقدس جودی کا مراسلہ اور یوحنا کا مکاشفہ یہ تمام صحائف اب انجیل کا جزو ہیں" (اردو انسائیکلو پیڈیا۔ فیروز سنز 87ء طبع دوم صفحہ 178)

"بائبل - یونانی لفظ بمعنی کتب' عیسائیوں کی مقدس کتاب جس میں عہد نامہ قدیم (عتیق) کی 39 کتب' عہد نامہ جدید کی 27 کتب اور اسفار محرفہ کی 14 متنازعہ فیہ کتب شامل ہیں۔ یہود صرف عہد نامہ قدیم کو بائبل کہتے ہیں ....." (صفحہ 191)

"توراۃ - توریت وہ آسمانی کتاب جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی اور جس کا قرآن میں جگہ جگہ ذکر آتا ہے۔ نص قرآنی یہ ہے کہ یہودیوں نے اس میں حسب ضرورت ترمیم کرلی ہے یہی وجہ ہے کہ گو اس میں وہی قصص اور احکام پائے جاتے ہیں جو قرآن شریف میں ہیں لیکن عقائد اور مسائل میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور وہ تمام باتیں جو اسلام کو سچا مذہب ثابت کرتی ہیں اس میں سے نکال دی گئی ہیں۔ اس لئے جب حضور ﷺ سے توراۃ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کتابوں کو نہ سچ کہو نہ غلط بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ہم اللہ کی کتابوں پر ایمان لائے۔ آنحضرت کے زمانے میں یہودی توریت کے مضامین کو اچھی طرح سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ قرآن میں ان کو مطعون کیا گیا ہے کہ وہ بعض باتیں ظاہر کرتے ہیں اور بعض چھپا لیتے ہیں۔ موخر الذکر باتوں میں

حضور کے سچے پیغمبر ہونے کی بھی شہادت ہے۔ یہود سے یہ بھی گیا تھا کہ سچے ہو تو توراۃ لاؤ اور سب کے سامنے سناؤ" (اردو انسائیکلو پیڈیا۔ فیروز سنز ایڈیشن سوم' طبع دوم 87ء صفحہ 332)

"انجیل - بائبل:

"Thus it was not till the middle of the second century that the word came to signify a book and even after that till the end of the 2nd. Century it continued to bear its original meaning as well.," (Encyclopedia Biblica, Page - 1889).

(چنانچہ دوسری صدی ے وسط تک اس لفظ نے کتاب کے معنی اختیار کر لئے اور اس کے بعد' دوسری صدی کے اختتام تک اپنے انہی اصل معنوں (انجیل - بائبل) میں استعمل ہوتا رہا) یعنی مسیح کے 150 سال بعد یہ نام طے ا۔ (انسائیکلو پیڈیا ببلیکا صفحہ 1889)
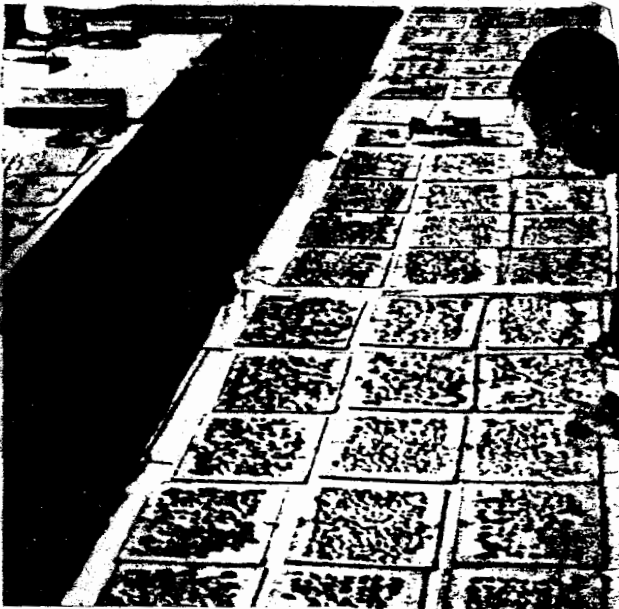
بسومردار سے ملنے والے مخطوطات عجائب گھر میں

"بائبل - تدوین توراۃ :

"یہ امر محقق ہے کہ اسفار موسیٰ کی تدوین 45 - 444ء قبل مسیح میں کی تھی"

(Chronological Index to the Bible.)

"یہاں تک کہا جاتا ہے کہ عزرا نے تمام عہد عتیق کو محض حافظہ کی بنیاد پر از سر نو تحریر کیا کیونکہ ان کتابوں کے تمام نسخے تغافل شعاری کی وجہ سے معدوم ہو چکے تھے۔" (کٹو۔ انسائیکلو پیڈیا آف بیبکل لٹریچر) اسی عزرا کے حافظے پر ایک معاصر کی رائے دیکھئے :۔

"تواریخ باب 4' آیت 7 کے تحت : اس جگہ غلطی سے عزرا نے بیٹے کی جگہ پوتا لکھ دیا تھا۔ ایسے اختلافات میں تطبیق بے فائدہ ہے"
(ریورنڈ آدم کلارک کی تفسیر مطبوعہ 1891' صفحہ 1681)

"تمام مسیحی علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ توریت 15 سو برس قبل مسیح لکھی گئی۔ پہلے وہ ایک جلد میں مدون ہوئی لیکن مسیحی علما کے نزدیک جب بہتر 72 علماء (کونسل) نے 284 قبل مسیح توریت کو عبرانی سے یونانی میں منتقل کیا تو اس کتاب کو پانچ مختلف کتابوں میں تقسیم کر دیا 1 - پیدائش' 2 - خروج' 3 - احبار' 4 - گنتی' 5 - استثنا - باب اور آیات کی تفصیل 1240ء عیسوی میں کارڈینل ہوگو' نے کی" (احوال کتاب مقدسہ حصہ اول باب 48' صفحہ 117' مطبوعہ لندن)

(یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ تورات پر تباہی و بربادی کے 7 دور آئے جن کی تفصیل متعلقہ کتب میں ہے۔)

bi-ble \'bi-bel\ n [ME, fr. OF, fr. ML blia, fr. Gk pl. of bibilion book, dim. of byblos papyrus, book, fr. Byblos, ancient Phoenician city from which papyrus was exported! 1 cup a : the sacred scriptures of Christians comprising the Old Testament and the New Testament b : the scared scriptures of some other religion (as Judaisiam) 2 obs: book 3 cup : a copy or an edition of the Bible 4 : a publication that is preeminent esp. in authoritativeness <the fisherman's ~> 5 : something suggesting a book: as a : a small holystone b: OMASUM

THE BOOKS OF THE OLD TESTAMENT

ROMAN CATHOLIC CANON	PROTESTANT CANON	ROMAN CATHOLIC CANON	PROTESTANT CANON
Genesis	Genesis	Wisdom	
Exodus	Exodus	Ecclesiasticus	
Leviticus	Leviticus	Isaias	Isaiah
Numbers	Numbers	Jeremias	Jeremiah
Deuteronomy	Deuteronomy	Lamentations	Lamentations
Josue	Joshua	Baruch	
Judges	Judge.	Ezechiel	Ezkiel
Ruth	Ruth	Daniel	Daniel
1&2King	1&2Samuel	Osee	Hosea
3&4King	1&2Kings	Joel	Joel
1&2Paralipomenon		1&2Chronicles	Amos Amos
		Abdias	Obadiah
1Esdras	8Ezra	Jonas	Jonah
2Esdras	Nehemiah	Micheas	Micah
Tobias		Nahum	
Oudith		Habacuc	Habakkuk
Esther	Esther	Sophonias	Zephaniah
Job	Job	Aggeus	Haggai
Psalms	Psalms	Zacharias	Zechariah
Proverbs	Proverbs	Malachias	Malachi
Ecclesiastes	Ecclesiastes	1&2Machabees	
Canticle Of	Song Of Solomon		
Canticles			

JEWISH SCRIPTURE

Law	1&2Kings	Nahum	Song Of Songs
Genesis	Isaiah	Habakkuk	Ruth
Exodus	Jeremiah	Zephaniah	Lamentations
Leviticus	Ezekiel	Haggai	Ecclesiastes
Numbers	Hosea	Zechariah	Esther
Deuteronomy	Joel	Malachi	Daniel
Prophets	Amos	Hagiographa	Ezra
Joshua	Obadiah	Psalms	Nehemiah
Judges	Jonah	Proverbs	1&2Chronicle
s			
1&2Samuel	Micah	Job	

PROTESTANT APOCRYPHA

21&2Esdras	Wisdom Of	Baruch	Susanna
Tobit	Solomon	Pryer Of Azariah	Bel And The
Judith	Ecclesiasticus	And The Song	Dragon
Additions To	Or The Wisdom	Of The Three	The Pryer Of
Esther	Of Jesus Son	Holy Children	Manasses
	Of Sirach		1&2Maccabee

THE BOOKS OF NEW TESTAMENT

Matthew	Romans	1&2Thessalonians	1&2Peter
Mark	1&2Corinthians	1&2Timothy	1,2,3 John
Luke	Galatians	Titus	Jude
John	Ephesians	Philemon	Revelation
Acts Of The Apostles	Philippians	Hebrews	(Roman Catholic Canon Apoealypse)
	Clossians	James	

مصنف کے دلائل کا تجزیہ:

1 - ☆ اللہ تعالیٰ کی وصیت یہود کے لئے کہ میرے احکام کو بڑھانا گھٹانا نہیں۔ اس پر ہم اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے مسیحی دانشوروں کی مصدقہ رائے پیش کرتے ہیں:

"اناجیل میں ایسے نمایاں تغیرات دانستہ کئے گئے ہیں جیسے مثلاً" پوری پوری عبارتوں کو کسی دوسرے ماخذ سے لے کر کتاب میں شامل کر دینا .... یہ تغیرات صریحاً" کچھ ایسے لوگوں نے بالقصد کئے ہیں جنہیں اصل کتاب کے اندر شامل کرنے کے لئے کہیں سے مواد مل گیا اور وہ اپنے آپ کو اس کا مجاز سمجھتے رہے کہ کتاب کو بہتر یا زیادہ مفید بنانے کے لئے اس کے اندر اپنی طرف سے اس مواد کا اضافہ کر دیں ...... بہت سے اضافے دوسری صدی ہی میں ہو گئے تھے ..... اور کچھ نہیں معلوم کہ ان کا ماخذ کیا تھا" (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا مضمون بائیبل)

Bible "When Jews and Christian need to find the resources of their faith for a personal crisis, they often turn to the Bible. Its teachings as well as its terminology have tended to dominate the many controversies that have broken out among theologians and religionists throughout Jewish and Christian history." (Encyclopedia Bretanica "Bible", Page 570)

(جب کبھی کسی ذاتی الجھن میں راہنمائی کی خاطر یہودی اور مسیحی اپنے مذہب کی بنیاد کے متلاشی ہوتے ہیں تو وہ بائبل کی طرف لپکتے ہیں۔ اس کی

تعلیمات اور اس کی اصطلاحات مذہبی حلقوں میں ہمیشہ بہت متنازعہ فیہ پائی جاتی ہیں اور یہ یہود و نصاریٰ کی پوری تاریخ کی حقیقت ہے۔)

"To be sure, many parts of the Bible do not rank very highly as literature; their style is ordinary and their language repetitive" (As Above Page 570)

(ادب کے معیار پر بائبل کے بہت سے اجزا پورے نہیں اترتے' انداز عامیانہ اور بات بار بار کہنے کا ہے)(مذکورہ' صفحہ 570' پیرہ 3)

"The books were composed over a period of many centuries (how many is a matter of debate) in three languages- Hebrew, Aramaic and Greek Their authors include the sheeperds and the kings, men of considerable learning and men of hug."2

(ان کتابوں کی تدوین کئی صدیوں میں ہوئی (کتنی صدیاں' اس پر گفتگو ہو سکتی ہے) اور تین زبانوں عبرانی' سریانی اور یونانی میں یہ مدون ہوئی۔ اس کے تدوین کنندہ چرواہے بھی تھے اور بادشاہ بھی' اعلیٰ صلاحیتوں والے تعلیم یافتہ بھی اور اپنے اپنے خول میں بند رہنے والے متعصب بھی)

(Encyclopedia Bretanica Bible - Page 570, column 2 outline.)

"When a Protestant examins a Roman Catholic version of the Bible, he notices the presence of certain books that do not appear in his own Bible. Why should this be so, he may ask, and how did those books get into the Bible .... In addition when almost any reader examins a new translation of the Bible he discovers that some well known passages are missing from it."

(ایک پروٹیسٹنٹ جب رومن کیتھولک عقیدہ کی بائبل دیکھتا ہے تو وہ اس میں کچھ اضافی باب پاتا ہے۔ جو اس کی اپنی بائبل میں نہیں۔ وہ پوچھ سکتا

ہے کہ ایسا کیوں ہے اور یہ باب اس کتاب مقدس کا حصہ کیسے بن گئے؟۔
مزید براں جب کوئی قاری بائبل کا نیا ترجمہ دیکھتا ہے تو اس میں چند معروف پیرے غائب ہیں)

(Encyclopedia Bretanica Bible'- Canon and Text- Page 575).

توریت و انجیل کی صحت و حقانیت' کے مصنف (اگر کوئی معقول شخص ہے تو) کی تسلی کے لئے' انہی کے دانشوروں کی مصدقہ تحریروں سے تحریف ثابت ہو چکی ہے تاہم چند عملی مثالیں اور پیش کئے دیتے ہیں۔ تاکہ مسلمان قاری کا الجھاؤ بھی باقی نہ رہے اگرچہ قرآن کے بیان کے بعد تحریف کا ثبوت مانگنا مومن کے ایمان سے فرو تر ہے

تضادات

"☆ آدم کو کہا گیا کہ جس دن تو نیک و بد کے درخت کا پھل کھائے گا تو ضرور مرے گا۔ (پیدائش 17:2)

☆ آدم پھل کھانے کے بعد 930 برس جیتا رہا۔ (پیدائش 5:5)

"☆ تو تب موسیٰ اور ہارون اور ندب اور ابیہو اور بنی اسرائیل

کے 70 بزرگ اوپر گئے اور انہوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا اور اسکے پاؤں کے نیچے نیلم کا پتھر کا چبوترہ تھا۔ (خروج' 24:10-9)

☆ اور یہ بھی کہا تو میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا کیونکہ انسان مجھے دیکھ کر زندہ نہیں رہے گا۔ (خروج' 20:33)

2 - ☆ عہد عتیق کے تین ادوار (حضرت آدم سے موسیٰ تک فصل اول) واقعات میں کروڑوں سالوں کا درمیانی فرق ہے۔ یہ دعوی بائبل کے علم سے ناواقفیت' اور جہل مرکب کا شاہکار ہے کہ عہد عتیق کے پہلے باب' پیدائش میں تخلیق آدم سے طوفان نوح تک عمروں کے بیان سے مدت کا تعین واضح ہے مثلاً"

نام	عمر (سال)	حضرت آدم کی پیدائش تک وقت
آدم	930	930
سیت	912	1042
انوس	905	1140
قینان	910	1235
محلل ایل	895	1290
یارد	962	1422
حنوک	365	987
متوسلح	969	1656
لمک	777	1651
نوح	950	2006
سم	600	2156
ار فکسد	438	2096
سلح	433	2122
عبر	464	2187
فلج	239	1996
رعو	239	2026
سروج	230	2049
نحور	148	1997
تارح	205	2083
ابراہیم	175	2123

"ابراہیم علیہ سے عیسٰی علیہ تک محتاط ترین اندازوں کے مطابق 18 صدیوں کا فاصلہ ہے اگرچہ بائبل یہ اعداد و شمار پیش نہیں کرتی۔ 1975ء میں مسیحی کتب کے حساب سے جو محتاط تخمینے کی حیثیت سے زیادہ وزنی نہیں، تخلیق انسان کی مدت 5736 سال بنتی ہے"

(The Bible, The Qur'an and Science Maurice Bucaill, The date of the world's creation and the date of the man's appearance on Earth p-29)"

انسان کی تخلیق، تو ہزاروں سال سے آگے نہیں بڑھتی مگر' صحت و حقانیت' کی انتہا کہ ادم سے مسیح تک فاصلہ کروڑوں سال تک پہنچا دیا گیا۔ ہم مسیحی برادری کی بات نہیں کرتے' ہم ان مسلمان قاری حضرات سے مخاطب ہیں جن کو "اسلام کی تاریکی" سے نکال کر "مسیحیت کی روشنی" تک لانے کے لئے دیانت کا یہ مظاہرہ ہے ضمناً" یہاں یہ ذکر بھی کر دیا جائے کہ جو ماہرین ترقی و تحقیق کے نام پر آج ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ فلاں جگہ پر 50 ہزار سال' یا 5 لاکھ سال وغیرہ قبل کی کھوپڑی ملی یا ڈھانچہ ملا وہ علم کے نام پر جہالت پھیلانے والے ہیں۔ البتہ غیر انسانی اشیاء لاکھوں سال پرانی ہو سکتی ہیں کہ تخلیق کائنات کی تاریخ پرانی ہے اور خود قرآن اس پر گواہ ہے۔ سورۃ الدھر کا آغاز بہترین شہادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئى مذكورا۔ کیا انسان نہیں جانتا کہ لامتناہی مدت تک (اس کی پیدائش تک) وہ کچھ نہ تھا۔

3- نوح بھی سچائی اور راستبازی سے بھرپور تھے۔ اس پر عہد نامہ عتیق کی 'حقانیت' کا شاہکار ملاحظہ فرمائیے بلکہ چند دوسرے پیغمبروں کی عصمت پر گواہی بھی دیکھ لیجیے۔

"اور نوح کاشتکاری کرنے لگا اور اس نے انگور کا ایک باغ لگایا اور اس نے مے پی اور اور اسے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرے میں برہنہ ہو گیا اور کنعان کے باپ حام نے اپنے باپ کو برہنہ دیکھا اور اپنے دونوں بھائیوں کو باہر آ کر خبر دی ....." (پیدائش (9: 20 - 22)

"(عذاب کے فرشتوں کی ہدایت کے بعد) اور لوط صغر سے نکل کر پہاڑ پر جا بسا اور اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں۔ کیونکہ اسے صغر میں بستے ڈر لگا اور وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگے۔ تب

پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بڈھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم آغوش ہوں تا کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو مے پلائی اور پہلوٹھی اندر گئی اور اپنی باپ سے ہم آغوش ہوئی پر اس نے نہ جانا کہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی۔ اور دوسرے روز یوں ہوا کہ پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہم آغوش اور آج بھی اس کو مے پلائیں اور تو بھی جا کر اس سے ہم آغوش ہو تا کہ ہم اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو اس رات بھی انہوں نے اپنے باپ کو مے پلائی اور چھوٹی گئی اور اس سے ہم آغوش ہوئی پر اس نے نہ جانا کہ کب لیٹی اور کب اٹھی سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنی باپ سے حاملہ ہوئیں" (پیدائش 19 : 30 - 36)

عصمت انبیاء کے حوالے سے "حقانیت اور صحت" سے بھرپور تورات کا اقتباس آپ پڑھ چکے ہیں اب تضاد بیانی سے متعلقہ بعض سوالات دیکھنے سے پہلے ایک اور اقتباس اسی حوالے سے ملاحظہ فرمائیے۔ ہم اگر کوئی تبصرہ نہ بھی کریں تو ان دو تحریروں کو ملا کر پڑھنے والا خود ہی فیصلہ کرنے کے قابل ہو گا۔

"تب ان مردوں نے (عذاب کے فرشتوں نے) لوط سے کہا کیا یہاں تیرا کوئی اور ہے؟ داماد اور اپنے بیٹوں اور بیٹیوں اور جو کوئی تیرا اس شہر میں ہو سب کو اس مقام سے باہر نکال لے کیونکہ ہم اس مقام کو نیست و نابود کریں گے" (پیدائش 19 : 12)

اس کھلے تضاد پر عقل دنگ ہے۔ بیٹیاں شادی شدہ ہیں' باپ پیغمبر ہے' شراب (مے) ہر شریعت میں حرام رہی ہے' باپ اور بیٹیاں معیار تقوی کی بنیاد پر عذاب سے محفوظ ہوئے ہیں' قریب ہی چند سو کلو میٹر کے فاصلے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت بستی ہے جس کا حضرت لوط علیہ السلام کو بھی علم ہے اور ان بالغ بیٹیوں کو بھی' شراب ایسا مشروب نہیں جو دھوکے سے پلایا جا سکے اس کی بو اور کڑواہٹ مسلمہ ہے اور پھر وہ شراب پہاڑ کی غار میں آئی کہاں سے یا پیغمبر کے گھر میں

تھی جسے چلتے وقت ناجی خاندان نے ساتھ اٹھا لیا تھا۔ کیا ان سوالات کے جوابات کوئی حقانیت کا داعی دے سکے گا؟

4- اللہ کی باتوں کو کبھی زوال نہیں - (شہادت الوحی) - مسلمان کے لئے تو یہ بات جزو ایمان ہے اس میں معمولی سی جھول بھی ایمان کو غارت کرنے کے لئے کافی ہے اور قرآن اس پر بہت واضح دلیل لاتا ہے مگر جیسا کہ اوپر شواہد سے سامنے آ چکا ہے' ہر دور کے لوگوں نے اللہ کے لازوال کلمات کو زوال سے ہمکنار کرنے کی اپنی سی سعی کی ہے جنہیں اپنی بات کی "صحت وحقانیت" کا زعم ہے وہ صرف اس کا جواب دے دیں کہ کیا ان کا یہ فرمان سچا ہے کہ "نوح علیہ بھی سچائی اور راستبازی سے بھرپور تھے" یا عہد نامہ عتیق کی مذکورہ پیش کردہ آیت 20 : 22' باب 9 سچائی بیان کرتی ہے یا پھر حضرت لوط علیہ کے حوالہ سے عصمت انبیاء کو "مستحکم" کرنے والی عہدنامہ عتیق کے باب پیدائش کی آیات 30 تا 36' باب 19' درست ہیں جن نفوس قدسیہ کو خالق نے انسانیت کی راہنمائی کے لئے چنا کہ وہ نمونہ بنیں' بائیبل انہیں زانی شرابی کے روپ میں پیش کرکے اللہ کی باتوں کو لازوال' ثابت کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی باتیں بلاشبہ لازوال ہیں اٹل ہیں اور عصمت انبیاء پر دلیل بھی ہیں ملاحظہ فرمائیے اور خود "حقانیت اور صحت" کا معیار دیکھئے :-

"واذکر فی الکتب ابراھیم انه کان صدیقا نبیا"

○ اس کتاب میں ابراہیم کا ذکر کرو بے شک وہ سچا نبی تھا۔ (19 : 41)

ووھبنالہ اسحق و یعقوب وکلا جعلنا نبیا"
ووھبنا لھم من رحمتنا و جعلنا لھم لسان صدق علیا"

○ ہم نے اسے اسحاق علیہ اور یعقوب علیہ عطا کئے اور ہر ایک کو نبی کے مرتبہ پر فائز کیا' ہم نے اپنی رحمت سے نوازا اور ان کے لئے سچی ناموری رکھی۔ (19 : 50/49)

واذکر فی الکتاب موسی انه کان مخلصا" وکان رسولا" نبیا" ○ اس کتاب میں موسیٰ علیہ کا ذکر کرو بے شک رسول تھا۔ (19 : 52)

ووھبنالہ من رحمتنا اخاہ ھارون نبیا" ○ اور اپنی رحمت سے اس کے بھائی ھارون کو نبی بنا کر (دست راست عطا کیا) (19 : 53)

واذکر فی الکتاب اسماعیل انه کان صادق الوعد وکان رسولا" نبیا" ○ اس کتاب میں اسماعیل علیہ کا ذکر کرو جو وعدے کا سچا تھا۔ (19 : 54)

واذکر فی الکتاب ادریس انه کان صدیقا" نبیا" ○ اس کتاب میں ادریس علیہ کا ذکر کرو جو سچائی کا علمبردار تھا۔ (19 : 56)

اولئک الذین انعم اللّٰه علیھم من النبین من ذریته ادم و ممن حملنا مع نوح ومن ذریته ابراھیم و اسرآئیل و ممن ھدینا و اجتبینا اذا تتلیٰ آیات الرحمٰن خروا سجد اوبکیا" ○ یہ ہیں انبیاء جن پر اللہ نے احسان کیا اولاد آدم علیہ میں سے' اور ان میں سے جن کو ہم نے نوح علیہ کے ساتھ سوار کیا اور ابراھیم علیہ اور یعقوب علیہ کی اولاد میں سے اور جنہیں ہم نے چنا اور ہدایت بخشی۔ جب ان پر رحمٰن کی آئیتیں پڑھی جاتی ہیں تو روتے ہوئے سجدہ میں گر جاتے ہیں۔"

یہ ہیں اللہ کی لازوال باتیں قرآن جنکا محافظ ہے اور آج ساڑھے 14 صدیاں گذرنے پر جس کے ایک حرف پر زوال نہیں آیا۔ الحمد للہ۔

5- اتصال تواتر

اتصال و تواتر کے حوالے سے، "صحت و حقانیت" کے مصنف جو دلیل لائے ہیں خود بائبل اس کا منہ چڑاتی ہے۔ اس کے اتصال و تواتر پر اس قدر چر کے لگے کہ عہد نامہ عتیق ہو یا جدید ان کا سینہ داغدار ہے۔

> "The time span covered by the main body of the Old testament is approximately 1000 years. According to most archaeologists and historians the Exodus took place some time after 1300 B.C and the return of Ezha shortly before 400 B.C. .... At the other end of the story of books of the Maccabees provide some additional dates for the period between Ezra and the new Testament. But Old Testament history deals largely with the nine or ten centuries beginning at the Exodus."

عہد نامہ عتیق کا معتد بہ حصہ کم و بیش ایک ہزار سال پر محیط ہے۔ ماہرین آثار قدیمہ اور تاریخ دان حضرات کے مطابق ہجرت (خروج) کا وقت 1300 ق م ہے اور عزرا کی واپسی تو 400 ق م سے کچھ پہلے ہے ..... دوسری جانب یہود کے خطوط عہد نامہ جدید کے حوالے سے عزرا کی واپسی کے ضمن میں کچھ اور مدت کا تعین کرتے ہیں۔ تاہم عہد نامہ عتیق (قدیم) خروج یا ہجرت کو نویں یا دسویں صدی قبل مسیح تک محدود رکھتا ہے۔

(Encyclopedia - Article 'Bible' - page - 571)

"تورات پر متعدد بار آسمانی آفتیں نازل ہوئیں، جس کی وجہ سے کئی بار یہ کتاب گم ہوئی اور کئی بار لکھی گئی" (احوال کتاب مقدس حصہ اول صفحہ 117 باب 48 مطبوعہ لندن)

"توریت پہلی گمشدگی اور بازیابی: ☆ اور سردار کاہن خلقیاہ نے سافن منشی سے کہا کہ مجھے خداوند کے گھر سے تورات کی کتاب ملی ہے

اور خلقیاہ نے وہ کتاب سافن کو دی اور اس نے اس کو پڑھا اور سافن منشی بادشاہ کے پاس آیا اور بادشاہ کو خبر دی کہ تیرے خادموں نے وہ نقدی جو ہیکل میں ملی لے کر ان کارگذاروں کے ہاتھ میں سپرد کی جو خداوند کے گھر کی نگرانی رکھتے ہیں اور سافن منشی نے بادشاہ کو یہ بھی بتایا کہ خلقیاہ کاہن نے ایک کتاب میرے حوالہ کی ہے۔ اور سافن نے اسے بادشاہ کے حضور پڑھا جب بادشاہ نے تورات کی کتاب کی باتیں سنیں تو اپنے کپڑے پھاڑے☆" (سلاطین دوم باب 22ء آیات 8 تا 12)

"توریت کی دوسری گمشدگی اور بازیابی : ☆ اور انہوں نے خدا کے گھر کو جلا دیا اور یروشلم کی فصیل ڈھا دی اور اس کے تمام محل آگ سے جلا دیئے اور اس کے سب قیمتی ظروف کو برباد کیا اور جو تلوار سے بچے اور وہ ان کو بابل لے گیا اور وہاں وہ اس کے (بخت نصر کے) اور اس کے بیٹوں کے غلام رہے جب تک فارس کی سلطنت شروع نہ ہوئی تاکہ خداوند کا وہ کلام جو یرمیاہ کی زبانی آیا تھا پورا ہو کہ ملک اپنے سبتیوں کا آرام پالے کیونکہ جب تک وہ سنسان پڑا رہا تب تک یعنی 70 برس تک اسے سبت کا آرام ملا (کتاب گم رہی)" (تواریخ دوم 36 : 19 تا 21)

نمونتہ ہم نے چند اقتباسات مسیحی کتب سے بلکہ خود تورات سے پیش کیئے ہیں کہ یہ اختصار کی مجبوری ہے ورنہ کتاب مقدس پر تاریخی شواہد کی روشنی میں جو مصیبت آئی' اس پر کتاب مقدس کی اپنی شہادتیں موجود ہیں مثلاً" تیسری تباہی 170 قبل مسیح میں انطاکیہ کے بادشاہ انیٹونیس کے ذریعے' چوتھی تباہی 70ء قبل مسیح میں شہزادہ ٹیطس کے ذریعے پانچویں بربادی ٹیطس کے حملے کے 65 سال بعد یعنی 5 قبل مسیح میں قیصر ہڈرین کے عہد میں' چھٹی تباہی 400ء میں رومیوں پر وحشی اقوام کے غلبہ کے وقت اور ساتویں بار 613ء عیسوی میں خسرو پرویز کے یروشلم پر حملے کے وقت جب کم و بیش نوے ہزار عیسائیوں کے قتل عام کے ساتھ گرجے اور متبرک نشانات تک مٹا دیئے تھے۔ اس کی تفصیلات کے لئے جس کا جی چاہے مسیحی مصنفین کی کتب

Choronological Index to the Bible 'Introduction to Polyglat Bible'

اور الکتاب کے مقالات معروف' مطبوعہ مرزا پور 1860ء کے صفحہ 20 - 19 دیکھ لے۔

6 - 7 - قدیم نسخ

اردن کے قریب بحر مردار کے آس پاس قمران کے غاروں سے 1945ء میں ملنے والے بعض مخطوطات سے بائیبل کی صداقت ثابت کرنا انتہائی کم علمی ہے۔ ان مخطوطوں (Dead sea scrolls) نے جو کچھ دیا اسے ایک اخبار کی خبر میں دیکھ لیجئے مسیحی برادری کا سر جھکانے کے لئے تو یہی کافی ہے:۔

"(نیو یارک - انٹر نیشنل ڈسک) عیسائیت کے بنیادی عقائد یہودیوں نے وضع کئے تھے۔ بحر مردار کی غاروں سے قدیم مخطوطے دریافت ہونے سے یہودیت اور عیسائیت کے موجودہ عقائد کی حقیقت واضح ہو گئی۔ اسرائیل نے سالہا سال تک محققین کو ان مخطوطات کی ہوا نہ لگنے دی۔ لانگ بیچ میں کیلیفونیا سٹیٹ یونیورسٹی میں مشرق وسطیٰ کے مذاہب کے پروفیسر رابرٹ آئزمین نے حال ہی میں ان مخطوطات کا دقیق مطالعہ کرنے کے بعد یہ انکشاف کر کے دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے کہ عیسائیوں کا حضرت یسوع مسیح کو صلیب' دیئے جانے کا عقیدہ دراصل ایک قدیم یہودی فرقے کی اختراع ہے......"

"Attention was new focused upon essential difference between" the Scrolls and the New Testament."

(Dead Sea Scroll- page 13, Para-2, Johr M. Allegro)

عہد نامہ جدید اور مخطوطات کے مابین ناگزیر تضادات پر اب توجہ مرکوز کی گئی - (بحر مردار کے مخطوطات از جان ایم الیگرو)

"On the other hand, the view of Jesus's mission and person as represented by the letters of St. Paul, the earliest of the New Testament records, and dating, supposedly, to within a decade or two of the Crucification, is completely different again If we had only this correspondence to go on, we should know practically nothing about the

Tescher's public ministry, his sayings or details, including the date, of his shameful death.,"

(Dead Sea Scrolls - John M. Allegro, Page-14, Para-3).

(دوسری طرف سینٹ پال' کا یسوع کے مشن اور شخصیت پر اظہار خیال' عہد نامہ جدید کی ابتدائی تدوین کے عہد کا مفروضہ' کہ یہ حضرت عیسیٰ کو صلیب دیئے جانے کے عشرہ دو عشرہ بعد ہوئی تھی' اب بالکل مختلف ثابت ہے۔ اگر ہم اس مفروضے کو درست مان لیں تو ہم عملاً" معلم و مربی (یسوع) کے متعلق اس کی شخصیت اور پیغام کے حوالے سے کچھ نہ جان سکیں گے خصوصاً اس کو دی جانے والی شرمناک موت کے مہ و سال)

"The New Testament is still our main witness, and we can't afford to neglet the Gospal narratives, however lacking they may be in chronological consistency, geographical, topographical, sociological, political, philological or religious"

(Dead Sea Scrolls, Page-193).

(آج بھی ہمارے لئے عہد نامہ جدید معتبر شہادت ہے اور ہم اس کے مرتبین کو نظرانداز نہیں کر سکتے' چاہے یہ کتنی بھی تاریخی عدم تسلسل کا شکار ہو' جغرافیائی' ارضیاتی' معاشرتی' سیاسی' علم السان اور مذہب کے معیار سے بعید ہو۔)

پھر اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ یہی وہ مسئلہ ہے (مخطوطات اور عہد نامہ جدید) جس سے اس کتاب میں بحث کی گئی ہے اور یہی وہ چیز ہے جس نے دنیا بھر میں قمران سے دستیاب ہونے والے مخطوطات سے گہری دلچسپی پیدا کر دی ہے۔ عیسائی تصورات و عقائد اور اور اس کے نظریات و دعاوی کے لئے اس نئی دریافت نے جو سنگین خطرہ پیدا کیا ہے اسی کی بنا پر عام عیسائی' ان کے پادری اور مذہبی رہنماؤں کے اعصاب پر

مخطوطات مسلط ہو گئے ہیں۔ ایڈمنڈ ولسن کی کتاب "بحر مردار کے مخطوطات" کی مقبولیت کا محض یہی سبب نہیں کہ اس میں مصنف نے بڑی خوبی کے ساتھ ان مخطوطات کی پوری کہانی بیان کر دی ہے بلکہ یہ بات بھی ہے کہ مصنف نے اس میں واضح طور پر یہ حقیقت نمایاں کر دی ہے کہ ان مخطوطات نے عیسائی دنیا کے لئے گوناگوں الجھنیں اور پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں اور یہ کہ عیسائی دنیا کا عروج و فروغ محض تاریخی اتفاق کا ایک جزو اور نتیجہ ہے عیسائیت کے عقائد اور الہامی تعلیمات کا عروج و ترقی سے کوئی واسطہ نہیں ہے" (مخطوطات اور عہد نامہ جدید - کرسٹل سٹڈا - مطبوعہ 57 صفحہ 1'2)

پرانے مخطوطات کے حوالے سے تورات و انجیل کی صحت و حقانیت آپ نے ملاحظہ فرما لی۔ علم و تحقیق کی بددیانتی کی انتہا یہ ہے کہ قاری کو اپنی بات' یا درست کہیے' تو اپنے جھوٹ کا یقین دلانے کے لئے' بعض ایسی کتابوں کے نام اور حوالے لکھ دیئے جاتے ہیں جن تک عام آدمی کی رسائی نہیں ہوتی اور وہ بیچارہ یہ باور کر لیتا ہے کہ جو کچھ اتنی بڑی یا نایاب کتابوں میں لکھا ہے یقیناً" درست ہو گا اور گمراہی یہیں سے جنم لیتی ہے کہ گمراہ نے گمراہ کرنے کے لئے بیج ہی گمراہی کا لگایا ہے۔ ہم بہاں اپنے قاری کی معلومات کے لئے بحر مردار کے قمران غاروں سے ملے مخطوطے کی نقل پیش کرتے ہیں جو دلچسپی سے خالی نہیں ہے:

[illegible] photograph (43.407), copyright Palestine Archaeological Museum, Jerusalem, reproduced by arrangement cf. PAM 218 of 25 [illegible]
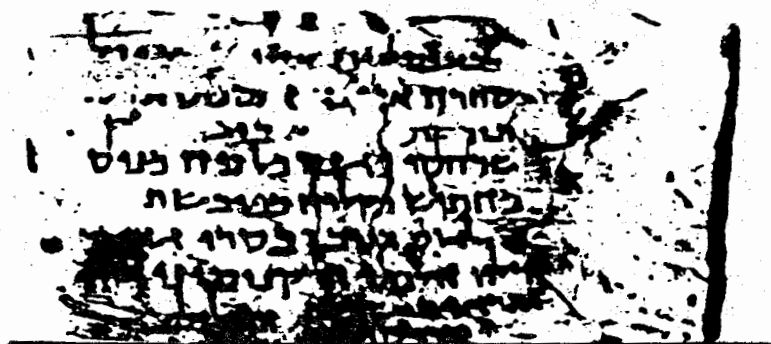
9 - تورات اور انجیل میں تحریف کب ہوئی : 'صحت و حقانیت' کے مصنف نے ایک سوال یہ بھی اٹھایا ہے کہ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق جو تحریف توراۃ و بائیبل میں بیان کی جاتی ہے وہ نزول قرآن سے قبل ہونا ثابت ہے یا نزول قرآن کے بعد اور اس سوال کے منفی یا مثبت جواب پر پھر نئے سوال تشکیل دے کر وہ مسلمان قاری کی گمراہی کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ تحریف کی مزید تفصیلات ملاحظہ فرماکر خود ہی فیصلہ فرمایئے تحریف کب ہوئی اور کب نہیں ہوئی :

"انجیل کا مرتب کنندہ اپنے عقیدہ کے مطابق ترمیم کرسکتا ہے ......
یہ تحریف کی بہت ہی شاذ قسم ہے لیکن عیسائیت کے مسلمہ عقائد کے خلاف ایک شخص مارسیون نے بلا شبہ اس طریقہ کو اپنایا اور اس طرح عیسائیت کے قرن اول ہی میں انجیل کے مختلف متضاد نسخے پھیلنے شروع ہو گئے۔ چوتھی صدی عیسوی میں ایک عالم لوسیاں نے انجیل کے مختلف صحائف اور ان کے متضاد مضامین کا بڑی محنت سے تقابلی مطالعہ کیا اور مطالعہ کی بنیاد پر اس نے انجیل کا ایک نظر ثانی شدہ نسخہ تیار کیا اس مسودہ کو باز نطینی مسودہ بھی کہا جاتا ہے"

(The Origin and Transmission of New Testament L.D. Twettley BD, Page 44-45)

"ہمیں اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ عہد نامہ جدید آج جس شکل میں ہمارے سامنے ہے یہ وہی شکل ہے جس میں انجیل سب سے پہلے ترتیب دی گئی تھی۔ عین ممکن ہے کہ کچھ نامعلوم یا غیر معروف لوگوں کے چھوٹے موٹے نوشتے مفید طلب پاکر معروف و معلوم مصنفوں کی تصانیف میں شامل کر دیئے گئے ہوں۔ دوسرے لفظوں میں یہ ایک حقیقت ہے کہ عہدنامہ جدید کا کوئی صحیفہ بھی اس حالت میں موجود نہیں ہے جس شکل میں اس کو اصل مصنف نے مرتب کیا تھا اور ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ عہد نامہ جدید کے ابتدائی حصوں کی پولس کے ہاتھوں تحریر و ترتیب کے تین سو سال بعد تک عہد نامہ جدید کو نہ تو کسی قطعی شکل اور

مکمل صورت میں کبھی پیش کیا گیا اور نہ ایک مکمل اور ناقابل تغیر کتاب کی حیثیت سے پھیلانا ممکن ہو سکا"

(The Bible and its Common Reader-Netty Ellen Chase 1858 pages 280-281).

"یوحنا نے جناب یسوع کے دوبارہ جی اٹھنے اور لوگوں کے سامنے ظاہر ہونے کی جو روداد بیان کی ہے وہ نمایاں طور پر کتب متفقہ سے مختلف ہے حتیٰ کہ یوحنا کا آغاز کلام بھی مرقس سے مختلف ہے (یہاں یہ بات واضح رہے کہ مرقس کی انجیل میں باب 16 آیت 8 کے بعد جو کچھ بھی ہے وہ اصل انجیل کا حصہ تسلیم نہیں کی جا سکتا) متی اور مرقس کے خاتمہ کلام کو نظر انداز کر کے مرقس کی بعض عبارات لوقا کی انجیل' رسولوں کے اعمال اور پولوس کے خطوط کی عبارات کا موازنہ و تقابل کیا جا سکتا ہے"

(The early Church and the New Testament - page 198.)

"ہم کچھ نہیں جانتے کہ مرقس کون تھا۔ یہ بات بعید از مکان ہے کہ وہ برنباس کا چچا زاد بھائی ہو ...... پطرس نے جو واقعات بیان کئے ہیں انہیں بہت سے راویوں کی یادداشتوں کی چھلنی سے گذار کر قبول کیا گیا ہے ...... ہم یہی نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ مرقس کی انجیل کا مصنف عیسائی تھا اور اس کی زبان چونکہ آرامی تھی اس بنا پر اندازہ ہوتا ہے وہ یہودی النسل تھا"

(The Rise of Christianity E.W. Barner - page 108 - 109)

"یہ بات تو یقینی ہے کہ چوتھی صدی عیسوی کے وسط میں انجیل کے لاطینی قلمی نسخوں کے متن میں خاصا اختلاف پایا جاتا ہے"

(Bible Encyclopedia vol : iv ' page 4993)

"یونانی زبان بولنے والوں کا کلیسائی نظام کسی تعطل کے بغیر قائم چلا آ رہا تھا اور اسی بنا پر ہم دیکھتے ہیں کہ بعض نمایاں اہمیت کے قلمی نسخوں میں' جو ابھی تک محفوظ چلے آتے ہیں کچھ سنگین غلطیوں کی اصلاح بھی کر دی گئی ہے۔ ایسی صورت میں مختلف صحائف اور ان کی روایات میں

اختلاف نمایاں ہونا عین ممکن تھا اسے اتفاقی اختلاف نہیں کہا جا سکتا۔ عہد نامہ جدید کے مختلف النوع مسودات کا بار بار جائزہ لیا ہی اس نیت سے جاتا رہا ہے کہ ان میں جہاں جہاں ضرورت اور مصلحت کا تقاضا ہو تبدیلی کر دی جائے"

(Bible Encyclopedia vol : iv ' page 4980)

تحریف کب اور کیوں کا جواب مسیحیت کی مسلمہ و مصدقہ کتب سے آپ کے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ دلائل کو قبول یا رد کرنے کے لئے آپ قلب و ضمیر کی آواز پر لبیک کہیں گے تو 'صحت و حقانیت' کی روداد کا بھرم بیچ چوراہے پھوٹا نظر آئے گا۔ تحریف کا آغاز تو حضرت موسیٰ علیہ کی وفات کے تھوڑی دیر بعد ہی ہو گیا تھا اور یہی کچھ عہد نامہ جدید کے ساتھ حضرت عیسی علیہ کی وفات کے بعد ہو گیا۔ اس ضمن میں کونسا ثبوت ہے جو ہم نے گذشتہ اوراق میں آپ کے سامنے نہیں رکھا۔

تمام الہامی کتب اپنے سے پہلی کتب کی تائید و تصدیق کرتی رہی ہیں اور اسی طرح پہلے انبیاء و رسل کی بھی مگر اس تائید و تصدیق کے باوجود قابل اتباع ہمیشہ ہی آخری کتاب رہی۔ یہ تائید و تصدیق صرف اس امر کی ہوتی تھی کہ اپنے دور میں نبی اور اس پر نازل کتاب درست تھی اور نیا نبی' نئی کتاب آتی ہی اس وقت تھی جب پہلے نبی کی لائی ہوئی شریعت معقول رد و بدل کا شکار ہو جاتی۔ تحریف سے مراد قطعاً" یہ نہیں کہ تمام کی تمام کتاب بدل ڈالی جائے بلکہ عملی تحریف یہ ہے کہ ناپسند حصوں کی جگہ من پسند حصے ڈال دیئے جائیں یا معنی و مطالب اور تفسیر میں ہیر پھیر کر دیا جائے مثلاً" اگر اسی چیز کو کسوٹی مان لیا جائے تو آپ انجیل متی کی ان آیات کی تشریح کیا کریں گے:۔

"یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائے ایک نقطہ ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے" (متی 5 - 18 - 17)

تورات کی معدوم آیت کو زندہ کرنے یا پورا کرنے کا نام انجیل ہے جو شریعت موسوی کا تسلسل ہے اور بعینہٖ اسی طرح قرآن' توریت و انجیل کی معدوم آیات اور مسخ شدہ شریعت موسوی کی تکمیل کے لئے حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ نزول قرآن سے قبل حضرت موسیٰ علیہ اور حضرت عیسیٰ علیہ کی امتوں نے شریعت موسوی کا جو حشر کیا وہ تاریخ عالم کا حصہ ہے اس مسخ شدہ شریعت پر خود مسیحی دانشوروں کے اقوال مع حوالہ جات پیش کیئے جا چکے ہیں لہٰذا قانون فطرت کی رو سے اس نشاۃ ثانیہ کا انتظام ہونا ناگزیر تھا اور خالق کائینات نے اپنے آخری نبی ﷺ پر قرآن نازل فرما کر شریعت کو مکمل کر دیا اور بار بار کی تحریفات کا راستہ روکنے کیلئے اس کی ذمہ داری بھی خود قبول فرمائی۔ ساڑے چودہ صدیوں کی تاریخ اس حفاظت پر گواہ ہے۔

مذکورہ توضیحات یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ قرآن کریم میں تورات و انجیل کی تائید و تصدیق کا حقیقی مفہوم کیا ہے۔ قرآن نے حضرت آدم علیہ سے لے کر نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ تک بے شمار انبیاء کی نبوت کی تصدیق کی ہے اور ان میں سے جن کو کتابوں سے نوازا ان کا بھی ذکر ہے تو کیا مسیحی احباب کی منطق کے مطابق ان کو بھی اسی طرح برحق مان کر بعد والوں کی نفی کر دی جائے مثلاً" جد انبیاء حضرت ابراہیم علیہ کے صحف اگر مسیحی کسوٹی پر درست ہیں تو تورات و انجیل کا مقام کیا ہے؟ اگر تورات کے بعد زبور ہے تو انجیل عہد نامہ جدید کی حیثیت کیا ہے؟۔

بات اگر کوئی سمجھنا چاہے تو بہت سادہ ہے کہ ہدایت کا منبع و مرکز ایک ہے' جس کے لئے ہے' وہ مخلوق ایک ہے اور ادوار کا فرق انحطاط کو جنم دیتا ہے کہ یہ خالق ہی کی پیدا کردہ فطرت کا تقاضا ہے (چونکنے کی ضرورت نہیں ماضی بعید کو چھوڑ دیجئے اپنے آباؤ اجداد کے دور میں سے' جو شعور کے ساتھ آپ کو یاد ہے اسی کی بنیاد پر بتایئے کہ جو اخلاقی' سماجی' معاشرتی' دینی' تعلیمی اور معاشی اقدار چالیس پچاس سال قبل تھیں کیا وہ 30/35 سال قبل جوں کی توں تھیں اور جو تیس سال قبل تھیں کیا وہ پندرہ سال قبل اصل حالت میں تھیں یا جو پندرہ سال قبل تھیں آج جوں کی توں موجود ہیں؟ (بھلے آدمی کا جواب ہو گا کہ نہیں ہیں)

ہماری مثال کو صدیوں پر پھیلایئے آپ کو جواب خود بخود مل جائے گا۔ یہی ہے وہ سبب جس نے رب کائنات، خالق و مالک جہان کی فیز یبلٹی (Feasibility) میں انبیاء و رسل کے بتدریج مبعوث ہونے اور معقول وقفوں کے ساتھ تجدید شریعت کا انتظام فرمایا اور ہر آنے والے نبی کے ذریعے انسانیت کو یہ اطلاع بھی بہم پہنچائی جاتی رہی کہ میرے بعد دوسرا آئے گا جو اس کام کو آگے بڑھائے گا۔ تاآنکہ یہ شریعت حضرت محمد پر نزول قرآن کے ساتھ مکمل ہو گئی۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا" - (آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور اسلام کو تمہارے لئے پسند فرمایا)۔ اور ساتھ ہی سرور دوعالم کو رحمتہ اللعالمین قرار دے کر نبوت کے خاتمے کا اعلان فرما دیا۔ ماکان محمدا" ابا احد من رجالکم ولاکن رسول اللہ و خاتم النبین و کان اللہ بکل شیئی علیما" - (محمد تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر اللہ اور انبیاء و رسل کا تسلسل ختم کرنے والے آخری نبی ہیں)۔

"تورات و انجیل کی صحت و حقانیت" کے مبینہ مصنف کی طرف سے تورات و انجیل کی قرآن سے تصدیق کے لئے سورۃ المائدہ کی آیات 44' 46 اور 48 کے ضمن میں مذکورہ وضاحت تسلی بخش ہونی چاہیے بشرطیکہ کوئی کھلے دل و دماغ سے اس کا مطالعہ کرے۔ لیکن اگر آیات کو سیاق و سباق کے دیکھیں تو یہ اہل کتاب کے مکرو دجل پر گواہ ہیں۔

"اے پیغمبران لوگوں کی روش تمہیں غم میں ڈالے جو کفر کی راہ میں سبقت کر رہے ہیں ان لوگوں (اہل کتاب) میں سے جو زبان سے تو دعوی کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں حالانکہ ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے یہودیت اختیار کی ہے یہ جھوٹ کے رسیا اور دوسروں کی باتیں ماننے والے ہیں جو خود تمہارے پاس نہیں آتے۔ وہ کلام کو اس کا موقع محل معین ہونے کے باوجود اس کے محل سے ہٹا دیتے ہیں، کہتے ہیں اگر تمہارے معاملے کا فیصلہ یہ ہو تب تو قبول کر لینا اور اگر یہ نہ

ہو تو اس سے بچ کر رہنا اور جس کو اللہ فتنہ میں ڈالنا چاہیے تو تم اللہ کے مقابلے میں کچھ نہیں کر سکتے یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کرنا نہیں چاہا ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ یہ جھوٹ کے رسیا اور پکے حرام خور ہیں۔ اگر یہ تمہارے پاس آئیں تو تمہیں اختیار ہے خواہ ان کے معاملے کا فیصلہ کرو یا ان کو ٹال دو۔ اگر ان کو ٹال دو گے تو یہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے اور اگر تم فیصلہ کرو تو عدل کے مطابق فیصلہ کرو۔ اللہ قانون عدل پر عمل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور یہ تمہیں حکم کس طرح بناتے ہیں جبکہ تورات ان کے پاس موجود ہے پھر حکم بنانے کے بعد برگشتہ ہو جاتے ہیں یہ ہرگز ایمان والے نہیں ہیں"۔

"بے شک ہم ہی نے تورات اتاری جس میں ہدایت و روشنی ہے اسی کے مطابق خدا کے فرمانبردار انبیاء' ربانی علماء اور فقہا یہود فیصلے کرتے تھے بوجہ اس کے کہ وہ کتاب الٰہی کے امین اور اس کے گواہ ٹھرائے گئے تھے کہ لوگوں سے نہ ڈریو اور میرے احکام کو دنیا کی متاع حقیر کے بدلے فروخت نہ کیجیو اور جو لوگ اللہ کی اتاری ہوی شریعت کے مطابق فیصلے نہ کریں تو یہی لوگ کافر ہیں اور ہم نے اس میں ان پر فرض کیا کہ جان کے بدلے جان' آنکھ کے بدلے آنکھ' ناک کے بدلے ناک' کان کے بدلے کان' دانت کے بدلے دانت اور اسی طرح دوسرے زخموں کا بھی قصاص ہے سو جس نے معاف کر دیا تو وہ اس کے لئے کفارہ ہے اور جو اللہ کی لائی شریعت کے مطابق فیصلے نہ کریں گے تو وہی لوگ ظالم ٹھریں گے اور ہم نے ان کے پیچھے انہی کے نقش قدم پر عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا مصداق اس سے پیشتر سے موجود تورات کے اور ہم نے اس کو عطا کی انجیل ہدایت اور روشنی پر مشتمل مصداق اپنے سے پیشتر تورات کی اور ہدایت و نصیحت خدا ترسوں کے لئے واجب ہے کہ اہل انجیل بھی فیصلہ کریں اس کے مطابق جو اللہ نے اس میں اتارا اور جو اللہ کے اتارے ہوئے قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں

تو وہی لوگ نافرمان ہیں"۔

"اور ہم نے تمہاری طرف کتاب اتاری حق کے ساتھ' مصداق اس سے پیشتر سے موجود کتاب کی اور اس کے لئے کسوٹی بنا کر تو ان کے درمیان فیصلہ کرو اس کے مطابق جو اللہ نے اتارا اور اس حق (قرآن) سے ہٹ کر' جو تمہارے پاس آ چکا ہے' ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک ضابطہ اور ایک طریقہ ٹھہرایا اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن اس نے چاہا کہ اس چیز میں تمہاری آزمائش کرے جو اس نے تم کو بخشی (قرآن) تو بھلائیوں کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کرو۔ اللہ ہی کی طرف تم سب کو پلٹنا ہے تو وہ تمہیں آگاہ کرے گا اس چیز سے جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔ اور یہ کہ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے اتارا ہے (قرآن) اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور ان سے ہوشیار رہو کہ مبادا وہ تمہیں اس چیز کی کسی بات سے پھسلا دیں جو اللہ نے تمہاری طرف اتاری ہے پس اگر وہ اعراض کریں (منہ موڑیں) تو سمجھ لو کہ اللہ ان کو ان کے بعض گناہوں کی سزا دینا چاہتا ہے اور بے شک ان لوگوں میں بیشتر نافرمان ہی ہیں۔ کیا یہ جاہلیت کے فیصلے کے طالب ہیں اور اللہ سے بڑھ کر کس کا فیصلہ (درست) ہو سکتا ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو یقین کرنا چاہیں"۔ (المائدہ 41 تا 50 - ترجمہ تدبر القرآن)

قرآن حکیم کی آیات کو سیاق و سباق سے الگ کرکے بلکہ من مرضی کے ساتھ ترجمہ درج کر کے' "تورات و انجیل کی صحت و حقانیت" ثابت کرنے والا مبینہ سکندر جدید' ساہ لوح مسلمانوں کو جس طرح الجھا کر اپنے جال میں لانا چاہتا ہے' سورۃ المائدہ کی آیات 41 تا 50 کے تسلسل نے اس کے مکر و دجل کا تار پود بکھیر دیا ہے۔ ان آیات کی شان نزول یہ ہے کہ خیبر کے معزز یہود کے ایک شادی شدہ جوڑے سے زنا سرزد ہوا۔ تورات میں اس کی سزا سنگساری ہے انہوں نے مدینہ کے یہود کی وساطت سے معاملہ نبی اکرم تک بھیجا مگر اس تاکید کے ساتھ کہ وہ بھی سنگساری کا حکم دیں تو

نہ ماننا۔ کعب بن اشرف وغیرہ مقدمہ لائے تو نبی رحمت نے فرمایا کہ میرا فیصلہ مانو گے یا تورات کا انہوں نے آپ کا فیصلہ قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی تو آپ نے سنگسار کرنے کا حکم دیا مگر انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ حضور نے ابن صوریا نامی یہودی کے علم پر سوال کیا تو یہود کہنے لگے کہ آج روئے زمین پر اس سے بڑا تورات کا عالم کوئی نہیں۔ چنانچہ اسے بلایا گیا۔ نبی اکرم نے اسے قسم دے کر تورات میں شادی شدہ زانی کی سزا پوچھی تو اس نے برملا سب کے سامنے سنگسار کرنا بتایا۔ حضور نے اس سے تورات میں تبدیلی کا سبب پوچھا تو ابن صوریا نے عرض کیا کہ ہمارے ہاں یہ سزا صرف غریب کے لئے تھی امیر پر لاگو نہ ہو سکتی تھی لہٰذا ایک واقعہ نے اسے بدلنے پر مجبور کر دیا واقع یہ تھا کہ ایک مرتبہ بادشاہ کے چچا زاد بھائی نے زنا کیا تو ہم نے سنگسار نہ کیا پھر ایک دوسرے شخص نے اپنی قوم کی عورت سے زنا کیا تو ہمارے بادشاہ نے اسے سنگسار کرنا چاہا پس قوم اٹھ کھڑی ہوئی پھر سب کے لئے چالیس کوڑے میں اسے بدل دیا گیا۔

اس پس منظر میں یہود کا رویہ اور قرآن پاک کا فرمان پڑھ کر خود فیصلہ فرما لیجئے کہ کیا ان آیات سے وہی حقانیت ثابت ہوتی ہے۔ مصنف جس کے لئے مصر ہے۔ اسی طرح سورۃ النحل کی آیت 43 وما ارسلنا من قبلک الا رجالاً نوحی الیھم فسئلوا اھل ذکر ان کنتم لاتعلمون (اور ہم نے تم سے پہلے بھی آدمیوں (بشر) کو ہی دلائل اور کتابوں کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا جن کی طرف ہم وحی کرتے رہے تو اگر تم نہیں سمجھتے (کہ بشر رسول ہو سکتا ہے) تو اہل ذکر (اہل کتاب سے) پوچھ لو (کہ پہلے بھی بشر ہی رسول تھے) یہاں بھی بات سیاق و سباق کے مکر سے متعلق ہے بات ہو رہی ہے مشرکین کے اس اعتراض پر کہ بشر نبی کیسے ہو سکتا ہے جواباً" وحی آتی ہے نبی رحمت کی زبان سے کہلوایا جا رہا تھا' کہ تورات و انجیل کا علم رکھنے والے ابھی موجود ہیں (مثلاً" یہود میں سے ابن صوریا اور نصاری میں سے ورقہ بن نوفل طرز کے لوگ) ان سے پوچھ لو کہ پہلے انبیاء و رسل بھی بشر ہی تھے جنہیں ہم نے وحی اور کتب سے سرفراز فرمایا تھا اس میں یہود و نصاری کی عظمت اور قرآنی تصدیق کہاں سے آ ٹپکی۔

"تورات و انجیل کی صحت و حقانیت" کے مصنف نے سورۃ مائد کی طرح سور ۃ انعام کی آیت 91 سے بھی نہایت عیاری کے ساتھ غلط استدلال کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جناب رسالت ماب کو اللہ تعالیٰ نے پہلی ہستیوں کی پیروی

کا حکم دیا ہے یعنی تورات و انجیل میں جو ہدایت ہے اسکی پیروی کرو۔ مکمل رکوع کو نظر انداز کرے ایک آخری آیت اور وہ بھی نامکمل نقل کر کے مقصد براری کی گئی ہے یعنی اولئک الذین هدی اللہ فبھداہم اقتدہ ہم آپ کے سامنے مکمل رکوع کا ترجمہ رکھتے ہیں اس مسلسل قرآنی عبارت کو کھلے دل و دماغ سے پڑھئے اور فیصلہ کیجئے کہ اس سے یہود و نصاریٰ کی پیروی کا حکم نکلتا ہے؟۔

"یہ تھی ہماری وہ حجت جو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اس کی قوم کے مقابلے میں عطا کی ہم جسے چاہتے ہیں بلند مرتبہ دیتے ہیں حق نہ ہے کہ تمہارا رب نہایت دانا اور علیم ہے پھر ہم نے ابراہیم علیہ اسلام کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو راہ راست دکھائی تھی اور اسی کی نسل سے ہم نے داؤد و سلیمان علیہ السلام، ایوب علیہ' یوسف علیہ' موسیٰ علیہ' و ہارون علیہ کو (ہدایت بخشی) اس طرح ہم نیکو کاروں کو انکی نیکی کا بدلہ دیتے ہیں۔ (اسی کی اولاد سے) زکریا علیہ' یحیٰ علیہ' عیسیٰ علیہ' اور الیاس علیہ کو (راہ یاب کیا) ہر ایک ان میں سے صالح تھا (اسی کے خاندان سے) اسماعیل علیہ' الیسع علیہ' اور یونس علیہ اور لوط علیہ کو (راستہ دکھایا)۔ ان میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام دنیا والوں پر فضیلت دی نیز ان کے آباؤ اجداو لور ان کی اولاد اور ان کے بھائی بندوں میں سے ہم نے بہتوں کو نوازا' انھیں اپنی خدمت کے لئے چن لیا اور سیدھے راستے کی طرف ان کی راہنمائی کی' یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کے ساتھ وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے راہنمائی کرتا ہے۔ (جو اخلاص سے راہنمائی کا طلبگار ہوتا ہے - والذین جاهدوا فینا لنهد ینهم سبلنا - جو ہمارے راستے کی ہدایت کے لئے سعی کرے اسے ہم ہدایت

سے نوازتے ہیں۔ ارشد) لیکن اگر کہیں ان لوگوں (انبیاء و رسل) نے شرک کیا ہوتا تو ان سب کا کیا کرایا غارت ہو جاتا۔ (یہ) وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی تھی۔ اب اگر یہ لوگ (یہود، مشرکین و منافقین) اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں تو (پرواہ نہیں) ہم نے کچھ اور لوگوں کو یہ نعمت سونپ دی ہے (مہاجرین مکہ و انصار مدینہ) جو اس کے منکر نہیں ہیں۔ اے محمد وہی لوگ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ (انبیاء و رسل سابقہ) تھے انہی کے راستہ پر تم چلو (گمراہوں کے رویہ کو نظر انداز انہوں نے بھی کیا تھا تم بھی یہی کرو) اور کہہ دو کہ میں (اس تبلیغ و ہدایت کے) کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔ یہ تو ایک عام نصیحت ہے تمام دنیا والوں کے لئے"۔ (انعام 83 تا 91 - ترجمہ تفہیم القرآن)

ہم اس سے پہلے یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت سے نبی آخرالزماں تک ہر نبی خالق و مالک کائنات کا فرستادہ تھا اور جس ہدایت کے لئے اسے مبعوث فرمایا وہ بھی ایک ہی ہدایت ربانی تھی۔ نبی تو کوئی بھی منحرف نہ ہوا البتہ اس کی زندگی میں اس کی وفات کے بعد گمراہی کے دلدادہ لوگوں نے مصلحین کے بھیس میں اس ہدایت کو من مانے انداز میں بدل لیا مثلاً" حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں سامری کا بچھڑا ہو یا سنگساری کے ضمن میں اوپر گزری تحریف کا قصہ جو یہود کی موجودگی میں ایک یہودی عالم نے نبی اکرم کو سنایا تھا۔ انبیاء ورسل نے اپنی زندگیوں میں ایسے گمراہوں کے مقابلے میں حق پیش کیا اور ہر نبی کی زندگی شاہد ہے کہ اس کے پورے دور نبوت میں کم یا زیادہ گمراہی کسی نہ کسی حال میں موجود رہی کہ یہ بھی منشا ایزدی ہے اگر اللہ تعالیٰ یہ تمیز ختم کر دیتا تو خیر کی عظمت کا احساس و ادراک ہی ختم ہو جاتا۔ دنیا آخرت کے لئے کھیتی کبھی نہ بنتی اسی لئے رسول اللہ کی موجودگی میں بھی یہ گمراہی یہود و نصاریٰ کی شکل میں موجود تھی جس کے بدلے نفوس قدسیہ کا گروہ بشکل مہاجرین و انصار، علم ہدایت کے ساتھ رشد و ہدایت کے غلبہ کیلئے عطا فرمایا گیا۔ اور حضرت محمد کو ہدایت فرمائی گئی، کہ پہلے انبیاء کی طرح ان گمراہی پر ڈٹے لوگوں سے

اعراض کرتے ہوئے پہلے انبیاء و رسل کی راہ چلتے حق کے غلبہ کی سعی فرماتے رہے۔

ہم اگر مزید قرآنی آیات کا تجزیہ پیش کریں گے تو بات عیاری و مکاری سے غلط مطلب نکالنے پر ہی ختم ہو گی اس لئے کہ قرآن اپنی اصلی حالت میں اپنی ہر صحت و حقانیت پر گواہ ہے کوئی تاویل کوئی توجیح، کسی بڑی موٹی معروف تفسیر کا نام اس چاند کو ،سا نہیں سکتا۔ آج کے مسیحی "علما و فضلا" کی نسبت ماضی کے علما و فضلا کے پاس بہتر علم تھا اگر ساڑھے چودہ سو سال میں وہ دین حنیف میں تحریف ثابت نہ کر سکے تو آج کے دور میں علمی کنگلہ پن کے شکار مسیحی مصنفین اپنی جھوٹی خود ساختہ داستانوں سے کیا ثابت کریں گے۔

چلتے چلتے "تورات و انجیل کی صحت و حقانیت" کے صفحہ 60 پر ایک آئیت (سورۃ انعام آیت 92) وما قدر و اللہ حق قدرہ کا اتنا حصہ نقل کرنے کے بعد تفسیر طبری جلد 11، صفحہ 160 کے حوالہ سے مصنف یہود کا مکر ثابت کرتے ہیں کہ وہ تورات کے بعض صفحات چھپا لیتے تھے جو یقیناً" قابل مذمت فعل ہے مگر پوچھا جا سکتا ہے کہ اس سے صحت و حقانیت کے حق میں ہے کیا؟

یہی تو ہم کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کے علما نے توریت انجیل کے ساتھ ایسا سلوک کیا تو قران نازل ہوا تا کہ جو کچھ یہ چھپا رہے ہیں، قرآن اسے نہ صرف ظاہر کرے بلکہ عملاً" نافذ کرے یہی کچھ نبی اکرم نے خود کیا، صحابہ رضوان اللہ علیم اجمعین نے کیا، یوں اسلام کا غلبہ مقدر ہوا جس میں یہود و نصاریٰ نے باوجود سازشوں کے سکھ کا سانس لیا جس پر تاریخ گواہ ہے۔ کیا یہ تاریخی حقیقت نہیں ہے کہ عیسائی حکمرانوں سے نجات اور مسلمان حکمرانوں کی آمد کے لئے عیسائیوں نے باقاعدہ دعائیں کیں۔

آخر میں ہم اپنے مسیحی احباب کی خدمت میں پورے اخلاص کے ساتھ یہ عرض کریں گے کہ اسلام آپ کو بزور مسیحیت چھوڑنے پر مجبور نہیں کرتا آپ کو اپنا

دین مبارک ہو۔ اکثریت کے ساتھ رہئے' تمام تر حقوق سے فیضیاب ہوتے ہوئے اس کے سچے دین پر ناروا حملے بند کر دیجئے کہ یہ ہر اخلاق و شرافت سے فرو تر رویہ ہے۔ ہر عمل کا ردعمل ہے اور رویے ہی ردعمل میں شدت پیدا کرتے ہیں۔ پاکستان میں یسوع مسیح کی حکومت کا خواب سازشوں سے شرمندہ تعبیر نہ ہو گا۔ حضرت یسوع مسیح تو ویسے بھی مکرو سازش کے خلاف تھے۔ مسلمان بے حس ضرور ہے مگر بے ایمان نہیں ہے۔ ایمان کی چنگاری اس کا سرمایہ ہے۔

☆☆☆

اقلیت کے لئے حقوق و آزادی اور فرائض

حقوق و آزادی

1- اپنے مسلمہ عقائد پر بلا خوف و جھجک عمل کرنا۔
2- اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ہر شہری کے ساتھ شہری حقوق و آزادی میں برابری۔
3- مکمل قانونی تحفظات سے استفادہ۔
4- تعلیم اور ملازمتوں میں برابر کا حق ماسوائے چند محدود ذمہ داریوں کے' جہاں صرف مسلمان ہونے کی شرط ہے۔

فرائض

1- اکثریت کے مسلمہ عقائد اور پرسنل لا کا احترام کرنا۔
2- اکثریت کے دینی' سماجی و معاشرتی اقدار کی حفاظت کرنا۔
3- ملکی آئین و قانون میں مقررہ کردہ حدود' بسلسلہ آزادی و حقوق' سے تجاوز نہ کرنا۔
4- اپنے قول و فعل سے حب الوطنی کا عملی ثبوت فراہم کرنا۔

مساوات مرد و زن

1- اعمال کا اجر مرد و زن کے لئے ایک جیسا ہے۔
2- حصول تعلیم کے لئے مرد و زن پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ فریقین کے لئے ہر طرح کی تعلیم و تربیت کے دروازے کھلے رکھے گیے ہیں۔
3- حقوق شہریت کے لئے قانون کی نظر میں مرد اور عورت برابر ہیں۔ کسی کے لئے کوئی امتیاز نہیں ہے۔

برطانوی خواتین اسلام کیوں قبول کر رہی ہیں؟

(لندن کے روزنامہ ٹائمز 9 نومبر 93ء کی سروے رپورٹ)

☆

"مغربی میڈیا کی معاندانہ روش کے باوجود اسلام مغربی دلوں کو فتح کر رہا ہے"

"یہ اور بھی ستم ظریفی کی بات ہے کہ اکثر برطانوی نو مسلم عورتیں ہیں حالانکہ مغرب میں یہ نظریہ بہت پھیلا ہوا ہے کہ اسلام عورتوں سے گھٹیا سلوک کرتا ہے"

"مغرب کے لوگ خود اپنی سوسائٹی سے مایوس ہو رہے ہیں' جس میں بڑھتے ہوئے جرائم' خاندانی نظام کی تباہی' منشیات اور شراب نوشی کا دور دورہ ہے' بالآخر وہ اسلام کے دیئے ہوئے نظم و ضبط اور تحفظ کی تعریف کرتے ہیں"

"برطانیہ کی نو مسلم خواتین نے ہمیں بتایا کہ "اسلام میں ہمارے لئے کشش کا سبب ہی یہ ہوا کہ اسلام مرد اور عورت دونوں کے لئے الگ الگ دائرہ کار تجویز کرتا ہے' جو دونوں کی جسمانی اور حیاتیاتی ساخت کے عین مطابق ہے"۔ ان کے نزدیک مغرب کی آزادی و حقوق نسواں کی تحریک' عورت کے ساتھ بغاوت تھی یعنی عورتیں مردوں کی نقالی کریں اور یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں نسوانیت کی اپنی کوئی قدر و قیمت باقی نہیں رہتی"۔

"کسی بھی ماڈرن مرد کو کھرچ کر دیکھئے' اندر سے ایک پرانا مرد برآمد ہوتا نظر آئے گا۔ مرد ہمیشہ ایک جیسے رہیں گے۔ عورتیں کہیں زیادہ تیز رفتاری سے بدل رہی ہیں لیکن جو کچھ وہ حاصل کرنا چاہتی ہیں اس کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کر رہی ہیں۔ آزادی و حقوق نسواں' کی تحریک جن مقاصد کے لئے جدوجہد کر رہی ہے ان میں سے اسقاط حمل اور ہم جنس پرستی کے سوا سب چیزیں پہلے ہی اسلام میں میسر ہیں"۔

"مغربی عورت اور مسلم عورت کا تقابلی مطالعہ کریں تو واضح فرق ملتا ہے اسلامی تعلیمات میں عورت کو زیادہ تقدس اور عظمت حاصل ہے جو مغرب میں عورت کو حاصل نہیں ہے بلکہ تحریک آزادی نسواں' کا اس کے سوا کوئی نتیجہ بر آمد نہیں ہوا کہ عورت دوہرے بوجھ تلے دب گئی ہے"

مصنف کی دیگر تصانیف

1. شہری دفاع (منظور شدہ GHQ، محکمہ سول ڈیفنس، محکمہ تعلیم پنجاب، سندھ، بلوچستان)
2. خطوط (منظور شدہ محکمہ تعلیم)
3. عورت (حقوق و فرائض قرآن و حدیث میں)
4. الدعاء المستجاب
5. حضرت محمد ﷺ (قرآن و حدیث میں)
6. الامام الاعظم (رابطہ عالم اسلامی کے لئے خصوصی مقالہ)
7. محاکمہ (تورات و انجیل کی حقانیت)
8. یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر
9. خلفائے ثلاثہؓ اور حضرت علیؓ
10. ابتدائی طبی امداد
11. سیلاب اور کشتی رانی
12. استحکام وطن پنجہ یہود میں
13. 21 ویں صدی کا چیلنج اور لوازم تعلیم و تربیت
14. لمحہ فکریہ (آزادیٔ نسواں کی آڑ میں سماجی اداروں کی خیانت)
15. خاندانی منصوبہ بندی اور تحریف قرآن (I)
16. خاندانی منصوبہ بندی اور نام نہاد علماء و دانشور (II)
17. خاندانی منصوبہ بندی کے فتاویٰ کی حیثیت (III)
18. خاندانی منصوبہ بندی، سچ کیا ہے؟ (IV)
19. سوچ (آپ کے لئے)
20. نماز (جسمانی اور روحانی صحت کی ضامن)
21. اسلام شدید ترین مغالطوں کی زد میں

22. انسان (تخلیق اور مقصد تخلیق)
23. دو گز زمین
24. انسانی اعضاء کی پیوند کاری اور حرام سے علاج
25. ایک بنو نیک بنو
26. کامیابی و کامرانی کا سربستہ راز
27. خالق نے مخلوق کے لئے سود حرام کیوں کیا؟
28. دعا اور درود شریف منزل پر کیسے پہنچتے ہیں؟
29. حجاب اور حدود ستر
30. النور (تعلیم نمبر)
31. النور (مراسلت حکیم محمد سعید شہید)
32. خطوط پر نام اور اخبارات و جرائد میں قرآن و حدیث لکھنے کی شرعی حیثیت
33. آخری صلیبی جنگ

تدوین:

1. قرآن حکیم کی حقانیت
2. روشنی کا سفر

تراجم:

1. وثائق یہودیت (Protocols)
2. فری میسنز کی اپنی مذہبی رسوم (Freemasson's Own Ritual)
3. روشنی کا سفر (عبداللطیف ایڈوان)
4. حضرت محمد ﷺ سے متعلق انجیل کی پیشین گوئیاں (احمد دیدیت)

اہم مضامین:

1. اسلام اور فوٹو گرافی
2. اسلام اور موسیقی
3. ہم اور ہمارے دفاعی تقاضے
4. تعلقات کیوں ٹوٹتے ہیں
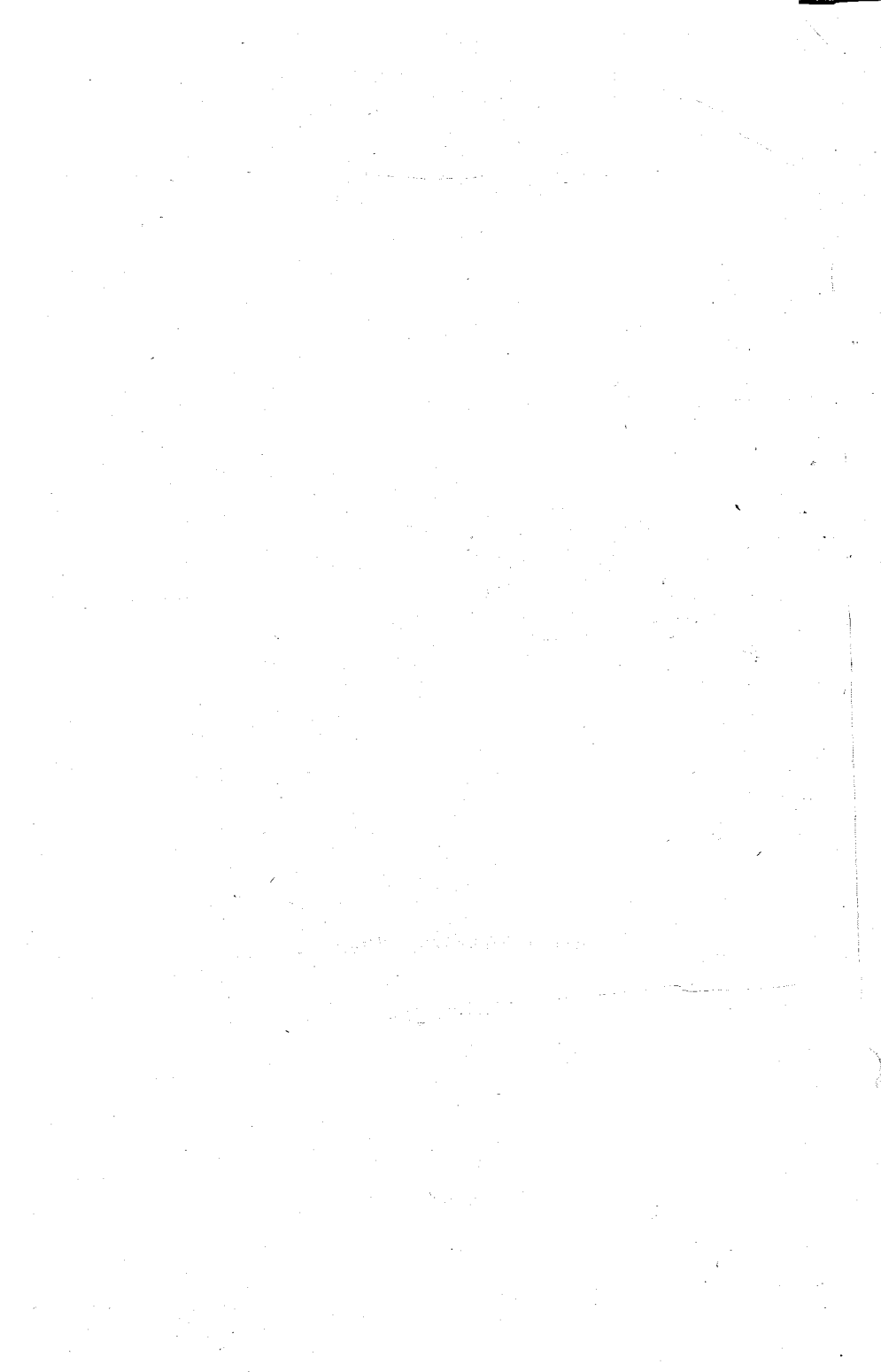
ترک خلافت سے اسلامی جمہوریہ پاکستان تک

''1895ء میں یہودیوں کی پہلی عالمی کانفرنس سوئٹزرلینڈ میں منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر ہیزل نے یہودی ریاست کے لئے منصوبہ بنایا۔ 1896ء میں بمبئی (متحدہ ہندوستان) میں طاعون کی وبا پھوٹ نکلی جس پر قابو پانے کے لئے معروف یہودی ڈاکٹر ہفلکن بمبئی پہنچا جس نے وبا پر کنٹرول کی آڑ میں ہزہائی نس پرنس آغا خان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ ترک حکمران سلطان عبدالحمید سے استدعا کریں کہ وہ یہودیوں کے ہاتھ فلسطین کی کچھ اراضی فروخت کردے۔ ڈاکٹر ہفلکن نے پرنس آغا خان مرحوم کو پیرس میں یہودی ربیوں کے نام تعارفی خطوط دیئے جہاں مسودہ پیغام تحریر ہوا' پھر مکمل ہوا۔

زیرک سلطان نے جب زمین کا ایک انچ بھی یہودیوں کو دینے سے انکار کر دیا تو 1905ء میں انہوں نے پہلی عالمی جنگ کا منصوبہ بنایا جو باقاعدہ شائع ہوا' جسمیں برطانیہ اور ترکی کو آمنے سامنے لاکر ترکی کی ہر قیمت پر شکست طے کی گئی اور پھر برطانوی سرپرستی میں اسرائیل کا وجود ممکن بنایا۔'' (خطوط' صفحہ 164)

''1932ء میں ایک معروف یہودی مصنف ابراہیم گلانتی نے جو ینگ ترک انقلاب میں ملوث تھا' اس انقلاب کا پس منظر بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ فری میسنری اس کی قوت محرکہ تھی اس نے ترکوں کے دلوں سے مذہب اسلام کو نکالا۔ سوسائٹی آف یونین اینڈ پراگریس (اتحاد و ترقی کمیٹی) میں قروصو (دونمہ خفیہ یہودی) اہم مقام پر فائز تھا۔ وہ اس وفد میں شامل تھا جو 1909ء میں سلطان عبدالحمید کو یہ بتانے گیا تھا کہ اسے تخت سے ہٹا دیا گیا ہے۔ وہ ترک پارلیمنٹ کا ممبر تھا۔'' (فری میسنری' صفحہ 210' از بشیر احمد ایم اے)

یہودی تنظیم فری میسنری کی زیر زمین سرگرمیوں نے ترک فوج کے دلوں سے اسلام کھرچ کر ترکی خلافت کا خاتمہ کر دیا اور آج بھی ترک مسلمان قوم پر ان کی ملحد فوج حاوی ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان' نظریاتی ریاست ہے۔ جس کے بانی نے پہلے روز سے ہی اس کے اس تشخص کا برملا اظہار کر دیا تھا مگر یہاں بھی زیر زمین اور بر سر زمین یہود و نصاریٰ کی ملی بھگت سے اسلام کا راستہ روکنے کی کوشش پہلے دن سے جاری ہے اور آج حکمران جب کمال اتاترک کو اپنا آئیڈیل کہتے ہیں' وزیر داخلہ جہادی تنظیموں اور دینی مدارس کے خلاف اقدامات کا عندیہ دیتے ہیں۔ NGO مافیا کے وزراء دین دشمن NGOs کو ہر تحفظ کی یقین دہانی کراتے ہیں تو ترکی کے نقوش پا پر قدم بڑھا کر اسلامی تشخص پر کاری ضرب لگانے کی نیت کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔

وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے
تیری بربادیوں کے تذکرے ہیں ایوانوں میں